نذر

بعہد دولت ابد مدت دارائی سپہر آستان کارکیائی فرشتہ پاسبان
اعلیحضرت قدر قدرت خداوند نعمت حضور پرنور رستم دوران مظفر الممالک
فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ ظل سبحانی اعلیحضرت میر محبوب علیخان بہادر
بادشاہ دکن خلد اللہ ملکہ و دولتہ و افاض علےٰ رؤس الانام برہٗ و احسانہٗ

Muhammad Husain Khān

یہ ناچیز ہدیہ

بگرامی خدمت فیض درجت
اعتضاد السلطنۃ ناصر الملۃ معلی القاب عالیجناب ہلال رکاب سکندر جنگ اقبال الدولہ
اقتدار الملک وقار الامرا نواب محمد فضل الدین خان بہادر وزیر اعظم دولت آصفیہ
ادام اللہ اقبالہ و اجلالہ بصد ادب بامید قبولیت

بسرپرستی و کمال پروری مصطفوی
گوہر مرتضوی تبار علامہ تحریر اقلیدس تحریر عالیجناب نواب موتمن جنگ
عماد الملک بہادر ناظم تعلیمات دام اقبالہ پیش کیا جاتا ہے
گر قبول افتد زہے عز و شرف

Ahkām-al-tārīkh

گذرانیدہ

فدوی خاص محمد حسین عفی عنہ

فہرست خلاصہ مضامین کتاب احکم التاریخ المعروف بہ محبوب السلاطین

فہرست ... المعروف ...

۶

یہہ تاریخ جمیع سلاطین نامور و حکمائی نامی کی حکایات و نصائح تمام عام کی سلاطین فن اہم مین مسمی بہ
آئینۂ التواریخ
المعروف
محبوب السلاطین
جسکو مورخ نامور فرزانہ روشن گہر جناب منشی محمد حسین خان صاحب نے تالیف فرمایا

دیباچہ

نتیجہ فکر روشن شاعر ساحری فن یگانہ روزگار منتخب لیل و نہار رشک خاقانی و عمعق ثالث لبید و فرزدق خاقان قلمرو سخن ساسان ششم ملک الشعرا ابوالقاسم مولانا فضل رب عرشی تاجپوری مدظلہ علی رؤس الانام شاعر خاص حضور نظام

اگرچہ اعیان روزگار کے حالات سے عربی اور فارسی تاریخین لبریز ہین اور عجمی و تازی زبانین ان نامورون کے واقعات سے مالامال - مگر وہ چیز جسکو زمانہ کی آنکھین آج ڈھونڈ رہی ہین اور موجودہ زمانہ کے جوہری جن موتیون کی تلاش مین ہین اوس گوہر شبچراغ سے یہہ دونون صدف خالی ہین - یا ان موتیون کی اون جوہریون کو

قدر ہی نہ تھی یا دانستہ اُن گران بہا جواہرات کو اپنے مبارک جانشینون
کیلئے چھوڑ گئے یہہ کہنا کہ اسلامی مورخین اس کوچہ سے نابلد اور فن تاریخ مین کامل
نہ تھے عقل انسانی کا خون کرنا ہے متعصب مورخین کے غلط فہمیون نے اگلے تاریخ
نگارون کو مورد الزام بنایا ہے چونکہ دامن سلطنت ہمیشہ عیب پوش اور پردہ دار ہوتا ہے
اسلیئے اُن کی عہد حکومت مین اون کے عیوب پر نظر نہین پڑتی آیندہ نسلین ہمارے
نگاہون سے دور ہین معلوم نہین کس لباس اور کس ہیئت مین آنے والی ہین - اور موجودہ
تہذیب اور طرز تمدن کا کن ہتیارون سے مقابلہ کرنیوالی ہین -

تاریخ جسکی آنکھون کے سامنے حادوث و قدم اور وجوب و امکان کے سرا پردے کھلے ہین
عبرت کی نگاہون سے بتلا رہی ہے کہ ہر زمانہ کے مورخ اگلون کے علمی اور عملی کارنامے
حقارت کی نگاہ سے دیکھتے آئے ہین اور اعتراضون کے سیلاب سے گذشتہ تہذیب کی عمارتون
کو متزلزل کرتے رہے ہین -

صاحب السیف والقلم کی امت کے وہ بزرگ جو اپنے اپنے عہد کے اولوالعزم ناموروںکا
کارنامہ لکھہ گئے ہین اسی سیف وقلم کو پیش نظر رکھہ لیا ہے زیادہ حصہ فتوحات اور خانہ
جنگیون سے لبریز پائیگا اور باقی حصہ مین ایسے علمی جلسے نظر آئینگے کہ آپ ہر عہد کے
آئمہ ہر عصر کے علما کی خیالی تصویر ایک خیالی لباس مین دیکھ لینگے مگر اون کی معاشرت
اونکی عادات اور اونکی پرایوٹ زندگی کا کہین پتہ نہ لگے گا جو موجودہ تہذیب کی نظر مین
دلچسپ اور قابل فخر واقعات ہین اون کے مبارک جانشینون (اہل یوریپ) نے
اس بار گران کو اپنے دوش ہمت پر اوٹھا لیا اور ہر نامور کی دو ورقی تصویر کھینچکر ہمارے
سامنے رکھدی جس سے اوس تصویر کا عیب و ہنر حسن و قبح رفتار و گفتار صورت و سیرت

بلکہ خط و خال تک نظر آنے لگا مگر یہہ اوس حالتمین ہے جب ایک ہی شخص کی تالیف لکھی جاتی ہے اور اوسیکی علمی اور عملی کارنامے اور اوسیکے تکلف یا سادہ پن کا خاکہ کھینچنا مقصود ہوتا ہے مگر وہ مورخین جو سلاطین عالم یا مشاہیر حکما کا مرقعہ تنبہاً للناظرین پبلک مین پیش کرتے ہین بجز اسکے کہ اُنکی تاریخ ولادت اور سن وفات لکھکر خاموش ہورہین کیا کرسکتے ہین - اسی گروہ کے ایک نامور مورخ ہین ہمارے معزز دوست منشی محمد حسین خانصاحب جنہون نے سلاطین ایشیا اور یورپ کے متعلق ایک بسیط تاریخ لکھی ہے اور اوسکو پانچ حصون پر تقسیم کیا ہے -

پہلے حصہ مین بادشاہون کی ایسی دلچسپ حکایتین درج کی ہین جس سے اونکی سیرت اور سوشیل حالات کا مجملاً اندازہ ہوسکتا ہے اور ہر حکایت کی آخر مین اوسی حکایت سے ایسا معنی خیز اور سود بخش نتیجہ نکالا ہے جو برقی حرارت کیطرح رگ و پے مین دوڑ جاتا ہے -

دوسرے حصہ مین حکمرانی کی تعریف اوسکے صرف کا موقع حاکم کے فرایض اوسکے مثالین عمدہ پیرایہ مین بیان کے ہین اور اخلاقی حالات کا فوٹو کھینچکر سامنے رکھدیا ہے جس سے مولف کی قوت نظر اور قدرت استنباط ظاہر ہوتی ہے -

تیسرا حصہ علما اور سلاطین کے قابل قدر نصیحتون سے لبریز ہے جو حقیقتاً لایق قدر اور قابل عمل ہے -

چوتھا حصہ ظلم کے صفات نکوہیدہ اور اوسکے بُرے نتایج سے متعلق ہے جسکو مولف نے نمعلوم کہان کہان سے قطرہ قطرہ فراہم کیا ہے تب یہہ موجزن دریا زمین سخن پر بہایا ہے -

پانچوین حصہ مین سلاطین روی زمین کو ایک نقشہ مین اسطرح دکھایا ہی کہ یہہ کب

پیدا ہوے اور کس کس مین سلطنت پائی اور کب اس سیمیا طلسم کو چھوڑنا پڑا -
بے چین طبیعتین جو ہمیشہ اشغال کے متلاشی اور علمی مطلوب کی جویان رہتی ہین
کچھہ نہ کچھہ مشغلہ دل بہلانے کا ڈہونڈ لیتی ہین ہمارے معزز دوست جنہون نے
مدت سے اس سنگستانی اور ریتلی زمین مین قدم رکھا ہے اور تصنیفات کا عظیم بار مردانہ
دوش ہمت پر اوٹھا لیا ہے جب اس تالیف سے فارغ ہوے تو اونکا حسن ظن معہ تالیف
اونکو میرے پاس کھینچ لایا تا کہ اس بحر مواج کو خار و خاشاک سے پاک کرکے زہر آگین
موجون کو شفاف اور شیرین لہرون سے جدا کردون اون کے جوش اور مکرمی مولوی
محمد عبد الخالق صاحب کے اصرار نے مجبور کیا کہ حریفانہ اس ناظورہ دلفریب پر
نظر ڈالون اور اسکے خال وخط کو نقشہائے زنگار رنگ سے رشک نگارخانہ ارژنگ
بناؤن - مگر مجھکو شرمسارانہ کہنا پڑتا ہے کہ مین اوس بھاری سل کو جیسا اور جسطرح
چاہیے اُٹھا نہ سکا نہ اس خیال سے کہ میرا دوش نازک زخمی اور فگار ہو جائیگا بلکہ وہ چشمہ
جو وجدانی سرزمین سے اوبلا تھا ازدحام آلام اور فراوانی افکار کی حدت و تمازت سے
خشک ہوکر رہگیا - اسمین شک نہین کہ مولف نے مفید اور ضروری مضامین سے اس سراب
تند اور رحیق عتیق کو دو آتشہ کرکے عالیجناب ہلال رکاب کیوان خدم برجیس حشم
بیکسون کے والی غریبون کے مولا نواب سکندر جنگ اقبال الدولہ
اقتدار الملک وقار الامرا بہادر وزیر اعظم سرکار دولت آصفیہ ادام اللہ
اقبالہ و اجلالہ کے قدسی ملاحظہ مین نیاز گسترانہ بامید قبولیت پیش کیا ہے جو ہر طرح
قابل قدر اور درخور آفرین ہے اگر کریم دریا دلکی ہمت آبیاری کریگی اور چشمہ کرم کے
کنارون سے مثل ابرنیسان گہربار ہوگی تو نہ صرف مولف کی چہرۂ محنت کا غازہ بنیگی

بلکہ قوم کی جیب و دامن کو گہر ہائے شاہوار سے بھر دے گی ۔

الراقــــــم

ابو القاسم فضل رب عرشی تاجپوری ۔

شاعر خاص اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی دام دولتہ

مثنوی

بنام خداوند گردان سپہر
فروزندۂ مشعل ماہ و مہر

بیا اے خردمند پاکیزہ رائے
چو پاکان ز صورت بمعنی گرائے

غم ہر چہ داری فراموش کن
ازین میکدہ ساغری نوش کن

برآور سر دانش از گوشہ ہا
دو صد دانہ برگیر زین خوشہ ہا

براین شمع گرد آی و پروانہ باش
درین میکدہ باش و دیوانہ باش

چو پروانہ بیباش باساز و سوز
ازین شمع قندیل خود برفروز

چہ نازی بکالای پارینہ ہا
ازین خانہ بردار گنجینہ ہا

چگویم کہ چون ساحر نقشبند
پری را درین شیشہ کرد ست بند

بہ بینی درین بحر گوہر نثار
صدفہا پر از گوہر شاہوار

چو گوہر کشان زین گہر ریزہا
پی گوش خود درکش آویزہا

الٰہی شود گوشش آفاق پر
ز آویزۂ این گرانمایہ دُر
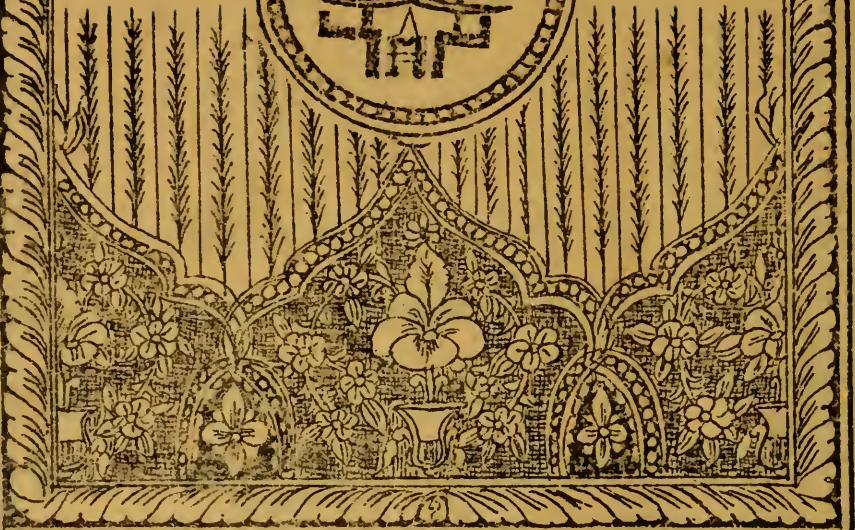
بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر قسم کی تعریف اُس مالک الملک شہنشاہ بے نیاز کو شایان ہے جس نے انبیاء عظام
کو بیّن معجزات و آیات عطا فرمائے اور اولیاء کرام کو بدیہی کرامات و خرق عادات
مرحمت کیے جن کے فیض عام سے انسان ضعیف البنیان شکوک کے ظلمات سے نکلکر
نور یقین کو پہنچا اور مشعل ایمان اُس کے خانۂ دل میں روشن ہوئی

اور اللہ پاک کا شکر ہے جس نے اپنے عاجز اور فرمان بردار بندون کے
واسطے وہ جنت بنائی کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سنی اور نافرمان
بندون کیواسطے وہ دوزخ بنائی جس کے ایک دم گرم سے چھ مہینے تک روئے
زمین پر تپش رہتی ہے اور ایک نفس سرد سے چھ مہینے ساری زمین آب افسردہ کا
کام دیتی ہے اللہ پناہ دے اُس سے ہم سب مسلمان بہائیون کو اور درود و سلام کا

تحفہ اُس سردار عالم محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر جس نے
ہم کو اس دوزخ کی آگ سے بچانیکی ایسی صورۃ فرمائی جیسے شمع پر پروانہ گرتا ہو
اور کوئی بچاسے - اس سے یہہ مراد ہوسکتی ہے کہ ہم سب صرف دنیا کے ناز و نعم دیکھکر
اپنے آپ کو قعر ہلاکت مین گراتے ہین اور وہ ہم کو اُس سے اس طرح پر بچاتے ہین
جیسے کوئی شمع سے پروانہ کو اور ہزاران ہزار مدح وثنا چارون اصحاب کبار قامع بنیان
کفار کو لایق ہے جن حضرات بابرکات نے کمر سعی واخلاص باندھکر جان و دل سے
آپکے مدد کی اور آپکے بعد بھی ایسی جانفشانی و عرق ریزی اشاعت اسلام مین
کی کہ ستارہ اسلام کو چرخ ہدایت وارشاد پر مثل آفتاب روشن ومنور کردیا اور دشمنان
خدا و حاسدان ملت بیضا کو ایسا تہ تیغ کیا کہ نام کو بھی کہین نام کفر نہ چھوڑا ان چارون
حضرات کو اگر خانہ دین کا چار ستون تسلیم کرین تو حق ہے بلکہ اگر شخص اسلام کا چار عنصر کہین تو بجا ہے

۔ دین اور بادشاہ یہہ دونون توام ہین دین بنیاد اور بادشاہ
اوسکا نگہبان ہے جس چیز کا کوئی نگہبان نہو تو وہ برباد ہوگی اور جو چیز کہ بے بنیاد ہوگی
وہ خراب ہوگی **بادشاہ** زمین پر خداوند عالم کا سایہ اور اُس کی مخلوق پر اُس کا
قایم مقام ہوتا ہے اور اسکی طرف سے اسکی حق کی رعایت کیواسطے ایک معتمد ہی کہ جس سے
انتظام کامل ہوتا ہے مثلاً امن رکھنا راہ مین پناہ دینا ضعیف کا قوی سے حائل
ہونا درمیان خلق اور مظالم کے جاری کرنا سنن کا دور کرنا بدعۃ و فتن کا آباد کرنا
مساجد کا قایم کرنا مدارس کا بنوانا سڑکون کا سزا دینا مجرمون اور راہزنون کا انصاف
کرنا مظلومون کا فیصل کرنا خصومات کا حق رسی کرنا حقدارون کی فریاد رسی کرنا فریادیون
کی پناہ دینا یتیمون ولاوارثونکا کفن دفن کرنا غرباؤن کا بچانا رعایا کا دست متغلبین سے

حفاظت کرنا املاک و اوقاف کا قائم کرنا حدود و قصاص کا جاری رکھنا تعزیرات کا اشاعت
کرنا شعائر اسلام کا نصب کرنا قاضیون اور مفتیون اور اہل احتساب کا قیام کرنا ساتھ
واجبات و فرایض و حقوق عباد کے اہتمام کرنا امر معروف و نہی منکر مین جمع کرنا سپاہ
و لشکر کا واسطے حراست کے دشمن سے مہیا رکھنا سلاح کا حرب و ضرب کیلئے قہر کرنا
اعدائے دین پر بند و بست رکھنا بیت المال کا روکنا مفسدین کا فساد و فتن سے رعب
اور ہیبت رکھنا رعایا پر پس اگر بادشاہ نہوتا تو انتظام نرہتا اور سب خاص و عام برابر ہوجاتے
بلکہ فتنہ و فساد خوب پھیل جاتا اور اضطراب و شور بہت ہوتا اور لوگ من مانے سرکشی اور
مخالفت کرتے یہان تک کہ اصلاح معاش و اصلاح عاقبت سے بالکل بے بہرہ ہوجاتے
کیا خوب فرمایا خلیفہ **عمر بن عبد العزیز** رضی اللہ عنہ نے کہ اللہ پاک بسبب سلطان کے
ایسی باتون سے روکتا ہے جس سے کلام نہین روک سکتا ہے اور قرآن شریف سے
تو وہی لوگ ڈر کر گناہون سے بچتے ہین جو عالم باللہ و عارف بالحق ہین اور سلطان سے
سب خوف کرتے ہین اسلئے یہ خوف سلطنت کا اون کو بہت افعال محرم اور اعمال منکر سے
باز رکھتا ہے ۔ اور ایسا بادشاہ کون ہے کہ کلام اللہ کی آیتون مین فکر کرے
اور غور و تامل سے اُن کو دیکھے خداوند عالم نے رسولون کو علامتین دیکر بھیجا ہے
اور اُن کے ساتھ کتاب و ترازو اوتاری کہ لوگ عدل و انصاف پر قائم رہین اور لوہا[ع]
اوتارا کہ اس مین سختی و منفعت بہت ہے اس سے بہت کام نکلتے ہین اور یہ معنی اسلئے
خیال مین گذری کہ کتاب و ترازو اور تلوار مین کچھ مناسبت ہی نہین نہ ہم شکل ہین
نہ ہم جنس پھر اُنکو اس کلام مین کیون جمع کیا آخر یہی ظاہر ہوا کہ قرآن قانون شریعت اور احکام
دین کا دستور العمل ہے جس مین راہ راست کا بیان اور فرایض مجمل کی تفصیل اور تن و

[ع] وانزلنا الحدید فیه بأس شدید ومنافع للناس ١٢ منه

جان کی مصلحت ہو کہ زیادتی اور ستمگاری و سرکشی و خصومت سے باز رکھتا ہے اور جس قانون ملک کو عقلائے سلطنت و ارکان دولت اپنی ذہن کی تیزی اور طبیعت کی چالاکی سے بناتے ہین اوس کو سیاست عقلیہ کہتے ہین اور جو قانون قواعد شرعیہ سے لئے جاتے ہین اسکا نام سیاست دینیہ ہوتا ہے - پہلے قانون کا نفع دنیا ہی مین حاصل ہے وہ بھی جبتک ٹھیک ٹھیک چلے ورنہ ہمیشہ اس قسم کے آئین و قانون کی ترمیم ہی ہوتی رہتی ہے یہی ترمیم دلیل ہے نقص قانون کی اور دوسرے قانون کا نفع دنیا و آخرت دونون مین حاصل ہے اس لئے کہ مقصود خلق سے نری دنیا ہی نہین ہے، چونکہ دنیا فانی اور باطل ہے جسکا انجام موت اور فنا ہے اصل مقصود تو اُن سے قائم رہنا اُن کا دین پر ہے یہ قیام صاحب قیام کو سعادت اخروی تک پہنچاتا ہے -

اصل حکم خلق پر اہل شرع کا ہے جیسے انبیا، خلفا، علما، اولیا ان کی حکمرانی مین مصالح دنیا اور آخرت دونو ہوتے ہین پھر جو امیر اور رئیس بادشاہ والی سلطنت اُن کی چال پر چلے تو وہ حقیقت مین اُن کا نائب ہے یعنی حراست دین اور سیاست دُنیا مین ایسے نائب کو عرف شرع اور اصطلاح اسلام مین خلیفہ اور امام کہتے ہین عہد نبوت کا انتظام تو ظاہر ہی ہے کہ چار دانگ عالم مین فتح و نصرت کا ڈنکا بجایا اپنی حسن تدبیر اور عدل و انصاف سے شیر اور بکری کو ایک گھاٹ پانی پلایا اور عہد صحابہ و تابعین و تبع تابعین کا بندوبست دیکھو کسطرح سے ہفت اقلیم مین اسلام کو پھیلا دیا اور کسطرح کا امن اہل زمین کو بخشا حاصل یہ ہے کہ کہ پورا پورا تامل کرنے سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ یہی سیاست شرعیہ و تدبیرات نبویہ عافیت دارین اور خیریت کونین کے چشمے ہین جو کچھ ان کے سوا ہے وہی فساد کی جڑ اور فتنہ کا گھر ہے جو عمدہ قوانین سیاست عادلہ آج ملوک روے زمین کے ہین اونکا

ماخذیہی شریعت اسلام ہے گو اون کی زبان و بیان مین اُسکا اسم اور رسم جدا ہوسکتا ہو اگر یہ جامعیت نہ ہوتی تو دین اسلام کامل نہ ٹھیرتا حالانکہ خداوند عالم نے اپنے کلام کلام پاک مین خبر دے ہے کہ ہم نے اس دین کو کامل کر دیا ہے کمال کے یہی معنی ہوتے ہین کہ اس دین کا پیرو کسی امر جزی وکلی مین خواہ تعلق اس امر کا دنیا سے ہو یا دین سے کسی غیر اسلام کی عقل اور قانون کا محتاج نہین ہوسکتا ہے فرمان روائی ملک داری حکمرانی سب کا انتظام اسی شرع اسلام سے اور سارے حوادث کا حکم قرآن پاک اور حدیث شریف سے بادلہ خاصہ یا عامہ ہر وقت ہر زمانے مین قیامت تک برآمد ہوسکتے ہین ۔ اور آسمان سے بارش اس لئے ہوتی ہے کہ زمین سے رزق پیدا ہو جسکو بقدر استحقاق ہر ایک تقسیم کرے نہ کوئی تغلب کرے نہ کوئی محروم رہے اس انصاف و برابری کے لئے ایک آلہ کی ضرورت پڑی سو اللہ پاک نے مخلوق کو اس طرف متوجہ کیا کہ ترازو بناوین اور اپنے لین دین مین استعمال کرین کہ آپس مین ظلم نہو نہین تو خسر الدنیا والاخرہ کے مصداق ہونگے اور اسکی دلیل یہ کلام ہے کہ خداوند عالم نے آسمان بلند کیا اور میزان مقرر فرمائی کہ تم تول نے مین زیادتی نکرو بلکہ وزن انصاف سے کرو تاکم نہو اور یہ برابری بے ترازو کے ممکن ہی نہین اسلئے اللہ پاک نے اوس کو مقرر فرمایا اور یہہ معلوم ہوا کہ کلام اللہ مین احکام خداوندی درج ہین اور یہ ترازو انصاف اور برابری کیلئے بنائی گئی ہے اور ان دونون کا اتباع اور اُن کے احکام کا التزام صرف تلوار سے ہے اور ظاہر ہوا کہ سلطان اللہ کا خلیفہ اور اس کا امانت دار ہے اور خلق خدا پر فرمان روائی کے قابل وہی شخص ہوتا ہے جو خاندانی عزت اور وجاہت اور حسب و نسب کے علاوہ عدل و انصاف رحم و کرم کا مصدر

ومخزن ہو اور اخلاق آلہیہ وعلوم شرعیہ کا معدن اسلامی سلطنت تو ہندوستان
سے نکل گئی اور اب اوس قوم کے ہاتہہ ہے جسکو مسلمانون سے نفرت ہے اور
مسلمانون کو اُن سے وحشت ہین چہوٹی چہوٹی ریاستین وہ خود نزع کی حالتین
ہین صرف برائے نام بہوپال رامپور ٹونک جاورہ جوناگڈھہ وغیرہ یہہ دوچار
ریاستین ابھی سرزمین ہندمین باقی ہین جہان دوچار دس بیس ہندوستانیون
کی صورتین نظر آجاتے ہین مگر کوئی ایسی ریاست جو وقت پر سلطنت کی ٹکرا وٹھاسکتے
اور مسلمانون کی ساتھہ ایک خاص ہمدردی رکھتی ہو اور اہل فضل وکمال اوسکے دامن تربیت
مین پرورش پاتے ہون رومی بومی زنگی فرنگی آفاقی قبچاقی غرض ہر قوم اور
ہر فرقہ کے لوگ وہ بھی دوچار دس بیس نہین سیکڑون ہزارون اوسکے خوان کرم
اور مائدہ احسان پر ہر وقت نظر آتے ہون میری نظر مین تمام قلمرو ہندمین اگر کوئی
ایسی ریاست آباد ہے تو وہ دارالسلطنت حیدرآباد صانہ اللہ عن الشر والفساد ہے
وہان کا دارائے روشن گہر فرمان روائے برجیس قدر جمال کمال وکمال جمال سرکشونکا سرکوب
جابرونکا خانہ روب امیرونکا امیر و مولی غریبونکا مربی وآقا عدل وکرم مین ثالث حاتم
وکسری دولت وشوکت مین ثانی سکندر ودارا حضرت بندگان رفیع المکان ہمایون
منزلت گردون قباب جوزار کاب سریرآرائے انجمن دولت وکامرانی صدرنشین
بزم جہانداری وجہان بانی ناظم ممالک تمدن وسیاست سالک مسالک نصفت ومعدلت
دارائے کشور فہم وکیاست دانائے کامل غوامض عقل وفراست صدر داورگاہ امارت
وریاست پیشوائے عسکر ظفر پیکر شجاعت وبسالت مورد محاسن سینہ مرجع معارف زکیہ
حضور پرنور رستم دوران مظفر الممالک فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ

اعلیحضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ ودولتہ وافاض علی رؤس الانام برّہٗ واحسانہ ہین اللہ پاک اس امیدگاہ عالم وعالمیان کو اپنی حفظ وامان مین سلامت با کرامت رکھے احباب شاد اور مسرور رہین اور اعدائے دولت مبتلاے حوادث دہور ۔۔

رایت دولت بجاہت جاودان منصور باد	تا ابد چشم بد از جاہ وجلالت دور باد
این دعاے بندگان تست ہر صبح ومسا	درپناہ جاہ تو ملک دکن معمور باد

یہہ وہ سلطنت ہے کہ اگلے مصنف بھی اس سلطنت کو دیکھتے تو اپنا سارا علمی کمال اس دار الفضل کے تعریف مین صرف کرتے اور اپنے کلام کو اس ذکر سے زینت اور اپنے قلم کو عزت دیتے ۔۔

اور تدبیر مملکت کے لئے اللہ پاک نے شعبہٗ مخزن معدلت شاخ شجرہٗ فاروق الاعظم والعدالت جگر گوشۂ حضرت فرید الحق والدین گنج شکر رحمہ امیر ابن امیر اور کریم ابن کریم مخدوم عالم وعالمیان چشم وچراغ شبستان والاپایگی نوبہار بہارستان گرانمایگی دریا دل سحاب آستین سپہر آستان فرشتہ پاسبان برجیس شیم مہر علم کیوان خدم مریخ حشم عالیجناب سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک وقار الامرا نواب محمد فضل الدین خان بہادر مدار المہام سرکار عالی دام اقبالہ کو منتخب کر رکھا تھا جو مسند امارت ووزارت پر جلوہ افروز ہین اور اپنے زمانے کے آفتاب اور اندھیرے گھر کے مہتاب ہین اور لڑیون کے موتی بلکہ انمول جواہر ہین اور نگہبانی خلایق اور حسن تدبیر مین یگانہ روزگار اور سخاوت ودریا دلی مین منتخب لیل ونہار ہین جنکی دہلیز فضل وکمال کی امیدگاہ ہے اور جنکا آستان فیض نشان اہل دولت واعیان روزگار

کا بوسہ گاہ ہے -

واجب بر اہل مشرق و مغرب دُعای او	باقی مباد دہر کہ نخواہد بقاے او

سبب تالیف کتاب و تذکرہ مؤلف

امابعد ہیچمدان اور ژولیدہ بیان محمد حسین بن محمد امیر خان ابن محمد جعفر صدیقی غفر اللہ ھما و ذنوبہما وستر عیوبہما فی الدنیا والآخرۃ نمک خوار دولت سرکار ریاست نظام عرض پرداز خدمت ناظرین ہے کہ اگرچہ اصحاب سیر اور مورخین زمانہ اگلے پُرانے تذکرے جو آثار دولت وسلطنت سے چلے آتے ہین اُن کو اپنے کتابون مین بیان کر چکے ہین جن مین سے یہہ ناچیز محض عمدہ بادشاہون کی حکایات عادلانہ اور خصایل پسندیدہ کو بروجہ استفادہ عام اونہین رسالون سے انتخاب کر کے ہدیہ ناظرین کرتا ہے ❊

اگلے تاریخین چونکہ اکثر فارسی وعربی زبانون مین تہین اسلئے اُس کا فائدہ ایک خاص گروہ سے مخصوص تھا اردو قلمرو کے سیاح اُن جواہرات کو حسرت کی نگاہ سے دیکھتے اور فائدہ نہ اُٹھا سکتے اسلئے مین اردو زبان مین اُنکو اُٹھا لایا کہ عوام بھی اپنی جیب ودامن بھر لین ❊

اس تالیف سے بجز اسکے میری اور کوئی غرض نتھی کہ اگلے حالات دریافت کرنیکے لئے ایک اگہی کا ذریعہ یا آلہ بنادون اور اُن مین تہذیب اخلاق ملکرانی سیاست مدن کی تصویر کھینچکر قوم کے پیش نظر رکھدون تاکہ انسان اُن حالون کو دریافت کرکے عبرت حاصل کرے اور زمانے کے تغیرات وانقلابات پر غور وتامل کرکے اُسکو ایسا تجربہ

حاصل ہو سکے جس سے اُن اوصاف رذیلہ سے بچتا رہے جن مین امم سابقہ مبتلا تھی یا جن سے اُنکا استیصال ہوا اور آپ کو ایسے اوصاف حسنہ سے متصف کرسکے جنکی بدولت اگلے لوگون کو صلاح اور رشد حاصل ہوا ہے۔

مجھکو ناظرین کے کرم اور اخلاق سے اُمید قوی ہے کہ اس رسالہ کو بنظر اصلاح ملاحظہ فرمائینگے کیونکہ کوئی فرد بشر سہو و نسیان سے خالی نہین پس اگر کہین کچھہ غلطی و خطا اس سراپا غلط و خطا کی ملاحظہ فرمائین بقلم اصلاح اور بدامن عفو خطا پوش چھپائین وما توفیقی الا باللہ چونکہ اس مین عمدہ نکات اور فوائد اور بادشاہون کے عمدہ اور پسندیدہ خصائل کا تذکرہ ہے اس لئے رسالہ ہذا کا نام تاریخی **احسن التواریخ** المعروف بہ **محبوب السلاطین** رکھکر پانچ حصون پر منقسم کرکے ختم کیا **پہلا حصہ** بعض بادشاہون کی حکایات و نکات و فوائد اور خصائل پسندیدہ کے بیان مین **دوسرا حصہ** حکمرانی و رعیت کی نگہبانی اور طاقت خود اختیاری کی حفاظت اور خدا ترسی و نیکی و بدی و دولت مندی و جہانداری وغیرہ کے بیان مین **تیسرا حصہ** قدیم زمانہ کے علما کے وعظ و پند و نصایح جو خلفاء بنی اُمیہ اور عباسیہ وغیرہ سلاطین کو کئے اُسکی تشریح مین **چوتھا حصہ** ظلم اور اقسام ظلم کے ذکر مین **پانچوان حصہ** تاریخ جدولیہ شاہان عرب و عجم اور ہند و دکن صیانہ اللہ عن الشرور و الفتن سے متعلق ہے

حصہ اول

بعض بادشاہون کی حکایات اور خصائل پسندیدہ کے بیان مین

علی بن شوکانی نے لکھا ہے کہ مراد ملک یعنی بادشاہ سے وہ شخص ہے جو کسی قطر یا شہر

یا جملہ اقطار اور بلاد کا مالک ہو دوسرے بادشاہ سے مدد نہ لے اپنے اختیار سے
اپنے ملک مین عامل مقرر کرے۔ پ۔

اللہ پاک نے مصالح عالم کے لحاظ سے چند لوگون کو افراد بشر سے بصفت فرمان
روائی و جہانداری منتخب کیا کہ افراد منتشرہ بنی نوع انسان کو جو آزادانہ و حاکمانہ زندگی
بسر کرتے تھے ایک آئین خاص کے سلسلہ مین مقید کر کے رکھے جائین کہ اپنے خیالات
نفسانی اور قوت غضبی کو ہر جگہ اور ہر وقت بیقاعدہ کام مین نہ لاسکین اور خلق خدا
پر قانون الہی یا آئین ملکی کے موافق عدل اور انصاف کرین۔ ہشام بن عروہ نے
ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وصحابہ
وسلم نے کہ بعد میرے تم پر والی ہونگے نیک نیکی کے ساتھ اور بد بدی کے ساتھ
تم اُن کی بات سنو اور اُن کا کہنا مانو اگر موافق حق ہے۔ ہ۔

مورخین نے اپنی کتابون مین سارے دنیا کے ملوک اور رؤسا کا حال لکھا ہے
ہر خاندان کی مدت حکومت کا ذکر کیا ہے جسکے دیکھنے سے یہہ امر بخوبی ثابت ہوسکتا ہے
کہ کوئی ایسی قوم نہین گذری ہے جن مین سلطنت یا ریاست نہ آئی ہو مگر کسی خاندان
مین صدیون رہی اور کہین برسون اور مہینون جب تک سلطنت آئین و قانون کی
پابند رہی عزت دولت اُسکے ساتھ رہی مگر نفسانی خواہشون اور شہوانی ارادون کا
تنعم اور شخصی سلطنت کی حالت مین مغلوب رہنا ایسا ہے مشکل تھا جیسا ایک ایسے قیدی کا
جو زندان خانہ مین بغیر طوق وسلاسل نظر بند ہو اور اوسکا کوئی محافظ نہو غرض سلطنت نے
نفس پرستی اور لذات دنیوی کے طرف مائل کیا تعیش اور سامان راحت نے دولت
لٹانے پر آمادہ کیا جب قابلیت سلطنت رانیکی باقی نرہے قانون الہی کے انتظامی

قدرت نے عنان سلطنت دوسری خاندان کیطرف منتقل کردی سلطنت کے ساتھ عزت دولت جان و آبرو سب کھو بیٹھے ۔

اسکندر رومی بن فیلقوس

یہہ شخص روم کی ولایت کا بادشاہ تھا اور ارسطاطالیس سا حکیم نامور اوسکا وزیر سکندر نے بہت سے بادشاہون کو اپنا باج گذار بنایا ایران و ترکستان کو روندتا ہوا ہند پر چڑھ آیا اور اوسکو مسخر کرکے چین کی سرزمین پر جا کودا غرض مشرق سے مغرب تک کل روے زمین کی بیاسی سلطنتون پر اس نے حکمرانی کی چھ لاکھ بیس ہزار سوار ہمیشہ اسکے ہمراہ رکاب رہتے تھے اسکے علاوہ جا بجا فوجین نامور تھین ۔

حکایت

سکندر نے اپنا راز ایک میر سے کہکر حکم دیا کہ اسکا اظہار کسی کے روبرو نکرنا مدت تک وہ امیر خاموش رہا مگر رہا نگیا ایک اپنے عزیز سے کہڈالا رفتہ رفتہ وہ راز فاش ہوگیا سکندر نے جب اطلاع پائی اُسکو ماخوذ کیا اور بلیناس سے مشورہ لیا کہ ایسے شخص کو جو بادشاہی امانت مین خیانت کرے کیا سزا دینی چاہیے اُس نے جواب دیا کہ بادشاہ خود اس مقدمہ مین مجرم ہے جب بادشاہ اپنے راز کو اپنے خزانہ دلمین نہ رکھ سکا اور بے ضرورت دوسرے شخص کے حوالہ کردیا تو دوسرا اوس شاہی راز کو جسکا متحمل بادشاہ نہو سکا کیونکر ہو سکتا ہے ۔ سکندر یہ بات سُنکر وزیر کی انصاف سے بہت خوش ہوا اور امیر مجرم کا قصور معاف کردیا ۔

نکتہ کم حوصلہ انسان کے روبرو اپنے دل کا راز افشا کرنا عیب ہے کیونکہ وہ فی الفور

اسکے افشا پر مستعد ہو جائیگا -

راز دل سفلہ سے مت کہہ بیٹھنا	اور سمجھنا مت اسے مرد امین
کیونکہ تیرے راز کو وہ بے حجاب	دل کے پردہ مین چھپا سکتا نہین

سکندر موسوی ملت کا پابند تہا اور اسی شرع کے موافق ہر ایک کام مین کاربند ہوتا تہا
نفس پر حاکم اور شریعت کا محکوم تہا شجاعت اوسکی خانہ زاد تہی اور سخاوت خداداد
اسکے عمدہ قولون سے کتابین بھری پڑی ہین اُنہین سے چند قول ہدیہ ناظرین ہین
قول سلطنت کی لذت چار چیزون پر منحصر ہے **ایک** بادشاہ کا دشمن پر غلبہ پانا
دوم دوستان امانت ودیانت دارون کو اعلیٰ مرتبہ پر پہنچانا **سوم** مظلومون
کی دستگیری **چہارم** محتاجون کی خبرگیری -
جس بادشاہ نے یہ چارون باتین نپائین سلطنت کا کوئی مزہ نپایا -
پند اُستاد کا ادب اور اسکے مراتب کا لحاظ والد سے زیادہ چاہئے کیونکہ باپ
اسکو آسمان سے زمین پر لاتا ہے اور اُستاد اسکو زمین سے آسمان پر پہونچاتا ہے
نکتہ بہت کہنا اور تھوڑا کرنا مردی مین داخل نہین بلکہ تھوڑا کہنا اور بہت کرنا مردون
کا کام ہے -
قول بادشاہ کے زیر فرمان چار قسم کے لوگ ہین **اولاً** اہل شمشیر جن سے فوج
اور لشکر اور سپہ سالار وغیرہ مُراد ہین **ثانیاً** اہل قلم جن پر آئین وقانون اور درستی
دفتر ریاست کا مدار ہے جیسے وزرا ومعتمدین سلطنت وغیرہ **ثالثاً** تاجر وبیوپاری
رابعاً زمیندار واہل زراعت جن کی مشقت سے خزانہ شاہی ترقی پاتا ہے اور اسی سے
عام وخاص خلقت پرورش پاتی ہے پس ان چارون کو چار عنصر کائنات کے

ساتھہ نہایت مشابہت ہو سکتی ہے یعنی اہل سیف آگ ہین دشمنان سلطنت کو آتش تیغ سے جلاتے ہین اور بادشاہ کو اُن کے حملہ سے بچاتے ہین - اور اہل قلم ہوا کی مانند ہین کل سلطنت کا دار و مدار انکی تحریر و تدبیر پر ہے جیسے کہ جاندار کی جان ہوا کے بغیر تلف ہو جاتی ہے اسی طرح سلطنت ان کے بغیر بے جان تصور کی جاتی ہے - پانی کے ساتھہ تجارت پیشہ کو تشبیہہ دیجاتی ہے کہ ان کے ذریعہ سے ملک رونق پاتا ہے آب و تاب مین آجاتا ہے جس طرف وہ آنکلتے ہین تجارت سے قالب بے روح مین جان تازہ آجاتی ہے - زمینداروں کو خاک کے ساتھہ تشبیہہ دینا مناسب ہے کہ ہمیشہ زمین کے ساتھہ اُن کا معاملہ پڑتا ہے اور جو چیز زمین سے پیدا ہوتی ہے اسکے ظاہر ہونیکا ذریعہ وہی زمیندار ہوتے ہین گویا مدار تمام زمانہ کی زندگی کا اس قسم رابعہ پر ہے

	نہین کچھہ خوف دار السلطنت کو		رہین مضبوط گر یہہ چار ارکان
	نخست اہل قلم پھر اہل شمشیر		کہ جن پر ہے مدار کار دوران
	ہین پھر اہل تجارت اور زمیندار		بہ جسم حکم و دولت صورت جان

حکمت صاحب کرم ہمیشہ مکرم رہتا ہے اگرچہ مفلس ہی کیون نہو اور ممسک و بخیل ہمیشہ ذلیل و خوار رہتا ہے اگرچہ وہ مالدار ہو -

	ہے سخی مقبول ذات کبریا		گرچہ وہ مفلس ہے اور نادار ہے
	گنج قارون گرچہ رکھتا ہے بخیل		ساری دنیا مین ذلیل اور خوار ہے

نکتہ بادشاہی خزانہ خداے پاک کی ایک امانت ہے جو بادشاہ کی تحویل مین ہے بادشاہ کو چاہیے کہ وہ مال زندون کے سپرد کرے یعنی اہل استحقاق و ارباب احتیاج اور فوج و لشکر کو دے نہ کہ مردون کے پاس رکھے یعنی زمین مین دفن کرے *

در ملت ارباب سخا جرم صریح ہست		مجبوس نمودن بہ نہان خانہ درم را	

فائدہ بادشاہ ایک بڑا دریا ہے اور امرا چھوٹی نہرین جو اوسی دریا سے نکلی ہون بہر حال اگر دریا کا پانی صاف ہے تو نہرین بھی صاف ہونگی یعنی بادشاہ وقت کے خیالات کی اطاعت امرائے دولت پر فرض ہے اگر بادشاہ عدالت وانصاف کے رہگزر کیطرف چلیگا تو امرا سکے بل اوس راہ کو طے کرینگے اگر بادشاہ ظلم و جور اور فسق و فجور کی گھاٹیون مین قدم رکھیگا تو اعیان سلطنت فرش راہ بن جائینگے غرض بادشاہ وقت کے خیالات کی درستی عالم کی درستی ہے اور بادشاہ کی صحت سے عالم کی تندرستی ہے

شاہ عادل کو سبھی عامل بھی انصاف ہین		صاف دریا ہے اگر نہرین بھی سکی صاف ہین

سکندر نے جب اس جہان فانیہ کو چھوڑ کر عالم بقا کا رستہ لیا تو غسال نے اوسکے بازو سے ایک تعویذ کھولا اس مین تین نصیحتین لکھی ہوین تھین۔

نصائح اولا یہہ کہ دنیا کا ترک کرنا اور اسکی محبت مین گرفتار نہونا باعث سلامتی ہے اور تقدیر پر بھروسا اور قضا و قدر پر تکیہ موجب راحت ہے۔ ثانیاً حسن ظن باعث زیادتی اعتبار و حسن خدمت باعث عزت و وقار ہے بدظنی باعث تکلیف و رنج ہے اور حسن ظنی سبب حصول گنج۔ ثالثاً دنیا مین اگر کوئی گناہ نکرتا عفو کا وصف جو ایک عمدہ جوہر انسانی ہے کبھی ظاہر نہوتا جس طرح کہ عنصر آتش کے مقابل قدرت نے پانی کو پیدا کیا ہے اور پانی اسکی حرارت کو بجھاتا ہے اسی طرح خطا کے مقابل عفو اور عطا ہے پس انسان کو چاہیے کہ عفو کے صفت سے متصف رہے۔

بخشنے کب جاتی گنہگارون کے جرم		گر نہوتا یہ ذریعہ عفو کا	
حق نے پانی کو بنایا اس لئے		تاکہ فوراً آگ کو دیوے بجھا	

منوچہر بن ایرج بن فریدون

یہہ بادشاہ اولوالعزم تاجدارون کی فہرست مین منتخب شمار کیا گیا ہے اسکی سلطنت کے وسط زمانہ مین حضرت شعیب ور حضرت موسی علیہ السلام مبعوث ہوے خندق کہودنا اور نقارہ بجانا اسی بادشاہ نے ایجاد کیا اور بڑی بڑی قانونی کتابین لکھوائین ایک سو بیس سال سلطنت کی - اسکا قول ہے **قول** کئی طرح کے حقوق بادشاہ کے رعایا و فوج اور امرا پر ہین - **اوّل** بادشاہ کا حق لشکر پر یہہ ہے کہ وہ مطیع ہو اوسکے دشمنون کے ساتھہ لڑے بادشاہی کام کو ناتمام نہ چھوڑ دے **دوم** فوج کا حق بادشاہ پر یہ ہے کہ اُن کا مقررہ وظیفہ ماہ بماہ پورا اُنکو پہنچائے جان بازون و نمک حلالون کی قدردانی کرے جب نوکر ضعیف ہوکر لایق خدمت نرہے تو اوسکو ضایع نکرے جو ملازم سرکاری نوکری مین مارا جاے اُسکے متعلقین کی خبر لیتا رہے **سوم** امراء اور تابعین پر بادشاہ کا حق یہہ ہے کہ اسکے ملک کو جو اون کے تفویض مین ہو آباد رکھین زراعت و عمارت اور آبادی کو ترقی دین درخت بوئین رعایا کو خرم و شاد رکہین و حصول زر مین رعایا کو تکلیف ندین زیادہ طلبی و زیادہ ستانی نکرین **چہارم** تابعین کا حق بادشاہ پر یہہ ہے کہ وہ انکی خدمات پر لحاظ کرے بحسب مراتب ترقی بخشے **پنجم** بادشاہ کا حق رعایا پر یہہ ہے کہ وہ بدل و جان بادشاہ کے حکم مین رہین اسکو اپنا مالک سمجھین راست بازی اور سچائی سے پیش آئین زر تحصیل فصل بفصل خزانہ شاہی مین پہنچائین حکم کی تعمیل مین دیر نہ لگائین **ششم** رعیت کا حق بادشاہ پر یہہ ہے کہ عدل کرے مظلوم کی

داد ظلم سے لے انکی فریاد کیلئے اپنے دروازے بند نکرے خراج کے لینے مین زیادتی نکرے ظالم اور جابر عمال کو رعیت پر مسلط نفرمائے ملک کی آبادی اور عمارات کے بنوانے کیلئے رعایا کو خزانہ شاہی سے مدد دے ارضی وسماوی آفتون کے نقصان پر لحاظ کرے تاجرون کے ساتھہ بمہربانی پیش آئے ہر ایک پیشہ ور اہل ہنر صاحب فن اور علما و فضلا کو عزیز رکھے نئے نئے رسوم ایجاد کرکے رعایا کو نہ لوٹے اُنکی قوت سے زیادہ بوجھہ اونکی سرون پر نہ ڈالے ہر ایک کام بسہولیت بے طرح طرح اور انواع واقسام فریب کے دام حصول زر کیلئے نہ پھیلائے -

فوج ولشکر بلکہ عام اور خاص پر	چاہیے ہو شاہ ہردم مہربان
تا کہ ہو آباد ملک اور خلق شاد	اور رہے آرام مین سارا جہان
سارے نوکر اور رعیت شاہ کی	اسکی تعریفون سے ہون رطب اللسان

نکتہ تین خصلتین بادشاہ کی بادشاہی کو ترقی دیتے ہین اولاً راستی اور وفا وخوش کلامی ثانیاً شجاعت اور سخاوت اور مروت اور فتوت ثالثاً کم خشمی اور تحمل و بردباری اور حلم -

زیب دیتے ہین بادشاہی کو	راستی و وفا وخوش خوئی
بردباری و حلم و کم خشمی	اور عطا و سخا وخوش گوئی

بادشاہ کی مزاج مین عقوبت سے زیادہ عفو چاہیے اور غصہ سے زیادہ تحمل -

چاہیے شاہنشہ ملک جہان	نیک گوئی و نیک روئی و نیک خو
غلبہ ہو اسکے غضب پر حلم کو	اور عقوبت سے زیادہ عفو ہو

اردشیر بابکان ساسانی

اس بادشاہ کا عہد دوسو برس بعد اسکندر کے ہوا سب سے پہلے اس نے اپنے آپکو شہنشاہی کے خطاب سے مخاطب کیا خاندان ساسانیون مین یہہ پہلا بادشاہ گذرا ہے آئین جہانداری خوب جانتا تھا کتاب **کارنامہ** اور **آداب الجیوش** اسی کے تصنیفات سے ہے حضرت عیسی علیہ السلام اسی کے عہد مین مبعوث ہوے تو اس نے آبائی مذہب چھوڑ کر عیسوی مذہب اختیار کر لیا۔ اسکا قول ہے ؛

قول عادل بادشاہ جب عدل کی طرف توجہ کرتا ہے تو رعایا بھی تقلیداً اوسی طرف جھک پڑتی ہے ؛۔

هو اگر دنیا مین عادل بادشاہ
رہتا ہے ہر وقت ہر دم ہر گھڑی

بندہ پرور سایہ گستر مہربان
سرنگون اُسکی اطاعت مین جہان

نکتہ بادشاہ کی بادشاہی کا قیام اجتماع امم پر ہے اور لوگون کی کثرت فراوانی خزانہ پر اور خزانہ کی معموری ملک کی آبادی پر اور آبادی ملک عدل وانصاف پر منحصر ہے

ہو اگر منصف شہ دور زمان
ہر بشر ہے مست صہبائے نشاط

ملک آباد اور رعیت شاد ہے
دام غم سے ہر نفس آزاد ہے

حکایت

ایک روز اسی بادشاہ نے اپنے فرزند کو قیمتی پوشاک پہنے ہوے دیکھا فرمایا کہ جیسے پوشاک تم نے آج پہنی ہے ایسا لباس عوام بھی پہنتے ہین بادشاہون کو چاہئے کہ وہ ایسی عمدہ پوشاک پہنین کہ عام لوگون کو نصیب نہو لڑکے نے عرض کیا

کہ وہ کونسا لباس ہے فرمایا کہ بادشاہ روی زمین اپنے پہننے کا لباس ایسا بنائے جسکا تار عدل اور پود سخاوت ہو ظاہر آرائی سے غرض نہو ؛

شاہ عادل نیک خوئے و نیک نام	ظاہر آرائی سے کم رکھتا ہے کام
تن پہ ہے اسکے لباس عدل و داد	تاج دولت زینت سر صبح و شام

فائدہ یہہ بادشاہ ہر شہر شاہی دربار عام کیا کرتا تھا جہاں کل رعایا حاضر رہتی تھی دربار کیوقت اگر کوئی استغاثہ کرتا تو بادشاہ اُسی وقت تاج شاہی سر سے اوتار کر تخت شاہی سے اُتر کر عام لوگونمین کہڑا ہو جاتا اور وزیر کو حکم دیتا کہ ابھی مستغیث کے حال کی تحقیقات ہو اگر دعوی مدعی دروغ و بے فروغ نکلتا تو اسکو سخت سزا دیتا کہ دوسرونکو ایسی جرٔت نہ پیدا ہو غرض جب تک مستغیث کا انصاف نہو لیتا بادشاہ تخت پر نہ بیٹھتا

ہُرمز بن شاہ پُور بن اردشیر

یہہ بادشاہ نیک نامی اور رعیت پروری مین ضرب المثل تھا۔ اوسکا قول ہے ؛
قول نیک بادشاہ مین پانچ صفتین ہوتی ہین۔ اولاً ذکا ثانیاً سخا ثالثاً شجاعت رابعاً اہلیت خامساً پُرمزاجی پس جس شخص نے یہہ رتبہ پایا اُسنے حکومت کا مزا اُٹھایا ؛

بود با رعب گر شاہ نکو خو	ذکی و با سخا و با شجاعت
نباشد دخل در ملکش عدو را	بود آباد گنج و مال و دولت

پند بادشاہ کے ندیمون کو چاہیے کہ اپنے اور اقا کے مراتب کا لحاظ رکھین اور حد اعتدال سے قدم باہر نرکھین عنایات شاہی پر مغرور نہون اور بے ضرورت

زبان کو متحرک نکرین مشورہ کیوقت بادشاہ کی رائے کو اپنی رائے پر ترجیح دین
اور اگر بر خلاف اسکے کہنا منظور ہو تو اس طرز اور انداز سے کہین کہ بادشاہ کے
مزاج پر گران نہ گذرے بادشاہ کے راز کے محافظ رہین خیر خواہی اپنا فرض
منصبی سمجھین شاہزادونکا ادب رکھین کبھی خلاف انکے کام نکرین شاہی خدام و حاضر
باشون سے نرمی پیش آئین ؛

بہرام گور بن یزدجرد بادشاہ

یہہ بادشاہ بڑا نیک نام تھا عدل و سخاوت اسکا کام تھا گور کے شکار سے اسکو کمال
رغبت تھی اسی سبب سے بہرام گور خر مشہور ہو گیا۔ بہادر و دلاور بادشاہون مین
یہہ شخص نامور گذرا ہے ؛

حکایت

شہزادگی کے وقت ایک روز عرب کے ملک مین بہرام شکار کھیل رہا تھا ہرن اسکے
آگے سے بھاگ کر ایک گانو مین چلا گیا اور قبیضہ نام ایک اعرابی کے گھر مین جو بنی طئی
مین ایک معزز آدمی تھا جا گھسا بہرام بھی اوسکے پیچھے گیا اور اعرابی سے ہرن مانگا
اس نے ندیا بہرام نے چاہا کہ ایسی حالتمین شاہی حیثیت سے کام لون اعرابی نے
کہا کہ اس ہرن نے میرے گھر مین آکر پناہ لی ہے یہہ مقتضائے مروت نہین کہ مین
اسکو اپنے ہاتھون اُسکے دشمن کے حوالہ کرون جب تک کہ تو پہلے مجھکو نہ مار یگا
ہرن نہ پائیگا اور اگر مجھے قتل کریگا تو اسی وقت کل لوگ بنی طئی کے جمع ہو کر میرے
عیوض تجھکو مار ڈالین گے پس اس سے بہتر ہے کہ ہرن کے عیوض میرا قیمتی گھوڑا

جو میرے دروازے پر بندھا ہے لے لے اور چلا جا بہرام کو یہہ جوانمردی اعرابی کی نہایت پسند آئی اور واپس چلا آیا۔ جب بادشاہ ہوا اعرابی کو بُلا کر سرفراز کیا۔

فائدہ بہرام کے خیرخواہ ارکان دولت اسکی دوامی سخاوت سے تنگ آ گئے تھے ایک دن موقع پاکر باتفاق عرض کیا کہ بقاے سلطنت خزانہ پر موقوف ہے اور شاہی خزانہ ہر وقت خالی رہتا ہے فرمایا کہ اگر مین خزانہ جمع کرتا ہون تو سپاہ اور دانایان روزگار جو میرے پاس جمع ہین پریشان اور متفرق ہو جاتے ہین اور اگر انکے جمع رکھنے کی فکر کرتا ہون تو خزانہ خالی رہتا ہے ان دونون امور سے جو بہتر نظر آئے کیا جاے اُمرار دولت نے عرض کیا کہ خزانہ کا جمع رکھنا سب سے مقدم ہے اگر خزانہ معمور رہیگا تو ضرورت کے وقت نئی فوج اور اہلکار ملازم رکھہ سکتے ہین اور ہر طبقے کے منتخب لوگ بھی فراہم ہو سکتے ہین بادشاہ نے یہہ سنکر کہا کہ اس دعوی پر کوئی دلیل قوی لا سکتے ہو اُمرار ایک پیالہ شہد سے بھرا ہوا لے آئے اور بادشاہ کے سامنے رکھدیا اُسی وقت مکھیون کا ہجوم ہو گیا۔ فرمایا کہ اسکا جواب رات کو دیا جائیگا غرض رات کو سب ارکان دولت بلاے گئے اور وہی شہد کا پیالہ اُنکے روبرو رکھدیا ایک مکھی بھی نہ آئی فرمایا اگر اسوقت مکھیون کے جمع کرنیکی ضرورت ہو تو پھر کیا تجویز ہو بادشاہ کا یہہ جواب سنکر سب اُمرا لاجواب اور خاموش رہگئے ٭

فکر کار خویش پیش از وقت کن	فہم کن در ابتدا انجام کار	
خرچ کن بر وقت گنج سیم و زر	باش بہر اختتام امیدوار	

نوشیران عادل بن قباد

داد گرتا جدارون کی انجمن شاہی مین ہمیشہ یہہ بادشاہ صدرنشین رہاہے +

کسریٰ اسکا خطاب تہا اس نے اپنی مفتوحہ اور مقبوضہ ممالک کو چار حصہ پر تقسیم کیا تھا **اول** خراسان وسجستان **دوم** عراق وعجم واذربایجان **سوم** فارس واہواز **چہارم** عراق عرب وسرحدروم - شہر رومہ اُسی نے آباد کیا - اور مداین کو تختگاہ بنایا بباطلہ کے شہرون کو فتح کیا ماوراالنہر مین جاکر خاقان پر نصرت پائی وبعد صُلح واپس آیا دشت قبچاق کے حاکم کو باجگزار بنایا اور قیصر روم کو زیر کر کے دوستی قائم کی ہند مین ایلچی بھیجکر قنوج کے راجاؤن کو باج گزار کیا یمن اول ہی سے چکا تھا غرضکہ ماوراالنہر خراسان جرجان اذربایجان فارس کرمان اور چند علاقہ جات ہندوستان وجزیرہ عمان وعراقین وبحرین ویمامہ وشلم وسرحدروم یہہ سب ممالک اسکے قبضہ اقتدار مین تھے +

اس بادشاہ کی نصیحتین اور طرز عمل کتب تواریخ مین بہت کچھ لکھا ہوا ہے جن مین سے چند اس مختصر مین ہدیہ ناظرین ہین +

اس بادشاہ کے ہاتھ مین تین انگشتریان تھین ہر ایک کے نگینے پر ایک ایک نصیحت کندہ تھی -

اول یہہ کہ صالح آدمی دوست ودشمن سے کے ساتھ صُلح کرتا ہے کسی ہی بمخالفت پیش نہین آتا

دُوم یہہ کہ بے مشورت کام خراب ہوتا ہی اور بے تدبیر مُہین ابتر ہو جاتی ہین -

سُوم یہہ کہ رعایت رعیت کی سب پر مقدم ہے +

بدنیا مرد صالح می کند صُلح	بہر نیک وبد وبا یار واغیار
کند ہر دم رعایت با رعیت	نسازد درجہان بے مشورت کار

نصائح جوانی پر غرور نکرو خدا کو ایک جانو اوسکو نچھوڑو خود پرستی سے احتراز کرو کہے ہوئے کام کو کیا ہوا نسمجھو کی ہوئی عبادتون کو ناکردہ جانو آج کا کام کل پر نچھوڑو مان باپ سے تمسخر نکرو زندگانی دراز کو صرف ایک ہی دم تصور کرکے رکھو کینہ ور اور کینہ توز آدمی سے ڈرو مست اور دیوانے کے پاس نجاؤ عورتون کی صحبت سے باز آؤ منشی اور شاعر سے دشمنی نرکھو اپنی روٹی غیر کے دسترخوان پر رکھکر نہ کھاؤ تحصیل علم مین کسی وقت شرم نکرو ناخوانده مہمان کسی کے نبو آزمائے ہوئے کو نہ آزماؤ دولتمندون کے ساتھہ عداوت نرکھو سلطان وقت کی اطاعت مقدم جانو دشمن کے مرنے پر خوشی نکرو تندرستی وصحت کو بڑی نعمت جانو دوست کی قدر پہچانو دیر کرکے سوؤ جلد اٹھہ بیٹھو تھوڑا کھاؤ کم بولو بہت روؤ کم ہنسو مرگ کو سچ زندگی کو جھوٹھ جانو عالم الغیب خدا کو پہچانو +

پند ہر ناصح شنو اے مہربان	تا شوی روشن باوج عز وجاه
کُن عمل بر گفتهٔ اہل عمل	نہ قدم اندر سلوک اہل راه

قول بہاری بوجھہ کا اُٹھانا اور دور لیجانا آسان امر ہے مگر غیر جنس کی صحبت مین جانا مشکل کیونکہ بوجہ اُسکا جسم پر ہے اور بار اسکا روح پر ہے +

بری ہوتی ہے صحبت غیر جنس	حقیقت مین ہے وہ عذاب الیم

نکتہ شاہی قلمرو مین اگر کوئی پرانا پل شکستہ ہوجائے اور اسکی سوراخ مین بکری کا پاؤن ٹوٹ جائے تو خداوند عالم کے روبرو اسکا بازپرس بادشاہ سے ہوگا ؛

انچہ اندر ملک می یابد ظہور	از نکوئی و بدی و خیر و شر
بازپرس او ست پیش ذوالجلال	بیشک از فرمان روائی دادگر

قول عقلمند بادشاہ امیرون کی تجویز و مشیرونکی مشورت سے مستغنی ہی جسطرح دانا عورت کو خاوند کی احتیاج خانگی امور مین نہین ہے - نیک گھوڑا تازیانہ نہین کہا سکتا -

نباشد با وزیران احتیاجش زشوہر ہست مستغنی زن خوب	بود لایق اگر شاہ زمانہ خورد کے اسپ تازہ ہی زیانہ

نکتہ مرد مُفلس بے آبرو ہے اور بے اولاد نابینا بے برادر بیکس ہے اور بے زن بے عیش - جو ان چارونمین سے کچھہ نہین رکھتا وہ قید تعلقات سے بالکل آزاد ہی

مرد مفلس سربسر بے آبروست بے برادر بیکس است اندر جہان آنکہ او دارد نہ زینہان ہیچ چیز	شخص بے اولاد نابینا بود زن ندارد ہر کہ او تنہا بود بے غم و بے خوف بے پروا بود

فائدہ دن مخلوق الہی کے حاجت روائی کیلئے مخصوص ہے اور شب خداوند عالم کی عبادت اور شکر نعمت ادا کرنیکے لئے ÷

صبح سے تا شام جتنا وقت ہے شب کو غیر از بندگی کچھہ مت کر	اُس مین کر لو اپنی ساری کاروبار تاکہ ہو راضی جناب کردگار

نکتہ جس فعل نے کسی کی عزت پر حملہ کیا ہو اُس سے احتراز بہتر ہے - ÷

ہو چکا ہو جس سے بے عزت کوئی خوار کیون کرتا ہی اپنے آپ کو	کام وہ کرتا ہے تو کس واسطے ہوتا ہے بے آبرو کس واسطے

نکتہ مصاحب محافظ بادشاہ ہے اور محافظ پر احتیاط واجب ہے ÷

ڈرتے رہتے ہین ندیم بادشاہ	خوف سے کرتے ہین وہ ہر ایک کام

بیقراری ہے فقط اُنکے نصیب
عیش و آرام اُن پہ رہتا ہے حرام

فائدہ چار چیزوں سے چار شخص ذلت اُٹھاتے ہین بخل سے بادشاہ رشوت سے حاکم بے شرمی سے عورت ظلم وستم سے عمّال +

مملکت گردد خراب و خستہ حال
بادشہ باشد اگر مرد بخیل
اہل حکم از ظلم گردد شرمسار
قاضی از رشوت شود خوار و ذلیل
در صفِ مردان زنان بدخصال
می شود آخر خجل بے قال و قیل

حکمت بادشاہ لشکر کے ساتھہ ہے اور لشکر مال کے ساتھہ مال خراج کے ساتھہ خراج ملک کے ساتھہ اور ملک آبادی کے ساتھہ اور ملک کی آبادی عدل کے ساتھہ ہے

مملکت آباد ہے انصاف سے
عدل ہے بیشک مدار انتظام
لشکر آسودہ خزانہ جمع ہے
ہو اگر درپیش کار انتظام

نکتہ قیصر روم نے سُنا کہ نوشیروان کے خزانہ مین روپیہ جمع نہین رہتا بوقت ضرورت قرض لینی کی نوبت آتی ہے اس لئے اس نے نوشیروان کو لکھا کہ جمع رہنا خزانہ کا سلطنت کا جزو اعظم ہے اور یہہ کمال افسوس کی بات ہے کہ تجھ جیسا بادشاہ عالی وقار رعایا کا قرضدار ہو مناسب یہہ ہے کہ بادشاہ فراہمی خزانہ کیطرف اپنی ہمت مصروف کرے کہ سلطنت کا محافظ خزانہ ہے - نوشیروان نے اسکے جواب مین لکھا کہ بادشاہ کیلئے جمع رکھنا لشکر کا ضروری امر ہے نہ کہ خزانہ کا اور عند الضرورت رعایا سے قرض لینا عیب نہین اسلئے کہ رعیت بادشاہ کی مددگار رہے اور بادشاہ رعایا کا محافظ +

ہست اموال رعیت مال شاہ
گر بود باہم وفاق و اتفاق
مال یاران است باہم مشترک
گر نباشد درمیان بغض و نفاق

فائدہ ایک شخص نے نوشیروان سے پوچھا کہ عدل کیطرف کس چیز نے تجھے رہبری کی فرمایا کہ ایک روز مین نے دیکھا کہ ایک شخص نے ایک کتے کے ایسی لکڑی ماری کہ اُسکی ٹانگ ٹوٹ گئی چند ہی قدم چلا تھا کہ ایک سوار کے گھوڑے نے اسکو لات ماری جس سے اُسکی بھی ٹانگ توٹ گئی تھوڑی دور وہ گھوڑا گیا ہی تھا کہ گھوڑیکا پانون زمین مین دہنس گیا گھوڑے نے چاہا کہ زور سے نکالے نکالتے وقت گھوڑے کی ٹانگ کو ایسی ضرب آئی کہ چلنے سے رہ گیا - اُسی دنسے مین نے عدالت اختیار کی اور خوب جان لیا کہ ہر ایک عمل کے عوض مین جزا اور سزا ملنے والی ہے اگر مین ظلم کرونگا تو اسکا عوض ضرور پاؤنگا اور عدل کرونگا تو صفت عدالت سے بلند آوازہ ہونگا +

برائی کے بدلے برائی ملیگی رہیگا نہ تو اور نہ تیرا زمانہ	بھلائی سے ہوتی ہے حاصل بھلائی رہیگی مگر یہہ بھلائی برائی

حکایت

اذربایجان کے حاکم نے ایک ضعیفہ کی زمین اُسکے بے رضامندی لیکر اپنی حویلی مین شامل کرلی ناچار بڑھیا قیمت لینے پر راضی ہوئی تو قیمت بھی اوسکو دو برس تک نہ ملی اسلئے وہ مدائن نوشیروان بادشاہ کے پاس آئی چھہ مہینے تک اسکو بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہونیکا موقع نملا ایک دن شکارگاہ پہونچی اور بادشاہ کو شکار کھیلتے ہوئے پاکر گھوڑے کی باگ تھام لی اور اپنا حال زار بدیدۂ اشکبار کہہ سنائی بادشاہ نے ایک خدمتگار خاص خفیہ آذربایجان کو بھیجا اور حکم دیا کہ وہان جاکر اصل حال اس مدعیہ کے دعوے کا دریافت کرکے

حضور مین سب بے کم و کاست عرض کرے خادم وہان پہونچا اور بعد تحقیقات
واپس آکر عرض کیا کہ دعوی مدعیہ راست و درست ہے بادشاہ نے مدعاعلیہ
کو طلب کیا اور اس ظلم کی پاداش مین اوسکی گردن ماری اور حویلی اوسکی
بڑھیا کو دی اور خود متبنہ ہو کر اس روز سے اپنا عام دربار کیا اور حکم دیا کہ
دربار کے وقت جو دادخواہ آئے فی الفور روبرو پہونچایا جاے بلکہ اپنے خاص
محل کی دیوار کے پاس بادشاہ نے ایک بڑی زنجیر لٹکائی اور گھنٹہ اوسمین باندھ کر
منادی کروائی کہ رات کیوقت جو مستغیث آئے اُس زنجیر کو ہلائے گھنٹہ کی آواز
سُنکر بادشاہ اوسی وقت مستغیث کا فریادرس ہوگا +

نکتہ حاکم کو خدمت دیتے وقت پانچ امر کا لحاظ چاہیے **اولاً** نئے آدمی کو
بے امتحان خدمت ندے **ثانیاً** نوکر کرنیکے وقت اُسکا قیافہ دیکھ لے کہ
کس حیثیت کا آدمی ہے **ثالثاً** نوجوان ناآزمودہ کار کو بڑے کامون مین
دخیل نکرے **رابعاً** شریف اور نیک نفس آدمی کو خدمت دے کیونکہ رذیل سے
ضرور خطا ہوتی ہے کبھی وہ خطا سے خطا نہین کرتا اور شریف سے اگر کبھی سہواً
خطا بھی ہوجاتی ہے تو وہ آیندہ کیلئے متبنہ ہوجاتا ہے **خامساً** قدیم اہلکار
کی حقوق خدمت پر ہروقت لحاظ رہے +

بار در دربار خود ہرگز مدہ	تانگردد امتحان دوستدار
نوجوان ناآزمودہ کار را	کُن نہ در کارکلان بااختیار

حکایت

نوشیروان جب اپنا محل بنوا چکا دربار عام کیا اور امیرون سے پوچھا کہ

محل شاہی تم نے دیکھا اس مین اگر کوئی عیب ہے تو بیان کرین سبھون نے بالاتفاق عرض کیا کہ یہہ عالیشان مکان ہر طرح کے عیب سے پاک ہے صرف یہی عیب ہے کہ حرم سرا کی دیوار کے نیچے ایک بوڑھیا کا پرانا گھر ہے وہ بے زیب معلوم ہوتا ہے اور اوس کا دہوان خاص محل مین جاتا ہے اور شاہی دیوارون کو سیاہ کرتا ہے اہل حرم بھی تکلیف پاتے ہین قلعہ کے اندر اسکا باقی رہنا کیا ضرور ہے اسکے عوض مین بڑہیا کو شہر مین مکان دیدیا جائے تو بہتر ہے فرمایا کہ کیا کرون بڑھیا میرا کہا نہین مانتی پہلے مین نے اس سے کہا تھا کہ تو اپنے گھر کی قیمت جسقدر تیرا جی چاہے لے اور کہین اپنے رہنے کیلئے مکان خریدلے اُس نے نہین مانا اور کہا کہ مجھکو اسی مکان سے محبت ہے مین یہان سے نجاؤنگی پھر بھی اسکو سمجھایا کہ تو کھانا نہ پکایا کر شاہی باورچیخانے سے تجھکو کھانا پہنچا کریگا یہہ بات بھی اوس نے منظور نکی اور کہا کہ مین اپنے ہاتھ کی مزدوری سے کھانا پسند کرتی ہون بڑھیا کے پاس ایک گائے بھی ہے اوسکو محلسرا کے عین دروازہ کے آگے باندھ دیتی ہے اُسکے بول و براز کی بدبو محل مین پھیل جاتی ہے اگر منع کرین تو کہتی ہے کہ یہہ زمین میری ہی گائے کے باندھنے مین میرا اختیار ہے چونکہ زمین بڑھیا کی ملکیت تھی زبردستی کرنا قرین انصاف نہین اسکے سواحق ہمسائیگی مانع ہے ظلم کر نہین سکتا کہ ظالم کا گھر دوزخ ہے اپنے اوپر تکلیف گوارا کر لیتا ہون مگر غیر کی تکلیف نہین دیکھہ سکتا۔

ظلم ہے آخر عوض ہے ظلم کا ہو اگر فرحت کے تم اُمیدوار	رنج کا بدلہ ہے آخر کار رنج لوگون کو پہونچاؤ مت زنہار رنج

حکایت

نوشیروان کے عہد مین ایک تاجر مہمان نواز مدائن مین تھا لنگر اُس کا ہمیشہ جاری رہتا تھا جسوقت کوئی مہمان مسافر آتا محروم نجاتا اس امتحان کیواسطے نوشیروان بہ تبدیل لباس اسکے گھر گیا اُس نے نہ پہچانا اور حسب عادت بڑی خاطر کی جو کچھ مانگا بلا تامل دیا بوقت رخصت نوشیروان نے اُس سے کہا مین بھی اپنے گھر کا امیر ہون اگر کوئی چیز مرغوب خاطر ہو فرمائیے بلا توقف ارسال خدمت ہوگی سوداگر نے کہا بہتر اگر تھوڑے انگور بہجوا دیجئے تو نہایت مہربانی ہے بادشاہ نے کہا کہ خود ہی تمھارے خانہ باغ مین طرح طرح کے انگور موجود ہین کیون نہین توڑ لیتے کہا میرے باغ کے انگور سب پک کر تیار ہو چکے ہین مگر نوشیران سخت غافل ہے کہ سلطانی عشر لینے والا عامل اس نے اب تک نہین بہیجا اگر سلطانی حصہ لیجاتا تو انگور مہمانون کے کام آتے اب مین اپنے باغ مین کچھ تصرف نہین کر سکتا ڈرتا ہون کہ بادشاہ کی غفلت سے مین بھی خائین نہ بنجاؤن اور رفتہ رفتہ خیانت کی مجھکو بھی عادت پڑجاے - بادشاہ یہہ بات سنکر رویا اور کہا کہ وہ غافل بادشاہ اور بے خبر حاکم مین ہی ہون - اُس روز سے ہر ایک امر مین غفلت چھوڑ دی +

نکتہ عادل بادشاہ کے لئے ستّرہ اوصاف موجب قیام سلطنت ہین + اوّل ہمیشہ عدل اختیار کرے اور مظلوم کی داد ظالم سے لے دوم عقل کے مشورے سے کام کرے سوم رعایا نواز ہو اور رعیت کی آبادی ملحوظ رکھے چہارم مآل اندیش ہو ہر کام کے آغاز مین انجام سوچ لے پنجم رحیم ہو بندگان

خدا پر رحم کرے **ششم** حلیم ہو حلم اور نرمی سے کام لے **ہفتم** قدردان ہو اہل شمشیر و قلم کو عزیز رکھے **ہشتم** سخی ہو غربا و فقرا کی خبر لے **نہم** بہادر ہو ئے جب جنگ کا موقع آ پڑے بزور شمشیر دشمن پر فتح یاب ہو - **دہم** دلیر ہو سلطنت کے کام مین سستی اور کاہلی نکرے **یازدہم** بے تعصب ہو ایک کی دوستی کی سبب سے دوسرے پر ظلم روا نرکھے **دوازدہم** عابد ہو خدا کی عبادت ہر کام پر مقدم سمجھے **سیزدہم** خودرائے و خود پرست نہو کوئی کام مشیرون کی مشورت بغیر نکرے **چہاردہم** علم دوست ہو علما و فضلا کی توقیر کرے اہل علم و ہنر کو عزیز سمجھے **پانزدہم** مردم شناس ہو دوست دشمن کو پہچانے **شانزدہم** بادل ہو اپنا خزانہ فوج کا حق جانے **ہفدہم** منصف ہو رعایا کے فیصلہ کیطرف بذات خود متوجہ ہو امور سلطنت کارپردازان کے اختیار اور بھروسہ پر نچھوڑے +

شاہ با انصاف ایسا چاہیے	خوش ہو جسکے خلق سے سارا جہان
ہو بہادر عقلمند اور بردبار	حق شناس و مہربان و قدردان

حکایت

ساسانی بادشاہون کے ہان رسم تھی کہ اگر کوئی اُن کے روبرو کوئی اچھی بات یا لطیفہ کہتا اور اُس سے بادشاہ خوش ہو کر آفرین کا کلمہ زبان پر لاتا تو ایک ہزار درم انعام مین اسی وقت ملجاتے - کہین ایک روز **نوشیروان** جنگل مین سیر کر رہا تھا اتفاقاً ایک زمیندار سو برس کی عمر رسیدہ خرمی کا تخم بو رہا تھا بادشاہ دیکھ کے ہنسا اور کہا کہ اس درخت کے ثمر لانے تک تو زندہ رہ سکیگا

پس تو کس امید پر اپنا وقت رائیگان کرتا ہے زمیندار نے عرض کیا (کشتند خوردیم کاریم خورند) بادشاہ کو یہ بات پسند آئی اور کہا آفرین خازن نے اسی وقت ہزار درم کی تھیلی زمیندار کے حوالہ کی زمیندار نے کہا کہ دیکھئے میرا بویا ہوا تخم پیدا ہونے سے پہلے ہی پھل لایا اور مین نے اسی وقت کھا لیا یہ برکت بادشاہ قدردان کی تشریف آوری سے ظہور مین آئی بادشاہ یہ تقریر سنکر پھر ہنسا اور کہا آفرین خزانہ دار نے دوسری تھیلی بھی اسی دم زمیندار کے حوالہ کی زمیندار نے عرض کیا کہ اور زمینداروں کے درخت ایک سال کے بعد ایک ہی دفعہ پھولتے پھلتے ہین اور میرا تخم کہ ابھی زمین سے باہر بھی نہین نکلا دمبدم پھل دیتا ہے یہہ لطیفہ سنکر بادشاہ نے پھر تبسم کیا اور کہا آفرین خزانچی نے تیسری تھیلی بھی زمیندار کے آگے رکھدی زمیندار بادشاہ کی مہربانی کا پھل کھاکر نہال ہو گیا۔

تجھ سے پہلے بو گئے تھے جتنے لوگ	انکی محنت کا ثمر تجھکو ملا +
سعی کر تو بھی کہ تیری سعی سے	لوگ پائین تا قیامت فائدہ

حکایت

نوشیروان کے عہد مین ایک روز ایک آدمی جنگل مین کہین شکار کو جا نکلا دیکھا تو ایک آدمی کو کسی نے قتل کرکے آلہ قتل اُس کے سینہ پر رکھدیا ہے اس واقعہ کو دیکھکر حیرت زدہ آلہ قتل اُٹھا کے دیکھ ہی رہا تھا کہ اہلکار پولیس آ ہی پہونچے اور اُس ناکردہ گناہ کو مقتول کا قاتل جانکر گرفتار کر لیا چند روز بعد ماخوذ کو پھانسی

دینیکے لئے چوک مین لائے پھانسی پر چڑھایا چاہتے تھے کہ مجمع سے ایک شخص نکل آیا اور آواز دی کہ اس مقتول کو مین نے قتل کیا ہے قصاص اُسکا مجھپر جاری کرنا چاہئے ملازمان شاہی نے اس ناکردہ گناہ کو چھوڑ دیا اور مجرم اقبالی کو نوشیروان کے روبرو حاضر کیا بادشاہ نے اسکی رہائی فرمائی اور کہا کہ اگرچہ اس نے ایک شخص کو قتل کیا ہے ولیکن دوسرے کی جان بچائی ہی اور اسکے بچانیکے لئے موت کی بلا اپنے سر پر لی ہے ایسے شخص کو پھانسی دینا نچاہئے پہلے یہہ قاتل تھا اب فدائی ہوچکا ہے

نکتہ کسی کی ناراضی اور اپنی بچاؤ کے سبب سے سچ بات کا چھپانا اور جھوٹھ کہنا سراپا منع ہی +

از راہ راست سر مپیچ اید وست	گر دران راہ خوف جان باشد
ایمن ست از جہان واہل جہان	ہر کہ از کذب در امان باشد

حکایت

ایک مخبر نے نوشیروان سے مخبری کی کہ خزانچی نے خزانہ شاہی سے بلے اجازت بہت سارو پیہ غربا و فقرا کو دیدیا اور زر خطیر خیرات مین صرف کیا ہے فرمایا کہ جسقدر روپیہ خزانچی نے مسکینون اور محتاجون کو دیا ہے وہ ہمارے ہی خزانہ مین جمع ہے کہین نہین گیا +

دولت و مال کی حفاظت مین	کیون اٹھاتا ہی تو مصیبت و رنج
خرچ کر راہ حق مین دولت و مال	جمع کر عاقبت کے گھر مین گنج

حکایت

نوشیروان اکثر اوقات رات کے وقت دو چار خدام خاص کو ساتھہ لیکر رعایا کی خبرگیری کیلئے پھرا کرتا تھا ایک روز ایک خیرخواہ امیر نے بعد اداب و کورنش عرض کیا کہ بادشاہ کا اس حالت سے شہر مین گشت کرنا اچھا نہین ہے اندیشہ ہے کہ موقع پاکر کوئی دشمن کسی طرح کا صدمہ پہونچاسے فرمایا کہ کچھہ اندیشہ نہین ہے کیونکہ عادل بادشاہ اور منصف حاکم کا حافظ حقیقی پاسبان ہے

شاہ عادل راز تنہائی چہ غم	زانکہ عدل اوست ہردم پاسبان
ناصرش باشد خداوند کریم	درجہان ہر روز و ہر شب ہر زمان

حکایت

نوشیروان کے وقت مین ایک شخص بازار مین کہتا پھرتا تھا کہ میری تین باتون کا مول تین ہزار دینار ہے اگر کوئی خریدے تو مین اسکو بتلاؤن نوشیروان کو خبر ہوئی اسکو طلب کیا اور فرمایا کہ ہم نے تیری باتون کو خرید لیا کہو وہ کون باتین ہین وہ بولا کہ اول یہہ بات ہے کہ دنیا مین دوست نہین ملتا دوم ناچار دشمن سے بھی ملجانا چاہیئے سوم اُنسے ملو جنسے ضرورت ملنا پڑجائے نوشیروان نے یہہ باتین سنکر حکم دیا کہ تین ہزار دینار اسکو دیدو حکیم نے دینار نہ لئے اور کہا کہ مین اسبات کا امتحان کرتا تھا کہ آیا حکمت کے باتون کا بھی کوئی خریدار دنیا مین باقی رہا ہے یا نہین +

دوست کوئی بھی گر نہو پیدا	کسی دشمن سے دوستی کرلے
کام اپنا چلالے دنیا مین	حاصل آرام زندگی کرلے

حکایت

ایک روز ایک کوتاہ قد دادخواہ نوشیروان کے روبرو آیا اسکو دیکھکر فرمایا کہ کوتاہ قد آدمی شرانگیز و مفتری ہوتا ہے کیا عجب اسکا دعوی بھی سچ نہو جب تحقیقات ہوئی بادشاہ کا قیاس درست نکلا چند روز بعد اور ایک شخص کوتاہ قد خبیث آیا بادشاہ پھر وہی حرف سخن زبان پر لایا دادخواہ نے عرض کیا کہ میرے چھوٹے قد کو دیکھکر مجھکو چھوٹا نہ سمجھئے میرا مدعا علیہ مجھسے بھی زیادہ پست قامت ہے بادشاہ ہنسا اور اسکی خوش رسی فرمائی ؛

بندۂ کوتاہ قد کوتاہ عقل	آفتین کرتا ہے برپا سیکڑون
شر اُٹھاتا ہے ہزارون وہ شریر	مخمصے کرتا ہے پیدا سیکڑون

نکتہ بھوک کے عذاب سے مرنا بہتر ہے کہ سفلونکا کھانا کھانا اُنکے احسانکا بار اُٹھانا ؛

اہل ہمت گرسنہ میرد اگر ؛	دست پیش سفلہ کے سازد دراز
زیر بار ہمت دون ہمتان	سرنگون گردد نہ مرد راستباز

نکتہ دنیا مین جسکی زیست بامراد نہین دل اُسکا شاد نہین اسکو زندہ نجانو مردہ پہچانو

زیست کی راحت نہو جسکی نصیب	محض لاحاصل ہے اُسکی زندگی
بہتر ایسی زندگی سے مرگ ہے	خوش نہو جبن زیست مین انسانکا جی

حکایت

ایک روز ایک مصاحب نوشیروان کی خدمت مین حاضر ہوا اور مبارکباد دیکر کہا کہ آج فلان دشمن اس خاندان کا مرگیا ہے فرمایا کہ آخر مجھکو بھی وہان لیجائینگے

جہان وہ گیا ہے پس کیا موقع خوشی اور مبارکباد کہنے کا ہے بلکہ مقام حسرت وافسوس کا

اگر بمرد عدو جای شادمانی نیست	کہ زندگانی مانیز جاودانی نیست

تذکرہ جب نوشیروان مرگیا تو اسکی وصیت کے موافق تابوت اسکا تمام شہر مین پھرایا گیا اور تابوت کے آگے منادی ندا کرتا جاتا تھا کہ جس مظلوم و قرضخواہ کا حق اس بادشاہ کے ذمہ ہو اسوقت حاضر ہو کہ حق رسی کی جائے لکھتے ہین کہ کوئی دادخواہ نہ آیا۔ اس بادشاہ عادل کے تابوت کی ساتھ ہزارہا مخلوق تھی اور ہر ایک یہہ سمجھتا تھا کہ آج میرا وارث دنیا سے اُٹھ گیا +

خسرو پرویز بادشاہ

یہہ شخص نامآور بادشاہون مین شمار کیا گیا ہے پرویز اسکا خطاب تھا عجب نہین کہ اسکی شیرین کلامی نے اس خطاب کا مستحق کیا ہو۔ اسکے پاس آٹھ خزانے تھے اُنمین سے ایک کا نام بادآورد تھا لکھتے ہین کہ قیصر روم نے وہ خزانہ جہاز پر لادکر کسی بحیرہ کو روانہ کیا تھا اتفاقًا دریا مین ہوا کا طوفان آیا ہوا تھا اور طوفان کے زور سے جہاز اس بادشاہ کے علاقہ مین آگیا اسکے عملدارون نے وہ خزانہ لیلیا اور بادشاہ کے پاس بھیجدیا اُس خدا داد خزانہ کو دیکھکر بادشاہ بہت خوش ہوا اور اسکا نام گنج بادآورد رکھا +

فائدہ اس بادشاہ کے خزانہ مین بیس ہزار زین مرصع پچاس ہزار قیمتی گھوڑا بارہ ہزار اونٹ خاص شاہی اسباب لادنیکا نوسو ہاتھی خاص سواری کی تھے

دو سو غلام خوشبو کے ڈبے سواری کے ساتھ لئے رہتے تھے تاکہ سواری
کیوقت بھی معطر ہوا بادشاہ کے دماغ مین پہونچتی رہے ایک ہزار سقا بادشاہ کی
سواری کے آگے آگے پانی چھڑکا کرتا تھا بادشاہ کے گھوڑون کے نعلین بہی
سونیکے تہین میخین اُسمین لکڑی کی لگائی جاتی تھین اس غرض سے کہ وہ نعل بہت
جلد گر پڑین اور لوگ اُٹھاکر لیجائین فیض پائین اور اسکے عوض مین نئے لگائے جائین
فائدہ اس بادشاہ کے پاس ایک کاسہ تھا ایک مرتبہ اس مین پانی بھر کر اگر تمام
اہل دربار پیتے تو وہ خالی نہوتا - بارہ ہزار خوبصورت کنیزین اسکے محلسرائے مین
رہتی تھین اور شیرین جیسی عورت جمیلہ جو حسن وخوبی مین دنیا کا روشن ستارہ تھی
اسکی منکوحہ تھی - بادشاہ کے خاصہ کے لئے جو بزغالہ ہر روز ذبح کیا جاتا تھا اُسکے پکانے
مین دو ہزار دینار روزانہ صرف ہوتا تھا - پہلے بزغالہ زرد رنگ ازرق چشم بھیڑی کے
دودھ سے پرورش کیا ہوا ہر روز بہم پہونچایا جاتا ایک تنور چاندی کا بناکر عُود کی
لکڑیون سے تپایا جاتا مشک اور زعفران بھی جلایا جاتا پھر بزغالہ ذبح کرکے
اور چاندی کے طشت مین رکھکر تنور کے اندر رکھا جاتا جب پک چکتا تو سونے کے
طشت مین رکھکر سونے کی چھُری سے اُسکے گوشت کے ٹکڑے کئے جاتے اور
بہت سا جواہرات قیمتی پیسا ہوا اوسپر ڈالا جاتا خوشبودار مصالحہ پُر ذائقہ انواع اقسام
کے اُسپر ایزاد کئے جاتے جب بادشاہ کھانے سے فراغت پاتا وہ چاندی کا تنور
وطشت طلائی ونقرئی وغیرہ روزانہ مساکین پر تقسیم کردئے جاتے اور آیندہ کیلئے ہر روز
نئے تیار ہوتے غرض کہ یہہ بادشاہ بڑا باتکلف اور کریم تھا +

حکایت

ایک روز کسی مخبر نے ایک امیر کی نسبت مخبری کی کہ وہ بادشاہی مال مین سے بہت روپیہ کھا گیا ہی بادشاہ نے اسکی تحقیقات کیلئے حکم دیا جب جرم ثابت ہو چکا تو امراے دربار سے اسکی سزا دہی کے لئے مشورہ لیا گیا سب نے اسکے قید کرنیکی راے دی مگر بادشاہ نے برخلاف انکی راے کے اسکا رتبہ پہلے سے دوچند بڑھا دیا جاگیر و منصب او زیادہ کر دیا یہہ حال دیکھکر تمام امراء دربار حیرت مین آئے اور بادشاہ سے اس عنایت و مہربانی کا باعث پوچھا فرمایا کہ تمھاری تجویز اسکے باب مین یہہ تھی کہ مین اسکو قید کرون پس احسان و مروت سے زیادہ اور کون قید ہے اسلئے مین نے اُسپر احسان کیا اور ایسی زنجیر مروت کے اُسکے ہاتھہ پاؤن مین ڈالی کہ تادم زیست وہ کبھی گردن نہ ہلا سکے کیونکہ ظاہری قید سے صرف جسم ہی پر ہوتی اور احسان و مروت کے بند اُسکی روح اور جان پر ہے +

بند احسان است بند آہنین	کامدران تا زیست انسان ہے بند	بند بند تس بین کہ در بند وے ہست	روح محبوس است ہم جان بند

امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رح

یہہ آٹھوین خلیفہ آل مروانیہ سے تھے انکی عدالت اور خدا پرستی ضرب المثل ہی۔ سلیمان بن عبد الملک کے بعد مسند خلافت پر بیٹھے۔ اونکی خلافت نے دفعۃً حکومت مروانی کا رنگ بدل دیا اور تمام ملک مین عدل و انصاف۔ علم و عمل۔ خیر و برکت کی جان تازہ ڈالدی حضرت علیؑ علیہ السلام پر خطبون مین جو لعن پڑھا جاتا تھا ایک لخت موقوف کر دیا شہزادگان بنو امیہ کے ہاتھون سے جاگیرین چھین لین۔ جہان جہان ظالم عمال تھے یکقلم معزول کر دے سب سے بڑھکر یہہ کہ علوم الہیہ کو وہ رونق دی کہ گھر گھر یہی چرچے پھیل گئے۔ امام زہری کو حکم دیا کہ حدیثون کو یکجا کرین یہہ مجموعہ تیار ہوا تو ممالک اسلامیہ مین اوسکی نقلین بھجوائین مناقب آپکے بیشمار ہین اس مختصر مین اونکی تحریر کی گنجایش نہین مگر تبرکاً و تیمناً مشتے نمونہ از خروارے ہدیہ ناظرین ہین

فائدہ رات کو امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رح کو رقت پیدا ہوئی اور بے اختیار رونا

شروع کیا فاطمہ اُنکی منکوحہ نے دیکھا تو آپکا تمام چہرہ اور ریش مبارک آنسون سے تر تھے
جب آپ نماز سے فارغ ہوے تو آپ کی منکوحہ نے پوچھا مزاج کا کیا حال ہے اور یہ رونا کس لئے
ہے فرمایا مین امور امت مرحومہ کا ایک معتمد اور امانت دار ہون مجھے نہایت فکر و اندیشہ ہی
کہ میرے قلمرو مین صدہا بندگان خدا ننگے بھوکے خستہ حال ور تباہی کے عالم مین مبتلا
ہون گے فردائے قیامت حاکم علی الاطلاق جب مجھسے پوچھیگا کہ ان لوگونکی ساتھہ تونے کیا سلوک کیا
تو مین جانتا ہون کہ مجھسے جواب بن پڑیگا اور عذر میرا قبول نہوگا اسلیئے مجھکو اپنی نفس پر رحم ہوا اور رقت پیدا ہوئی
پند سونیکے لئے رات کو بستر پر نجاؤ جب تک کہ تمام دن کا حساب نکرلو کہ آج مین نے کون
کون عمل نیک اور کون کون بد کیا ہے پس جو عمل بد یاد آئے اسکے کرنے پر پچتاؤ توبہ کرکے
بخشواؤ نیک عمل پر خدا تعالی کا شکر ادا کرو اور دعا مانگو کہ آیندہ بھی وہ تم کو نیکی کی توفیق دے

	جس قدر تم روسکو چھپ چھپکے رو لو راتکو		چہرہ سے دلکی سیاہی ساری دھولو راتکو	

فائدہ امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رح خلافت سے پہلے ہزار درہم کی قیمتی
پوشاک پہنتے اور فرماتے تھے کہ کیا عمدہ لباس ہے اگر اس مین خشونت نہوتی اور جب آپ تخت
نشین ہوے تو پانچ درہم سے زیادہ قیمت کی پوشاک کبھی نہ پہنی جسکے نسبت فرماتے کہ کیا
عمدہ پوشاک ہے اگر اس مین تنعم نہوتا اس پر لوگون نے عرض کیا کہ سبب اختلاف کا
ان دونون حالتون مین کیا ہے فرمایا میرا نفس لوامہ آفت کا پرکالہ ہے جو نعمت خدا پاک نے
اوسکو دی اوسپر ہل من مزید کا خواہشمند رہتا ہے اور اللہ پاک نے ہمیشہ اوسکی خواہش
ہل من مزید پوری کی اب تخت نشین ہونیکے بعد بھی وہی خواہش ہل من مزید باقی ہے
مگر دنیا مین تو اس خلافت پر ہل من مزید ممکن ہی نہین باقی رہی نعماے عقبیٰ وہ
بغیر دنیا چھوڑے ملتی نہین اس لئے آخرت کی خواہش نے دنیا چھوڑا دی +

زہد کا رتبہ اگر مطلوب ہے	تین چیزین چھوڑ دے اے نیکنام
زیب و زینت زآسی ور آسی ہوا	دل سے دنیا و دولت والسلام

فائدہ باوجود اس قدر امارت اور دولت و حکومت کے امیر المومنین عمر بن عبد العزیز ہمیشہ دیوان تحقیقات و فصل خصومات مین فرش زمین پر اجلاس فرماتے تھے اسپر لوگون نے عرض کیا کہ اگر آپ سطح رونق افروز رہین گے تو ہیبت و سطوت و فر و شوکت سلطنت و خلافت کا باقی نہین رہیگا آپ نے فرمایا کہ مجھے تکلف سلطانی سے کچھ غرض نہین ہے توکل درکار ہے

نکتہ خدا کے متوکل ہو کر خاکستر کے فرش پر بیٹھنا اور فقیر کہلانا اس سے بہتر ہے فرعون کی طرح تکبر و تجمل کے ساتھہ تخت پر بیٹھنا اور احکم الحاکمین پر بھروسہ نرکھنا ؛

کرو حق پر توکل بندگان حق اگر سمجھو	گہر قطرے کو سمجھو اور خاکستر کو زر سمجھو

حکایت

ایک روز مسلمہ بن عبد الملک عمر بن عبد العزیز رح کی عیادت کو آیا دیکھا تو اون کے کپڑے میلے کچیلے تھے اونہون نے اپنی بہن فاطمہ سے جو امیر المومنین کی منکوحہ تھین کہا کہ آپکے کپڑے بدل دو اور جو کپڑے پہنے ہین اونکو دھلوا دو فاطمہ نے کہا اے بھائی مین کیا کرون اون کے پاس اس لباس کے سوا دوسرا کپڑا ہی نہین ہے

نکتہ میلے جسم اور ناپاک بدن پر پاکیزہ لباس پہنا پاک لوگون کے نزدیک منع ہے

اسطرح اپنی پاک روح کو بدی اور بد افعالی کے میل سے ناپاک رکھنا اور جسم کو دھونا عیب ہے +

نجاست سی نہو جب تک کہ دل پاک	عبث ہی اس تن خاکی کا دھونا
بہلا جب تک پلید اپنا ہو باطن	ضرورت کیا بظاہر پاک ہونا

فائدہ امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رح نے ایک حکم نافذ کیا کہ بنی اُمیہ نے لوگون سے براہ ظلم و جبر جو کچھ کیا ہے وہ سب اُن کے مالکون کو مستر د کردیا جاے اس پر ارکان دولت و اعیان سلطنت نے عرض کیا کہ حضور آپ ایسا حکم صادر فرماتے ہین اور اپنی قوم کے رنج و ملال سے نہین خطر کرتے فرمایا مجھکو احکم الحاکمین کا خوف ہے اور کسی سے ڈرتا نہین +

پند حاکم علی الاطلاق سے جو ڈرتا ہے اُن سے سب خلقت ڈرتی ہے اور جو شہنشاہ جل و علا سے نہین ڈرتا اس سے کوئی بھی خوف نہین کرتا +

لوگ ڈرتے ہین اُن کے سایہ سے	جو کہ اپنے خدا سے ڈرتے ہین
جو نہین ڈرتا اپنے خالق سے	لوگ کب اُس سے خوف کرتے ہین

حکایت

رجا بن حیات روایت کرتے ہین کہ مین ایک رات عمر بن عبدالعزیز کے خدمت شریف مین حاضر تھا اتفاقاً چراغ گل ہونے لگا مین نے چاہا کہ اوٹھکر ہی درست کردون لیکن مجھسے پیشتر خود ہی امیرالمومنین نے چراغ درست کردیا مین نے عرض کیا یا امیرالمومنین خادم کے ہوتے مخدوم کو تکلیف اوٹھانیکی کیا ضرورت تھی

آپ نے فرمایا کہ میرا کیا گھٹ گیا جب مین اوٹھکر گیا تب بھی عمر ہی تھا اور درست کرکے آیا تب بھی عمر ہی ہون +

نکتہ فخر انسان کا اس مین ہوتا ہے کہ وہ فخر کے لایق ہو اور افتخار نکرے باوجود مہتری کے اپنے آپ کو کمتر جانے دولت اور حکومت کی حالت مین تواضع اور انکساری اپنا پیشہ کرے +

دوستو فخر اپنا مت ظاہر کرو		گرچہ ہو تم صاحب عز و وقار	
بندگی پر باندھلو اپنی کمر		پاؤ اپنے حق سے تاج افتخار	

حکمت اپنے متعلقین اور خدمتگارون کو اپنا اعضا تصور کرنا چاہیے کیونکہ اگر وہ نہون تو ہر کام اپنے ہاتھ سے کرنا پڑے نوکر کو سخت تکلیف نہ دینی چاہیے کوئی وقت اُن کے آرام کیلئے بھی مقرر کرنا چاہیے +

بندہ از بندگان حق بود		گر ترا در بندگی خدمت گذار	
دان غنیمت خاطرش خورسند دار		تا ترا خوشنود دارد کردگار	

نکتہ نوکر کو چاہیے کہ وہ اپنے آقا کی خدمت گذاری و جان نثاری مین ہمیشہ حاضر و سرگرم رہے ہر کام مین دیانتداری و خیر خواہی کو مقدم سمجھے حق نمک پہچانے مالک کو مالک جانے اور اسکے راز کا محافظ رہے +

ہین گے مستحکم دیانت پر مدام		بندگان اہل دین اہل یقین	
ہے عزیز خلق مرد خیر خواہ		فخر پاتا ہے امانت سے امین	

حکمت شجاعت کے متعلق دس چیزین ہین **اوّل** کبر نفس یعنی مفلسی یا تونگری یا مدح یا مذمت کو یکسان جاننا **دوم** تقویت یعنی سخت مصیبت کیوقت نہ گھبرانا

توہی دشمن سے نہ ڈرنا **سوم** سکون یعنی ہر حالت مین مستقل رہنا آجکا کام کل پر نچھوڑنا **چہارم** ضبط مزاجی یعنی جوش مین نہ آجانا غصہ کو ضبط کرنا دشمن پر غلبہ پاکر درگذر کرنا **پنجم** ثبات یعنی دشمن کی جمعیت دیکھکر پریشان نہونا اور نیک کام کرنے مین حریص رہنا **ششم** تحمل نیک کام کرنے مین **ہفتم** غیرت اور حمیت قوم اور اقربا کی پرورش پر مستعد رہنا انکو غیر کا محتاج نہونے دینا اور انکی آبرو کا محافظ رہنا **ہشتم** تواضع سب کو اپنے ذات سے اچھا جاننا اور سب سے بمدارات پیش آنا **نہم** علو ہمتی اچھے اعمال واخلاق کی طرف راغب رہنا بدعادتون سے باز رہنا خداوند عالم کی راہ مین زر نثار کرنا کسی کی بھلائی کے لئے اپنے آپکو تکلیف مین ڈالنا **دہم** رقت لوگون کی پریشانی وغمگینی کی حالت دیکھکر خود پشیمان ہونا کسی کی بدحالت دیکھہ سکنا اپنے گناہ مین یاد کرکے رونا اور غم کرنا +

کبر نفس و تقویت صبر و سکون	ہین یہہ سب مردبہادر کی نشان
اور تواضع غیرت و حلم و ثبات	ہین اسی کی واسطے اندرجہان
اپنی ہمت اور تحمل سی ہمیشہ	کام کرتا ہے وہ یکتاے زمان

حکایت

تقریب عید الفطر مین امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رح کی بی بی نے آپ سے شکایت کی کہ یا امیر المومنین آپکے تخت نشینی مین ہمنے کچھ بھی فائدہ نہین اوٹھایا اور مزہ نپایا دیکھو محلہ کے لوگون نے اپنے لڑکون کے لئے نئی نئی پوشاکین اور اور عمدہ عمدہ لباس تیار کرایا ہے مگر ہمارے لڑکے وہی پھٹے پرانے پیوند لگی ہوے

کپڑے پہنتے ہین مجکو نہایت شرم آتی ہے اس پر آپنے خزانہ دار بیت المال
کو شقہ لکھا کہ ہمارا حق خلافت مقررہ ایک مہینہ پیشگی بھیجدو مہتم بیت المال نے
عرض کیا کہ تعمیل حکم مین تو کچھ عذر نہین مگر یا امیر المومنین یہہ کیونکر یقین ہوسکتاہی
کہ آپ ایک مہینہ تک زندہ رہین گے جسکا حق آپ آج چاہتے ہین آپنے
فرمایا یہہ سچ ہے اور آپنے اپنی بی بی سے فرمایا کہ ہمارے لڑکون کیواسطے
جنت مین پوشاک لطیف تیار ہے یہان نئی پوشاک اور عمدہ لباس کی کچھ احتیاج نہین ہے

فائدہ حضرت سیدنا امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے عہد خلافت مین حق
خلافت ایک لاکھ تیس ہزار درہم سالانہ سے زاید تھا اور عمر بن عبد العزیز کے
زمانہ تک مسلسل فتوحات جدیدہ نے اوس حق خلافت کو الضاعف کردیا تھا
لیکن عمر بن عبد العزیز نے اپنا کل حق بیت المال سے بجز دو درہم روزانہ کے
نہین لیتے تھے بلکہ جس وقت وہ صدر نشین خلافت ہوے اپنا کل ذاتی مال
بھی داخل بیت المال کردیا آپ کے فضایل اور کمالات جو مورخین زمانہ
نے لکھا ہے اوس سے یہہ امر ثابت ہوسکتا ہے کہ آپ انسان فرشتہ خصلت تھے

نکتہ بادشاہ وہ ہے جو کسی کے آگے دست سوال نہ پھیلائے خداپرست وہ
ہے جو خودی کے دام مین اسیر نہو نیک وہ ہے جو کسی کے ساتھ برائی نکرے

نیک وہ ہی جو نہین کرتا بدی	دوست دشمن نیک بد بندو نکا تھا
شاہ کہتے ہین اُسے شاہ وگدا	جس نے لینے کو نہین پھیلاے ہاتھ

نکتہ سخی وہ ہے جو اپنا مال کسیکو معاوضہ کی امید پر نہ دے اپنے ملک کو وقف
جانے اورون کے مال کی حفاظت رکھے جسکے نقصان کا روادار نہو*

به بخشد چون بمسکینان سخی مال	ندارد در عوض امید احسان
همیشه مال خود را وقف داند	بمال دیگران باشد نگهبان

حکایت

امیر المومنین عمر بن عبد العزیز کو معلوم ہوا کہ مسلمہ بن عبد الملک کے باورچیخانہ مین روزانہ ایکہزار درہم صرف ہوتا ہے آپنے ایک روز اُنکو پیغام بھیجا کہ آج کھانا ہمارے ساتھ کھائین اور آپنے اُس روز ہر قسم کا کھانا بتکلف پکوایا منجملہ اور کھانون کے آش مسور کی پیاز و روغن زیتون سے چرب کی ہوئی آپکے خاصہ کی تھی آپنے مسلمہ کو اتنا بٹھایا کہ اُنپر بھوک کا غلبہ زاید ہوگیا اور آپ نے پیشتر ہی سے خدام کو کہہ رکھا تھا کہ جب مین کھانا مانگون تو قبل اسکے کہ اور کھانے لاؤ پہلے وہی مسور کی آش لے آنا پس خدام نے پہلے وہی آش پیش کی مسلمہ کو بھوک تو خوب ہی لگی تھی وہ آش پیٹ بھر کر کھائی کہ اور کھانیکی گنجایش نرہی جب تکلف اور پرذایقہ کھانے چنے گئے تب عمر بن عبد العزیز نے مسلمہ سے کہا کہ ہاتھ کیون کھینچا عمدہ کھانا تو دسترخوان پر اب آیا ہے مسلمہ نے عرض کیا یا امیر المومنین مین خوب کھا چکا ہون اب اور کھانیکی گنجایش نہین ہے عمر بن عبد العزیز نے فرمایا سبحان اللہ تم صرف اس مسور ہی کی آش سے شکم سیر ہوگئے جس مین ایک ہی درہم کے خرچ سے دس آدمی شکم سیر ہوتے ہین پھر ایک ہزار درہم جو تم ہر روز اپنے باورچیخانہ مین بیجا صرف کرتے ہو کتنا بڑا اسراف ہے خدائے پاک سے ڈرو کہ قیامت کے دن تمھارا نام مسرفون مین لکھا جائے اگر وہی مال جو اس طرح بیہودہ اور بے موقع

خرچ کرتے ہو وہی ارباب احتیاج پر صرف کرتے اور ننگے بھوکوں اور مسکینوں کو کھلاتے تو آخرت مین تمھارے کام آتا اور خدا اور رسول تم سے خوش ہوتے مسلمہ نے عرض کیا کہ انشاء اللہ اب ایسا ہی کرونگا +

نکتہ کھانا اسقدر کہ اشتہا رفع ہو جائے اور پانی اتنا پینا کہ تشنگی نرہے پوشاک ایسی پہننا کہ بدن برہنہ نرہے گھر ایسا بنانا کہ جس مین گزارہ ہو سکے انسان کی حاجت روائی اور ضروری آسایش کے لئے کافی ہے لذیذ کھانے کھانا اور معطر اور سرد شربتون کا پینا قیمتی لباس کا پہننا اور اونچے و بلند محلون کا بنانا سراپا اسراف ہے +

گذارہ کرلو اس دنیا مین بیشک	گذر دن جائین جس سے زندگی کے
تکلف جتنے تم کرتے ہو چھوڑو	نہین یہہ کام اچھے آدمی کے

حکمت صرف کرنا تین قسم پر منقسم ہے **اول** خیرات اسمین تین طرح کی رعایت چاہیے اول یہ کہ دل کی رضامندی سے دیوے دیگر افسوس نکرے دوسری ایسے کو دے جو بسبب شرم کے کسی سے سوال نکر سکتا ہو تیسرے پوشیدہ دے ریا سے بچے دیگر احسان نرکھے **دوم** خرچ ضروری اسمین بھی تین قسم مین اول اپنے زن فرزند و غیرہ متعلقین کو دینا اور اپنے کھانے پینے پہننے و ذاتی خرچ مین صرف کرنا دوسرے فائدہ کی امید پر کسی امیر دولتمند کی خدمت مین نذر پکڑانا تیسرے دفع ضرر کیلئے صرف کرنا یعنی جب اپنی جان پر آفت آئے یا حرمت مین خلل پڑیگا اندیشہ ہو جائے تو خرچ کرنا پس دو قسم اول و دوم مین اپنی توفیق و حیثیت پر لحاظ رکھنا ضرور ہے مگر تیسری قسم مین حیثیت سے زیادہ بھی خرچ کر دینا

مضائقہ نہین ہے کہ اُسکے خرچ نکرنے مین آبرو کا خوف ہے تیسری قسم تواضع وانعام ومہمانداری ودوست نوازی وغیرہ اس قسم کے اخراجات بھی اچھے ہین مگر حثیت کا لحاظ اسمین بھی ضروری امر ہے +

مناسب خرچ جو کرتا ہے کرے نکر اسراف یا امساک اس مین
اُڑا بیجا نہ ہرگز دولت و مال مگر رکھ اعتدال اسمین بہر حال

حکایت

فاطمہ بنت عبدالملک بن مروان منکوحہ عمر بن عبدالعزیز کی ملکیت مین ایک لونڈی تھی جسکے ساتھ آپ کو عشق پیدا ہوگیا تھا آپنے اُسکو اپنی بی بی سے مانگا کہ اسکو ہبہ کردین فاطمہ نے بہ سبب غیوری اور حسد کے ندی اور جب آپ تخت نشین ہوے تو فاطمہ اوسکو لباس تکلف سے آراستہ پیراستہ کرکے آپکے پاس لائین اور کہا کہ اسکو مین نے بخوشی آپ کو ہبہ کیا آپنے اوس سے جب خلوت کرنا چاہا تو پہلے اُس سے فرمایا کہ کپڑے اوتار ڈال جب اُس نے سارے کپڑے اوتارے خلیفہ نے کہا اے بیٹا کہ تو پہلے کسکی ملکیت مین تھی اور فاطمہ کے پاس کیونکر آئی اوس نے عرض کیا کہ حجاج بن یوسف نے عامل کوفہ کا تمام مال ومتاع ضبط کرلیا تھا مین بھی اوسی عامل کی ملکیت مین تھی مجھکو حجاج نے عبدالملک بن مروان کے پاس بھیجدیا اور مین کم عمر تھی عبدالملک نے مجھے اپنی بیٹی فاطمہ کو ہبہ کیا آپنے پوچھا اب وہ عامل کہان ہے اُس نے کہا وہ مرگیا پھر آپنے پوچھا کہ آیا اب اور کوئی اُسکی اولاد مین سے ہے اوس نے کہا ہان فی الحال ایک اوسکا

فرزند وہ بھی مفلس اور بُرے حال مین ہے آپنے اوس لونڈی سے مواصلت نکی اور فرمایا کہ اپنے کپڑے پہن لے اور اوسی وقت عبدالحمید عامل کوفہ کے نام حکم صادر فرمایا کہ نامبردہ کو بذریعہ برید جلد دارالخلافت مین بھیجدو جب وہ حضور اعلیٰ مین باریاب ہو چکا تو آپنے اُس سے پوچھا کہ حجاج نے تمھارے باپکا کیا کیا مال ضبط کیا تھا جو اُس نے تبلایا وہ سب بیت المال سے اوسکو واپس کردیا اور وہ لونڈی بھی اوسکے سپرد کی اور فرمایا کہ تم کم سن ہو احتیاط کرو اسکے ساتھہ صحبت سے شاید تمھارے باپکے تصرف مین نہ آئی ہو اُس نے عرض کیا یا امیرالمومنین مین نے یہہ لونڈی بخوشی آپ کو ہبہ کی مگر آپ نے نامنظور کیا پھر اُس نے عرض کیا کہ اگر امیرالمومنین میری نذر قبول نہین فرماتے ہین تو اسکو مجھ سے مول لے لین آپنے فرمایا اگر مین خرید لونگا تو اس آیت کریمہ کے مضمون مین داخل نہونگا ۔ وَاَمَّا مَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفۡسَ عَنِ الۡهَوٰى فَاِنَّ الۡجَـنَّةَ هِىَ الۡمَاۡوٰى

نکتہ اپنے نفس کو محکوم رکھنے والا کسی کا محکوم نہین ہوتا ہے بلکہ تمام زمانہ اسکا محکوم ہوتا ہے اور وہ سب پر حاکم

اگر حاکم شوی بر کشور دل	بملک جسم و جان باشی شہنشاہ
کنی بر نفس نافرمان اگر حکم	باقلیم جہان باشی شہنشاہ

پند تنگی و تنگدستی کی حالت مین کسی مفلس محتاج کا حال نہ پوچھو ورنہ اُسکی خبرگیری کرو

نہ پوچھو حال زار تنگدستان	زبان تقریر مین انکی نہ کھلواؤ
وگر پوچھو تو اُس حالت مین پوچھو	کہ کچھ اپنی گرہ سے فیض پہونچاؤ

حکایت

بنی اُمیہ نے مصالح ملکی کے لحاظ سے سب اہل بیت نبوت جایز کر رکھا تھا یہانتک

کہ خطبون مین الفاظ سب وشتم خلیفہ چہارم وآل فاطمہ رہ کے نسبت درج ہوگئے تھے
اور خطیب ممبرون پر اون الفاظ کو بقرءت ادا کرتا تھا جب عمر بن عبد العزیز سریر آرا ے
خلافت ہوے تو آپنے اُس بدعت شنیعہ اور طریقہ مذمومہ کو اس خوبی سے خارج کیا
کہ لوگون کی ہمتین پست ہوگئین اور وہ رسم مذموم ہمیشہ کیلئے نیست ونابود ہوگئی تدبیر
یہہ تھی کہ عمر بن عبد العزیز نے ایک یہودی طبیب کو جو بظاہر دربار رس اور مصاحب
خلیفہ تھا مخفی طور پر کچھ تعلیم کر رکھا تھا ایکدن وہ یہودی دربار عام دار الخلافت
مین جہان تمام خاندان بنو امیہ اور آل مروانی حاضر تھے خلیفہ سے درخواست کی کہ
آپ اپنی صاحبزادی کے ساتھ میرا نکاح فرما دیجئے کل امراسلطنت اور خاندان بنی امیہ
یہہ جملہ سنتے ہی دست بقبضہ ہوکر افروختہ ہوگئے عمر بن عبد العزیز نے نرمی سے اُس
فرمایا کہ یہہ امر کیونکر ہوگا کہ مین مسلمان ہون اور تو یہوُدی ہماری شریعت اس امر کو
جایز نہین رکھتی ہے یہودی نے عرض کیا کہ آپ کے پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ
وسلم نے جو اپنی صاحبزادیکا نکاح امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب
کرم اللہ وجہہ کے ساتھ فرمایا ہے عمر بن عبد العزیز نے کہا وہ بہت بڑے عظماے
ملت محمدی سے تھے یہودی نے عرض کیا پھر ایسے شخص کے نسبت خطبون مین
ایسے الفاظ ناملایم کیون پڑھے جاتے ہین عمر بن عبد العزیز نے رُوساے شام
واہل خاندان بنو امیہ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ تم لوگ اس یہودی کا جواب دو اُن
لوگون سے کوئی جواب بجز سکوت بن نہ پڑا بس اُسی وقت عمر بن عبد العزیز نے
حکم قطعی نافذ فرمایا کہ خطبون سے وہ الفاظ ناسزا بالکل نکال ڈالے جائین اور بجاے

اون الفاظ کے اس آیت شریف کی تلاوت کرین ان اللہ یامر بالعدل والا
حسان وایتاء ذی القربیٰ وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی ط
چنانچہ ابتک تلاوت اس آیت شریفہ کی خطبون مین جاری ہے ۔

نصیحت بدکلامی سے زبان کو نجس نکرو غیبت سنکر کانون کو پلید نہ بناؤ غیر کی
محبت دلمین رکھکر کافر نہ کہلاؤ +

	خوار ہوگا مرد بدگفتار اگر		نیک بندون سے برا پیش آئیگا	
	نیک کو نیکی ملیگی عاقبت		اور برا آخر برائی پائیگا	

تذکرہ مہر مین عمر بن عبدالعزیز کے عمر یؤمن باللہ مخلصاً کندہ تھا - اور حاجب
آپ کے تین شخص تھے ایک آپ کا غلام جسکا نام حی تھا اور دوم قیس سوم مزاحم
اور دو شخص منشی تھے ایک لیث بن ابی رقیہ دوسرے رجا بن حیات کندی اور
کوتوال آپ کے عہد مین یزید بن قیس سکسکی تھا اور عبداللہ بن سعد الارملی قاضی تھے
عمر بن عبدالعزیز رحمہ نے دیر سمعان جو حمص کی زمین ہے وہان پر سنہ ۱۰۱ ہجری مین
وفات پائی کل انتالیس برس ایک مہینے کی عمر مین دو برس پانچ مہینے مسند آرائے
خلافت رہے سیایک الذہب مین آپکو خلیفہ صالح خامس خلفاء راشدین لکھا ہے
اور حضرت سفیان ثوری رحمہ نے لکھا ہے کہ خلفاء راشدہ مین پانچ ہین یعنی امیر المومنین
حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عثمان غنی اور حضرت سیدنا
علی ابن ابی طالب رضوان اللہ تعالی عنہم اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ
اخراج کیا ہے اس روایت کو ابوداؤد نے اپنے سنن مین کنیت آپکی ابوحفص تھی
حلوان ایک قریہ ہے مصر مین وہان آپ تولد ہوے جب عبدالعزیز بن مروان

آپکے باپ مصر کے حاکم تھے باختلاف روایت سنہ ۶۱ھ یا سنہ ۶۲ھ مین اور مان آپکی ام عاصم حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی پوتی تھین اور نانا اون کے عاصم بن سیدنا عمر بن خطاب رہ تھے اور نانی آپ کی وہ لڑکی تھی جسکو دودھ دوھتے کیوقت انکی مان نے کہا تھا کہ اس مین پانی ملاوے تو اُس نے جواب دیا تھا کہ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دودھ مین پانی ملانیکو عموماً ممانعت فرمائی ہے ان نے کہا کیا اسوقت امیر المومنین یہان کھڑے دیکھتے ہین لڑکی سنے جوابدیا کہ قسم ہے خدائے پاک کی یہہ مجھسے ہرگز نہو گا کہ ظاہر مین اونکی تابعداری کرون اور مخفی اونکی نافرمانی چنانچہ اتفاقاً جناب فاروق اعظم رہ بھی کہین عنقریب انکے رونق افروز تھے اُن دونون کی تقریر آپکے گوش حق نیوش مین پڑی اور اُس لڑکی کی فطانت سے متعجب اور خوش ہوکر اپنے فرزند عاصم رہ کے ساتھ منگنی قرار دیکر نکاح فرما دیا تو اون کے پیٹ سے ام عاصم یعنی عمر بن عبد العزیز کی مان پیدا ہوئین نکتہ چار وصفون سے انسان نیک بختون مین شمار ہوتا ہے اولاً منصف مزاجی اور انصاف پرستی **ثانیاً** واقفیت اور باخبری **ثالثاً** کم گوئی اور کم خوری اور کم خوابی **رابعاً** حلم اور تحمل +

درگذر کرتے نہین انصاف سے	بندگان منصف و سینہ صفا
باخبر رہتے ہین سب کے حال سے	مہربان سب پر ہین مردان خدا

ابوجعفر عبداللہ منصور بن محمد بن علی بن عبداللہ عباس رضی اللہ عنہ

آل عباس کا دوسرا خلیفہ ہے اس نے سنہ ۱۳۷ ہجری مین خاتم خلافت پائی یہ شخص

بڑا دور اندیش اور شجاع تھا عزم و استقلال آبائی ترکہ تھا علوم شرعیہ خاندانی میراث تھی لہو ولعب سے متنفر رہتا عدل و کرم دونو صفتین خالق نے عطا فرمائی تھین اسی نے پیشتر کتاب کلیلہ دمنہ کا ترجمہ سریانی زبان سے عربی مین کرایا اور قانونی کتابین بھی روم و فارس سے منگوا کر ترجمہ کروائین اسکو مورخین نے منصور دوانقی بھی لکھا ہے :

فائدہ دوانیق پچھلے زمانہ کا بہت ہی چھوٹا سکہ تانبے کا اور عرب کے ملکون مین مثل ہندوستانی کوڑیون کے چلتا تھا عوام مین خصوص ہندیون مین بلفظ دوانی مشہور تھا چونکہ منصور عمال سے کوڑی کوڑی کا حساب لیا کرتا تھا اسی سبب سے دوانقی لقب پڑ گیا۔ اور خلیفہ منصور کے یادگار کا ایک بہت بڑا نشان شہر بغداد ہے جسکا وہ بانی ہے پہلے اس مقام پر نوشیروان کا ایک باغ تھا جسکو باغ داد کہتے تھے کثرت استعمال سے بغداد ہو گیا اور دوسری وجہ تسمیہ مورخین نے یون لکھی ہے کہ بغ ایک بت کا نام تھا جسکو وہان کے مشرکین پرستش کرتے تھے اور داد فارسی مین عطا کو کہتے ہین تو بغداد کے معنی ہوے عطاء بغ۔ الحاصل وہ مقام پر فضا دجلہ کے کنارے تھا اسلئے منصور کو پسند آیا اسی مقام پر ۱۴۵ھ ہجری مین شہر کی بنا شروع ہوئی پہلے اینٹ بنا کی منصور نے اپنے دست خاص سے رکھی حصار کی بنا نہایت مستحکم اور عریض ڈالی گئی بنیاد کا عرض پچاس گز اور سر دیوار کا عرض بیس گز تھا ۱۴۹ھ ہجری مین حصار کی بنا تمام ہوئی ایک کرو‌ڑ دینار اسکی بنا مین صرف ہوا :

منصور کے نسبت مورخین نے بہت سی حکایتین لکھی ہین اور وہ ایک منتظم شخص تھا

چنانچہ اسکا قول ہے +

قول بادشاہون کو اپنے رُفقا اور مصاحبین کے جمیع امور خلاف ورزی کا تحمل ہوسکتا ہے مگر تین چیزین ہرگز قابل برداشت نہین اول شرکت ملک **ثانیاً** افشاء راز **ثالثاً** خیانت حرم مین - اور جس شخص کے مزاج مین مروت زیادہ ہوگی اوسکو صعوبت اور دشواریان بھی بہت پیش آئینگی +

فائدہ ایک روز منصور نے اپنے رفقا اور مصاحبین سے کہا بادشاہ کو چار شخصونکی نہایت ضرورت پڑتی ہے جن کے بغیر انتظام مملکت کسیطرح نہین ہوسکتا جسطرح سے تخت بدون چار پایون کے قائم نہین رہ سکتا **اول** قاضی یعنی حاکم عدالت کہ انفصال مخاصمات وفصل خصومات بغیر مداہنت وارتشاء کے عدل وانصاف سے کرے **دوم** کوتوال کہ ضعیف کو قوی کے ظلم سے بچائے اچھونکا دوست رہے اور بدون کا دشمن **سوم** محصل خراج جو رعایا سے بغیر ظلم وسختی خراج وصول کرے **چہارم** وقایع نگار جو ان تینون کے اعمال کی سچی خبر دین +

فائدہ بصرے کے قاضی نے سید حمیری کی سعایت مین ایک عرضی خلیفہ منصور کی خدمت مین لکھی اوس عرضی کو منصور نے بدین شرح واپس کردی جعلناک قاضیا لا ساعیا ہمنے تمکو قاضی مقرر کیا ہے کچھ چغلخوری کیواسطے نہین مقرر کیا ہے +

نکتہ لوگون کی شکایت وغماضی کرنا سخت عیب ہے اور برائی کرنے مین جلدی نکرنا چاہئے بلکہ اپنے نفس کو جسقدر رُک سکے اسکے کرنے سے روکنا چاہئے اور ایسی کوشش کرنا چاہئے کہ کسی نہ کسی طرح سے وہ عمل تم سے سرزد ہونے پائے

بند کن لبہای خویش از گفتگو	گر نداری بر زبان تقریر نیک
در سخن گویا مشو چون ابلہان	تا نباشد در دولت تدبیر نیک

حکایت

ایک دن خلیفہ منصور اپنے مصاحبین کے ساتھہ قریب دجلہ اپنے محل کی چھت پر بیٹھا تھا ایک تیر اوسکے سامنے گرا دیکھا تو اوس تیر کے ایک طرف لکھا تھا کہ ایک شخص مظلوم ہمدان کا رہنے والا مجلس مین قید ہے منصور نے فوراً لوگون کو محبس مین بھیجا کہ شخص ہمدانی کو جلد حاضر کرین لوگ گئے دیکھا کہ محبس کے ایک حجرہ مین ایک شخص روبقبلہ بیٹھا ہوا اس آیت کی تکرار کر رہا ہے وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ؁ ترجمہ اور قریب ہے کہ جانین گے وہ لوگ جنہون نے ظلم کیا ہے کہ کس کروٹ وہ پلٹین گے اونہون نے اوس شخص سے پوچھا کہ تم کہان کے رہنے والے ہو قیدی نے کہا ہمدان میرا وطن ہے پس اسکو خلیفہ منصور کے سامنے لائے منصور نے سرگذشت پوچھی ہمدانی نے عرض کیا کہ مین ایک بزرگ خاندان و اشراف ہمدان سے ہون آپکے عامل نے جو ہمدان مین مقرر ہوا ہے اُس نے میری ریاست اور کل جائداد جس کا ہزار درہم محاصل تھا غصب کر لی ہے اور اس خوف سے کہ مین دارالخلافت مین فریاد کرونگا مجھکو محبس مین بھیجدیا اور مجھپر ناحق جرم بغاوت اور خروج کا مقدمہ قائم کیا منصور نے پوچھا تم کتنے عرصہ سے قید ہو اوس نے عرض کیا چار سال سے اس پر خلیفہ نے خارجی طور پر دریافت کر لیا تو ظلم و ستم وہان کے حاکم کا پایا گیا فوراً

اسکی بیڑیان کٹوا دین اور فرمایا کہ اے شیخ تمھاری ریاست مع زر چار سالہ خراج
تمکو واپس دینے کا حکم دیدیا ہے اسکے سوا ہمنے تمکو ہمدان کا عامل بھی مقرر کیا تم جا کر
اُس عامل معزول سے جس نے تمپر ظلم کیا ہے جسطرح چاہو بدلا لیلو اُس مرد مظلوم نے
عرض کیا یا امیر المؤمنین ریاست میری جو مسترد ہوی وہ تو مین نے قبول کی لیکن
ہمدان کی حکومت قبول کرنیکی لیاقت نہین رکھتا اور عامل نے جو مجھپر ظلم کیا ہے وہ
مین نے معاف کیا تب منصور نے اوسکو خلعت عنایت فرمایا اور اُس حاکم ظالم کو مورد
عتاب وخطاب کیا ؛

حکایت

ایک شخص نے منصور پر خروج کیا تھا جب وہ گرفتار ہو کر آیا تو غصہ کی حالت مین منصور نے
گالی دے بیٹھا اوس نے کہا کہ کل تک ہم اور تم تلوار سے اپنی قسمت آزمائی
کر رہے تھے تم کو خدا نے مجھپر نصرت دی اور آج مین اس بیکسی ور مظلومی کے حالت
مین جب آپ کے سامنے کھڑا ہون تو آپ نے تیغ زبان کے جوہر دکھائے اگر مین
بھی اپنی شمشیر زبان کو غلاف سے نکالون تو آپ نادم اور پشیمان ہون گے خلیفہ منصور
یہہ بات سنکر بہت پشیمان ہوا اور اُس کا قصور معاف فرمایا مگر ایک برس تک اُس
سے ترک مُلاقات کی ؛

نکتہ بد آدمی اگر اپنے اختیار کے وقت بدی کر چکا ہو تو نیک کو چاہیے کہ جسوقت
وہ اختیار پائے مکافات سے درگذر فرمائے ورنہ فریقین مین کچھہ بھی فرق
نرہیگا اور نیک و بد مساوی ہو جائین گے

مرد باطن گر اپنے وقت پر	کر چکا ہو نیک بندون سے بدی

نیکون کو لازم ہے وقت اختیار	کچھہ نہ لین بدلہ بغیر از نیکوئی

فائدہ بعض ندمانے خلیفہ منصور سے براہ خیر خواہی عرض کیا کہ یا امیر المومنین ایک دولت مند امیر مرگیا اور اوسکی اولاد نابالغ ہے اگر اوسکی جائداد ضبط اور داخل سرکار کرلی جائیگی تو سلطانی خزانہ کا بہت نفع ہوسکتا ہے منصور نے فرمایا کہ جو شخص خلافت رُوئے زمین سے جو اللہ پاک کی عطا ہے سیراب نہو تو وہ بھلا یتیمون کے مال سے کب سیر چشم ہوگا ۔

پند اپنے خدا سے دائمی تونگری ہمیشہ کی زندگی مانگو اور وہ دولت طلب کرو جسپر زوال نہ آئے ۔

دائمی دولت کا کر حق سے سوال	بے بہا نعمت خدا سے مانگ لے
جسکے آخر مین نہو ذلت نصیب	اسقدر عزت خدا سے مانگ لے

حکایت

ایک روز خلیفہ منصور کوٹھے پر برآمد تھا ایک بوڑھے فراش کو اپنے کام مین مشغول دیکھا تو منصور نے اسکو بلاکر پوچھا کیا سبب ہے کہ ارباب حکومت اور دولت مندون کی بڑی عمر نہین ہوتی ہے اُس نے عرض کیا یا امیر المومنین حکمران اور اہل فرمان رزق مقسوم اپنا ایک ہی بار حاصل کرلیتے ہین اسلئے اُنکی عمر دراز نہین ہوتی اور مفلس لوگون کو تھوڑا تھوڑا بتدریج ملتا ہے اسلئے اُنکا رزق مقسوم پورا ہونے کو اونکی عمر بھی بڑھہ جاتی ہے خلیفہ منصور یہہ بات سنکر ہنسا اور تین سو درہم اُسکو انعام دیا ایک ہفتہ کے بعد اُس بوڑھے فراش کی جگھہ

ایک لڑکے کو کام کرتے دیکھا خلیفہ نے اوس لڑکے سے پوچھا وہ بوڑھا کہاں ہے اوس نے عرض کیا یا امیر المومنین اوس نے قضا کی اور مین اوسکا بیٹا ہون منصور نے کہا تیرے باپ نے سچ کہا تھا جب وہ اپنا رزق پا چکا تو مر گیا ؛

نکتہ دو باتین عقل کے برخلاف ہین **ایک** مقسوم سے زیادہ رزق پانا +
دوم اجل کے آنے سے پہلے مرجانا +

زرق بے مقسوم ملنیکا نہین	مرگ آنیکی نہین قبل از اجل
وقت پر انجام پاجاتے ہین کام	باتین ہوجاتی ہین پوری برمحل

تذکرہ منصور کی طبیعت تفاول اور تطہیر وسعد ونحس کے طرف مایل تھی اور چند روز قبل از انتقال یہہ دو شعر منصور کی نظر سے گذرے

اباجعفر حانت وفاتک وانقضت	سنوک وامر اللہ لا بد واقع
اباجعفر ہل کاہن لک ومنجم	لک الیوم من ضرب المنیۃ مانع

خلاصہ مطلب ان شعرون کا یہہ ہے کہ یا ابا جعفر تمھاری وفات آپہونچی اور تمھارے عمر کے سال تمام ہوے اور حکم خدا ے پاک کا خواہ نخواہ واقع ہوگا پس ایا کوئی کاہن یا منجم تمھارے پاس ہے جو آج تمکو موت کے پنجہ سے چھڑا سکے منصور اسکو دیکھکر مغموم اور متاثر ہوا اور انہین دنون بارادہ حج بیت اللہ شریف بغداد سے کوچ کرکے قصر عبدویہ مین اُترا ۔ اور صبح کے وقت ایک ستارا ٹوٹا جسکی روشنی مثل افتاب کے تھی الغرض منصور اپنے فرزند کو بلاکر امور مالی اور ملکی مین وصیت اور نصیحت کرکے کوفہ سے ایک منزل روانہ ہوا ہی تھا کہ بیمار ہوگیا اور بیر میمون خارج از حدود مکہ معظمہ چھٹی ذیحجہ ۱۵۸ھ ہجری مین

بحالت احرام پیٹ کے درد سے انتقال کیا سر برہنہ منہہ کھلا ہوا حجون کے باب شعب مین مدفون ہوا چونسٹھہ برس کی عمر اور بائیس سال سات دن کم سلطنت کی منصور کے مہر کا کندہ (اتق اللہ فانک ترد فتعلم) تھا حاجب اونکا عیسیٰ بن نجیح اور سلیمان بن مخلد اہوازی وزیر تھا -

ابو عبد اللہ محمد المہدی بن ابو جعفر المنصور محمد بن علی بن عبد اللہ عباس رض

یہہ تیسرا خلیفہ آل عباس رض کا ہے اس شخص نے رد مظالم مین بہت کوشش کی اور ظالمون کے ظلم وستم سے لوگون کو بچایا اسکے ابر کرم نے احتیاج کے دامن کو بھر دیا اور اسکی قدر دانی اور جوہر شناسی سے ہر گروہ و ہر طبقہ کی اہل کمال بغداد مین جمع ہوگئے اور شہر بغداد علم و ہنر کا معدن بن گیا رعایا اسکے عہد خلافت کو عیش اور امن کا گہوارا سمجھتی تھی ملاحدہ اور زنادقہ کا دشمن تھا یہہ اوّل خلیفہ گذرا ہی جس نے ملاحدہ اور زنادقہ کے رد مذہب مین کتابین علماء اسلام سے لکھوائین +

روضۃ الصفا ناطق ہے کہ مہدی تخت خلافت پر اجلاس کرتی ہی پہلے حکم قیدیون کے رہائی کیلئے باستثنا خونیون کے نافذ کیا +

اور مروج الذہب مین مذکور ہے کہ چھہ لاکھہ درہم اور ایک کروڑ چالیس لاکھ دینار جو خزانۂ دار الخلافت مین جمع تھا عموماً مستحق و غیر مستحق کو تقسیم کر دیا خزانہ دار نے کل کنجیان خلیفہ مہدی کے سامنے رکھدین اور عرض کیا کہ تمام صندوق خالی پڑے ہین یہہ کنجیان اب کس مصرف کی رہین تھوڑے ہی روز گذری تھے

کہ اسقدر کثرت کے ساتھہ ملکون سے تحصیل کا روپیہ دار الخلافت مین آیا کہ خزانہ دار کو اوسکے رکھنے اور اوٹھانے کے سبب سے کئی دن تک فرصت نملی کہ خلیفہ مہدی کے دربار مین باریاب ہوسکے جب وہ فارغ ہوچکا تو حاضر ہوا ۔ خلیفہ نے پوچھا کئی دن سے تم کیون نہین آئے اوس نے غیر حاضری کا سبب عرض کیا مہدی نے کہا احمق کنجیون کے ہارسے روبرو رکھنے سے ایما تھی کہ خزانہ خالی ہے عطا کہان سے ہوگی دیکھا دینے والے نے کس حکمت سے کیونکر اور کتنا دیا +

نکتہ چار چیزون سے چار چیزین حاصل ہوتی ہین **اولاً** خاموشی سے بے خوفی و ایمنی **ثانیاً** سخاوت سے عزت و سرداری **ثالثاً** عبادت سے قبول و قرب **رابعاً** شجاعت سے مال و دولت +

چپ سے ہو جاتی ہی حاصل ایمنی	اور سخا سے عزت و فخر و کمال
یا وگے تم بندگی سے قرب حق	اور شجاعت سے مضاعف ملک و مال

فائدہ خلیفہ مہدی نے اطمنان امور مملکت کے بعد ارادہ حج کا کیا اور ایک بہت بڑا لشکر ہمرکاب لیگیا کئی ہزار آدمیون کو آمد و رفت کے مصارف مرحمت فرمایا پانسو مہار شتر صرف برف و یخ کے لئے ہمراہ تھے ۔ اگلے خلفا جب حج کرنیکو جاتے تھے بیت اللہ شریف پر ایک غلاف نیا بنوا کر چڑھواتے تھے وہ سب جمع ہوتے ہوتے دیوار اور چھت پر بڑا بوجھ ہو گیا تھا مہدی نے وہ کل غلاف اوترواکر فقرا اور مسکینون کو تقسیم کرادیا اور دیوار و سقف کو مشک و زعفران سے معطر کراکے دو غلاف زربفت کے ڈال دئے ۔ پھر مدینہ منورہ کی زیارت

کو گیا اور ہر ایک سائل کو اپنے جود و کرم سے مالا مال کر کے دار الخلافت بغداد
واپس آیا دو لاکھہ دینار اور تین لاکھہ درہم اس سفر مین خرچ ہوا +
نکتہ سائل کو خوش کرنا چاہیے اور احسان ماننا چاہیے کہ اُس نے تمکو سخاوت
کرنے مین مدد دی اگر سائل نہوتا تو تم سخی نکہلاتے

ہر یہہ سائل کی مروت سربسر	تیرے سر پر امی سخی حق کو ولی
لے گیا وہ راہ حق پر تیرا مال	جس سے تو دنیا مین کہلایا سخی

فائدہ رعایت و سیاست بغیر دو امر کے ناقص ہے اوّل سخاوت ہے
دوم شجاعت بلکہ دین اور دنیا دونون کی اصلاح بغیر ان کے نہین ہو سکتی
اسلئے قانون قدرت جسکو ان صفتون سے متصف پاتا ہے اپنا خلیفہ روی
زمین پر گردانتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَکُمْ اِذَا قِیْلَ لَکُمُ
انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَی الْاَرْضِ اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَةِ
فَمَا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِیْلٌ اِلَّا تَنْفِرُوْا یُعَذِّبْکُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا
وَیَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ ثُمَّ لَا یَکُوْنُوْا اَمْثَالَکُمْ وقال اللہ تعالیٰ لَا یَسْتَوِیْ
مِنْکُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ
اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا۔ ان آیتون سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ جب ایک
قوم موافق حکم خدا کے کام نہین کرتی تو خداوند عالم اوسپر دوسری قوم کو
مسلط کرتا ہے۔ جب تک اعتدال کے ساتھہ سخاوت اور سیاست اپنے اپنے
محل مین صرف ہوتی ہے بادشاہ اور رعیت دونون اپنے حالت پر قائم رہتے ہین
ملک آباد اور رعیت شاد رہتی ہے رحم و کرم خاصہ بادشاہ عادل کا ہے جس مین

یہہ صفت بدرجۂ کمال ہوتی ہے اوسکی سلطنت بھی قوی اور مستحکم ہوتی ہی
جو بادشاہ ظالم یا بخیل ہوتا ہے لشکر نالان رہتا ہے اور ملک تباہ اور ویران
ہوجاتا ہے ملک کی تباہی رعیت کا افلاس سلطنت کی بنیاد متزلزل کرنیوالا ہی

حکایت

مہدی کے وقت مقنع نام ایک مشعبد نے ماوراالنہر مین خدائی کا دعوی کیا بہت
سے جاہلون کو اپنا معتقد بنا لیا وہ بڑا شعبدہ باز تھا چنانچہ اوس نے ایک طلسم
چاہ نخشب مین بنایا تھا کہ کنوے سے ایک مدور اور روشن چیز نکلتی تھی جس سے
دو فرسنغ مربع تک روشن ہوجاتا تھا جو شعرا کی زبان پر بہ ماہ نخشب مشہور ہے
خلیفہ مہدی نے ایک جرار لشکر اوسکی سرکوبی کو بھیجا تو وہ بھاگ کر قلعہ کش مین
محصور ہوا مدت تک محاصرہ مین رہا محاصرہ کیوقت بھی وہ سر شام اندھیری
راتون مین ایک مصنوعی چاند چاہ نخشب سے نکالکر آسمان کے نیچے نمودار
کردیتا تھا جسکی روشنی دو دو فرسنگ تک جاتی ایسے ایسے اور بھی شعبدے
دکھلا کر اپنی خدائی کا ثبوت دیتا مگر لشکر اسلام اوسکے دم مین نہ آیا اور محاصرہ
مین اوسکو سخت تنگ کیا جب اوس نے اپنی رہائی کا کوئی رستہ نہ دیکھا تو پہلے اپنے
ہمراہیون کو شراب مین زہر دیکر مار دیا اور اون کی لاشین تیزاب کے خمون مین
ڈالکر گلا دین اخیر کو خود بھی ایک خم مین بیٹھ کر تیزاب مین گل گیا اس عمل سے
اُسکی غرض یہہ تھی کہ مرگ کے بعد بھی اسکے معتقد اعتقاد رکھین کہ ہمارا خدا مع ہمراہیون
کے قلعہ کے اندر سے غائب ہوگیا ہے مگر یہہ فریب اوسکا کھل گیا کیونکہ اوسکی

ایک لونڈی سے نے جو قلعہ کے اندر تھی مقنع کو شراب مین زہر ملاتے ہوئے دیکھ لیا
تھا وہ شراب اوس سے نہ پیکر چھپ کے ایک گوشہ قلعہ مین جا بیٹھی تھی جب
وہ مرگیا تو اوس سے نے قلعہ کا دروازہ کھولدیا اور لشکر اسلام کو اندر بلالیا سب حال
کہہ سنایا مسلمانون نے وہ تیزاب کے خم دیکھے تو کوئی لاشہ موجود نہ پایا صرف اون
لوگون کے بال پانی پر تیرتے ہوے نظر پڑے اور فتنہ اوسکا فرو ہوگیا مگر مدت
تک چند سفید پوشون کا بیج معدوم نہوا اونکا اعتقاد یہہ تھا کہ ابن مقنع آسمان
پر عروج کر گیا ہے ایک وقت معہود مین پھر ظاہر ہوگا -

نکتہ دعویدار ہونا ایسے دعوے کا جسکا ثبوت بہم نہ پہونچ سکے مدعی کی دروغ
گوئی کی نشانی ہے ؛

گر نباشد پیش تو مدعی ثبوت	دعوے تو دعوے بے آگہی ست
گفتن ناراست پیش اہل عادل	عین نادانی وجہل مدعی ست

حکایت

ایکدن خلیفہ مہدی تفریح طبع کیلئے جانب انبار رونق بخش تھا ناگاہ اُس کے
پاس ربیع بن یونس ایک کپڑے کا ٹکرا لئے ہوے آیا جس پر کوئلے سے کچھ
لکھا ہوا تھا اور اُس پر مُہر خلافت بھی تھی جو مٹی سے کوئلے مین ملا کر کیگئی تھی
ربیع نے عرض کیا یا امیرالمومنین یہہ عجیب واقع ہے ایک اعرابی نے مجھسے کہا
کہ مجھے بتاؤ ربیع بن یونس کہان مین جو یہہ کپڑے کا ٹکرا مین اون کے پاس
لیجاؤن خلیفہ مہدی اوسکو ہاتھہ مین لیکر ہنسا اور کہا کہ یہہ حقیقت مین میرا ہی لکھا ہوا ہے

اور مہر بھی میری کی ہوی ہے مین تم سے اسکا ماجرا بیان کرتا ہون کل مین
کچھ رات باقی رہے شکارگاہ چلا گیا تھا جب صبح ہوئی تو شدت سے پانی برسنے لگا
اور سب خدم وحشم مجھ سے اتفاقا چھوٹ گیا اور مجھکو بھوکھ پیاس کی شدت ہوئی
چونکہ تمام کپڑے آب باران سے تر ہو گئے تھے اس لئے سردی نے بھی سخت ستایا اوسوقت
مجھے ایک دعا یاد آگئی جو مین نے اپنے باپ دادا سے سُنی تھی کہ وہ حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے جو شخص شام وپگاہ یہہ دعا پڑھا کریگا جب کسی مصیبت
مین مبتلا ہو تو حرق و غرق و دب کر مرنے سے یا اور کسی بری طرح کی موت سے اسکو
اللہ تعالیٰ محفوظ رکھتا ہے اور جس مصیبت مین مبتلا ہو نجات پاتا ہے وہ دعا یہہ ہے

بسم اللہ وباللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ جب مین نے یہہ دعا شروع
کی تو مجھکو دور سے ایک روشنی نظر پڑی مین اوسطرف جھپٹا اور دیکھا تو ایک عرابی
اپنے خیمہ مین آگ جلا رہا ہے مین نے اوس سے کہا کیا ہماری ضیافت کر سکتے ہو
اوس نے کہا ہان کر سکتا ہون مین گھوڑے سے اوتر پڑا اعرابی نے اپنی جورو سے
کہا جو جو رکھے ہین اوسکو پیسکر جلد روٹی پکا اور مین نے پانی مانگا تو اوس نے
مجھے دودھ دیا جسمین پانی ملا ہوا تھا مین نے پیا تو ایسا مزا ملا کہ مجھکو عمر بھر کسی
شربت مین وہ ذائقہ نملا تھا۔ اوس نے ایک مہین کپڑے کی چادر دی جسکو مین
اوڑھ کے سویا تو ایسا آرام ملا کہ پھر کبھی سونے مین ایسا آرام نہ پایا اور جب
میری آنکھ کھلی تو دیکھا کہ اعرابی بکری ذبح کر رہا ہے اور اوسکی جورو چیخ رہی ہے
کہ بڑی افسوس کی بات ہے تو نے ہمکو ہلاک کیا اسی ایک بکری پر تو ہماری زندگی
تھی جسکو تو نے ذبح کر ڈالا بھلا اب اپنی معاش کی کیا فکر کروگے مین نے کہا کچھ تم

تردد نکرو پھر مین سنے بکریکا کلیجہ اپنی چھری سے نکالا اور آگ پر رکھدیا جب وہ بھن
گیا تو مین سنے کھایا اور اعرابی سے کہا تمھارے پاس کاغذ وغیرہ ہے جو مین
اوس پر کچھہ لکھون اوس سنے مجھے یہہ کپڑیکا ٹکرا دیا تو مین سنے کوئلے سے اوسپر
یہہ لکھا اور اپنی مہر بھی اوسی کوئلہ سے کردی پھر کہا کہ ربیع کا نام پوچھکر یہہ تحریر
اوسکو پہونچاؤ اوسمین لکھا تھا کہ پانچ لاکھہ درہم اس اعرابی کو دیدینا خلیفہ
مہدی سنے کہا مجھکو منظور پچاس ہزار درہم دلوانا تھا مگر غیب سے پانچ لاکھہ ہاتھہ
سے لکھہ گئے اب مین اوس سے کم نہین کرسکتا یہہ رقم اوس کو دیدو اوسی وقت
اعرابی کو دیدے گئے اور وہ اعرابی امیر کبیر ہوگیا اوس سنے ایک بہت بڑا عمدہ
مکان بنایا اور وہ مکان اس نام سے مشہور ہوگیا کہ مکان میزبان امیر المومنین مہدی
حجاج اور مسافرین وہان آرام لیا کرتے تھے ؛

تذکرہ سامرہ مین شیخ اکبر محی الدین ابن العربی سے صاحب تاریخ الخلفا نقل
کرتے ہین کہ مہدی باللہ ۱۵۸ھ ہجری مین سریر آرای خلافت ہوا اور ۱۶۹ ہجری
مین قضا کی ستائیس برس کی عمر پائی دس برس دیڑھ مہینہ اوس سنے نیک نامی
سے سلطنت کی اوسکے عہد مین حسبی اللہ کندہ تھا اور حاجب اوسکے ربیع بن
یونس اور عبد اللہ بن علامہ و عاقبہ بن زید قاضی تھے اور ابو النجم و فضل بن
ربیع و سلامۃ الابرش منشی تھے - مہدی کے انتقال کے متعلق مختلف روایتین ہین
بعض مورخ سنے لکھا ہے کہ اوسنے ایک شکار کے تعقب مین گھوڑا ڈالا جو ایک کنڈیر
مین چلا گیا تھا اور اوسی کنڈیر مین مہدی بھی گھوڑا لیگیا راستہ اچھا نتھا وہان پر
کوئی ایسا صدمہ پہونچا کہ فوراً روح پرواز کرگئی اور بعض مورخ سنے لکھا ہے کہ ایک

لونڈی نے زہر دیکر اوسکا کام تمام کیا ؛

نکتہ اولاً شکار بیکارون کا کام ہے ثانیاً شکار جانے سے پہلے جنگل کی مصیبتون اور تکلیفون کو سوچ لینا چاہیئے نہ کہ صحرا مین جانے کے بعد غور کرنا چاہیئے ؛

سوچ لو ہو جسطرح انجام کار	ہے یہہ بہتر ابتدا سے کام مین
شوق سے پھر جاؤ تم بہر شکار	پہلے صحرا کے مصائب جانچ لو

ابی جعفر ہارون الرشید بن محمد المہدی بن ابی جعفر منصور دوانیقی بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس رض

یہہ پانچوان خلیفہ بنی عباس کا ہے بڑا فصیح و بلیغ اور عالم و عابد تھا ایام خلافت مین بھی سو رکعت نماز پڑھا کرتا تھا اور اپنے مملوکات خاص سے روزانہ ہزار درہم خیرات کرتا ہمیشہ علمار اور مشایخ کے ساتھہ صحبت رکھتا اور ریاکارون کا دشمن تھا اور اپنے گناہون پر اکثر رویا کرتا اور شاعرون کو انعام کثرت سے دیتا تھا۔

آل عباس مین یہہ خلیفہ نامور گزرا ہے۔ حق تو یہہ ہے کہ اپنے خاندان کا چشم و چراغ تھا۔ تمام اہل ہنر اسکے کمال پروری سے دار الخلافت بغداد مین کھنیچ آئے اور ہر طبقہ کے اہل کمال اسکے دامن دولت مین پرورش پانے لگے ؛

مورخ تاریخ الخلفا نے لکھا ہے کہ ہارون لرشید کی خلافت مین وہ محاسن جمع تھے جو دوسرے خلیفہ کو میسر نہ تھے وزرار اسکے آل برمک سے یحییٰ اور جعفر تھے کل خلافت کا کام اور سلطنت کا انتظام انہین کے رائے صائب پر چلتا تھا قاضی القضاۃ ابو یوسف تھے اور مروان بن ابی حفصہ سا شاعر ندیم تھا اور مصاحب

عباس بن محمد تھے اور حاجب فیضل بن ربیع اور مغنی ابراہیم موصلی تھا اور زوجہ اونکی زبیدہ خاتون تھین یہہ سب اپنے فنون مین یگانہ روزگار تھے جن کی ذات سے خود فن نے شہرت اور ناموری حاصل کی ✦

سنہ ۱۸۶ہجری مین ہارون الرشید نے ارادہ بیت اللہ شریف کا کیا امین اور مامون اپنے فرزندون کو بھی ہمراہ لیگیا اس سفر مین دس لاکھہ درہم پچاس ہزار دینار صرف ہوا مکہ معظمہ مین پہونچکر اپنے کل ممالک مقبوضہ کے دو حصہ کیا بغداد اور واسط اور بصرہ اور کوفہ اور شامات اور سواد عراق و موصل اور جزیرہ وحجاز ومصر تا باقصاے مغرب امین کے متعلق کیا اور اوس کا دار الخلافت شہر بغداد ٹھہرایا اور کرمانشاہ ونہاوند اور قم وکاشان واصفہان وفارس وکرمان اور ری وتوس وطبرستان اور خراسان وزابل وکابل اور ملک ہندوستان وماوراء النہر اور ترکستان مامون کو سپرد کرکے اوسکا تخت گاہ شہر مرو مقرر کیا اور وصیت کیا کہ جو دونون مین سے پہلے انتقال کرے اوسکے ممالک مقبوضہ دوسرے کے قبضہ مین آوین اور باہمی جنگ وجدل اور خونریزی سے پرہیز کرین بلکہ دستاویز اسی مضمون کی لکھی گئی اور آل عباس اور بنی ہاشم وعمائدین مکہ معظمہ کی مہر ہونیکی بعد سقف کعبۃ اللہ مین آویزان کیگئی تاکہ اسکے خلاف کسی زمانہ مین کوئی جرأت نکر سکے ؛

ہارون الرشید کے ایک اور فرزند تھے جسکا نام قاسم تھا جسکی تعلیم اور اتالیق عبد الملک بن صالح ہاشمی کے سپرد تھے جو ایک نامور شخص تھے اونھون نے جب تقسیم ممالک کی خبر سنی تو ہارون الرشید کو لکھا کہ قاسم بھی تمھارے فرزند ہین

اونکو محروم نرکھیگا غرض ہارون الرشید نے اکثر جزیرہ کے ممالک سے جو سرحد روم سے متصل تھے اون کے نام زد کرکے قاسم کا لقب مؤتمن قرار دیا اور حرمین شریفین مین عام لوگون کو انعامات وصلات سے خوش وخرم کیا +

حکایت

فضل بن ربیع روایت کرتے ہین کہ مین ہارون رشید کے ساتھ حج کو گیا تھا جب کوفہ مین سواری پہونچی تو راستے مین حضرت بہلول رح کھڑے ہوے مجذوبانہ بڑبک رہے تھے مین نے بہلول سے کہا چپ رہو امیرالمومنین کی سواری آرہی ہے وہ چپ کے ہو رہے جب ہودہ سواری امیرالمومنین کا اون کے سامنے ہوکر نکلا تو حضرت بہلول رح نے کہا یا امیرالمومنین ایمن بن بابل نے مجھسے کہا کہ قدامہ بن عبداللہ عامر نے اون سے روایت کی ہے کہ مین نے جناب سرور عالم سلطان دو جہان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو منی مین اونٹ پر سوار دیکھا جسپر پرانا پالان نہ وہ منقش تہا و نہ مذہب نہ رنگین فضل بن ربیع نے عرض کیا یا امیرالمومنین یہہ بہلول ہین ہارون الرشید نے کہا ہان پھر بہلول رح نے کہا یا امیرالمومنین مین کوئی شعر پڑھون ہارون رشید نے کہا فرمائیے آپ نے صرف یہ قطعہ پڑھا +

ھب انک قد ملکت الارض طرا	ودان لک العباد فکان ماذا
الیس علی امصیرک جوف قبر	ولیس التراب ھذا ثم ھذا

خلاصہ مطلب اسکا یہہ ہے - ہم نے مانا تم روئے زمین کے مالک ہوگئے

اور سارے خدا کے بندے تمھارے تابعدار ہو گئے پھر کل کے روز قبر کے
پیٹ مین کیا نہین جانا ہوگا اور مٹی کا ڈھیر منہ پر نہ آئیگا اسکو خوب یاد رکھو پھر یاد
رکھو ہارون الرشید نے کہا بہت ہی اچھا شعر سُنایا کچھ اور بھی فرمائے بہلول
نے کہا یا امیر المومنین جسکو پروردگار عالم مال ور جمال دو نو عطا فرمائے پھر وہ
اپنے جمال کے ساتھہ پارسائی کرے اور مال سے لوگون کے ساتھہ مواسات
واحسان کرے تو اوسکا نام دیوان ابرار مین لکھا جائیگا۔ ہارون الرشید نے
جانا کہ اس کلام مین حسن طلب ہے فرمایا مین نے حکم دیا ہے کہ تمھارا سب قرض ادا
کردیا جائے بہلول نے کہا ایسا حکم نہ دیجیے۔ قرض لیکے ادا نہین ہوسکتا ہے
بلکہ اہل استحقاق کے حقوق ادا کیجیئے گا اور پہلے آپ اپنے نفس کا قرض ادا کیجیے۔
ہارون الرشید نے کہا مین نے حکم دیا ہے کہ آپ کے واسطے دوامًا کچھہ مقرر کردیا جاے
بہلول رہ نے کہا یا امیر المومنین ایسا حکم بھی نفرمائیگا اور آپ کو میرے ساتھہ برائی کرنے
سے کیا حاصل ہوگا میرے لئے مقرر کرنا اوسی مقرر کرنے والے پر ہے جس نے آپ کیواسطے
مقرر فرمایا ہے آپ کے مقرر کرنیکی مجھے کچھ احتیاج نہین ہے +

پند خدا کا احسان مانو اسکو اپنا خالق اور رازق جانو اسکی مخلوق پر احسان کرو
جسطرح اس نے تم پر احسان کیا ہے +

	خدا نے تجھپہ جو احسان کئے ہین سخاوت سے نہ رکھ اپنا کبھی ہاتھ		تو اس احسان کا شکرانہ ادا کر خدا کی خلق پر احسان کیا کر

نکتہ دنیا مین ہر ایک چیز فنا ہونے والی ہے مگر اعمال کہ فنا نہین ہوتے ہین اور
انسان اُنکی جزا و سزا ایکدن پانے والا ہے +

جہان فانی ہی اور اہل جہان لیک | رہینگے یہ تیری اعمال باقی
بدی بدکار کی نیکون کی نیکی | رہیگی ہر مہ و ہر سال باقی

حکایت

ایک روز ہارون الرشید اطراف رقہ کے شکار کھیلتا تھا ایک زاہد نے سختی سی خلاف
داب خلافت کے کلام کیا اور کہا کہ اے ہارون تو خدا سے نہین ڈرتا اسپر ہارون الرشید
نے ابراہیم بن عثمان سے فرمایا کہ اسکو دار الخلافت مین ساتھ لے آؤ اور جب مین
شہر مین پہونچون تو میرے سامنے لانا جب ہارون الرشید قصر خلافت مین داخل ہوا
تو کھانا مانگا اور زاہد کو بھی اپنے ساتھ کھانا کھلایا اور بعد فراغت طعام زاہد سے کہا
مجھے آپ سے کچھ پوچھنا ہے اسکا جواب انصافا نہ دیجیگا زاہد نے کہا فرمائیے ہارون الرشید نے
پوچھا تمھارے نزدیک مین شریر تر اور خبیث تر زیادہ ہون یا فرعون زاہد نے کہا
فرعون اسواسطے کہ اوس نے دعوی الوہیت کا کیا اور انا ربکم الاعلی کہا پھر
ہارون الرشید نے پوچھا کہ آیا موسی و ہارون علیہم السلام آپ سے بہتر تھے یا آپ
اون سے بہتر ہین زاہد نے جوابدیا مجھکو اُن برگزیدہ لوگون سے کیا نسبت ہے وہ
پیغمبر خدا ہین اور مین ایک ادنی عباد اللہ سے ہون پھر ہارون الرشید نے کہا جبکہ
خداوند عالم نے حضرت موسی و ہارون علیہم السلام کو فرعون کے پاس بھیجا تہا
تو ارشاد فرمایا فقولا له قولا لینا یعنی اوسکے ساتھ ملائمت اور نرمی سے گفتگو
کرنا حالانکہ وہ کافر اور گمراہ تھا اور مین تو بقدر طاقت بشری مامورات پر عمل کرتا ہون

اور منہیات سے بچتا رہتا ہون پس فرمائی کہ آپ نے جو سختی میرے ساتھ برتے
اور خلافت کا بھی کچھ ادب نکیا اسکا کیا باعث ہے زاہد نے کہا بیشک مین نے خطا
کی اور اب مین اس حرکت بیجا سے استغفار اور توبہ کرتا ہون اور امیدوار ہون
کہ اللہ پاک میری توبہ قبول فرمائے آپ بھی میرا قصور معاف فرمائین ہارون رشید نے
کہا پروردگار عالم تمھاری امرزش فرمائے اور آٹھ ہزار درہم اون کے واسطے
منگائے زاہد نے کہا مین یک مرد سیاح ہون مجھے اس مال کی احتیاج نہین ہے اتنے مین
ہرثمہ بن عین نے کہا اے مرد جاہل خلیفہ کے عطیہ سے انکار کرتا ہے ہارون رشید نے
ہرثمہ سے فرمایا کہ تم چپ رہو اور اس معاملہ مین دخل ندو انکا معاملہ میرے ساتھ ہے
نہ تمھارے ساتھ بعد اسکے ہارون الرشید نے زاہد سے کہا کہ مین نے تمکو محتاج جانکر
نہین دیا بلکہ خلفا کا یہہ دستور ہوتا ہے کہ جس کے ساتھ انکو صحبت ہوتی ہے صلہ
اور انعامات سے اوس کو محروم نہین چھوڑتے پس جسقدر آپکا جی چاہے اسمین سے
لیلو زاہد نے ہارون رشید کو دعا خیر دی اور دو ہزار درہم اوس مین سے اوٹھالئے
مگر وہ سب روپیہ دارالخلافت کے دربانون پر تقسیم کر کے خالی ہاتھ چلے گئے ۱

پند ما بین گفتگو کے چپ رہنا اور کسی کے بلانے سے کہنا بہتر ہے اس سے
کہ بلا اجازت بولو اور بے موقع تقریر کرو اور اہل مجلس تمکو چپ رہنے کیلئے اشارہ کرین

کرو مت بات اور ہرگز نہ بولو	نہ بے موقع زبان پر لاؤ تقریر
اگر بولوگے بیشک بے بلائے	کہان باقی رہیگی عزو توقیر

تذکرہ ہارون الرشید نے مقام رقعہ مین ایک خواب دیکھا کہ مین تخت پر بیٹھا ہون
نیچے سے ایک ہاتھ نمودار ہوا جسکی ہتھیلی پر سرخ مٹی ہے اور ایک آواز بھی آئی کہ مٹی

ہزار ہا عوض مین بنا دو زبان اپنی پر اپنی سرف اور دنیا کو بلند و ارزان نہ کیجیے

وس جگہہ کی ہے جہان تمہارا مدفن ہو گا مین نے پوچھا میرا مدفن کہان ہو گا اور یہہ مٹی کس ملک کی ہے جواب ملا کہ طوس تمھارا مدفن ہے اور یہہ وہین کی مٹی ہے پھر وہ ہاتھہ غائب ہو گیا اور آواز بھی منقطع ہو گئی چندروز بعد ہارون الرشید دار الخلافت بغداد مین آیا +

یحیٰی بن اشعث کسی خاص ضرورت کیلئے اپنی جورو کو سمرقند چھوڑ کر دار الخلافت بغداد آیا تھا اوسکی غیبت مین رافع بن لیث بن نصر جو ایک مکار اور عیش دوست تھا موقع پا کر یحیٰی بن اشعث کی جورو جو ایک خوبصورت وحسین اور مالدار عورت تھی اوسسے آشنائی پیدا کر لی اور اوسکو ایسا بہکایا کہ وہ اوسکے فریب مین آگئی اور خواہشمند ہو گئی کہ کسی طرح سے یحیٰی کے قید نکاح سے چھوٹ جاے اُسکو رافع نے سمجھا دیا کہ اور کوئی صورت اس عمدہ تجویز وتدبیر سے ممکن نہین کہ مذہب اسلام سے مرتد ہو جا تو نکاح باطل ہو جائیگا اور بعد اسکے توبہ کر کے پھر مسلمان ہو جانا اس مکار کی عیاری کارہ گر ہو گئی اور عورت نے مذہب ترسائی اختیار کر لیا اور چند روز بعد پھر دائرہ اسلام مین داخل ہو گئی اور بعد ختم ایام عدت رافع سے نکاح کر لیا +

یحیٰی بن اشعث نے اس امر کا استغاثہ دار الخلافت مین ہارون الرشید کے حضور مین کیا خلیفہ نے علی بن عیسیٰ حاکم خراسان کے نام فرمان بھیجا کہ رافع بدبخت ناعاقبت اندیش کو گرفتار کر کے اوسکا منہہ کالا کر و اور گدہے پر چڑھا کے شہر مین پھراؤ اور کوڑے مارو علی بن عیسیٰ نے وہ حکم سُلیمان بن جنید امدی کو امیر سمرقند تھا تعمیلاً بھیجدیا امیر نے رافع کو فوراً قید کر کے اوس عورت کو اوس سے جدا کر دیا مگر باقی احکام کی تعمیل بلحاظ اوسکے ناموری کے نکی اور حفاظت بھی معمولی تھی وہ

قابو پاکر بھاگ نکلا اور بلخ مین آرہا چند روز مین علی بن عیسیٰ جو وہین تھا اوس کے پاس پیغام بدرخواست معافی قصور پیش کیا علی بن عیسیٰ نے ناعاقبت اندیشی سے اسکا قصور معاف کردیا اور اوسکو حکم معاودت کا دیا تو پھر وہ سمرقند پہونچا چونکہ اُس عورت کو علانیہ اپنے پاس نہین رکھہ سکتا تھا چند مفسد اور عیارون کو جمع کرکے لڑبھڑ کر سمرقند پر قبضہ کرلیا اور پھر اوس عورت کے ساتھہ علانیہ نکاح کرلیا ؛

علی بن عیسیٰ کو یہہ خبر پہونچی تو ایک جمعیت فوج کی اپنے فرزند کی سپہ سرداری مین روانہ کی رافع اوس جمعیت سے برسر مقابلہ ہوا اور ایک بڑا جنگ طرفین مین واقع ہوا علی بن عیسیٰ کے بیٹے کو شکست ہوئی اخر خود علی بن عیسیٰ آیا رافع سمرقندیون کے مدد سے اوس سے بھی لڑا اور شکست دی جب وہ سمرقند سے ہزیمت پاکر بلخ واپس آرہا تھا وہان کے لوگ بھی اسکی ظلم کیوجہ سے بگڑ گئے اور اوس کے نائب کو مار ڈالا اور گھر بار لوٹ لیا تین کرُور درہم جو ایک باغ مین چھپا رکھے تھے وہ سب لوٹ لیگئے وہ ہنوز شہر مرو مین تھا کہ وقایع نگار نے کُل کیفیت جو سمرقند اور بلخ مین گذری اور علی بن عیسیٰ سے عام رعایا کی نفرت کیوجہہ دار الخلافت مین لکھہ بھیجی اور یہہ بھی لکھا کہ علی بن عیسیٰ فوج اور روپیہ بھی جمع کررہا ہے نرمی کے ساتھہ اوسکو دار الخلافت مین طلب کرلینا چاہیئے عجب نہین کہ وہ بھی بغاوت کا جھنڈا کھڑا کرے

ہارون الرشید کے پاس دار الخلافت مین اسکے پہلے اور سیکڑون عرضیان مظلمون کی بھی آپہونچین تھین جن لوگون پر علی بن عیسیٰ نے بڑے بڑے ظلم کیا تھا ۔ خلیفہ ہارون الرشید نے ہرثمہ بن اعین کو ایک جرار لشکر کے ساتھہ خراسان کیطرف روانہ کرکے حکم دیا کہ راہ سے تم علی بن عیسیٰ کو اطلاع کردو کہ مجھکو امیر المومنین نے تمہارے اعانت اور مدد کیواسطے

بھیجا ہے اور جب قابو مین آجاے اوسکو قید کرلو اور اُسکی کُل مملوکات ضبط کرکے
پابزنجیر اور تشہیر کرو کہ جسکو جو دعوی ہو وہ بالمشافہ دعوے کرے اسی طرح سے
اوسکے مظالم رفع دفع کرکے مظلومون کی دادرسی کردی جائے +
ہرثمہ نے امیرالمومنین کے حکم موافق اثنا راہ سے علی بن عیسی کو اطلاع دی اور
وہ جب استقبال کیلئے آیا تو ہرثمہ نے اوسکو قید کرلیا اور حکمنامہ معزولی کا سنادیا
اور جامع مسجد شہر مرو مین علی بن عیسیٰ کو پابجولان بُلوا کر اشتہار عام دیا گیا کہ جس
کسی کو علی بن عیسی پر دعوی ہو وہ بالشافہ دعوی کرے غرض اسی طرح سے جو کوئی
دعویدار ہوتا تھا وہ اپنے حق کو پہنچتا تھا جب اس سے فراغت پایا تو کل مملوکات
علی بن عیسی کے ہرثمہ نے ضبط کرلیا کل خراسانی ہرثمہ کے حکم کے مطیع ہوگئے ولیکن
ممالک ماوراالنہر کے لوگ رافع بن لیث کے مطیع ہوگئے تھے اور اُن ممالک پر اوسکا
قبض و دخل ہوگیا تھا اسلئے اون لوگون پر ہرثمہ کے احکام کا اثر پورا پورا نہ پڑا ہرثمہ نے
اس امر کی اطلاع ہارون الرشید کو دارالخلافت مین بھیجی +
خلیفہ ہارون الرشید نے یہہ خبر سنتے ہی بذات خود دفع فتنہ و فساد و رد مظالم کیلئے
خراسان کا ارادہ کیا امین کو دارالخلافت بغداد اور قاسم کو مُوصل مین قائم مقام
مقرر کرکے روانہ ہوا۔ اُون دنون ہارون الرشید صحیح المزاج نہ تھا جب کرمانشاہ
پہنچا وہان سے مامون کو روانہ کیا اور فضل بن سہیل کو اوسکا وزیر کرکے حکم دیا
کہ تم شہر مرو مین قیام پذیر رہو اور ہرثمہ بن اعین کو حکم دو کہ وہ رافع کے مفسدے کو
دفع کرے جب ہارون الرشید گرگانو داخل ہوا تو علی بن عیسی معہ نقد و جنس
اسی کروڑ درہم اور پندرہ سو مہار شتر کے ہارون الرشید کے سامنے پیش کیا گیا خلیفہ نے

وہ کل مال داخل خزانہ شاہی کر لیا اور علی بن عیسیٰ کو پا بزنجیر بغداد بھیجدیا اور محمد امین کو حفاظت کیلئے تاکید کی +

ادہر ہرثمہ بن اعین دریاے جیحون سے رافع بن لیث کے دفع فتنہ کیلئے اوتر کر سرحد بخارا تک پہنچا تو رافع نے بشیر بن لیث اپنے بھائی کو ہمراہ فوج دیکر بر سر مقابلہ بھیجا ہرثمہ نے اوسکی فوج کو شکست دی اور بشیر بن لیث کو گرفتار کر کے مامون کے پاس پا بجولان روانہ کیا مامون نے اوسکو خلیفہ کے پاس روانہ کر دیا۔

چونکہ ہارون الرشید کا مزاج گرگانون مین زیادہ بگڑ گیا اور مرض کا نکس کارروز ہو گیا تھا اسلئے اطبا کی راے و تجویز کے موافق تبدیل آب و ہوا کی غرض سے طوس روانہ ہو چکا تھا وہان بشیر بن لیث حاضر کیا گیا ہارون الرشید نے اوس سے کہا او دشمن خدا تو اور تیرے بھائی نے ظلم اختیار کیا اور بغاوت پر کمر باندھی اخر مجھکو حالت ضعف مین حرکت کرنا پڑی تجھکو اس عذاب سے مارونگا جو صفحہ تاریخ پر ہمیشہ یادگار رہیگا ایک قصاب مامور کیا گیا اور اسکے اعضا کے ٹکڑے کئے گئے جب چودہ ٹکڑے ہوے تو اوسکی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی +

ہارون الرشید کا مزاج پھر بگڑ گیا اور ایک طبیب جو بادشاہ ہندوستان کے پاس سے آیا تھا جسکے علاج سے پہلے کچھہ ہارون الرشید کا مزاج اصلاح پذیر ہو گیا تھا اوسکی راے اور جبرئیل بختشوع طبیب ہمراہی کی رائے مین اختلاف ہوا جبرئیل طبیب کی راے بظاہر غلطی پر ثابت ہوئی ہارون الرشید نے اسکے مار ڈالنے کا ارادہ کیا تو اوس نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین اگر کل تک صحت نہو تو مجھکو جو سزا چاہین دیجئے باتفاق تقدیر دوسرے ہی روز شب شنبہ سوم جمادی الثانی ۱۹۳ ہجری امیر المومنین کا

قضا نے فیصلہ کر دیا +

پینتالیس ۴۵ برس کی عمر پائی تین ۳ برس خلافت کی ۔ العظمۃ والقدرۃ اللہ عزوجل نقش خاتم تھا اور فضل بن ربیع کو توال اور اسمعیل بن صبح منشی اور مسرور و رشاد و حسن خدام اور قیس بن میمون اور محمد بن خالد برمکی حاجب تھا +

نکتہ عورت کی دوستی شیطان کا زردبان ہے جس راستہ سے وہ انسان کے جسم مین آتا ہے اسیطرح حرص و ہوا ہر ایک گناہ کا مادہ ہے جب حرص غالب ہو جاتی ہے تو تمام گناہ اُس سے سرزد ہوتے ہین +

آتا ہے دل مین تیری جس راہ سے	حُب زن ہے نردبان شیطان کا
کرنہ مائل عورتون پر اپنا جی	مت بنا دل کو مکان شیطان کا

حکمت دشمن جب اپنے فریب و عداوت سے عاجز آجاتا ہے دوست بن جاتا ہے اور چاہتا ہے کہ عاجزی کے پیرایہ مین دشمنی کرے +

نہین پاتا جو مطلب دشمنی سے	بظاہر دوست بنجاتا ہے دشمن
بدلتا ہے نئی طرز اور نیا ڈھنگ	نئی صورت سی پیش آتا ہے دشمن

پند چھوٹے دشمن اور تھوڑی آگ کو حقیر نہ سمجھو کیونکہ دشمن چھوٹا بڑا فساد برپا کرسکتا ہے اور تھوڑی آگ گھر بار جلا سکتی ہے +

چھوٹے سے دشمن کو مت جا نو حقیر	بلکہ رکھو اُس سے ڈر شام و سحر
آگ جب تھوڑی سی ہو گی مشتعل	ایکدم مین اس سے جل سکتا ہے گھر

ابو جعفر المنتصر باللہ بن متوکل بن معتصم بن ہارون الرشید

یہہ گیارواں خلیفہ خاندان آل عباس کا ہے ۲۴۷ہجری میں بعد قتل اپنے باپ کے سریر آرا ے خلافت ہوا مرد عاقل اور انصاف پیشہ تھا سادات عُلویہ اوسکے احسانات کے ممنون تھے یہہ برگزیدہ گروہ بلاروک ٹوک آستان خلافت کا باریاب تھا۔ اس خلیفہ کا قول ہے **قول** عفو کی لذت سے زیادہ شیرین کوئی چیز عالم میں نہیں ہے اور سب سے برا کام قدرت کے بعد انتقام ہے ۔

نکتہ انتقام لینے سے عفو کرنا بہتر ہے اور غصہ سے رحم عزیز تر ۔

گنہگار کا عفو کرو و گناہ	کرو رحم ہرگز نہ لو انتقام
بہ خلق خدا مہربانی کرو	کہ حق مہربان تم پہ ہو صبح و شام

حکایت

ابُو علی یحیٰ مُنجم کے ہمسایہ میں ایک شخص کی جائداد عمدہ تھی جو محل بیع میں تھی اور منجم کو اوسکے خریدنے کی رغبت مگر اوسکی کل قیمت ادا کرنیکی قدرت نرکھتا تھا اسی وجہہ سے رنج والم میں رہتا تھا ہر شخص اوسکے چہرہ حال سے قلبی کیفیت پہچان لیتا ایک روز اوسی حالت تردد میں ابوجعفر المنتصر باللہ کی خدمت میں باریاب ہوا خلیفہ نے سبب تغیر پوچھا تو منجم نے سارا واقعہ عرض کر دیا خلیفہ نے پوچھا کہ اوسکی کُل قیمت کیا قرارداد ہوئی ہے اور تم کسقدر دے سکتے ہو منجم نے عرض کیا کہ حضور تیس ہزار درہم اوسکی قیمت ہے اور میرے پاس دس ہزار درہم موجود ہین جو دیسکتا ہون خلیفہ یہہ سنکر چپ ہو رہا اور بعد تھوڑی دیر کے دربار سے اوٹھ گیا ولیکن خلیفہ نے برخواست کے آگے مخفی طور پر کچھہ خادم کو لکھکر دیدیا تھا اور منجم اوسی طرح مغموم استان

خلافت سے دلمین یہہ کہتا ہوا رخصت ہوا کہ افسوس کیا خلیفہ چاہتا تھا تو میری حاجت روائی نہوتی مگر میری تقدیر نے یاوری نئی اور منجم جب گھر پہنچا تو اوسکے وکیل نے کہا کہ خلیفہ کا ایک خادم بیس ہزار درہم تمہارے نام دیکر مجھسے رسید لے گیا ہے منجم یہہ روح افزا خبر سنکر خوش ہوگیا اور فرط خوشی سے چہرہ دہکنے لگا ؛

نکتہ سخی وہ ہے جو چھپکر سخاوت کرے جسکو کچھہ دیوے پھر اُسپر احسان نرکھے دیکر خوش ہو ؛

سخی یون ہین بیشک سخی ہے وہی		جو لوگون سے چھپکر سخاوت کرے	
کرے صرف جب مال خورسند ہو		جسے دیوے اُسپر نہ احسان دھرے	

حکایت

ابو عثمان سعید بن محمد بن الصغیر کو خلیفہ ابو جعفر المنتصر باللہ نے بعض مہات ملکی کے لحاظ سے مصر بھیجا تھا وہان اُسکو ایک پری پیکر لونڈی کے ساتھہ محبت ہوگی اور وہ محل بیع مین تھی لیکن اوسکا مالک گران فروش تھا ابو عثمان اوسکا متحمل نہوسکا اور کسی تدبیر سے کام نہ نکلا اور آتش شوق اندر ہی اندر اپنا کام کررہا تھا اسی عرصہ مین اوس کام سے بھی فراغت حاصل کرلیا جس مُہم پر خلیفہ نے اوسکو بھیجا تھا ناچار دار الخلافت بغداد واپس آیا اور اوس مہم کے سرانجام مین جو تدبیر اسکو کرنی پڑی تھین مفصل گوش گذار کیا خلیفہ نے پسند فرمایا اور پوچھا کہ تمہاری کیا حاجت ہے ابو عثمان نے وہی اپنا قصۂ عشق عرض کیا خلیفہ نے یہہ سنکر منہہ پھیرلیا اور کچھہ جواب ندیا اور اوس قصہ کو حکایتاً خلیفہ نے اپنے مصاحبین سے کہہ دیا جب ابو عثمان آستان

دارالخلافت مین باریاب ہوتا مصاحبین اوسکو چھیڑتے اور تنگ کرتے اور اوسکا عشق دونا بڑھتا جاتا تھا ایک دن ابوعثمان غلیان شوق مین حاضر دربار ہوا تو پردے سے ایک عورت کے گانیکی آواز آئی جسکو ابوعثمان نے پہچان لیا کہ یہہ آواز اوسی معشوقہ دلارام کی ہے آواز سنکر بے اختیار ہوگیا اگر خلافت کا ادب مانع نہوتا تو حالت بیخودی مین بیتابانہ اوس عورت سے لپٹ جاتا بمجبوری اوس حالت اضطراری کو روکنا پڑا خلیفہ نے یہہ حالت دیکھکر پوچھا اے سعید تمھارا مزاج کیسا ہے عرض کیا حضور کی بدولت آثار اچھے نظر آتے ہین پھر خلیفہ نے کہا اس گانے والی سے آیا تم بھی کچھہ فرمایش کرسکتے ہو جو وہ گائے ابوعثمان نے اوسی راگ کی فرمایش کی جو پسند خاطر تھے جب اوس نے گانا شروع کیا اسکی حالت متغیر ہونے لگی خلیفہ نے پوچھا یہہ آواز تم پہچانتے ہو ابوعثمان نے عرض کیا یا امیرالمومنین جب تک وہ آواز مین نے سنی تھی امید وصال منقطع نہوئی تھی اب چونکہ حرم خلافت مین داخل ہوچکی ہے اسلئے اپنی امیدون کو شہید پاتا ہون خلیفہ نے کہا اے سعید اسکو مین نے صرف تمہاری ہی لئے خرید کرکے منگایا ہے اور جسوقت سے وہ آئی ہے ایک بار کے سوا اوسکی صورت مین نے نہین دیکھی بعد اس گفتگو کے خلیفہ نے پھر وہ لونڈی کو زیور ولباس سے آراستہ کرکے ابوعثمان کے گھر بھجوا دیا۔

پند عورت کی صحبت کیطرف مائل ہونا مردون کا کام نہین کیونکہ عورتون کی محبت خیالات کو تباہ کرتی ہے اگر قانون ضرورت مجبور کرے تو اُس عورت سے ہم صحبت ہونا چاہئے جسمین گیارہ صفتین پائی جائین اول حسین ہو دوم باوفا سوم غمخوار چہارم شریفہ پنجم عفیفہ ششم فرمان بردار ہفتم خیرخواہ ہشتم بردبار نہم خندہ پیشانی

دہم کارگذار یازدہم جوان اور اگر اسکے برخلاف ہو تو مجرد ہی رہنا بہتر ہے۔

خانہ دو ات ہست آن خانہ		چون بود خانہ دار نیکو کار	
مرد راہست باعث فرحت		زن خوش خوش لقاؤ خوش دیدار	
ور بود بد از وپناہ خدا		وقنا ربنا عذاب النار	

تذکرہ یہہ خلیفہ صرف چھہ مہینے دو دن باختلاف روایت مسند نشین خلافت رہا آخر سنہ ۲۴۸ہجری مین انتقال کرگیا اسکی وفات کے نسبت مختلف روایتین ہین سبایک الذہب مین مرض الموت سے قضا کرنا لکھا ہے اور مسامرہ مین ذات الجنب سے اور یافعی نے مراۃ الجنان مین لکھا ہے کہ منتصر کو سرسام ہوگیا تھا چونکہ امرائے ترک کو خلیفہ کیطرف سے خوف پیدا ہوگیا تھا اونھون نے طیبہ بن طیفور کو ساتھہ ہزار درہم دئے اور حجام نے زہر آلود نشتر سے فصد لی اوسی زہر سے وفات ہوئی چھبیس برس کی عمر پائی۔

یوتی الحذر من مانہ یا آنا من ال محمد اللہ والی محمد نقش خاتم تھا۔

وصیف اور مرزبان وغیرہ حاجب اور جعفر ہاشمی قاضی القضاۃ تھے۔

ابی اسحاق محمد المہدی باللہ بن واثق باللہ خلیفہ نہم بن معتصم باللہ خلیفہ ہشتم بن ہارون رشید

یہہ چودھوان خلیفہ آل عباس کا ہے جسکی کنیت ابو عبد اللہ تھی اور مسامرہ مین ابو جعفر لکھا ہے سنہ ۲۵۵ہجری مین سریر آرائے خلافت ہوا۔ یہہ خلیفہ نہایت حلیم اور بردبار اور نیک مزاج تھا زہد و اتقا کا بدرجہ کمالی پابند اور صائم الدہر تھا عدالت وانصاف گویا اسکی سرشت تھی ہر جمعہ کو جامع مسجد مین نماز پڑھا کرتا تھا۔

فائدہ یہہ خلیفہ شریعت بیضا کا پابند تھا تصویرین دار الخلافت سے نکلوا کر پہنکوا دین اور طلائی و نقرئی ظروف مسکوک کروا ڈالے شاہی باورچیخانہ مین جو روزانہ دس ہزار درہم کا صرفہ ہوتا تھا موقوف کر کے صرف سو درہم روزانہ مقرر کیا اور جتنے درندو گزند جانور کٹہیرون مین بند تھے اُن سب کو مروا ڈالا اور جن جانورون سے ضرر کا خوف نہ تھا صرف خلافت کے آرایش اور سلطنت کے زیبایش سمجھے جاتے تھے اُن سب کو چھوڑ دیا اور مطربون اور رامشگرون کا بازار اسکے عہد خلافت مین سرد ہوگیا غرضکہ شریعت حقہ نے جن چیزون کو حرام کیا ہے وہ سب موقوف کردیا شراب خواری کی سخت ممانعت فرمائی ؞

حکمت شراب مفسد قوائی دماغیہ ہے اور مولد تشنج و رعشہ باعتبار منفعت کے مضرت زیادہ ہے اسلئے اُس اُم الخبایث سے احتراز بہتر ہے +

چاہتے ہو دوستو گر اپنی خیر	دیکھنا ہرگز نہین پینا شراب
اہل دین جتنے ہین اونکے واسطے	دشمن ایان ہے خانہ خراب
آب شر ہے فی الحقیقت اسکا نام	اس سے کیا حاصل ہے جز رنج و عذاب

فائدہ اس خلیفہ نے ایک محل گنبد دار بنوایا تھا جسکے چارون طرف چار دروازہ تھے اُسکا نام قبتہ المظالم رکھا تھا اور اس محل مین خلیفہ بذات خود رد مظالم اور فصل خصومات کیلئے اجلاس کیا کرتا تھا +

نکتہ منصف بادشاہ عدالت دوست وہ ہے جو جاہل اور کاہل نہو کسی سے تعصب نرکھے مستغیث اسکے روبرو جائے اپنا حال بے روک ٹوک کہہ سنائے اور نیک رعیت وہ ہے جو اپنے بادشاہ کی خیر خواہ ہو خراج بلا جبر و کراہت ادا کرے ضرورت کیوقت

جان ومال سے حاضر ہو بادشاہ کو اپنا مالک جانے جسطرح کہ وفادار عورت شوہر کو اپنا خاوند تصور کرتی ہے +

شاہ بیشک بندہ پرور چاہیے اور رعیت چاہیے خدمت گذار	سایہ گستر رحم دل بندہ نواز صاحب صدق وصفا عجز و نیاز

نکتہ آفتاب عدل پہلے سینہ مین طلوع ہوتا ہے پھر اوسکا نور گھر والون اور خاص لوگون پر پڑتا ہے پھر اوسکی روشنی رعیت کو پہونچتی ہے +

فائدہ بعد وفات خلیفہ محمد مہدی باللہ کے حجرہ سے ایک صندوق نکلا تو لوگون کو گمان ہوا کہ اسمین گران بہا جواہرات ہون گے جب کھولا گیا تو ایک موٹا جھوٹا کمل کا کپڑا اور ایک طوق آہنی برآمد ہوا دریافت سے معلوم ہوا کہ خلیفہ رات کو کچھ تھوڑی دیر سوتا تھا پھر اوٹھکر وہ طوق گلے مین ڈالکر اور کمل کا لباس پہنکر صبح تک عبادت حق مین مشغول رہا کرتا اور بارگاہ احدیت مین بہ تضرع تمام آہ ونالہ کرتا تھا +

پند خدا کے روبرو اچھے کام کام آئین گے خوش روئی وخوش گوئی وخوش لباسی پر لحاظ نہو گا +

کام آئین گے ترے اعمال نیک کچھ نہ دیگی کام تیرے جسم کی	روز حشر ونشر ای نیکو شعار خوبی وخوش خلعتی روز شمار

تذکرہ چونکہ اس زمانے مین ترکون کا غلو اور اونکا فتنہ وآشوب حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا جو خلیفہ اونکا مخالف ہوا اوسکا قیام متعذر تھا اور امراء دولت کو بھی جرأت مخالفت کی نہو سکتی تھی عام وخاص اس خلیفہ کی دینداری اور محرمات مین روک ٹوک کرنے سے تنگ آگئی تھی آزاد طبیعت لوگ قیود ات شرعیہ کے طلسم مین پھنسا

کب گوارا کر سکتے تھے تاہم خلیفہ مہدی باللہ اپنے تھوڑے زمانہ ایام خلافت مین
جہان تک ممکن ہوسکا امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتا رہا آخر یہہ ہوا کہ ترک خلیفہ کے
دشمن جان ہوگئے سیف وسنان کے استعمال کی نوبت آئی جو سردار خلیفہ کے معین
اور انصار تھے قتل ہوگئے اور خیر بیگ ایک ترکی نے خلیفہ مہدی باللہ کو بھی رجب ۲۵۶ سنہ
ہجری مین آب شمشیر سے غسل میت دیا تیرہ دن کم ایک برس خلیفہ رہا +

المہتدی باللہ یتق نقش خاتم تھا اور صالح بن داود حاجب تھا -

ابوالقاسم عبداللہ المقتدی بامراللہ بن محمد عباسی

یہہ ستائیسوان خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے ۴۶۷ سنہ ہجری مین تخت خلافت پر بیٹھا
اسکے عہد خلافت مین بہت سے نیک امور اور آثار خیر ممالک مین ظاہر ہوئے صنعت
وحرفت ترقی کے آسمان کا ستارہ بنکر چمکی +

فائدہ اس خلیفہ نے عموماً بزم سماع وسرود موقوف کر دیا اور فاحشہ عورتون
کو ایک لخت دارالخلافت سے نکلوا دیا اور حکم عام دیدیا کہ مرد ہون یا عورت کوئی
بے حیائی سے برہنہ نہانے نہ پائین - اور کبوتر خانے سب برباد کردئے گئے
اور ملاحون کے نام حکم جاری کیا کہ ایک کشتی مین مرد اور عورت مشترک نہ سوار ہوا
کرین +

نکتہ سعادتمند وہ انسان ہے جسکی آنکھون مین شرم وحیا ہو طبیعت مین حلم
اور کلام مین شیرینی ہو +

سعادتمند وہ انسان ہو بیشک	کہ جسکی آنکھہ مین شرم وحیا ہو

طبیعت مین ہو جسکے حاصل	بزرگون کی طرح صدق و صفا ہو

نکتہ حیا اسکو کہتے ہین کہ گناہ یا بے گناہی کی حالت مین انسان اپنے بزرگ یا حاکم سے خوف رکھے +

باحیا باش ہمیشہ عذر خواہ	گرچہ باشد بے گناہ یا باگناہ

حکایت

اس خلیفہ کی نسبت ملکشاہ سلجوقی سلطان خراسان کی لڑکی سے قرارداد ہوئی اور سنہ ۴۸۰ ہجری مین ملکشاہ نے بہمرائی نظام الملک وزیر اور امرا سلجوقی وسامان خدم و حشم عروس کو خراسان سے دار الخلافت روانہ کیا مورخین نے لکھا ہے کہ ایک سوتیس مُہار شتر تھے جن پر دیباے رومی کی جھولین پڑی تھین اون اونٹون پر چاندی سونے اور سامان قیمتی لدے ہوے تھے اور عماریان دولہن اور سہیلیان اتنی تھین جنکو چوہتر مہار شتر کھینچتے تھے اور اون کے گلون مین سونے کے گھنٹے اور قلّابے و نفیس مُرصع نگار اور کارچوبی جھولین پڑی ہوئی تھین اور چھ اونٹون پر بارہ صندوق چاندی کے تھے اور ہر صندوق جواہر گران بہا سے لبریز تھا اور تین سوتیس گھوڑے عربی ترکی گران بہا مرصع زیورات سے جن پر تمام قیمتی جواہر مثل الماس و نیلم وغیرہ نصب تھے اور زین ہاے مرصع زرین سے آراستہ تھے نقد و جنس اسی پر قیاس کر لینا چاہیے جب امرا سلجوقی معہ خدم و حشم بغداد کے قریب آپہونچے دار الخلافت کے سارے چھوٹے بڑے سوار و پیادہ معہ سامان جلوسی استقبال کیواسطے نکلے اور خلیفہ نے اپنے وزیر کو شاہی شان و شکوہ کے

عروس کی مان کے پاس بھیجا اور یہہ پیغام کہلا بھیجا کہ ان اللہ یامرکم ان تودو
الامانت الی اھلھا یعنی بہ تحقیق اللہ تعالی حکم فرماتا ہے تمہیں امانتوں کو پہنچادو
اسکے مالک کے پاس۔ عروس کی مان نے کہلا بھیجا بالسمع والطاعۃ یعنے
بسر و چشم امانت ادا کی جائیگی۔ الغرض راتکو دولہن ایک جواہر خیز محافہ پر سوار ہوئی
اور اوسکے ہمراہ تین سو جواہر پوش کنیزان ماہ پارہ تھین اور دو ہزار سوار جلو مین خواجہ
سرا گرداگرد ہجوم کئے ہوے داخل شہر ہوے اوس رات نے کثرت چراغون سے
روز روشن بلکہ مہر نیمروز سے مقابلہ کا دعوی کیا تھا اور اوسکا دعوی حق بجانب
تھا۔ دوسرے دن خلیفہ کے طرف سے طعام ولیمہ کی تیاری ہوی جس مین چالیس
ہزار من شکر صرف ہوئی اسی پر اور سامان دعوت قیاس کرلینا چاہیئے بعد اسکے عام
دربار ہوا جس مین کل ارکان دولت و امراے سلجوقی کو ہر ایک کے موافق رتبہ خلعتین
اور انعامات سے سرفراز ہوے ✣

چند روز بھی نہ گذرنے پائے تھے کہ عروس و خلیفہ مین شکر رنجی ہو گئی جسکا نتیجہ یہہ ہوا
کہ عروس اپنے باپ کی خدمت مین روانہ ہو گئی اور اصفہان پہونچکر آغوش قبر مین پاؤن
پہیلا کر سو رہی ✣

پند عورت کی دوستی جاہل کی محبت پر بھروسا نکرنا چاہیے کیونکہ صندل کا درخت
اگرچہ سرد مزاج ہے مگر تیز ہوا چلنے اور شاخون کے باہم ٹکرانے سے فوراً جل اُٹھتا ہے
اور تمام جنگل جلا دیتا ہے اور اُسکی شعلون کی لپٹ سے درخت جلکر خاکستر ہو جاتے ہین

الفت جاہل ندارد اعتبار	محض بے اصل است حلم جاہلان
ہوش دار ای مرد دانا ہوشدار	نہ زن قہر خدای اکبر است

نکتہ غیور اور دولتمند عورت کے ساتھہ نکاح کرنا ذلت کا سامنا ہے کیونکہ وہ متابعت کا بار نہین اُٹھا سکیگی اطاعت مین نہین آئیگی بلکہ وہ چاہیگی کہ شوہر سے جدا ہوکر ہم رتبہ کے ساتھہ بسر کرے ❊

ماردیگی تجھکو اپنے زہر سے		گر ہوئی زلف دوتا سے دوستی	
سانپ بہتر ہے کہ تیرا دوست ہو		پر نہو وے بیوفا سے دوستی	

تذکرہ خلیفہ مقتدی بامراللہ کے وفات کے متعلق مورخین کے مختلف روایتین ہین۔ سبایک الذہب مین انتالیس برس کی عمر مین مرگ مفاجات سے ۴۸۷ھ ہجری مین قضا کرنا لکھا ہے۔ اور مرآۃ الجنان مین بھی یہی سنہ اور مرگ مفاجات سے انتقال کرنا درج ہے اور بعض مورخ نے ایک لونڈی کے زہر دینے سے مرجانا لکھا ہے اور بعض نے لکھا ہے کہ ایک رات خلیفہ نے کھانا کھایا اوسوقت بجز قہرمانہ اور شمس النہار کے اور کوئی تنہا ہاتھہ منہہ دھو کے بیٹھا اور شمس النہار سے پوچھا یہہ سب لوگ کون ہین جو بے اجازت چلے آتے ہین شمس النہار نے ادھر اُدھر دیکھا کوئی نہ تھا اور خلیفہ صرف سقدر کہکر چپ ہو رہا ہاتھہ پاؤن سرد اور بے قابو ہوگئے اور روح نے مفارقت کی انیس برس پانچ مہینے تخت نشین خلافت رہا اور چہبیس برس آٹھہ مہینے سات دنکی عمر پائی وہ جوان صالح تھا ❊

ابوالعباس احمد المستظہر باللہ بن مقتدی بامراللہ ❊

یہہ خلیفہ بعد انتقال خلیفہ مقتدی بامراللہ پدر خود سولہ برس کی عمر مین تخت خلافت پر متمکن ہوا اور ۵۱۲ھ ہجری مین انتقال کیا پچیس برس سلطنت کی بیالیس سال کی عمر

یائی بڑا خوش نویس و شاعر اور صاحب فضیلت و کریم الاخلاق تھا اسکے عہد خلافت مین رعایا رفاہ اور فلاح مین رہی چغل خور اور شریر و بدگویونکا بازار سرد ہوگیا۔ یہہ خلیفہ نیک کامون مین بہت جلدی کرتا تھا۔ اسکا قول ہے۔

قول آجکا کام کل پر نڈالو اور کوشش کرو کہ جو اچھا کام تم سے آج ہی سرزد ہو جائے بہتر ہے پس ایسی جلدی و پیروی نیک کام کے کرنے مین چاہئیے اور بد کام مین جسقدر توقف ہو مناسب ہے +

آجکے بس آج ہی کر لو جو ہووین کار وبار	کام گر چھوڑوگے کل پر آجکا پچتاؤ گے

نکتہ بدنفس آدمی لوگون کی بدیون کا افشا اور نیکیون کا اخفا کرتا ہے جیسے کہ مکھی ہمیشہ زخمی عضو پر بیٹھتی ہے اچھے عضو سے اسکو سروکار نہین ہوتا +

نہ بیند دیدہ بدبین بجز عیب	سخن چین جز سخن ہرگز نہ چیند
ہمیشہ چون مگس جائیکہ مردار	لئیم الطبع بیند می نشیند

نکتہ عقلمند کی پہچان کم گوئی اور خاموشی ہے اور نادان کی شناخت یادہ گوئی اور چرب زبانی و زبان درازی ہے۔

حکایت

خلیفہ مستظہر باللہ کے عہد مین بحکم ربانی و گردش آسمانی ساتون ستارے سرطان مین جمع ہوگئے تھے جسطرح حضرت نوح علیہ السلام کے وقت ہوے تھے اور طوفان نمودار ہوا تھا مستظہر باللہ یہہ سنکر ابن عیسی منجم سے اسکی کیفیت پوچھی منجم نے عرض کیا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے مین سبعہ سیارہ کا اجتماع

اور قران برج حوت مین ہوا تھا اس سال اُسی برج مین چھہ سیارے جمع ہوے ہین
مگر زحل اوس سے خارج ہے اگر زحل بھی اسمین ہوتا تو طوفان عالمگیر واقع ہوتا ہے
مگر میری رائے یہہ ہے کہ کسی جگہہ اس عالم مین جہان ہر طرف کے لوگ بکثرت جمع
ہون گے شاید ایک سیل عظیم آوے اور مجمع کثیر کے ہلاکت کا باعث ہو اور لوگ کم بچین
اتفاقات سے اس سال کے حُجّاج جو قریب دو لاکھہ آدمی حج سے فراغت حاصل کرکے
ایک خشک ندی پر اُترے تھے جسمین برسون سے پانی نہین آیا تھا دفعتًا ایک سیل عظیم
نے چارو نطرف سے گھیر لیا لوگون کو بھاگنے کا موقع نملا اس مجمع سے بہت تھوڑے
لوگ جو اونچے درختون اور بلند مقامون پر چڑھگئے تھے بچے اور سب ہلاک ہوگئے خلیفہ
مستظہر باللہ نے ابن عیسی منجم کا وہ حکم سنکر اس خیال سے کہ مبادا دجلے کا سیل
بغداد کو تباہ کرے جن مقامون سے شہر مین سیل آنیکا احتمال تھا اوس جگہہ بہت
مستحکم بند بندھوا دیا اور جب یہہ حادثہ حجاج پر واقع ہوا خلیفہ نے ابن عیسی منجم کو
بنظر اسکے استخراج صحیح حکم کے خلعت فاخرہ اور انعام کثیرہ سے سرفراز کیا۔

جو ہین بندگان ستارہ شناس	بفضل و ہنر مردُم دور بین
ہمیشہ بفرش زمین بیٹھکر	وہ کہدیتے ہین حال عرش برین

یوسف بن یاسفین سلطان مغرب ابو یعقوب بربری

یہہ شخص سنہ ہجری مین اپنے زمانہ کا اکبر الملوک گزرا ہے بڑا شجاع و مدبر تھا
عدالت اور سخاوت سے موصوف کچھہ اوپر تیس برس اس نے ممالک مغربیہ مین سلطنت
کی اور اپنی آخر عمر مین وکلا عراق مین بھیجے اور خلیفہ مستظہر باللہ عباسی سے عہد اپنی حکومت کا

طلب کیا خلیفہ نے خلعت فاخرہ اور نشان جو امور عطاے سلطنت پر دلالت کرتے
ہین روانہ کر کے اوس کی سلطنت تخت دار الخلافت عباسیہ کے داخل کر لیا اس
بادشاہ کے خصائل ہین مورخین لکھتے ہین کہ اہل علم اور دیندار لوگون کی اسکو بہت
صحبت رہتی تھی بڑے بڑے کبائر بھی اسکے عفو کے سامنے حسنات سے بدل
جاتے تھے *

حکایت

ایک روز یوسف بن یاسفین بہ تبدیل لباس پھر رہا تھا ایک مقام پر گذر ہوا وہان
تین شخص بیٹھے ہوے اپنے خیالی آرزوئین باہم بیان کر رہے تھے **ایک**
شخص نے کہا کاش ہزار دینار مجکو ملتے کہ تجارت کی تمنا قبر مین نہ لیجاتا **دوسرے**
شخص نے کہا مجھکو مدت سے امارت کی آرزو ہے **تیسرے** نے کہا مجھکو سلطان
عہد کی ملکہ ملجاتی تو کیا مزہ سے دن راتین بسر ہوتین - یہہ سنکر یوسف بن یاسفین
چلا گیا اور اُن تینون شخصون کو اپنے روبرو طلب کیا **اول** کو ہزار دینار اوسکے
آرزو کے موافق عطا کر کے کہا جا تجارت کر **دوسرے** کو اُسکی خواہش کے موافق
کسی شہر کی حکومت دی تیسرے سے کہا اے مرد جاہل تو نے ایسی خواہش کی
جو تجھے نصیب ہی نہین ہوسکتی یہہ کہکر اوسکو اپنی ملکہ کے پاس بھیجدیا ملکہ نے اوسکو
ایک خیمہ مین لمنظرہ بند رکھا اور تین دن تک اوسکو خیمہ مین نظر بند رکھکر ایک ہی
قسم کا کھانا کھلایا پھر اوسکو ملکہ نے بلوا کر پوچھا تو نے کھانا کھایا کہو کیسا تھا
اوس نے عرض کیا ایک ہی قسم کا ذایقہ تھا ملکہ نے کہا او جاہل بیوقوف سب عورتوں سے

ایک ہی لذت حاصل ہوتی ہے تو تنے کیون ایسی آرزو اور بے ہودہ خیال کیا جو تجھکو نصیب ہی نہو سکے پھر اوسکو کچھ نقد وجنس دیکر رخصت کردیا +

نکتہ انسان کو چاہیئے کہ جاہل بے عقل کو ایسی نرمی و خوبی کے ساتھ سمجھائے جس سے وہ مطلب سمجھ جائے اور تسلی پاوے جیسے طبیب معالجہ سے پہلے اپنی خوش گوئی سے بیمار کو شفا کا امیدوار کردیتا ہے +

یاد دار از وقت کلام و وعظ وپند	ہوم شو با جاہلان بے عقل
نرم کن اول زمین ہنگام کشت	تا برآید گل ازان ناکارہ گل

نکتہ نادان کو زبردستی سے سمجھانا اُسپر تشدد پہونچانا منع ہے جب تک کہ اسکا نفس سرکش بداخلاقی وجہل کے پنجہ سے رہائی نپاوے سیدھی راہ پر نہ آئے ۔

کفر کب جاتا ہی اس کافر کی سہی ہو تو	نفس یہ کافر نہ مرکر جب تلک مردا ہو

ابو المظفر یوسف المستنجد باللہ عباسی

یہہ تیسوان[۳۲] خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے ۵۵۵ھ ہجری مین تخت خلافت پر بیٹھا اور ۵۶۶ھ مین بیمار ہوکر مرگیا گیارہ سال اس نے بالاستقلال سلطنت کی مرد حلیم وسلیم تھا رفاہ خلق وفلاح رعایا کا خواہشمند اور سرکش و فتنہ انگیز کا دشمن تھا۔ اسکا قول ہے ۔

قول سعایت اور نمامی سے بڑھکر عالم مین کوئی بدتر گناہ نہین کہ اسکا اثر خلایق کیطرف متعدی ہوتا ہے +

نکتہ چغلوری اور جھوٹھ سے ہزار طرح کی بدی پیدا ہوتی ہے اسی طرح شراب سے

صد ہا طرح کی شرارت +

سارے ہی فساد جھوٹھہ سے ہوتے ہین آشکار		شر ہوتی ہین زمانہ کی پیدا شراب سے	
بچا رہیگا جھوٹھہ سے جو پائیگا نجات		بچ جائیگا وہی جو بچیگا شراب سے	

فائدہ اس خلیفہ نے غمازون اور چغلخورون کا عمدہ انتظام کیا جس سے خلق اللہ کو امن حاصل ہوا - ایک شخص کو اسی جرم مین گرفتار کرکے قید کردیا اوسکے کسی دوست نے خلیفہ سے درخواست کی کہ عوض اسکے دس ہزار روپیہ جرمانہ داخل کرتا ہون اگر رہائی فرمائی جاے خلیفہ نے فرمایا پہلے تم ایک ایسا شخص جو اوس سے زیادہ بدنفس ہو کہین سے پیدا کرو کہ اوسکو قید کرکے اوسکے شر سے خلق اللہ کو نجات دلاؤن اور اسکے صلہ مین دس ہزار روپیہ تم کو عطا کرون +

نکتہ بدون کے ساتھہ نیکی کرنا بدکام مین انکو یاری دینا نیکون کے ساتھہ بدی کرنا ہے

کار بد مین گر مدد کرتے ہو تم		خوب بد سمجھو کہ بد کرتے ہو تم	

حکایت

ایک روز رات کیوقت مستنجد باللہ نے ایک خواص کو بلواکر فرمایا کہ اسوقت ایک سنار کے کام کرنیکی آواز آرہی ہے جو چھت کے نیچے کام کررہا ہے خلیفہ نے فراست سے دریافت کرلیا تھا کہ اسوقت وہ قلب روپیہ بنا رہا ہے جس جگہہ یہہ آواز آتی ہو وہان کچھہ لوگ تعین کردئے جائین جب دروازہ کھلے سنار کو معہ سامان صناعت حاضر کرین چونکہ خلیفہ کا تفرس ٹھیک تھا اُس آدمی کو معہ اُن روپیون کے جو اُس نے بنایا تھا خلیفہ کے روبرو لائے خلیفہ نے جب اوسکا امتحان کیا تو معلوم ہوا کہ وہ روپیے

جو اوس سنے بنائے تھے قلب نہ تھے بلکہ بعینہ ویسے ہی روپیہ تھے جیسے دارالضرب مین بنتے تھے سنارنے عرض کیا کہ حضور مین مفلسی کے سبب سے یہہ جرات کی مگر نفع اوسی قدر ہوتا ہے جسقدر دارالضرب مین مزدوری کرنے سے حاصل ہوتا ہے خلیفہ کو اُس پر رحم آیا اور حکم صادر کیا کہ جو کام وہ مخفی اپنے مکانمین کرتا تھا وہی کام دارالضرب سرکاری مین علانیہ کیا کرے اور کچھہ اُس سے محصول وغیرہ نہ لیا جائے

حکمت انسان وہ ہے کہ دولتمندی مین تواضع قدرت کیوقت عفو جوانی مین عبادت غصہ مین تحمل ہو

سر جھکاتا ہے تواضع مین مدام وقت قوت اسکو ہے ناتوتی		ہے جو دولتمند مرد سرفراز حلم غصہ مین جوانی مین نماز	

ابو محمد الحسن المستضی بامر اللہ بن مستنجد بامر اللہ

مرۃ الجنان اور سبایک الذہب مین اس خلیفہ کا نام مستیضی بامر اللہ لکھا ہے اور مسامرہ مین المستضی باللہ اور روضۃ الصفا مین المستضی بنور اللہ ہے ۔

یہہ تینتیسوان خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے ۵۳۶ ہجری مین پیدا ہوا اور بعد انتقال اپنے باپ کے تخت خلافت پر متمکن ہوا اور ۵۷۵ ہجری مین انتقال کیا نو برس آٹھہ مہینے خلافت کی مرد دیندار تھا ۔

فائدہ اس خلیفہ نے تخت پر بیٹھتے ہی تحصیل مکوس یعنی محاصل خلافت شرع ایک لخت موقوف کردیا اسکے عہد مین بدعات رفض ایکدم موقوف ہوگئے اور سجاد مین موصوف تھا کثرت سے روپیہ بنی ہاشم کو دیا اور مدرسون پر صرف کیا ۔ اس خلیفہ

نظر مین روپیہ کی کچھہ وقعت نتھی اور ابن جوزی کو حکم دیا کہ مجلس وعظ قائم کرین جب مجلس وعظ قائم ہوئی تو خلیفہ خود مجلس وعظ مین جاکر بیٹھا کرتا تھا اور صحبت مین نیکون کے رہا کرتا مرد دین دار عادل وشجیع تھا +

حکمت دل کی سلامتی نیک صحبت پر منحصر ہے جسم کی راحت تجرید مین روح کی تسلی عبادت مین +

نرکھہ صحبت بغیر از صحبت نیک		کہ ہر نیکون کی صحبت نیک انجام	
عبادت کر کہ ہو حاصل تسلی		اکیلا ہو اگر چاہے ہر آرام	

حکایت

اس خلیفہ کے عہد مین قطب الدین قیماز امیر الامرا بڑا ظالم وستمگر تھا جسکو چاہتا پکڑکے قتل کر ڈالتا تھا اُس نے خلیفہ کو مسلوب الاختیار کر دیا تھا ایک وزرا امیر الامرا نے ظہیر الدین خازن کی گرفتاری کا حکم دیا وہ جان بچا کر دار الخلافت مین خلیفہ کے پاس چلا گیا قیماز نے اوسکا گھر لوٹ لیا اور اسمین آگ لگا دی اور غصہ مین آکر دار الخلافت کے محاصرہ کا حکم دیا خلیفہ یہہ حال سنکر لب بام بر آمد ہوا دیکھا تو امیر الامرا کی فوج کا ہجوم قلعہ کے چارون طرف ہے اور شہر کے تماشائی اوباش بھی کھڑے ہین خلیفہ نے ان لوگون سے فرمایا کہ تم سب اسی دم جاکر امیر الامرا کو قید کر لاؤ اور اسکے مال مین سے جو پاؤ لوٹ لو یہہ حکم پاتے ہی عام وخاص دوڑ پڑے جاتے ہی امیر الامرا کا گھر مسمار کر ڈالا اور سب اوسکی ظلم کی کمائی دست برد کر لئے ہجوم عام کے روبرو اوسکی کوئی تدبیر پیش رس نہوئی آخر جان بچا کر بھاگ نکلا اور چاہا کہ

۹۷

موصل اپنے وطن کو پہنچ جاے چونکہ پاپیادہ اور تنہا تھا ناواقفیت سے
جنگل بے آب مین جاپڑا انجام کار اُوسی دشت بے آب مین اوسکی
لاش بے گور و کفن طعمہ زاغ و زغن ہوئی ۔

حکمت ظالم کو دشمن کے ہاتھ سے ہلاک کرانا عین مصلحت ہے
یعنی اگر دشمن نے ظالم کو مارا تو ظالم مرا اسکے اندیشہ سے رہائی
ملی اور اگر دشمن مارا گیا تو بھی آیندہ اسکے شر سے خلاصی پائی ۔

موذی کو مارو عدو کے ہاتھ سے	آئین جب یہہ دونون موذی برو
مخلص پاؤ گے بیشک ایک سے	موذی مرجائیگا آخر یا عدو

نکتہ چار چیزون کو بقا کم ہوتی ہے **اوّلاً** ظالم کے ظلم کو
ثانیاً مومن کے غضب او غصہ کو **ثالثاً** عورت کی پیار اور محبت کو
رابعاً ناجنس اور نادان کے التفات و صحبت کو ۔

دار دنیا مین کبھی رہتا نہین	ظالمون کا ظلم بیشک برقرار
غیر کی صحبت نہین ہے دیرپا	اور نہ عورت کی محبت اور پیار
ایک دم بھر مین ہوا ہو جاتا ہے	دل پہ مومن کے اگر آئے غبار

فائدہ یافعی نے مرآۃ الجنان مین ۵۸۶ کی تاریخ مین لکھا ہے کہ اسی سال مصر مین سلطان صلاح الدین عبید کے

کا خطبہ موقوف کرکے مستضی بامر اللہ عباسی کے نام کا خطبہ پڑہا جو دو سو نو برس سے موقوف تھا خلیفہ مستضی بامر اللہ نے دو بڑے بہاری خلعتین صلاح الدین سلطان مصر اور نور الدین سلطان شام کو جو خلیفہ کے طرف سے نائب تھے بھیجین مگر سلطان نور الدین کیواسطے منجملہ اور اشیاء کے دو تلوارین آبدار بھی تھین جس سے اشارہ تھا کہ ممالک شام اور مصر تمہارے تحت حکومت ہے۔ سلطان نور الدین اور سلطان صلاح الدین کے درمیان امارت مصر پر نوبت یہان تک پہونچی کہ طرفین سے بہادرون کی تلوارین میانون سے باہر نکل آئین۔ صلاح الدین کے باپ نجم الدین ایوب نے بیٹے کو روکا اور مصالحت پر مجبور کیا بالاخر طرفین مین صلح ہو گئی۔

نکتہ صلح کے ذریعہ سے انسان ایسے مقام پر پہونچ سکتا ہر کہ ظلم اور سختی سے نہین پہونچتا۔

صلح ہے اصلاح کار دو جہان	صلح ہے جس پر ہر دنیا کا مدار
ظلم اور سختی بہت بد کام ہین	جن سے ہے بدنام ظالم نابکار

نکتہ ہر کام کی ابتدا مین اسکے انجام کو سونچنا چاہیے ہر امر کی ابتدا مین انتہا کا خیال رکھنا چاہیے +

ہر کسی کو ابتدائے کار مین	کچھ نہین معلوم حال انجام کا
پر سنور جاتا ہے کام اس کا اگر	ابتدا مین ہو خیال انجام کا

حکمت اپنے ہم جنس بھائیون سے دوستی رکھنا خدا کے دوستون کا حق دوست خدا پرست انکا نام ہے +

صلح کل وار دہر یک صلح کل	خلق وز دنیا ہمہ خلق جہان

بابدان نیکی کند ہنگام کار		دوستی ظاہر کند با دشمنان	

پند لوگون سے دوستی یا دشمنی خدا کے واسطے رکھنا چاہیئے نہ کہ ذاتی تعلق اور باہمی معاملات مین +

دوستان حق کی بروئی دریا ہر ایک سے		دشمنی بہر خدا بہر خدا ہے دوستی	

ابو العباس احمد ناصر الدین اللہ بن المستضی باللہ عباسی

چونتیسوان خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے تیس سال کی عمر مین ۵۷۵ھ ہجری مین تخت نشین ہوا یہہ شخص بڑا دیندار متشرع اور باخیر تھا۔ شراب کھچوانا اور پینا اور بیچنا اور ناچ رنگ گانا بجانا یکقلم بند کر دیا۔ شریعت محمدی کی ترویج اور احکام الہیہ کی پابندی اور علوم شریعت کی ترقی مین صرف ہمت کی ظالمون کا دشمن اور عادلون کا دوست تھا۔ دار الخلافت بغداد مین کئی جگہہ دار الضیا فتین بنوائین اور ایک عمارت رباط خلاطیہ جانب غربی بغداد مین تیار کرائی جسکے اتمام پر دعوت عام کی اوس جشن مین پندرہ ہزار بکرے اور تیس ہزار مرغ ذبح کئے گئے اور نظامیہ مدرسہ مین ایک بہت بڑا کتب خانہ رکھوایا گیا۔ ہند و مصر وغیرہ کے سلاطین اور حکام پر اُسکا رعب چھا گیا تھا۔ چھیالیس برس نہایت نیک نامی و خوش انتظامی کے ساتھہ سلطنت کی اونہتر سال کی عمر پائی آخر سنہ ۶۲۲ ہجری مین انتقال کیا +

فائدہ یہہ خلیفہ اپنے رعایا اور امیرون و ارکان دولت کے جزئیات کی خبر رکھتا تھا اسی کام کیلئے مخفی نگارون کو مامور فرمایا اور جاسوس معتبر اور اخبار رسان ہر ہر مقام اور ہر جگہہ پر تمامی قلمرو و ممالک مین مخفی مقرر کئے تھے کہ وہ رعایا اور حاکمونکے

حالات نیک و بد سے سچ سچ خبر دیا کرتے تھے اور خود بھی راتون کو دار الخلافت بغداد کے ہر محلہ اور کوچون مین گشت لگاتا تھا +

وہی پاتا ہی لذت سلطنت کی
ہون جسکے قہر سے مقہور دشمن
عزیزون کو ملے ہر وقت عزت
خبر گیری ہو مظلومون کی ہر دم

جو عادل ہو وہی اہل دل شہنشاہ
رہین مغلوب سب دولت کے بدخواہ
رہین خوشدل ہوا خواہان درگاہ
جو ہو محتاج پائے دولت و جاہ

حکایت

سنہ ۶۱۴ ہجری مین سلطان محمد قطب الدین بن سلطان تکش خوارزمی نے دار الخلافت بغداد پر فوج کشی کی اوسکا ارادہ ہوا کہ عباسیون کو خلافت سے بیدخل کر کے حکومت کا تاج سید علاء الملک ترمذی علوی اپنے مرشد کے سر پر دھرے یہہ خبر خلیفہ ناصر الدین کو معلوم ہوی خلیفہ نے اس عزیمت بد کے باز آنیکے لئے شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی کو برسم رسالت روانہ کیا شیخ نے پہونچکر طریقہ سنت الاسلام کے موافق سلطان کو سلام کیا اوس نے براہ تکبر جواب سلام دیا اور نہ بیٹھنے کے لئے اجازت دی شیخ نے کھڑے ہی کھڑے ایک خطبہ عربی زبان مین پڑھا جسمین فضائل آل عباس اور بالتخصیص صفات حمیدہ خلیفہ ناصر الدین اللہ کے اور ایک حدیث ممانعت ایذا رسانی آل عباس کی نقل کی سلطان نے نہ سنی اور تین لاکھہ پیادہ اور تین لاکھہ سوار ہمراہ لیکر دار الخلافت بغداد کو روانہ ہوا جب اسکی فوج عقبہ حلوان تک پہونچی بتائید اقبال ناصر الدین اللہ فصل خریف کے ابتداء موسم مین اسقدر برف ہوئی

برف کی بارش ہوی کہ لشکر کے ہزارون آدمی بیکار ہوگئے راستے بند ہوے سلطان نے راستہ بدلنا چاہا مگر وہان بھی خبر پہونچی کہ چنگیز خان تاتاری ایک بھاری لشکر کے ساتھہ سلطانی علاقہ مین داخل ہو گیا ہے اسلیئے یہہ براہ نیشاپور بخارا پہونچا اور جوجی خان چنگیز خان کے بیٹے کے ساتھہ لڑکر شکست کھائی جنگ سے اول اسکے ہمراہ چار لاکہہ فوج تھی مگر اس نے اپنے کم بختی سے وہ فوج بخارا وعراق وخوارزم کی حفاظت کو بھیجدی پہر شکست کھاکر یہہ نخشب کو چلا گیا اور اپنی والدہ ترکان خاتون وعیال واطفال کو معہ خزانہ وجواہر مازندران مین بھیجکر قلعہ قارون مین رہنے کا حکم دیا نخشب کے قریب چنگیزی فوج گئی تو یہہ عراق بہاگ گیا وہان سے گیلان پہونچا اور خبر پائی کہ قلعہ مارون مغلون نے لے لیا ہے اور اہل وعیال وطفلان خوردسال معہ نقد وجنس مغلون کے قبضہ مین آگئے یہہ سنکر سلطان کو غشی آگئی اور بیہوشی مین مرگیا خیمہ واسباب شاہی اوس کے فوج نے لوٹ لیا سلطان کو کفن تک نملا +

پند بے نفس اور صُلح کل انسان سے مناظرہ منع ہے اور جواب دینا بے پوچھے جہل ونادانی ہے ۔

سرنگون ہو جو کہ اپنے سامنے ناروا ہے دوستون سے دشمنی	دوستوان سے اکڑنا منع ہے صلح کے خواہان سی لڑنا منع ہے

حکمت تین کام کرنیکے وقت انسان کو تامل وتوقف درکار ہے **اولاً** جب کسی کے ساتھہ بدی یا گناہ کرنے پر مستعد ہو **ثانیاً** جب معترض کے سوال کا جواب دینے لگے **ثالثاً** اسوقت جب کسی غیر نامحرم آدمی کے روبرو اپنے دل کے راز

کہنے کا ارادہ ہو جاسے ٭

نفس بد آید ترا گر بر بدی	در توقف کن دمے چند انتظار
فسکر کن ہنگام آغاز عمل	تا نگردی منفعل انجام کار
راز خود بر غیر خود فاش مکن	تا نگردی منفعل انجام کار

ابونصر محمد طاہر باللہ بن ناصر الدین اللہ

یہہ پینتیسوان[35] خلیفہ خاندان عباسیہ کا ۶۲۲ھ ہجری مین تخت نشین ہوا اس نے محاصل خلاف شرع معاف کردیا اور جو لوگ بنظر مطالبہ دیوان خلافت مین قید تھے اونکو آزاد کیا اور دس ہزار اشرفیان دارالقضار مین بھیجکر قاضی کو حکم دیا کہ جو لوگ بعلت مطالبہ قرض ماخوذ ہین اون کے مدعیون کو دیکر ماخوذین کو چھوڑدین۔ اس نے کل نو مہینے پندرہ دن سلطنت کی اخر ۶۲۳ھ ہجری مین دنیا واہل دنیا کو چھوڑا مرد دانشمند اور رعایا پرور تہا اس کا قول ہے ٭

قول بندگان خدا کی عیب جوئی کرنا بدترین عیب ہے ٭

حکمت کمینہ آدمی کی چار علامتین ہین اولاً اپنے عیب سے چشم پوشی کرکے غیر کے عیبون کو دیکھتا ہے **ثانیاً** بخل سے بھرا ہوا ہوتا ہے **ثالثاً** بدخلقی کرتا ہے رابعاً خدا کی عبادت مین کاہل وسست رہتا ہے ٭

فی الحقیقت ہے کمینہ آدمی	بے ادب بدسیرت و بے آبرو
کاہل و بدخوی و بدخلق و بخیل	دوستون کا عیب جُوئی و عیب گو

پند انسان کو چاہئے کہ اخلاق آلہی سے مہذب ہو اگر کسی کے عیب پر نگاہ پڑ جائے

اوسکا پردہ پوش سب نہ پردہ در تا کہ مقبول خالق و عزیز خلایق ہو ۔

خدا کرتا ہے سب کی پردہ پوشی	اُسی کا نام ہے ستار و غفار
اگر تو بھی کسی کا عیب دیکھے	چھپا مت لا زبان پر اسکو زنہار

نصیحت اپنے اور غیر کے عیب ظاہر کرنیوالے سے ڈرو کیونکہ جب وہ تیرے پردہ دری کرتا ہے تو اپنی و غیر کی ذلت سے وہ کب ڈرتا ہے

اپنی ذلت کا نہو جسکو خیال	ایسے بے غیرت سے بیشک خوف کر	بندہ چالاک اور بے باک سے	خوف کر اے بندہ پرور خوف کر

پند جو شخص تیرے روبرو کسی کا عیب زبان پر لائیگا یا چغلی کھائیگا تیرا عیب بھی اور کسی کے پاس پہونچائیگا *

بدزبان جو آکے تیرے روبرو	عیب لوگون کے زبان پر لائیگا
رکھہ یقین بیشک کہ وہ تیری بھی عیب	کان مین ہر ایک کے پہونچائیگا

ابو جعفر منصور المستنصر باللہ عباسی

یہہ چھبیسوان [۲۶] خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے ۶۲۳ھ مین بعد انتقال اپنے باپ کے خلافت کے تخت پر متمکن ہوا سولہ برس دو مہینے سات دن مسند آرائے حکومت رہا آخر ۶۴۰ھ ہجری مین اس خلیفہ نے دنیا اور اہل دنیا کو رخصت کیا ۔ عدالت پیشہ و رعایا پرور تھا ۔ اہل علم و دیانت دارون کی صحبت غنیمت جانتا ۔ اسلام کی تقویت اور تائید کیطرف زیادہ مائل تھا ۔ جمعہ کے دن خلیفہ کے نام جب خطبہ پڑھا گیا روپیہ اور اشرفیون کے تھیلیان حاجتمندون پر ایثار کی گئین ۔ شعرا نے قصاید پڑھے اور خلعت و جائزہ سے سرفراز ہوے ۔ عیدین کے دن علما اور مشایخ اور مسجد کے اماموں کو انعامات و صدقات سے مالا مال کر دیا دار الخلافت بغداد کے محلون مین

دارالضیافت مقرر کیا وہان ہر قسم کے کھانے مہیا رہتے تھے جو حاجتمندون اور واردین و صادرین کے لئے وقف تھے - اسکے وقت علم نے کمال ترقی پائی نظامیہ مدرسہ کے علاوہ ایک اور مدرسہ سلطانی تعمیر کرایا جسمین ایک بڑا کتب خانہ رکھا - حنفی و شافعی و مالکی و حنبلی معلمین اور علماے معقول و منقول درس کیلئے مواجب کثیرہ پر مقرر کئے گئے اور ایک دارالقرءت بنایا گیا اچھے اچھے قاری تعلیم قرارت کیلئے مامور کئے گئے طلبار و علما کے لئے کھانا شاہی مطبخ سے جاتا تھا اور ایک دارالشفا جاری کیا گیا جہان بیمارون کو دوا اور غذا ملتی تھی - اس خلیفہ کے عہد خلافت مین عراق عرب رشک بہشت آسمانی تھا ؛

حکایت

ایک بار عید کے دن یہہ خلیفہ صبح کے وقت لب بام برآمد تھا دیکھا کہ لوگون کے گھرون کی دیوارون پر دھوئے ہوئے کپڑے سوکھ رہے ہین وزیر سے اسکا سبب پوچھا وزیر نے عرض کیا کہ آج عید کا دن ہے لوگون نے عیدگاہ جانیکے لئے کپڑے دھوکر سوکھنے کے لئے ڈالے ہین جب سوکھ جائین گے پہن کر عیدگاہ جائین گے یہہ سنکر خلیفہ نے جانا کہ میری رعایا ایسی مفلس و نادار ہو گئی ہے کہ دھوبی سے کپڑے دھلانیکی بھی وسعت نہین رکھتی انکی خبرگیری ضرور ہے پس یہہ تجویز کی کہ بیشمار سونیکی گولیان بنوائین اور حکم دیا کہ جب ہم رات کے وقت لب بام آیا کرین غلام یہہ گولیان غلیلون مین رکھکر پھینکا کرین کہ وہ گولیان لوگون کے گھرون مین جا پڑین اور وہ ان سے آسودہ حال ہون ؛

حکمت جیسے کہ سائل سخی کی سخاوت کا محتاج ہے اس سے زیادہ سخی کی سخاوت سائل کے حاضر ہونیکی محتاج ہے پس اگر سائل صابر و شاکر ہے تو سخی کی سخاوت خود اسکی تلاش مین مصروف ہوگی اور جس جگہہ و مقام مین وہ ہوگا ڈھونڈھکر حصہ پہونچائیگی کیونکہ کریم کا صبر و توقف اسکا نقص ہے اور مفلس محتاج و نادار کا صبر و استقلال اُسکا کمال

رزق مت ڈھونڈھو کہ وہ رزاق کریم	جس جگہ ہوگے وہان پہونچائیگا
تم سے زیادہ تمپہ خود عاشق ہے رزق	تم کو خود وہ ڈھونڈھنے کو آئیگا

ابو احمد عبد اللہ المستعصم باللہ عباسی

یہہ آخری خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے ۶۰۹ھ ہجری مین پیدا ہوا اور ۶۴۰ھ ہجری مین تخت خلافت پر متمکن ہوا سولہ سال اس نے سلطنت کی ۶۵۶ھ ہجری مین ہلاکو خان نے اسکو شہید کیا - یہہ خلیفہ بڑا دولتمند اور صاحب سطوت و حکومت تھا اسکے وقت خلافت نے یہہ زینت پائی تھی کہ کبھی ظہور مین نہ آئی تھی سلاطین شرق و غرب و شاہان عجم و عرب اسکے باج گذار اور فرمان بردار ہوگئے تھے - مورخین نے لکھا ہے کہ جب سواری اس خلیفہ کی عیدگاہ یا جامع مسجد اور بعض مقامات متبرک کو جاتی تھی تو لوگ سر راہ نشست گاہین کرایہ لیکر بامید زیارت بیٹھتے تھے ایک مرتبہ حساب کیا گیا تھا تیس ہزار دینار جو اس زمانہ کی اشرفی تھی مالک مکانون کو کرایہ ملا تھا ایک لاکھہ چوبیس ہزار سوار خلیفہ کے رکاب مین رہا کرتے تھے -

۶۴۲ھ ہجری مین موئید الدین علقمی منصب وزارت سے سرفراز ہوا چونکہ یہہ مذہب شیعہ رکھتا تھا

اسیلئے خلیفہ کے فرزند محمد ابو بکر کو اسکے ساتھہ مذہباً عداوت ہو گئی اور باہمی نزاع نے یہان تک طول کھینچا کہ وزیر نمک حرامی پر آمادہ ہو گیا اور اپنے تعصب مذہبی سے اتنی بڑی سلطنت کو ہلاکو کے ہاتھہ سے تباہ کرا دیا اس نے چاہا تھا کہ بجائے آل عباس کوئی علوی نسب خلیفہ مقرر ہو کہ مذہب باطل یعنی رفض کو عروج ہو مگر اوس تاتاری وحشی نے نہ آل علی کو خاتم خلافت دی اور نہ اوس کافر نعمت علقمی کو اوسکے اعانت کا صلہ دیا بلکہ اس کفران نعمت و منافقانہ چال کی پاداش مین آب شمشیر سے اوسکی پیاس بجھائی اسی کا ایک دوست نصیر الدین طوسی شیعی مذہب تھا کہتے ہین کہ یہہ طوسی خلقی تھا اور سید مجد الدین محمد بن حسن طاؤسی شیعی اور بدر الدین یوسف شیعی نے جو بڑے امیر تھے اونہون نے وزیر سے ملکر دار الخلافت بغداد کو برباد کرایا +

چنانچہ شیخ سعدی رح نے زوال ملک خلیفہ مستعصم باللہ مین جو مرثیہ نظم فرمایا ہے ہدیتاً ذیل مین حوالہ قلم ہے +

فی مرثیہ المستعصم

آسمان را حق بود گر خون ببارد بر زمین	بر زوال ملک مستعصم امیر المومنین
ای محمد گر قیامت می برآری سر ز خاک	سر برآور وین قیامت در میان خلق بین
نازنینان حرم را خون خلق نازنین	ز آستان بگذشت و ما را خون دل از آستین
زینہار از دور گیتی انقلاب روزگار	در خیال کس نگشتی کانچنان گردد چنین
دیدہ بردار ای کہ دیدی شوکت بیت الحرام	قیصران روم سر بر خاک و خاقان بر جبین

خون فرزندان عم مصطفی شد ریخته
هم بران خاکی که سلطانان نهادندی جبین

وه که گر بر خون آن پاکان فرود آید مگس
تا قیامت تلخ گردد بر دهانش انگبین

بعد ازین آسایش از دنیا نباید چشم داشت
مرورا انگشتری ماند چو برخیزد نگین

دجله خون آبست زین پس گر رود سر بر نشیب
خاک نخلستان را کند با خون عجین

روی دریا درهم آمد زین حدیث هولناک
می توان دانست بر رویش ز موج افتاده چین

گرنه بیهودست وبیحاصل بود شستن بآب
آدمی را حیرت از دل هست از داغ چنین

نوحه لایق نیست بر خاک شهیدان زانکه هست
کمترین دولت مرایشان را بهشت برترین

لیکن از روی مسلمانی وراه مرحمت
مهربانان را دل بسوزد در فراق نازنین

باش تا فردا که بینی روز او در رستخیز
کز لحد با روی خون آلوده برخیزد دفین

در زمین خاک قدمشان توتیای چشم بود
روز محشر خون شان گلگونهٔ رخسار عین

قالب مجروح گر در خاک و خون غلطد چه باک
روح پاک اندر جوار لطف رب العالمین

تکیه بر دنیا نشاید کرد و دل بروی نهاد
کاسمان گاهی بمهرست ای برادر گه بکین

چرخ گردون با زمین گوئی دو سنگ آسیاست
در میان هر دو روز و شب دل مردم ببین

زور بازوی شجاعت بر نیاید با اجل
چون قضا آید نماند قوت رای رزین

تیغ هندی بر نیاید روز هیجا از نیام
شیرمردی را که باشد مرگ پنهان در کمین

تجربت بی فائده ست آنجا که برگردید بخت
حمله آوردن چه سود آنرا که برگردید زین

گرگ سانند از پی مردار دنیا جنگجوی
ای برادر گر خردمندی چو سیمرغان نشین

ملک دنیا را چه قسمت حاجت اینست از خدا
کو نگهدارد بما بر ملک ایمان و یقین

یارب این رکن مسلمانی بما آباد دار
در پناه شاه عادل پیشوای ملک و دین

خسروِ صاحبقران غوث زمان بوبکر سعد	آنکہ اخلاقش پسندیدست و اوصافش گزین
مصلحت بود اختیار رای روشن بین او	زیردستان را سخن گفتن نشاید جز چنین
لاجرم در بحر و برش و اعیان دولت اند	گئے ہزاران آفرین برحالش از جائی دَرین
روزگارت باسعادت باد و سعدی مدح گوی	رائیت منصور و بخت باد و اقبالت قرین

فائدہ بڑا فتنہ جس سے ملک مین تباہی اور قوم مین افلاس آجاتا ہے وہ فتنہ مذہب کا ہوتا ہے جب کوئی قوم تعصب اختیار کر لیتی ہے آفت اور بلا اوس قوم کی عاشق ہو جاتی ہے انواع واقسام کے فتنہ اوٹھ کھڑے ہوتے ہین جس نے کتب تواریخ کی سیر کی ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ جس سلطنت مین مختلف مذاہب اور مختلف خیالون کے لوگ عامل اور حاکم ہوئے ہین وہ سلطنت ایک نہ ایک دن مٹ کر رہی +

نکتہ تین چیزین تین شخصون کو مضرت رسان ہین **اولاً** امرا دولت اور ارکان سلطنت کا فساد **ثانیاً** علما کی طمع **ثالثاً** فقرا کی ریاکاری +

ملک مین گر ہو کہین پیدا فساد	پہونچیگا اس سے ضرر حکام کو
فاضل طامع فقیر با ریا	کرتے ہین بدنام اپنی نام کو

نکتہ پچیس آدمیون سے نفرت کرنا ضرور ہے **اول** ناشاکر **دوم** بدعہد **سوم** مفتری **چہارم** دروغ گو **پنجم** منافق **ششم** خائن **ہفتم** غابن **ہشتم** غاصب **نہم** فاسق و فاجر **دہم** شرابی **یازدہم** قمارباز **دوازدہم** چور **سیزدہم** فتنہ انگیز **چہاردہم** نمک حرام **پانزدہم** فریبی **شانزدہم** بیوفا **ہفدہم** دغاباز **ہژدہم** شہوت پرست **نوزدہم** بے علم وجاہل

بستم عالم بے عمل بست ویکم بے حیا و بے شرم بست و دوم زود رنج بست وسوم پرغصہ کینہ توز بست وچہارم بخیل بست وپنجم حاسد۔

نکوئی بایدت گر در زمانہ	تو در بزم نکوکاران قدم نہ
سراپا کن گریز از صحبت بد	نہ بر دوش خود بار الم نہ

حکمت دشمن تین طرح کے ہوتے ہین اولاً خالص دشمن ثانیاً منافق ثالثاً حاسد۔ خالص دشمن جانکا دشمن بظاہر و باطن ہوتا ہے منافق بظاہر دوست وبباطن دشمن حاسد صرف جاہ و مال و عزت کا دشمن ہوتا ہے۔

دشمنون سے چھوڑو بیشک دوستی	دیکھ مت چہرہ کسی بدخواہ کا
دوست جتنے ہین تیرے اہل نفاق	دام مین انکے نہونا مبتلا
آنے مت دینا کبھی حاسد کو پاس	ورنہ غم کھائیگا اور پچھتائیگا

سلطان محمود غزنوی

یہہ سلطان اولوالعزم بادشاہون مین گذرا ہے اسکے وقت غزنی کی سلطنت نے کمال رونق پائی مملکت وسعت مین آئی جس مہم پر یہہ لشکر لیکر گیا فتح و نصرت استقبال کو آئی قانون آلہی کا پابند اور آئین محمدی کا مطیع فقراء کی خدمت مین بخلوص وعقیدت حاضر ہوتا تھا شیخ الشیوخ ابوالحسن خرقانی نے اپنا خرقہ مرحمت فرمایا تھا جنگ سومنات مین جب اسکی امید نے یاس کا چہرہ دکھایا تھا اسی خرقہ کے توسل سے اعداء دین پر فتح نمایان حاصل کی شریعت بیضا کی

حمایت اور توحید کی اشاعت اسکا اصلی مقصود تہا ابو العباس قادر باللہ بن
اسحاق خلیفہ عباسیہ نے اسکو خلعت سلطانی بہیجا اور سیف الدین یمین الدولہ خطاب
بخشا اس سلطان غازی کے مفصل حالات مبسوط کتابون مین مندرج ہین۔
فائدہ سلطان محمود اوّل سیستان کے ملک پر قابض ہوا اور وہان کے بادشاہ
کو مغلوب کیا دوم راجہ بہیر کو جسکا قلعہ بہیکانیر کے شمال اور ملتان کے جنوب
مین تہا مغلوب کیا سوم لڑائی اسکی راجہ جیپال والی لاہور کے ساتہہ بمقام پشاور
ہوئی راجہ شکست کہاکر مقید ہوا چہارم پشاور کے فتح کے بعد اس نے ہند کو فتح
کرنے کے ارادہ پر قدم بڑہایا اور قلعہ تہنڈ اٹک جاکر اوسکو فتح کیا مال و دولت بہت
سا لیا اور راجہ جیپال کو بہت سا نذرانہ لیکر قید سے مخلصی دی اور تاج بخشی کی مگر
راجہ لاہور مین جاکر غیرت کے مارے آگ مین خود بخود جلکر مرگیا انگپال اپنے بیٹے کو جانشین
کر گیا پنجم بڑی بہاری لڑائی سلطان محمود کی ایلک خان والی ماوراالنہر کے ساتہہ
ہوئی اسکا مجملاً حال یہہ ہے کہ پہلے ان دونو پادشاہون مین کمال اتحاد تہا اور ایلک خان
کی لڑکی محمود کے نکاح مین تہی مگر جن دنون مین کہ محمود ہندوستان گیا ایلک خان نے
بیوفائی کرکے خراسان پر قبضہ کرلیا یہہ خبر پاکر سلطان محمود یلغار خراسان پہنچا اور
ایلک خان کی فوج اور عاملون کو نکالدیا پھر ایلک خان بذات خود لشکر لیکر آیا اور جنگ
مین شکست پاکر بہاگا آخر پکڑا گیا اور بہت سا خراج دینے کے بعد رہا ہوا
ششم حملہ سلطان محمود کا ملتان پر ہوا اور ابو الفتح ملحد کو سیدہا کیا گذشتہ سالونکا خراج
اوس سے لیا ہفتم اس سفر مین مقابلہ سلطان محمود کا راجہ انگپال پسر راجہ جیپال سے
ہوا وہ شکست کہاکر لاہور سے کشمیر کو بہاگ گیا ہشتم ۳۹۹ ہجری مین سلطان محمود نے پہر ہندوستان

کو کوچ کیا انگپال راجہ لاہور بمقابلت پیش آیا اور راجہ اجین وکالنجر ودہلی اور اجمیر وغیرہ
سے اوس نے مدد طلب کیا اور سب نے بلا تامل اپنی اپنی فوجین بہیجدین اور قوم کہکھڑ وہ
کوہستانی ہندو بھی انگپال کے مدد کو آپہونچے اور تمام جمعیت چار لاکھہ سے زیادہ
تھی اور کئی ہزار ہاتھی اور منجنیق اون کے ہمراہ تھے سلطان محمود کے ہمراہ صرف
بارہ ہزار سوار جرار تھے سلطان محمود نے پہلے چار ہزار سوار کو ہندوون پر حملہ کرنیکا
حکم دیا جب وہ حملہ آور ہوئے تو قوم کہکھڑ کوہستانی چستی کے ساتھہ اون کے مقابل
ہوئے کہ سلطانی سوار نصف سے زیادہ کام آئے سلطان محمود نے اور سوار اونکی مدد کو
بھیجے اونپر استدر ہندو جمع ہوکر آئے کہ وہ ان کے ہجوم مین نظر نہین آتے تھے یہہ
حال دیکھکر سلطان نے کل فوج کو آگے بڑہنیکا حکم دیا جب لڑائی خوب گرم ہوئی دفعتاً
ایک تیر بحکم تقدیر انگپال کے ہاتھی کے پیشانی پر ایسا لگا کہ ہاتھی کے مغز تک پہنچا
ہاتی تیر کہا کر چیختا ہوا الٹا بھاگا لشکر ہنود نے جب راجہ کو بھاگتے ہوئے دیکھا سب کے
سب بھاگ نکلے سلطان محمود نے تعاقب کیا تمام خزانہ اور بہت سا مال نصیب غازیان
ہوا اس فتح کے بعد سلطان محمود قلعہ بہیم وکوٹ یعنے کانگڑہ گیا وہان بھی نصرت
وظفر نے اسکا ساتھہ دیا پھر جوالا دیوی کے مندر کا رخ کیا پوجاریون نے فی الفور
مندر کے دروازے کہول دئے سلطان محمود اوسمین داخل ہوکر مندر کے بڑے
خزانہ پر متصرف ہوا ساتہہ لاکھہ دینار طلائی نقد سات سومن سونے وچاندی کی
اینٹین دو سومن سونا خالص دو ہزار من چاندی بیس من جواہر اور مونگا۔ ہیرا۔ لال۔ موتی
نیلم زمرد۔ سبزہ۔ فیروزہ وغیرہ۔ جو بہیم سین کیوقت کا اوسمین تھا یہہ مال لیکر محمود نے
غزنی کا راستہ لیا۔ نہم سنہ ۴۰۱ ہجری مین محمود پھر ملتان تک آیا اور ابوالفتح حاکم ملتان کو

قید کرکے لیگیا دہم سنہ ۴۰۱ھ مین سلطان محمود نے کوہ غور پر چڑھائی کی اور فتح پاکر
محمد سوری اور حسن اوسکے بیٹے کو قید کرلایا یازدہم سلطان محمود غرجستان پر چڑھائی
کی اور قوم ساز بر فتح پاکر ابو نصر حاکم کو پکڑ لایا دوازدہم سنہ ۴۰۲ھ مین محمود پہر ہند کو
آیا اور شہر تہانیسر مین صدہا بت خانے گرادیے ہزارہا اسیر ہوے بہت سا مال ملا
سیزدہم مہم فتح خوارزم سے پہلے وہان کا حاکم ابو علی بن مامون سلطان محمود
کا بہنوئی تہا جب وہ مرگیا اوسکا بہائی مامون بن مامون بن مامون حاکم ہوا اوس نے بحکم سلطان کے
خوارزم مین خطبہ و سکہ سلطان کے نام کا جاری کیا اسپر اوسکے درباری امرا اوسکے برخلاف ہوگئے اور اسکو
قتل کرڈالا یہہ خبر پاکر سلطان محمود نے خوارزم کا رخ لیا اور بنا تسکین سپہ سالار کو شکست
دیکر محبوس و مقتول کیا چہاردہم حملہ سلطان محمود کا قنوج پر ہوا اس سفر مین سلطان نے
سنہ ۴۰۹ھ کے آغاز مین ایک لاکہہ بیس ہزار سوار ساتہہ لیکر پہلے پشاور پہونچا پہر پہاڑی
راستے سے کشمیر آیا راجہ نے اطاعت منظور کرلی اور سلطان کے ہمراہ رہبر کردے سلطان
بڑی بڑی مشکل گذار پہاڑون سے گذر کر ایک بلند پہاڑ پر جا پہنچا وہان مستحکم قلعہ بنا ہوا
تہا وہان کے راجہ نے سلطان کی ہدایت سے اسلام قبول کرلیا اور بت پرستی سے
توبہ کی پہر وہان سے گذر کر سلطان قلعہ سند کر یا ستنو کہہ پر پہنچا راجہ وہان کا کلیچند
نام تہا وہ مقابلہ پیش آیا اور سخت لڑائی ہوئی پچاس ہزار ہندو مارے گئے اور راجہ نے
بہی خودکشی کرلی اوس مقام پر ایک بڑا بتخانہ تہا دو بت اوسمین سونیکے تہے ایک بت کے
آنکہون مین دو یاقوت گران بہا قیمتی پچاس پچاس ہزار دینار سرخ کے تہے دوسرے
بت کے ایک آنکہہ مین یاقوت ازرق چارسو مثقال وزن کا تہا اور سونا دونون بتون کا
آٹہہ ہزار آٹہہ سو مثقال چارسو بت اوسمین چاندی کے تہے سلطان نے وہ تمام دولت

لشکر اسلام پر تقسیم کردی اور بہت خانہ گرا دیا وہان سے نکل کر سوم شعبان ۴۰۹ ہجری
کو سلطان قنوج مین یکایک جا پہنچا جاتے ہی شہر کا محاصرہ کر لیا اور دریائے گنگ کے
کنارے سات قلعے سنگین بنے ہوے تھے وہ ساتون سات روز مین فتح ہوے
پھر شہر مفتوح ہوا راجہ نے اطاعت منظور کر لی اور جان و مال سے امان پائی۔
اوسکا شہر معہ خزانہ پھر اوسکے حوالہ ہوا وہان سے سلطان قلعہ چنڈیال کیطرف گیا
اور اوسکو فتح کیا پھر متھرا کا رُخ لیا وہان پہنچکر بت خانے مسمار کئے اور دولت و مال
سے مالامال ہو کر دار السلطنت غزنی پہونچا اور ایک عالیشان مسجد بنوائی پندرہوان
حملہ سلطان کا پھر ہند پر ۴۱۲ھ مین راجہ اندا کالنجر کے حاکم کی سرکوبی کے لئے ہوا
کیونکہ اس راجہ نے باتفاق اور راجاؤن کے راجہ قنوج پر بعلت اطاعت سلطانی یورش
کی تھی اوس نے سلطان کو اطلاع دی تھی مگر جب سلطان ہند مین آیا تو سنا کہ راجہ
قنوج قتل ہو چکا ہے اسلئے سلطان نے غضبناک ہو کر راجہ کالنجر کے شہر کو گھیر لیا اوسکے
ملک کو تاراج کر دیا اور بسبب کسی امر ضروری کے ناتمام چھوڑ کر دار السلطنت غزنین کو
چلا گیا - سولہوان حملہ سلطان کا راجہ جیپال ثانی پسر انگپال فرزند جیپال والی
لاہور پر ہوا اس جرم مین کہ اوس نے قنوج کے مہم مین راجہ کالنجر کی مدد کی تھی سلطان نے
لاہور پہنچکر شہر کو مفتوح کیا رعایا کو لوٹ لیا حویلیان مسمار کین راجہ جیپال کالنجر
بھاگ گیا اوس روز سے کل علاقہ پنجاب کا تھانیسر تک غزنین کی قلمرو مین شمار ہوا سلطانی
ناظم لاہور مین مقرر ہوا سترہوان حملہ سلطان کا سومنات پر ہوا یہہ ایک بہت بڑا
عالیشان مندر ہندؤن کا حد جزیرۂ نما گجرات مین ایک ٹیلہ پر تھا ہر چاندرات ہنود
وہان ایک لاکھہ سے زیادہ جمع ہوتے تھے برسوین دن پچاس لاکھہ آدمی تک

اجتماع ہو جاتا تھا خزانہ نقد سونا چاندی جوہرات وہان اسقدر تھا کہ کسی بادشاہ
کے خزانہ مین نہوگا دو ہزار برہمن پوجاری اور دو ہزار گانون اوسکے مصارف
کے لئے راجاؤن کیطرف سے وقف تھے بڑے بت کے سرپر دوسو من وزنی
سونے کی زنجیر جڑاو لٹکتی تھی جسکے ساتھ ایک سو من سونیکا گھنٹہ تھا تین سو
حجام اور تین سو گوسے اور پانسو باکرہ عورتین ناچنے گانے والیان تھین مندرکا
مکان بڑا سنگین لاکھون روپیہ کی تیاری کا بنا ہوا تھا کروڑون روپیہ کا جواہرات
بُت خانہ کی دیوارون مین نصب تھا سلطان محمود براہ ملتان سومنات گیاراہ
مین بڑے بڑے شہر فتح کئے صدہا بت خانہ گراتا ہوا وہان پہونچا بڑی گھمسان
کی لڑائی ہوئی اودہر ہنود سومنات کی پرتما سے لپٹ لپٹکر زار زار روتے اور دعا
مانگتے تھے ادہر لشکر اسلام مین اللہ اکبر کی تکبیر بلند تھی ۔ آخرش سلطان محمود
مع فوج کے فتح کا نقارہ بجاتا ہوا قلعہ مین داخل ہوا اور دروازہ پر نشان محمودی
لہرانی لگا تمام بت توڑ دئے گئے جب بڑے بت کی نوبت آئی پوجاریون نے
کہا کہ سلطان اسکے ہم وزن جواہرات سے لے مگر اسکو بدستور رہنے دین سلطان نے
ایک نہ مانی اور اپنے ہاتھ سے گرز مارکر توڑ ڈالا جب وہ پھوٹا تو اوسکے پیٹ سے
اسقدر جواہرات نکلا جو اوسکے ہم وزن سے کئی وزن زیادہ تھا بڑا بت سفید
پتھر کا بنا ہوا تھا پانچ گز لمبا تھا دو گز زمین مین اور تین گز باہر نمودار تھا ۔ دو
ٹکڑے اوسکے ایک مکہ معظمہ اور دوسرا مدینہ منورہ پا انداز کرنیکے لئے بھیجا اور
دو دار السلطنت غزنین کو بھجوا دیا کہ ایک جامع مسجد اور دوسرا دیوان عام کے
دروازے پر ڈالدین بیس لاکھ درہم طلائی مسکوک بیشمار سونا غیر مسکوک اور چھ طلائی ستون

بت خانہ کے جن مین الماس دیا قوت و زمرد کے نگینے جڑے ہوے کئی سو مہار شتر چاندی کا لدا ہوا فتح نصیب غازیان ہوا ۔

حق پرستی گر تجھے مطلوب ہے
رشتۂ الفت خدا اپنے سی جوڑ
ہو مسلمان بت پرستی چھوڑ دی
توڑ دے بینگ بتون کو توڑ دی

پند خالق سے ڈرنے کا نتیجہ رحمت ہے مخلوق سے خوف کرنیکا انجام زحمت ہے ۔

بتون کی نہ جور و جفا سی ڈرو
نہ کفار زور آزما سے ڈرو
بتون سے ہی ڈر تمکو کس بات کا
خدا کے ہو بندے خدا سی ڈرو

نکتہ انسانون مین بدترین وہ انسان ہے جو خدا کے بغیر بتون کو پوجے اور اونسے محبت رکھے ۔

یہہ ممکن ہی کہ ہو حاصل عزیزو
محبت بت پرستی مین خدا کی

حکمت حق کی ذات صفات مین دوئی کو دخل نہین ہے کیونکہ وہ ایک ہی اور ایک کی وحدت مین دوئی نہین سماتی ہے پس بتون کی پرستش سی باز آؤ ۔

ایک بن جاؤ دوئی کو چھوڑ دو
رشتہ یک رنگی سی اپنا جوڑ دو
وہ خدا جب ایک ثابت ہو چکا
اور جتنے رکھتے ہو بت توڑ دو

حکایت

سلطان محمود کے عہد مین ایک شخص نے ہزار دینار کی تھیلی سر بمہر امانتاً قاضی کے سپرد کر کے سفر کو چلا گیا جب واپس آیا تو تھیلی واپس لی اور اسکو کھولکر دیکھا تو بجاے دینار سرخ تانبے کے دینار پائے قاضی سے پوچھا تو اس نے کہا کہ

تیری تھی سر بمہر تھیلی تیری حوالہ کردی ہے مجھے کیا معلوم کہ اسکے اندر کیا تہا ناچار قاضی سی
نا امید ہو کر مدعی سلطان محمود کے پاس گیا اور سارا قصہ عرض کیا بادشاہ نے
سمجھا کہ بے ایمان قاضی نے تھیلی چیر کر اسکے دینار سرخ نکال لئے ہین اور پھر تانبے
کے دینار بھر کر تھیلی کسی استاد رفوگر سے سلائی ہے جسکا رفو بادی النظر مین معلوم
نہین ہو سکتا یہہ امر سوچکر مدعی کو حکم دیا کہ تین روز کے بعد حاضر ہونا اور خود یہہ
تجویز کی کہ اسی رات کو اپنے خوابگاہ کا فرش ایک طرف سے پہاڑ ڈالا اور خود
علی الصباح سوار ہو کر شکارگاہ چلا گیا بادشاہ کے جانیکے بعد فراش نے جب فرش شاہی
پہٹا ہوا دیکھا تو بہت گھبرایا اور جانا کہ اب سیاست سلطانی سے نجات ملنا محال ہی
آخر رفوگر کی تلاش مین نکلا اتفاقاً اوسی اُستاد رفوگر سے جس نے وہ دیناونکی
تھیلی قاضی کے کہنے سے رفو کی تھی شاہی مسند کو بھی رفو کرایا اور بادشاہ کے آنے
سے پیشتر وہ مسند بچھا دی رانکو جب بادشاہ شکارگاہ سے واپس آیا مسند کو درست
پایا فی الفور فراش کو بلایا اور حال دریافت کیا فراش نے سب کیفیت بے کم
و کاست بیان کردی پھر رفوگر کی طلبی ہوئی اور وہ اصل تھیلی دکھا کر حال پوچھا
اس نے عرض کی کہ ہان اسی سال مین نے یہہ تھیلی بحکم قاضی رفو کی تھی اوسوقت
اسمین تانبے کے دینار بھرے ہوے تھے یہہ حال تحقیق کر کے بادشاہ نے
قاضی کو بلوایا اور سخت مواخذہ کے بعد ہزار دینار سرخ قاضی سے مدعی کو دلوادیا
اور قاضی سے پچاس ہزار جرمانہ لیکر قضاعت سے معزول کردیا ۔

قاضی و ملا و مفتی و فقیہہ	ہین یہہ چارون چار ارکان جہان
اُنسے گر ہو جاے سرزد کار بد	الامان ہی الامان ہی الامان

حکایت

سنا کے حاکم نے ایک سوداگر کا مال ناحق لے لیا وہ سلطان محمود کی خدمت مین آیا اور داد خواہ ہوا سلطان نے اپنا مہری پروانہ سوداگر کے استرداد مال کیلئے حاکم کے نام روانہ کیا مگر حاکم نے اوسکا مال مسترد نکیا سوداگر بحالت یاس واپس آیا اور اپنا حال بیان کیا اوسوقت سلطان محمود کسی خیال مین مستغرق تھا سوداگر کا حال سنتے ہی چین بر جبین ہو گیا اور کہا کہ اگر وہ تیرا مال نہین دیتا تو مین کیا کرون سوداگر نے عرض کیا کہ اگر بادشاہ کچھہ نہین کرسکتا تو مجھسے کیا ہوسکتا ہی فرمایا کہ سر پر خاک ڈال اس نے عرض کیا کہ جب بادشاہ کا حکم نوکر نمانے تو داد خواہ سر پر خاک ڈالنے کے سوا اور کیا کرسکتا ہی سلطان محمود اس تقریر سے سخت متاثر ہوا اور فرمایا کہ مجھہ سے غلطی ہوئی معاف کرو مجھکو چاہئیے کہ اپنے سر پر خاک ڈالون یہہ کہکر اوسی وقت مدعی علیہ کی ماخوذی کا حکم دیا جب وہ گرفتار ہو کر آیا تو وہی پروانہ جسکی تعمیل اُسنے نہین کی تھی اسکے گلے مین ڈالا اور گدھے پر سوار کر کے شہر مین تشہیر کرایا اور بعد اس رسوائی کے قتل کیا اور سوداگر کی حق رسی فرمائی ۔

جو بندہ ہو مالک کا خدمت گذار	اطاعت مین حاضر سدا چاہئیے
نمانے جو محکوم حاکم کا حکم	اُسے فی الحقیقت سزا چاہئیے

پند انسان کو چاہئیے کہ جب تک کلی لیاقت پیدا نکرلے بادشاہ کی خدمت کا طلبگار نہو جب خدمت پائے اسکے انجام مین بدل و جان مصروف ہو جاے مالک کے راز کا محافظ ہو اسکی مہربانی پر مغرور نہو جسقدر بادشاہ اُسکی عزت بڑھائے ۔

یہہ تعجز ونیاز پیش آئے اسکے غصہ سے ڈرے رنجیدگی کا خوف کرے ؛

مہربانی جسقدر مالک کی ہو	چاہیو نوکر کرے عجز ونیاز		نکرے اُسکی عنایت پر غرور	گرچہ بجا ہی اسیر سرفراز

حکایت

ایک روز ایک غریب سلطان محمود کے پاس داد خواہ آیا کہ ایک ترکی ملازم بادشاہی میری حسین بی بی پر عاشق ہوگیا ہے دوسرے تیسرے رات کو میری گھر آتا ہی اور میری منکوحہ سے ہم صحبت ہوتا ہے اور مجھکو بولنے نہین دیتا بلکہ کہتا ہے کہ اگر تو راز فاش کریگا تو جان سے مارڈالونگا مین اپنی جانکی خوف سے ابتک خاموش رہا آج ہجوم غم نے اپ کی خدمت مین حاضر کیا بادشاہ یہہ سنکر غضبناک ہوگیا اور فرمایا کہ جسوقت وہ آئے اوسی وقت کوتوال کے آدمی کو جو تیرے گھر کے پاس خفیہ مامور ہوگا خبر کردینا اور سلطان محمود نے اسی وقت کوتوال کو بلاکر مستغیث کے گھر کا نشان بتلادیا اور حکم دیا کہ جسوقت کسی مستغیث کے طرف سے اطلاع پہونچی کہ ملزم اسکے گھر موجود ہے تو اُسی وقت بعد ما خوذی مجرم مجھکو اطلاع دینا چوتھی رات کو پھر وہ ترک حسب العادت آیا اور اپنے کام مین مشغول ہوا مستغیث نے خفیہ پولس کو خبر دی اوس نے کوتوال کو اطلاع دی کوتوال اوسیوقت مستغیث کے گھر پہنچا اور ترک کو گرفتار کرکے موقع ہی پر زیر حراست رکھا اور بادشاہ سی جاکر سارا واقعہ عرض کیا بادشاہ کوتوال کے ساتھہ مستغیث کے گھر پہونچا اور بعد دریافت فرمایا کہ چراغ گل کردو جب روشنی جاتی رہی بادشاہ نے مجرم کو آب تیغ سی سیراب کیا جب چراغ روشن کیا گیا مستغیث سے کھانا طلب کیا اُس نے جَو کی سوکھی روٹی

دسترکہ پیش کیا بادشاہ نے بخواہش تمام کھایا پھر مقتول کا چہرہ دیکھکر دوگانہ شکریہ ادا کیا مستغیث نے دست بستہ چراغ خاموش کرانے اور کھانا کھانے ودوگانہ پڑھنے کا سبب دریافت کیا فرمایا آج چوتھا روز ہے کہ تونے اپنا حال مجھسے کہا تھا اوسوقت مین نے قسم کھائی تھی کہ جب تک مین تیرا انصاف نکرونگا کھانا نہ کھاؤنگا آج مین سخت بھوکھا تھا اس لئے بعد قتل مجرم کے پہلے کھانا کھایا اور چراغ گل کرنے مین حکمت یہہ تھی کہ شاید کوئی میرا عزیز ہوا اور مین اسے دیکھکر انصاف نکرسکون کھانے سے فارغ ہونیکے بعد جب مین نے اوسکا چہرہ دیکھا تو غیر شخص کو پایا اسلئے دوگانہ شکر بارگاہ احدیت مین ادا کیا +

نہین ظالم کو غیر از ظلم حاصل		اٹھاتا ہے ستم آخر ستمگار	
جفا جو کو جفا ملتا ہے ثمرہ		سدا آزار پاتا ہے دل آزار	

نکتہ شہوت کا بندہ نفس کا تابعدار خدا کے حضور مین ذلیل وخوار ہے بلکہ اوس سے تمام خدائی بیزار ہے +

جو ہووے حرص کا پابند بندہ		وہ بندہ ہے کہان بندہ خدا کا	
جہان مین اسکی ہے صورت سے بیزار		ہر اک خرد وکلان بندہ خدا کا	

حکایت

ایک روز ایک عورت کوہ بلوچ سے جو ممالک رَے کے علاقہ مین ہے سلطان محمود کے پاس دادخواہ آئی کہ میرا اور میرے خاندان کا تمام مال اور اسباب لوٹ لیگئے اور راہ آمد ورفت کی بھی بند کردی ہے سلطان محمود نے پوچھا کہ کوہ بلوچ کہان

واقع ہے اُس ستغیثہ نے عرض کی کہ بادشاہ کو چاہیے کہ اسقدر ملک اپنے قبضہ مین رکھے جسکی خبرگیری کرسکے اور اگر ایسا ہو کہ بادشاہ اپنے قلمرو کے ملکون کے نام سے بھی واقف نہو تو اوسکی رعایا کا کیا حال ہوگا سلطان نے یہہ جملہ سنکر فرمایا کہ تو سچ کہتی ہے اسی وقت ایک قافلہ تیار کیا اور بیشمار سیب ونٹون پرلدواکر اُنکی ہمراہ کیا اور چند شیشے زہر ہلاہل کے دے اور فرمایا کہ تم کوہ بلوچ کیطرف جاؤ اور جب موقع پر پہونچو سیبون کو زہر آلود کردو اور بار اوتارکر اونٹون کو جنگل مین چھوڑدو اور تم سب کمین گاہ مین چھپ ہو جب قطع الطریق آئین اور تمھارا مال لوٹنے لگین تو اُن کے مزاحم نہونا یہہ حکم سنکروہ قافلہ عورت کے ساتھہ ہولیا اور دور روز اول موقع پر پہونچنے سے کل سیبون کو زہر آلود کردیا اور موقع پر پہونچکر بار اُتاردئے اور خود چھپ رہے رات کیوقت رہزن آئے قافلہ کا مال لیا اور سیب پُرذایقہ کھانے شروع کئے تھوڑی ہی دیر کے بعد زہر کی تاثیر ہوئی اور سب کے سب ہلاک ہوگئے بادشاہ نے رہزنون کے مال ومتاع کی ضبطی کرکے سارا مال بڑھیا کو دیدیا جس سے بڑھیا مالا مال اور دولت سے نہال ہوگئی +

مرد با انصاف ہی انصاف دوست کانپتے ہین چور اُسکے رُعب سے	شاہ عادل ہی خبر گیر جہان راہ پر آتی ہے قوم رہزنان

عبرت سنہ ۴۲۱ہجری مین (۶۳) سال کی عمر (۳۲) برس کی سلطنت کے بعد سلطان محمود کا پیمانہ عمر لبریز ہوا بیماری بڑھتی گئی جب سلطان محمود کو اپنی زندگی کی امید نرہی فرمایا کہ تمام جواہر خانے اور دولت کے خزانے دربار مین بآئین شایستہ ترتیب دو چونکہ ان خزانون کے لئے ایک مکان مین گنجایش نتھی بیرون شہر ایک وسیع میدان

مین خیمے کھڑے ہو گئے اور اون خیام مین کشمیری پشمینے سقرلات اطلس فرنگی دیباے روسی مخمل کاشانی قالین ایرانی بطرز شایستہ سجائے گئے اور کروڑون لاکھون روپیہ کے توڑے اور اشرفیون کی تھیلیان اور بلور کی ڈبیون مین لعل بدخشان جواہر آبدار و گوہر شاہوار و تاج مرصع اور سونے چاندی کی کرسیان اور چتر و تخت اسکے علاوہ ہزارون نوادرات روزگار و گران بہا عجائبات سے وہ میدان آسمان ہشتم کا مقابلہ کر رہا تھا - وہ محمود جسکی ران کے نیچے عمر بھر اقبال کا گھوڑا بجلی کی طرح چمکتا رہا ایک پالکی مین تصویر بے جان کی طرح لیٹا ہوا آیا اور تکیون کے سہارے سے تخت زرنگار پر بیٹھا اور وہ اُمرا دولت وارکان سلطنت کہ خون ریزون کی مصیبتون مین جان وتن سے ہر معرکہ مین شریک رہے سر جھکائے ہوے کھڑے تھے اور سب پر ایک یاس و حسرت کا عالم چھایا ہوا تھا - سلطان محمود نے پہلے اہل دربار کو بنظر یاس دیکھا پھر جواہرات پر نظر ڈالی اسکے بعد فیلان ہندی و شتران بغدادی و اسپان عراقی کے ملاحظہ کی نوبت آئی جو زرکار جھولون و مرصع نگار زیورون سے خدائی قدرت کے نمونے تھے بعض مورخ لکھتے ہین کہ بار بار سلطان محمود حسرت آلود نگاہ سے ان چیزون کو دیکھتا تھا اور آنکھہ بند کر لیتا تھا اسی حالت مین اوسکی روح پاک نے اس پیکر عنصری سے مفارقت کی +

نکتہ طالب دنیا کو اول تحصیل مال کی تدبیر و فکر مین کاہش جان وتن ہوتی ہے پھر اوسکی حفاظت و پاسبانی کی پھر آخری وقت اسکے چھوڑ جانیکا غم اپنے ساتھہ لیجاتا ہے +

	طالب دنیا گرفتار بلا		ابتدا سے انتہا تک ہے مدام	

زندہ ہے جب تک ہی اسکی فکر میں	دل میں لیجاتا ہی پھر خار بلا

فائدہ عاقبت اندیش دنیا کا طالب نہیں ہوتا کیونکہ یہہ بڑی ہی مکار اور دغا شعار ہے طالبین کے نظر میں اسکی زینت ایسی ہے جیسے عروس کہ سب کی نگاہیں اُسی پر پڑتی ہیں قلوب اوسکے شیفتہ ہیں اور جان اوسکی فریفتہ اس مین جو چیز ہے اوس کو ایک نہ ایک دن فنا ہوتا ہے موت اسکے تعاقب میں ہے اور حکم قضا اوسکے دنبال مین - نشہ پندار سے بیدار ہو اور بیہوشی سے ہوشیار پیشتر اس سے کہ لوگ کہین کہ فلان شخص بیمار ہے اور مرض سخت مین گرفتار کچھ دوا بتاؤ یا حکیم کو بلاؤ اور پھر طبیب تمھارے لئے آئین اور امید شفا نہ پائین پھر یہہ مشہور ہو کہ فلان شخص نے وصیت کی اور اپنے مال کو یون تقسیم کیا اور جسکے پاس سے لینا تھا اُس سے لیا پھر کہین کہ لو صاحب انکی زبان بند ہو گئی نہ بھائیون سے بولتے ہین نہ ہمسایون کو پہچانتے ہین و نہ لب کھولتے ہین اور اوسوقت تمہاری پیشانی عرق سے تر ہو اور سینہ آہ سے مضطر اور گمان موت کا صدق کی کرسی پر جلوہ گر معلوم ہو اور سب خویش و بیگانہ مبتلائے گریہ و زاری ہون کوئی کہے ارے یہ تیرا فلان برادر اور یہ تیرا لخت جگر ہے ولیکن تم کچھ جواب نہ دے سکو زبان پر مہر خاموشی ہو پھر تم پر قضا نازل ہو اور قالب سے روح نکلکر عالم بالا کو روانہ ہو - اسوقت تمام برادری جمع ہو کفن سیا جاوے اور غسل دیکر تم کو پہنایا جائے عیادت والے گھر بیٹھ رہین اور حاسد خوب شاد کہین تمہارے گھر والون کو تمہارا مال مدنظر ہو اور تم پر جوابدہی اعمال لازم ہو +

چنانچہ اس مضمون کو جو شیخ مصلح الدین سعدی رحہ نے نظم فرمایا ہی ہدیتاً حوالہ قلم ہے

فی التنبیه

ق

روزیکه زیر خاک تن ما نهان شود ‎ ‎ وآنها که کرده ایم یکایک عیان شود

یارب بفضل خویش ببخشای بنده را ‎ ‎ آندم که عازم سفر آنجهان شود

بیچاره آدمی که اگر خود هزار سال ‎ ‎ مهلت بیابد از اجل و کامران شود

هم عاقبت چو نوبت رفتن بدو رسد ‎ ‎ با صد هزار حسرت ازان جاودان شود

فریاد ازان زمان که تن نازنین ما ‎ ‎ بر بستر هوا فتد و ناتوان شود

اصحاب را چو واقعهٔ ما خبر کنند ‎ ‎ هردم کسی برسم عیادت روان شود

وآنکس که مشفق ست و دلش مهربان هست ‎ ‎ در جستن دوا بهر این و آن شود

وانگه که چشم بر رخ ما افگند طبیب ‎ ‎ در حال ما چو فکر کند بدگمان شود

گوید فلان شراب طلب کن که سود نیست ‎ ‎ ما را بدان امید بسی درزیان شود

شاید که یک دو روز دگر ماند عمر ما ‎ ‎ وآن یک دو روز بر سر سود و زیان شود

یاران و دوستان همه در فکر عافیت ‎ ‎ کاحوال بر چگونه و حال از چه سان شود

تا آن زمان که چهره بگردد ز حال خویش ‎ ‎ وآن رنگ ارغوانی ما زعفران شود

وان رنج در وجود بنوعی اثر کند ‎ ‎ کز لاغری بسان یکی ریسمان شود

در ورطهٔ هلاک فتد کشتیٔ وجود ‎ ‎ نیز از عمل بماند و بی بادبان شود

آمد شد ملائکه در وقت قبض روح ‎ ‎ چون بنگریم دیدهٔ ما خون فشان شود

باید که در چشیدن آن جام زهرناک ‎ ‎ شیرینی شهادت ما در زبان شود

یارب بدو بخش که ما را در آن زمان ‎ ‎ قول زبان موافق صدق جنان شود

ایمان ما ز غارت شیطان نگاهدار — تا از عذاب و چشم تو در امان شود

فی الجمله روح و جسم ز هم منفرق شوند — مرغ از قفس برآید و در آشیان شود

جان ار بود پلید شود در زمین فرو — ور پاک باشد او ز بر آسمان شود

آوازه در سرائے بیفتد که خواجه مرد — وز هم و زیر خانه پر آه و فغان شود

از یکطرف غلام بگرئید بہائے بہائے — وز یکطرف کنیز بزاری کنان شود

در یتیم گوهر یک دانه راز اشک — جزع دو دیده پر ز عقیق یمان شود

تابوت و پنبه و کفن آرند و مرده شود — اوراد و ذکر آن زگران تا گران شود

آرند نعش تا بلب گور و هر که هست — بعد از نماز باز سر خان و مان شود

هر کس رود بمصلحت خویشتن و جسم ما — محبوس و مستمند در ان خاکدان شود

پس منکر و نکیر بپرسند حال ما — وین جمله حکمها ز پئے امتحان شود

گر کرده ایم خیر و نماز و خلاف نفس — آن خاکدان تیره بما گلستان شود

ور جرم و معصیت بود و فسق کار ما — آتش در و فتد بلحد هم دخان شود

یکهفته یاد و هفته کم و بیش صبح و شام — با گریه دوست هم دم و همداستان شود

حلوا سه صحن شب جمعه چند بار — بهر ریا بخانهٔ هر گو رخان شود

وان همسر عزیز که از وعده دست داشت — خواهد که باز بسته عقد فلان شود

میراث گیر کم خرد آید به جستجوئے — بس گفتگوے بر سر باغ دکان شود

نامی ز ما بماند و اجزاے ما تمام — در زیر خاک با غم و حسرت نهان شود

وانگه که چند سال برین حال بگذرد — آن نام نیز گم شود و بے نشان شود

وآن صورت لطیف شود جمله زیر خاک — وآن جسم زورمند کف استخوان شود

از خاک گورخانهٔ ما خشتها پزند — وآن خاک و خشت دستکش گل گیران شود

دوران روزگار با بگذرد بسی — گاهی شود بهار و دگرگه خزان شود

تا روز رستخیز که انصاف خلق را — تنها ز بهر عرض قرین روان شود

حکم خدای عزّ و جل کائنات را — در فصل هر فصله بکلی روان شود

از گفتن و شنیدن و از کردهای بد — در موقف محاسبه یک یک عیان شود

میزان عدل نصب کنند از برای خلق — یکسر سبک برآید و یکسر گران شود

هر کس نگه کند به بد و نیک خویشتن — آنجا یکی غمگین و یکی شادمان شود

بندند باز بر سر دوزخ پل صراط — هر کس از و گذشت مقیم جنان شود

وآنکس که از صراط بلرزید پای او — در خواری و عذاب ابد جاودان شود

اشرار را حرارت دوزخ کند قبول — واحرار را عنایت حق سائبان شود

بس روی همچو ماه ز خجلت شود سیاه — بس قد همچو تیر ز هیبت کمان شود

بس شخص بینوا که درا از علو قدر — عشرت سرای جنت اعلی مکان شود

بس پیر مستمند که در گلشن مراد — بوئی بهشت بشنود و نوجوان شود

مسکین اسیر نفس و هوا کاندران مقام — با صد هزار غصه قرین هوان شود

برگو که از برای مطیعان کشد خدای — ماهی چگونه بر سر آن برگ خوان شود

خرم دلی که در حرم آباد امن عیش — حق را بخوان لطف و کرم میهمان شود

این کار دولتست نداند کسی یقین — سعدی یقین بجنت خلدت چسان شود

سلطان محمد عثمان خان ارطغرل غازی

یہہ پہلا شخص ہے جس نے سلطنت عثمانیہ کی بنا ڈالی ۶۹۹ھ ہجری مین تخت سلطنت پر بیٹھا اور پہلے قرہ حصار کو فتح کر کے اپنا دار السلطنت بنایا - بڑا الو العزم اور صاحب ہمت بادشاہ تھا اسکی عدالت اور رعایا پروری مشہور ہے - مورخین نے لکھا ہے کہ اس بادشاہ نے ایک حبہ اپنے پاس جمع نرکھا جس قدر مال غنیمت آتا تھا تقسیم کر دیتا تھا چنانچہ انتقال کے بعد بجز زرہ اور کمربند تلوار کے اور کوئی چیز نقد و جنس کی قسم سے اس بادشاہ نامور کے پاس سے نہین نکلی -

سلطان محمد عثمان خان نے بزور قوت بازو سلطنت عثمانیہ کی بنا قائم کی قرہ حصار کو مفتوح کر کے حاکم برصہ سے مقابلہ کیا اور اوسکے اکثر ملکون کو فتح کر لیا اسلام کی عام دعوت دی بعض عیسائی فرمانروا نے اسلام قبول کیا بعضون نے جزیہ دینا گوارا کیا بعض جنگ مین گرفتار ہوے -

قلعہ برصہ جب قبض و تصرف مین آیا تو علاوہ مال و اسباب کے تیس ہزار اشرفیان نقد غنیمت مین آئین - ستائیس سال کمال استقلال اور دینداری کے ساتھ سلطنت کی اونہتر برس کی عمر پائی آخر دہم رمضان ۷۲۶ھ ہجری مین دنیا و اہل دنیا کو چہوڑا اس بانی سلطنت و حامی دین نے اپنے فرزند کو چند نصیحتین کین جو ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہین -

نصائح دنیا کی دولت مستعار سے غافل نہونا - ملک مین جور و تعدی جایز نرکھنا - عدل و انصاف سے شیوۂ سلاطین عادل ہے - اشاعت اسلام ہر مسلمان پر فرض ہے خواہ بہ تدبیر ہو یا بشمشیر - علما کی عزت فقرا کا ادب کرنا جس سے ملنا بکشادہ پیشانی ملنا - عطا و کرم اپنا آئین رکھنا - جس بادشاہ مین کہ

عدل وکرم نہین وہ بادشاہ نہین ۔ جو مرنے سے ڈرتے ہین وہ خالق سے غافل ہین
ہم کو اللہ پاک نے شرف اسلام عنایت فرمایا اور فتح ونصرت دی جہان تک ممکن ہو امارت سے
پرہیز اور ترویج اسلام مین کوشش کرنی چاہئے کسی وقت مالک حقیقی کو نہ بھولنا
اور اوسکی راہ مین جان ومال سے حاضر رہنا ۔

پند دُنیا کا مال تم اپنا نجانو بلکہ یہہ تصور کرو کہ یہہ کسیقدر زمانہ کے واسطے
عاریتاً ہمارے سپرد ہے ہم سے پہلے بھی یہہ مال کسی اور مالک کا مال کہلاتا اب ہمارے
پاس ہے ہمارے بعد کسی اور کا ہوگا +

اہل دل دنیا پہ مائل اپنا جی کرتے نہین	یار ہرجائی ہے اس سے دوستی کرتے نہین
روبرو آئے تو جاتے ہین وہ بھاگ اُس کے سے	سامنے ہو تو نظر اس پر کبھی کرتی نہین

نکتہ خدا کا خوف انسان کے دلکا چراغ ہے اگر یہہ نہو تو انسان گویا ظلمت
مین اسیر ہے +

کرو خوف اور رہو خائف ہمیشہ	عذاب قبر اور روز جزا سے
چراغ سینہ ہو جائیگا روشن	ڈروگے تم اگر اپنے خدا سے

حکمت ظلم باعث زوال مملکت ہے اور عورت کی محبت سبب فی لت بدون کی
صحبت بدنام کرتی ہے اور نیکون کی صحبت نامور +

بازنان اُلفت مکن اے مرد حق	یا بدان اے نیکخو صحبت مدار
از سر جور وستم پرہیز کن	تا بماند ملکم ذ دولت پائیدار

حکمت شجاعت یہہ ہے کہ قوت غضب روح انسانی کی مُطیع ہو کر اُسکو خوف
وخطر کے مقام پر ایسا قائم رکھے کہ کسی طرح اضطراب ظاہر نہو اور عفت یہہ ہے

کہ قوت شہوت نفس ناطقہ کی مطیع ہو کر اسکی رائے کے مطابق عمل کرے اپنی خودروی کو اسمین دخل نہو اور اچھے چلن اور نیک عادتین ظاہر ہون عدالت یہ ہے کہ سب قوتین متفق ہو کر نفس ناطقہ کی فرمان برداری کرین اور ہر ایک اپنی حد اعتدال سے تجاوز نکرے اور عادل ہر ایک قوت کی علیحدہ علیحدہ کش مکش سے محفوظ رہکر عدل وانصاف پر قائم رہے۔

قوتین جتنی ہین تیری جسم مین	اُنسے اے مرد دانا کام لے
انکو ہرگز بڑھنے اور گھٹنے ندے	بلکے اک اک سے برابر کام لے

سلطان علاالدین خلجی بادشاہ ہندوستان

یہہ بادشاہ داماد اور برادرزادہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کا ہے بعد قتل جلال الدین کے ۶۹۵ہجری مین تخت نشین ہوا شجاعت مین نامور اور ہمت واولوالعزمی مین ضرب المثل تھا چار لاکھہ پچھتر ہزار سوار اوسکے ہمرکاب رہتے تھے۔ جب یہہ تخت نشین ہوا تو خزانون کے منہہ کھولدئے اور داد ودہش کے ساتھہ عیش وعشرت کی محفلین گرم کین *

فائدہ بادشاہ کے عیش وعشرت کی وجہہ سے بہت برا اثر امور سلطنت مین پڑنے لگا اور ہر چار طرف فتنہ وفساد نے رود کھلایا ایک روز بادشاہ نے اعیان دولت کو جمع کرکے بے انتظامی کا حال پوچھا وزیر آداب بجالایا اور عرض کی کہ بادشاہ کی عیش وعشرت وشراب خواری اور امرا دولت کی آپس مین شادی اور فوج کی زیادتی تنخواہ اور غلہ کا یکسان نرخ نہونے سے یہہ سارا فساد برپا ہورہا ہے بادشاہ

یہہ سنکر متنبہ ہوا اور اُسی روز سے شرابخواری چھوڑ دی اور حکم دیا کہ کوئی امیر شراب نہ پیئے چنانچہ صولت افغانی مین مذکور ہے کہ سب نے شراب کے بھرے ہوئے خُم پھینک دئے جس سے ایک نالہ جاری ہوگیا اور حکم دیا گیا کہ بدون اطلاع پادشاہ کے اُمرا آپس مین شادی نکرنے پائین اور نرخ غلہ کا پادشاہ نے اپنی مرضی پر رکھا مورخین لکھتے ہین اِس پادشاہ کے عہد مین امن وارزانی ایسی ہوئی کہ ہندوستان مین کسی بادشاہ کو نصیب نہوئی تھی صاحب اقبال ایسا تھا کہ گجرات پر لشکرکشی کی اور فتح پاکر سومنات کا بُت دہلی مین لایا اور زمین مین داب دیا اور تاتاری لشکر کو شکست دیا راجہ رتھوڑ کو گرفتار کرکے قتل کیا اور راجہ رتن سین والی چتور مقتول ہوا ملک تلنگانہ اور دکہن سمندر کے کنارے تک سمت بندر رامیشور تک فتح کیا کرناٹک کو مفتوح کرکے بڑے بڑے بت خانہ گرلئے بیشمار سونیکی مورتین غارت مین لین پنجاب کے ملک کا اُسنے ایسا انتظام کیا کہ اُسکی زندگی تک پھر لشکر تاتاری و مغلون نے اُس طرف کا رخ نکیا - پادشاہی شان و شکوکت کو بہت بڑھایا ہاتی پر عماری پہلے اُس نے رکھی اور سکندر ثانی اپنا خطاب مقرر کیا اور علما فضلا خدا پرست شاعر حکیم غرض ہر فن کے ایسے صاحب کمال موجود تھے کہ جنکا نظیر آجتک نظر نہین آتا چنانچہ اکثر علما کی کتابین اور حضرت سُلطان المشایخ نظام الدین محبوب آلہی رح کے نصائح اور حضرت امیر خسرو کی کتابین ابتک موجود ہین ﷲ -

نکتہ تین چیزین انسان کے ہلاک ہونیکا باعث ہین اولاً گنہ کرنا توبہ کے حوصلہ پر ثانیاً تائب ہونا زندگی کے بھروسے پر ثالثاً بخشش کی امید پر اپنے بڑے جرم کو ناچیز جاننا

گرچہ فضل ایزدی ہے فضل عام	ہر کوئی ہے فضل کا امیدوار
پر تو اُس کے فضل کے امید پر	ہو کے وحشی مست گنہ کر بار بار

بلکہ سرزد تجھ سے جب ہوے خطا — توبہ کر فوراً بخوف کردگار
توبہ کو کلھہ پر نہ رکھنا منحصر — زیست کا دم بھر نکرنا اعتبار

حکمت بادشاہ وہ ہے کہ نفسانی شہوتون سے پرہیز رکھے راستی شعار ہو علما فضلا سے مشورت لے قیدیون کی دلجوئی سوداگرون اور عامہ رعایا کی خبرگیری اور پاسبانی کرے رعایا و امرا دولت کو گستاخ ہونیکا موقع نہ دے جنگ کا سامان خزانہ مین فراہم رکھے دشمن کے ارادہ سے باخبر رہے اپنے درباری امیر و وزیر سے ارکان دولت خیرخواہان ریاست اور اولاد سے بہ محبت پیش آئے فوج کی پرورش عدل و انصاف کیطرف توجہ مسافرون و غریبون کی خدمت مین حاضر رہے عیش و لذت ناجایز مین منہمک نہو اور اپنے عیش و آرام کو امور مملکت پر مقدم نرکھے

شاہ آن باشد کہ باشد راستبار — راستی را درجہان دارد شعار
اہل علم و اہل فضل و عقل را — دایم اندر قرب خود بخشد وقار

پاسبانی خلق باشد روز و شب — حافظ اہل جہان لیل و نہار
باخبر ماند ز عزم دشمنان — پنجہ اش پر زور و بازو استوار

نکتہ چھہ چیزین مملکت کو نقصان پہونچاتے ہین **اول** نرخ غلہ برابر نہونا اور گرانی قحط کا پڑنا **دوم** کمی خزانہ **سوم** بادشاہ کی شرابخواری و غفلت و بےخبری **چہارم** دشمنونکی کثرت **پنجم** اہل ایمان کی قلت **ششم** رعایا کی ناراضی اور عالمون کا ظلم

کس طرح قایم رہے وہ سلطنت — جبکہ سلطان بےخبر ہو کام سے
جسکے دشمن ہون بہت اور کم ہون دوست — بیٹھہ سکتا ہے وہ کب آرام سے

تذکرہ سنہ وفات تیس ۳۰ سال سلطان علاء الدین خلجی نے کمال استقلال کے ساتھہ سلطنت کی کل صوبجات ہندوستان مین اسکے عہد مین عمدہ انتظام رہا آخر

۹۱۵ہجری میں کافور نامی ایک امیر نے زہر دیا جس نے اُسکا فیصلہ کر دیا ہو۔

سلطان سکندر لودہی

یہہ بادشاہ بعد انتقال سلطان بہلول کے تخت سلطنت پر متمکن ہوا شہر آگرہ اِسی کا بنا کیا ہوا یادگار ہے یہہ بادشاہ ہر روز دربار کیا کرتا تھا اور بذات خود دادرسی مستغیثین کی کرتا قوی وضعیف کو یکسان رکھتا ہر کام مین انصاف کرتا تھا خلایق پر مہربان تھا ہمیشہ سخن حق کی رعایت کرتا حق گو وحق پسند تھا ہرگز ہواے نفس عمل نکرتا علما فضلا اِسکے مشیر تھے سخاوت مین مشہور گزرا ہے اسکے عہد مین تمام ہندوستان مین مسجدین آباد تھین۔ عورتون کو زیارت قبور سے منع فرمایا اور سالار مسعود غازی کا نشان جو ہر سال بہرایچ لیجاتے تھے اسکی ممانعت کی احکام شریعت کو رونق اور علم کو ترقی دی احکام شرع کی پوری پوری پابندی کی۔ بت پرستی کا بازار سرد کیا اٹھائیس سال بہ کمال استقلال سلطنت کی آخر ۹۲۳ہجری مین انتقال کر گیا

حکایت

سلطان سکندر لودہی کے عہد مین دو بھائی گوالیار کے رہنے والے بحالت پریشان بہرائی لشکر چلے گئے تھے کہین اُنکو لوٹ مین یاقوت رُمانی اور کچھہ سامان ملا اُنمین سے ایک نے کہا کہ بھائی بس یہین سے واپس چلو مدعا حاصل ہوگیا دوسرے نے کہا بھائی صاحب جب خدا تعالی نے پہلے ہی مرتبہ اتنا مال دیا ہے تو بار ثانی کیا عجب ہے کہ اس سے بھی زیادہ دولت نصیب ہو اِسپر ایک بھائی نے کہا کہ مین تو جاتا ہون آپ کو اختیار ہے جب چھوٹے بھائی نے گھر کی راہ لی تو بڑے بھائی نے اپنے حصہ کا مال اُسکو دیکر کہا کہ یہہ تم میری زوجہ کو دیدینا جب چھوٹا بھائی گھر آیا بھائی کا مال اُس کے بی بی کو حسب وصیت دیدیا مگر یاقوت نہین دیا تھوڑے دن بعد جب بڑا بھائی اپنے گھر آیا جو روسے مال مرسلہ مانگا عورت نے سب سامان اُس کے

سامنے لاکر رکھدیا شوہر نے یاقوت نہ پایا پوچھا یاقوت کہان ہے عورت نے کہا مین نہین جانون
نہ یاقوت مجھکو تمہارے بھائی نے دیا نہ مین نے کبھی دیکھا جو کچھ اُس نے دیا تھا وہ تمہارے
سامنے ہے بھائی سے دریافت کیا تو اُس نے بیان کیا کہ اُسی اسباب کے ساتھہ یاقوت بھی
دیچکا ہون کیا عجب کہ اُس نے چھپا رکھا ہو ذرا تنبیہ و تہدید کروگے تو بتادیگی اُس نے
جب اپنے جورو کو خوب مارا تو اُس بیچاری نے مار کے خوف سے ایک شب کی مہلت
چاہی اور علی الصباح وزیر کی خدمت مین حاضر ہوئی اور سارا قصہ مفصل بیان کیا وزیر نے
اُس کے خاوند اور دیور کو بالمشافہ بلوایا اور پوچھا تو دیور نے کہا مین نے یاقوت اِس عورت
کو دیا ہے اور دو برہمن کو رشوت دے دلاکر ادائی شہادت مین پیش کیا وزیر نے اُس کے
خاوند سے کہا جا اپنی عورت سے یاقوت طلب کر جب عورت نے یہہ حال دیکھا۔
سلطان کی خدمت مین دادخواہ ہوئی سلطان نے سب کو مع گواہون کے روبرو طلب
کیا اور ہر ایک کو دوسرے کی نظر سے جدا رکھا اور ہر ایک کو موم دیا کہ اسکی صورت
بنائین ان دو بھائیون نے تو اسکی شکل بنائی مگر مصنوعی گواہون نے برعکس ایک دوسرے کے
بناسے جب عورت کو تاکید کیگئی تو اُس نے عرض کیا کہ جو چیز نہین دیکھی ہے اسکی صورت
کیونکر بناؤن۔ بادشاہ نے وزیر کو مخاطب کیا اور گواہون کو سخت تہدید کرکے کہا کہ
سچ سچ کہو ورنہ جان سے مارے جاوگے ہیبت سلطانی نے اصل حال جھوٹی گواہی دینے کا
عرض کرادیا بادشاہ نے اُس کے بھائی کو روبرو طلب کرکے پوچھا تو وہ معترف بہ قصور
ہوا اور پارچہ لعل بھائی کی خدمت مین پیش کیا عورت پادشاہ عادل کے انصاف سے
اپنی شوہر کی نظر مین اول سے زیادہ عزیز ہوئی اور اس کا دیور معرض سیاست مین
آیا اور اپنے عمل بد کی سزا پائی۔

بود حاکم بملک عدل بیشک	گرو بے خوف نیکوکار باشند
بعدل و داد انصافش ہمیشہ	تہ تیغ ستم بدکار باشند

نکتہ جو انسان عقل کو امیر مشورت کو وزیر تدبیر کو مصاحب مال اندیشی کو امین حکم کو سپہ سالار خدا ترسی کو یار تحمل کو خزانہ بردباری کو لشکر بنائیگا وہ جسم کی سلطنت مین اختیار حاصل کر سکتا ہے۔

عقل کو فرمان روا جسم و جان	دانش و تدبیر دانا و وزیر
گھر مین تو گنج تحمل جمع کر	تا بملک جسم بن جاے امیر

فائدہ جب انسان کی آنکھون مین حرص و طمع جلوہ گر ہوتی ہے تو سواے حرص کے اسکو کچھہ دکھائی نہین دیتا بلکہ اسکے دل کی آنکھہ بھی نیکی و نیکوکارون کے دیکھنے سے بند ہو جاتی ہین۔

صاف ہو جاتا ہے بے بس آدمی	ڈالتی ہے حرص جب انسان پہ زور
دل پہ چھا جاتا ہے اندھیرا اسقدر	چشم بینا جس سے ہو جاتی ہے کور

حکمت حرص و ہوا ایک ایسا درخت ہے جسکی جڑ انسان کے دل مین جگہہ پکڑی ہوئی ہے پس آدمی کو چاہئے کہ عبادت و ریاضت کے زور سے اُسکو ہلاے کہ وہ جڑ سست ہو جاسے آیندہ بڑہنے نہ پاے۔

تیرے دل مین کہتا ہی مضبوط بیخ	یہ دنیا کی حرص و طمع کا نہال
نہ بڑہنے دے اُسکو اگر مرد ہے	نکل گر سکے اُسکو جڑ سے نکال

نکتہ ایماندار انسان چار چیزون سے چار چیزون کو پاک رکھتا ہی اولاً دل کو حسد سے ثانیاً جھوٹ اور غیبت سے زبان کو ثالثاً شکم کو لقمہ حرام سے رابعتاً اعمال کو ریا سے پس جس مین یہہ باتین نہین وہ انسان نہین۔

اولاً دل کو حسد سے پاک رکھ	بعد ازان دھو کذب و غیبت سے زبان
غیر کا حق اپنے ہاتون پر نہ لے	پیٹ مت بھر کھا کے مال بندگان
کر عمل دنیا مین بے روئی و ریا	تا تجھے حاصل ہو فخر و عز و شان

شہاب الدین شاہجہان

جب نور الدین جہانگیر بن جلال الدین اکبر بادشاہ نے جہان کی دار و گیر سے نجات پائی شاہجہان تخت نشین ہوا۔ اس بادشاہ کی نیک نیتی اور عدالت نے شورہ زار ہند کو غیرت نگارخانہ چین بنا دیا تھا جس عظمت اور جلالت کے ساتھ اس نے سلطنت کی خاندان تیموریہ مین کسی کو کم نصیب ہوئی۔

عہد اکبری کے خلاف شرع قوانین اور عیش دوست جہانگیر کے خلاف عقل آئین اس حامی شریعت نے سب موقوف کر دے ملک کا انتظام نہایت خوبی اور بے تعصبی کے ساتھ کیا اس بادشاہ نے بروز جلوس چار کرڑ و راسی لاکھ روپیہ نقد اور چار لاکھ بیگہ زمین اور چار سو موضع شکریہ مین وقف کر دیا۔

اسی بادشاہ نے دار السلطنت دہلی مین جامع مسجد اور ایک نیا قلعہ بنوایا تھا ۱۰۴۸ھ ہجری مین اسکی بنیاد رکھی گئی اور ۱۰۵۸ھ ہجری کو کرڑور روپیہ کی لاگت مین تیار ہوا سنگ سرخ پر سنگ مرمر کی پچی کاری اس دلفریب صنعت سے صناعین نے کی تھی کہ عقل حیرت زدہ رہجاتی ہے دلکشا نہرین خوشنما بساتین سے اس بادشاہ کا نام ابتک زندہ ہے۔

غرض کہ جشن کا سامان شروع ہوا دیوان عام کے روبرو وہ شامیانہ کہ جسکا نام

دل بادل تھا اور دیوان خاص کے میدان مین سہامنڈل خیمہ استادہ ہوا یہ خیمہ
سات برس کے عرصہ مین تیار ہوئے تھے ہزارون گز کشمیری اور گجراتی مخمل
جسپر زرنگار عمدہ نفیس کام بنا ہوا تھا ان خیمہ مین خرچ ہوئے تھے دونون خیمے
سونے اور چاندی کے ستون پر استادہ تھے ان خیمون کے سامنے خوش نما
شامیانے اطلسی و زربافی سنہری روپہری چوبون پر تانے گئے دیوان عالی بطرح
طلائی چہت کی میناکاری سے گوناگون ویسے ہی ایرانی قالین اور بنارسی کمخوابون سے
بوقلمون تھا۔ صدر سے لیکر پاانداز تک در و دیوار تک مخمل زربافت بادلہ کمخواب پردہ ہائے
فرنگی۔ دیبائے رومی اطلس چینی سے نگارخانہ چین کردیا تھا صدر مین تخت طاؤسی
بچھایا تھا جسکی تیاری مین چار کروڑ درہم صرف ہوئے تھے۔ بارہ مرصع ستونون پر
جڑاؤ میناکاری کی چہت رکھی ہوی تھی چہت سے پایہ تک زر احمر اور جواہر آبدار
کی لمعانیت اور فروبش سے فلک ثوابت کا عالم نظر آرہا تھا۔ چبوترہ پر یہ عالم
تھا گویا سنگ ستارہ کا نگینہ ہے کہ انگوٹھی پر دہرا ہے۔ اسکی روکار کی محراب پر
ایک درخت طلائی رکھا تھا۔ جس نے سبزہ والماس سے سرسبز اور لعل یاقوت گلرنگ
کیا تھا ادہر ادہر اسکے دو مور رنگارنگ جواہرات سے مرصع منقارون مین موتیون
کی تسبیح لیئے اسطرح کھڑے تھے گویا اب ناچنے والے ہین۔ چار چتر زرنگار ایسے تھے
جسمین موتیونکی جھالرین اپنی قدرتی آب و تاب سے آنکھون کو خیرہ کر رہے
تھے۔ آگے ایک شامیانہ تھا جواہرات اور موتیون سے دریاے نور کی طرح
لہرا رہا تھا جو ایک لاکھہ روپیہ کی لاگت مین تیار ہوا تھا۔ سونے روپے
کی چوبون پر استادہ تھا گرد اس کے کرسیان و چوکیان قرینہ بقرینہ سجے ہوئے

تھین تخت کے گرد پاس ادب کیلئے کئی کئی گز تک حاشیہ چھوڑ کر چاندیکا کٹہرا ایسا خوشنما
لگا تھا کہ جس کی میناکار جالیان مرغ نظر کو شکار کرتی تھین۔ المختصر دربار آراستہ ہوا
مگر اقبال کا رعب داب دیکھکر قدرت خدا یاد آتی تھی چنانچہ کٹہرے کے باہر اول مین دیسا
شاہزادگان والا تبار کی نشست تھی اُن کے بعد راجگان اطراف و اعیان دولت
وارا کین سلطنت اپنے اپنے عہدے پر کھڑے تھے مگر تمام فرمابردارونکی آنکھین زمین
پر اور گوش دل اپنے فرمان رواکے حکم پر لگے تھے ہر ایک در مین دو دو خاص بردار
مخمل کی غلافدار بندوقین کھندون پر بادلہ کی جھنڈیان ہاتھون مین لئے بت بنے کھڑے تھے
باہر کے دالان مین اور عہدہ دار منصبدار منتظر حکم حاضر تھے آگے کے درون مین تین تین
حبشی غلامان صحرائی کیطرح زربفتی وردیان پہنے ہتیارون مین ادپچی بنے گرز ہائی فولادی
کندہون پر دہرے بادلیکی بیرقین ہاتھون مین لئے استادہ تھے تیسرے درجہ مین اہلکار
اور ہر کارخانہ کے کاردار منشی و متصدی موجود تھے اور درون مین سپاہی ننگی تلوارین
علم کئے قد آدم چاندی کے کٹہرے سے لگے خاموش استادہ تھے باہر تیس تیس گز کا فاصلہ
دیکر پھر چاندی کے کٹہرے قایم تھے اور اُس کے برابر بہادر سپاہی خناص
بادشاہی جن مین داہنے پر ترک بائین پر افغان سامنے راجپوت اپنی اپنی وردیان
پہنے سُنہری رو پہری بیرقین ہاتھون مین لئے جمے تھے یہان سے دروازہ تک سوارون
کے پرے فوجی آئین کے موافق باقاعدہ دوش بدوش کھڑے تھے۔ جو درباری
آتا پہرے پہرے پر اپنے نام و نشان سے آگاہ کرتا اور آگے جاتا تہا کہ ہوش و
حواس کے قدم تھرتھراتے تہے جب دربار مین پہنچتا نقیب آواز دیتا کہ ادب
بجالاؤ جہان پناہ بادشاہ سلامت عالم پناہ بادشاہ سلامت۔ تو دل سینون

دہلی جاتا تھا غرض اول شاہزادون کی نذرین گزرنی شروع ہوئین ہر ایک کو خلعت اور ترقی منصب کے احکام سُنائے گئے سعد اللہ خان وزیر اعظم کو ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب عنایت ہوا ۔

عبرت دربار مین یہہ شان و شوکت آشکار تھی کہ دفعتہً بادشاہ آبدیدہ ہوا اور دونون ہاتھہ فاتحہ کیلئے اوٹھائے ساتھہ ہی سب اہل دربار نے ہاتھہ اوٹھائے مگر پاس ادب سے کوئی شخص جرأت سوال کی نہ کرسکا ۔ فاتحہ کے بعد خود بادشاہ نے فرمایا کہ اے بندگان با اخلاص جو خیال اور خطرہ اسوقت میرے دل مین گزرا ہے اُسکا اظہار مین تم پر بھی واجب سمجھتا ہون وہ یہہ ہے کہ فرعون نے ایک آبنوس اور ہاتی دانت کے تخت پر بیٹھکر خدائی کا دعوی کیا تھا تم گواہ اور آگاہ رہو کہ جس نخوت اور تکبر سے اُس نے وہ دعوے کیا تھا مین اُس سے لاکھہ مرتبہ عجز و نیاز کے ساتھہ عبودیت آلہی کا اقرار کرتا ہون یہہ کہکر اوٹھا اور دو رکعت نفل پڑھکر شکریہ نعمت آلہی بجالایا اور دیر تک پیشانی زمین نیاز پر ملتا رہا وقت کی تاثیر سے دربار مین سناٹے کا عالم ہوگیا ۔ سب کے دل آب ہوگئے اور سینون کے ولولون نے دم گرم سے اوس ایوان مین ایک گونج پیدا کی بادشاہ سجدے سے اٹھکر دوبارہ مسند پر بیٹھا شاعرون نے قصائد تہنیت پڑھے کسی باکمال نے گیت سُنائے ۔ کوئی اشرفیون مین تُلا کسی کا منہہ موتیون سے بھر گیا اتنے مین خدامان خاص ۔ جواہر کا خوان ہاتھون مین لئے ہوے آئے جن کے جواہر نگار خوان پوشون مین موتیون کی جہالر لٹکتی تھی ۔ میر دربار نے اشارہ کیا اشارہ کے ساتھہ ہی سونے روپے کے پھول اور جواہرات کا مینہہ برسنے لگا غرض کہ نو دن تک انعام و اکرام کا بازار گرم رہا ۔

نکتہ شریف جب دولت پاتا ہے عاجزی مین آتا ہے جیسا کہ درخت ثمردار جسوقت پھل لاتا ہے

جھک پڑتا ہی۔ اور رذیل جب دولت پاتا ہے متکبر ہو جاتا ہی غرور سے اپنے آپ مین پھولا نہین سماتا

چون بدولت رسد شریف ونجیب	بسوئی اصل خویش بر گردد
بہ نکو خوئی و رضا جوئی	سر خرو ہمچو روئے زر گردد
سفلہ حاصل کند چو دولت و مال	باعث ظلم و شور و شر گردد
راست گفت ست سرور سعدی	سگ چو تر شد پلید تر گردد

تذکرہ اکتیس برس کی سلطنت کے بعد شاہجہان کے اقبال کا آفتاب ڈہلنا شروع ہوا
شاہجہان کی ایک بی بی ممتاز محل نہایت نیک نیت و نیک طبیعت تھی وہ حاملہ ہوئی
جب ولادت کا وقت قریب آیا تو اندرون محل کاردان دائیان اور باہر حکمائے حاذق
جمع تھے دفعتہ پیٹ مین سے بچے کی رونیکی آواز آئی سب سُنکر حیران و ہراسان ہو گئے
بیگم نے بادشاہ کو بُلایا اور کہا کہ اب میرا وقت آخری آپہنچا ہے مین دو وصیتین کرتی
ہون سُن لیجئے وہ یہہ ہین کہ بعد میرے آور شادی نکرنا تاکہ سوتیلے بھائیون
مین بگاڑ ہو اور جانین تلف ہو جائین دوسرے یہہ کہ میری قبر پر ایسی عمارت بنوانا کہ
عالم مین یادگار رہے۔ تھوڑی دیر بعد لڑکی تولد ہوئی اور بیگم کا انتقال ہوا بادشاہ کو
بڑا غم ہوا اور دل و دماغ پر ایسا صدمہ پہنچا کہ چند روز مین بال سفید ہو گئے عمارت جو
بیگم کے مزار پر بنوائی وہ حقیقت مین سرزمین ہند پر اپنا ثانی نہین رکھتی چنانچہ تاج گنج
کا روضہ شہر آگرہ مین مشہور و معروف ہے ۔

آخر عمر مین بادشاہ خود بادشاہی کرتا تھا اور چارون بیٹے ملک گیری اور ملکداری
کرتے تھے ۔ مراد اور شجاع تو نرے شاہزادے ہی تھے اور داراشکوہ جو سب
مین بڑا تھا شہزادہ پن سے فقیری اور تصوف مین ڈوبا ہوا تھا اورنگ زیب برخلاف ان

سب نے ایسا متین شخص تھا کہ پابندی شرع کے لحاظ سے ملکی جوڑ توڑ ون کے سوا دوسرا
خیال نہ کہتا تھا جابجا پرچہ نویس معین تھے اور ہر بات کی پیش بندی برسون پہلے
سے کرتا تھا۔ ایکدفعہ بادشاہ ایسا بیمار ہوا کہ کُل کاروبار دارا کے ہاتھہ آ گئے
چونکہ یہہ ناز پروردہ اور سلطنت کے کاروبار مین ناتجربہ کار تھا باپ کو چراغ سحری
اور تخت کو زیر قدم پاکر بہائیون کے نام ایسے احکام جاری کئے کہ اُنہین پڑھکر
اور باپ کو بیمار سُنکر گھبرا اُٹھے۔ ساتھہ ہی اُنکے وکیلون کو نظر بند کرلیا اور دربار
کی خبرون کے بند کرنیکے لئے اُدہر کے سوداگرون اور بنجارون تک کو بھی روک
دیا یہہ حال دیکھکر تینون بہائی اپنے اپنے علاقون سے چلے۔ مراد اور شجاع نے
کھلم کھلا سلطنت کے نشانون پر پھریرے چڑھا دئے مگر اورنگ زیب نے
یہان بھی اپنی متانت خرچ کی در پردہ تو پورے سامان کرلئے اور ظاہر مین مراد
چھوٹا بھائی جو گجرات دکن مین اسکے قریب تھا اُسے نہایت دردمندی کے
ساتھہ خط لکھا جسکا خلاصہ مطلب یہہ تھا کہ مجھے سلطنت کی ہوس نہین چونکہ دارا شکوہ
کا عقیدہ خلاف شرع ہونیکے علاوہ تم جیسے چھوٹے بھائی پر کہ قابل سلطنت ہونا
حق جبر کرتا ہے مین برادر عزیز کی حق تلفی ناجایز سمجھکر اعانت فرض سمجھتا ہون۔
چھوٹا بہائی نہ سمجھا کہ شفقت کے پردے مین دغا ہے صاف دل سے آیا اور
جان و جگر سے رفیق ہو کر دارالخلافت آگرہ کو روانہ ہوا یہان بادشاہ کو شفا ہوگئی
دیکھا تو عالم تہ و بالا ہے۔ اُسی وقت کاروبار سلطنت سنبہال بیٹون کے نام فرمان
جاری کیا مگر ادہر تو انھین یقین نہ آیا اُدہر دارا شکوہ جو اس عرصہ مین ایک دفعہ
شجاع کو شکست بھی دیچکا تھا مقابلہ کو تیار ہوگیا باپ بڈھا تجربہ کار تھا وہ اِس

نازپروردہ کی حقیقت کو بھی جانتا تھا اور اورنگ زیب کو بھی خوب پہچانتا تھا
اِسلئے مقابلہ کو منع کیا اور کہا کہ دونون تمھارے چھوٹے بھائی ہین ہم صفائی کردینگے
داراشکوہ نے نمانا اور ان دونون بھائیون سے بھی جا لڑا چونکہ میدان جنگ کا
مشاق نہ تھا اِسلئے شکست فاش کھائی اور پنجاب اپنے علاقہ مین بھاگ گیا تھا
آخر گرفتار ہوکر آیا فتحیاب نشان اقبال اڑاتے آگرہ مین داخل ہوے۔ مگر مُراد
اس مہم مین ایسی جانبازی سے لڑا کہ شجاعت کا چہرا زخمون سے گلرنگ ہوگیا۔ عالمگیر
نے باپ کو عرضی لکھی اور چونکہ آپ ابتک بظاہر سلطنت کا دعویدار نہتھا اِسلئے بھائیون
کی بے اعتدالی کا افسوس بھی ظاہر کیا باپ نے ایک تلوار بھیجی اور نہایت محبت پدری
سے لکھا کہ فتح مبارک ہو مگر مجھے آکر منھہ تو دکھاؤ اُس نے عذر کیا اور بیٹے کو بھیجا آپ
باہر رہا مگر یہین بیٹھے بیٹھے ایسا پیچ مارا کہ بوڑھا باپ نہ سمجھا سُنا تو دفعتہً یہی سُنا
کہ تمام دروازون اور چوکی پہرون پر عالمگیری سپاہی مسلط ہین غرض باپ کو قید
اور آگرہ کو مسخر کرلیا۔ اوسی قید مین شاہ جہان ۱۰۷۶ھ مین بیمار ہوکر مرگیا بتیس ۳۲
برس سلطنت کی چہتر سال کی عمر پائی ٭

ہیچ دنیا کار دنیا ہیچ ہے		مت اوٹھاؤ بار دنیا ہیچ ہے	
خار بن جاینگے آخر اسکے پھول		گلرخو گلزار دنیا ہیچ ہے	

نکتہ ۔ تین شخص اپنے اپنے موقع پر پہچانے جاتے ہین حلیم غضب کے وقت
شجاع مقابلہ کیوقت بھائی دوست حاجت کے وقت ٭

مرد میدان را بمیدان آزما		دوست را گہِ وقت حاجت امتحان	
امتحان حلم کن وقت غضب		تا شوی واقف ز اسرار نہان	

نکتہ لاخیر فی کثرۃ الرؤسا یعنے بہت سے حکام مین خیر نہین ہوتی اور نہ اتفاق ہوتا

ایک وہ حاکم ہے جسکے حکم مین	سرنگون رہتے ہین حکام زمان
کارفرما اِسمین گر ہوتے بہت	رہتے کب قائم زمین وآسمان

نواب آصف جاہ نظام الملک فتح جنگ مغفرت مآب رئیس دکن

یہہ بانی خاندان آصفیہ ہین جنہون نے اپنے حُسن تدبیر اور رائے صائب سے مالک دکن مین سلطنت آصفیہ کی بناڈالی بہت بڑے تجربہ کار اور اولو العزم فرمان روا تھے ہمت سخاوت بہادری رعایا پروری اونکی مشہور ہے - تین لاکھہ روپیہ سالانہ علاوہ انعامات شاہی بطریق یومیہ اور ماہانہ اہل احتیاج کے نام اپنے دستخط خاص سے جاری فرمایا تھا اور اسکے سوا دوسرے تیسرے دن اہل استحقاق وارباب احتیاج کو تیس چالیس ہزار روپیہ خیرات دیجاتی تھے اور ہر سال زرخطیر مکہ معظمہ کو ارسال ہوا کرتا تھا - اِس رئیس نامور نے اپنے عہد حکومت مین بذات خود کسی شخص کے قتل کے لئے حکم نہین دیا اگر کوئی قابل قصاص ہوتا تھا تو حاکم شرع کو حکم دیا جاتا تاکہ شرع شریف کے مسئلہ کے موافق عمل کیا جاے باوجود مشاغل امور ریاست کے علمی ذوق وفضل بہت تھا ہمیشہ فقرا اور شعراء وعلما سے صحبت رہا کرتی تھی خود بھی صاحب دیوان تھے چند اشعار اونکے طبعزاد ہدیۂ ناظرین ہین - نظم

تا شہید خنجر مژگان یارم کردہ اند	سرمہ درچشم قیامت از غبارم کردہ اند

ولہ

افسوس کہ در طبع بتان نسبت گوارا	ای باغ وفا آب وہوائی کہ تو داری

ولہ

درخیابان باغ نظارہ	آصف خستہ رانہال کنید

ولہ

ازخصایم نبود مطلب دیگر بخیال	این قدر ہست کہ آہو نگہبان رم نکنند

اس رئیس نامور نے اپنے وفات کے قبل نواب ناصر جنگ کو چند نصیحتین فرمائین تہین منجملہ اون کے ذیل مین چند نقل کئے جاتے ہین ؎۔

نصایح جو شخص قابل قتل ہو اوسکو قاضی کے سپرد کرنا۔ اور پادشاہت کے کام اپنے ذات سے وابستہ رکہنا۔ اور بعد ادای فرایض اور واجبات ہمیشہ معظمات امور کیطرف متوجہ رہنا۔ ادنی آدمی کو عمدہ کام پر اور عمدہ شخص کو ادنی کام پر مقرر نکرنا۔ اپنے چھوٹے بھائیون کو فرزندون کے برابر پرورش کرنا۔ زناردارا ن دکہن مثل مردمان بیجاپور و مدراس اور کشمیر لایق اعتبار نہین ان لوگون کا کبہی اور کسی زمانہ مین اعتبار نکرنا۔ او رحتی الامکان جنگ نہونیکی کوشش عمل مین لانا اور جنگ و جدال مین سبقت نکرنا۔ روبقبلہ جنگ نکرنا جو سامان موجود ہے اوسکی بہت احتیاط کرنا۔ یقین جانو کہ بناء دولت بزرگان دین کی دعا پر مستحکم ہے مین تمامی امور سے پہلے عزت فقرا اور مسکینون کی زیادہ کرتا تھا اور اون سے ہمیشہ مدد لیا کرتا تھا۔ تمکو بھی لازم ہے کہ اس فرقہ کا ضرور خیال اور لحاظ رکھنا۔ ریاست دکہن جو چھہ صوبجات سے عبارت ہے پہلے ہر ایک صوبہ جات دکن مین ایک ایک پادشاہ تھا اب کل ملک مالک الملک نے مجھے عطا فرمایا مین نے حتی المقدور نگہبانی خلق خدا مین کوشش کی اب تم کو بھی لازم ہے کہ ہر خاندان کی خبر رکھنا ہر ایک کو نوبت بہ نوبت خدمات پر مامور کرنا ہندو ہو یا مسلمان جلد جلد تغیر و تبدل کرتے رہنا بلکہ ہر دوسرے برس بدلی کرتے رہنا کہ دوسرے لوگ محروم نرہین اور انتظام

مین فرق نہو اپنا بھی حق جانکر لوگون کی حق تلفی نکرنا ہر شخص کے حقوق کا لحاظ رکھنا اہل حق کو اسکے حق جایز سے محروم نکرنا۔

پند مستحق کے حق ادا کرنے مین اُسکے سوال کا انتظار نکرنا چاہیے بلکہ بے سوال اسکو اُسکا حق پہونچانا چاہیے۔

مستحق کا حق ادا فوراً کرو		جس قدر ہو اسکو دیدو بے سوال	

نکتہ دشمن کی طرف سے جب تک دشمنی پہلے ظاہر نہو لے اپنی طرف سے اسکا آغاز منع ہے۔

جب تلک کے بس اپنا چل سکے ہو اگر دشمن سے اسکی ابتدا		دشمنی سے صاف نفرت چاہیئے اُس سے پہر جنگ و خصومت چاہیئے	

تذکرہ سنہ وفات سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین احمد خان ابدالی والی کابل نے جہان آباد پر حملہ کیا اور اسکی آمد کی خبر مشہور ہوئی تو آصف جاہ بھی اورنگ آباد سے چلے اور برہان پور تک گئے وہان معلوم ہوا کہ بادشاہ دہلی کو فتح نصیب ہوگئی اور احمد خان ابدالی نے شکست کہا کر کابل کا رستہ لیا اِسی اثنا مین آصف جاہ کا مزاج ناساز ہوگیا اور بوجہ بیماری اورنگ آباد جانیکا ارادہ ہوا لیکن بیماری زیادہ ہونے سے توقف کیا۔

آخر اوسی بیماری مین چوتہی جمادی الثانی سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین عصر کے وقت انتقال کیا جنازہ اوٹھانے کے وقت خیمہ گاہون مین گریہ و بکا اور خلق مین ایک شور عظیم برپا تھا اُمراء عظام جنازہ دوش بدوش میدان مین لائے اور بعد نماز جنازہ روضہ مین جو قریب قلعہ دولت آباد واقع اورنگ آباد ہے لیگئے اور پائین مزار گوہر بار

مولانا برہان الدین غریب جو خلیفہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین محبوب آلہی رح
کے ہین دفن کیا (۷۹) برس کی عمر پائی (۲۹) سال ریاست کی ۔ ۸؎ ۔

نواب میر تہنیت علیخان افضل الدولہ بہادر مغفرت مکان

یہہ ساتوین رئیس خاندان آصفیہ کے ہین سنہ ۱۲۷۳ ہجری چوبیس رمضان کو بعد وفات
نواب ناصر الدولہ غفر اللہ لہ تخت حکومت پر متمکن ہوے اونکی عالی ہمتی اور بذل و عطا
آجتک ضرب المثل ہے ۔ ۸؎ ۔

فنون سپاہگیری مین طاق اور نشان اندازی مین بھی شہرۂ آفاق تھے فقرا کے ساتھ
اونکو ایک خاص تعلق اور ارادت خالصہ تھی ہزارون غریب مسافر اونکے خوان کرم
سے مالا مال ہوگئے سیکڑون گدائی کوچہ گرد تونگر اور مالدار ہوگئے شاہی جواہر خانہ
مصنوعی اور ریاکار فقیرون پر ایثار کیا گیا اور صدہا غریب جاگیرون سے سرفراز
ہوے حجاج کے لئے حجاز وقف فرمایا ۔ ہر عشرہ محرم مین تین لاکھہ روپیہ خیرات
کیا جاتا اور ہر دوازدہم شریف و گیارہوین مین بریانی کی دیگین شاہی باورچی خانہ
سے مسجدون اور درگاہون مین بھجوائے جاتین چنانچہ اتبک وہی قاعدہ جاری ہے
اور رفاہ عام کے لئے شہر مین ایک بہت بڑا دار الشفا تعمیر کرایا جہان مریضون کو
کھانا دیا جاتا ہے اور اونکی راحت اور آسایش کا پورا سامان کیا گیا ہے اور کل
اضلاع و تعلقات مین دواخانجات اور اشاعت علم کے لئے عموماً مدارس قایم
فرمائے اور خاص شہر مین بھی مدرسہ دار العلوم و مدرسہ اعزہ و دیگر مدارس
کھولے گئے عالم طبیب حافظ قران نوکر رکھے گئے غرضکہ شہر حیدرآباد دار العلم بن گیا ۸؎
اس رئیس نامور نے تخت نشینی کے بعد پانچ ہزار جوانان علی غول کے نئے اور تین سو

حافظ قران شریف اور پچہتر آدمی بخاری شریف اور مشکواۃ شریف وحصن حصین کے پڑہنے والے اور گیارہ جماعتین مولودخوانون کی بھی مامور فرماے اور خود بدولت بھی بعد از نماز فجر مجلس ختم قران شریف مین شریک رہتے - ۱۲ -

اور منادی کروائی کہ کوئی آدمی شہر مین سیندھی شراب کی خرید و فروخت نکرے اور کل دوکانین سیندھی و شراب کی شہر بدر کروادین - ۱۲ -

نکتہ سیندھی شراب وغیرہ مسکرات کے استعمال سے انسان کو بڑے بڑے نقصان لاحق ہوتے ہین اور اسکی عادت پذیر ہو جانے سے ذلت اور خواری حاصل ہوتی ہے ہمیشہ کے سلئے مریض ہو جاتا ہے کثرت استعمال کیف سے دماغی قوت مین ضعف آجاتا ہے اور سہو و نسیان پیدا ہوتا ہے - ۱۲ -

حقیقت مین شراب انسان کو وحشی	بنا دیتی ہے سیندھی پوست افیون
بدن کا زور و قوت حسن و خوبی	گنوا دیتی ہے بنگ اور پوست افیون

نکتہ عقلمند وہ انسان ہے جو لوگون کے علم سے اپنا علم بڑھائے اور دن کی تعلیم سے تعلیم پائے غیر کو گنہگار اور مصیبت مین گرفتار دیکھکر خود گناہ سے بچے

نکرو وہ کام تو جس سے گنہگار	گرفتار غم و رنج و بلا ہے ۱۲
بدون کو دیکھکر بیشک بدی چھوڑ	بھلا ے تیرے حق مین یہ بھلا ہے

فائدہ نواب افضل الدولہ کے عہد مین بائیسوین محرم ۱۲۸۰ ہجری مین راجہ شنبو پرشاد نے بت پرستی و کفر سے توبہ کی اور دائرہ اسلام مین داخل ہو کر مولوی شجاع الدین مصنف کشف الخلاصہ رسالہ فقہ اردو کے سلسلہ ارادت مندون مین شریک ہوا جسکا نام غلام رسول رکھا گیا - ۱۲ -

وہی دل ہے عزیزو کام کا دل نہو مائل بتون کی بندگی کا	جو ہو دل دادہ اپنے دلربا پر بھروسہ ہو فقط اسکو خدا پر

حکمت سارے اعضا پانچون حواس انسان کی زندگی تک اسکے یار ہین ہر ایک کام مین مددگار رہین پس آدمی کو چاہئے کہ مرنے سے پہلے عقل کے ساتھہ اپنے خالق کو پہچانے دلکے یقین سے حق کو حق جانے بتون کی پوجا پاٹ سے باز آئے آنکھون سے خدا کی صنعت کو دیکھے زبان سے اُسکا ذکر کرے کانون سے اُسکے کلام کو سُنے سر کو عبادت حق مین جھکائے بدی کے راستے سے قدم اُٹھائے سوال کا ہاتھہ بتون کے روبرو نہ پھیلائے اگر اپنے کام سے غافل ہوگا سخت پچتائیگا وقت گذر جائیگا تو پھر ہاتہہ نہ آئیگا عقل کی رسائی آنکھون کی بینائی زایل ہو جائیگی زبان بندش مین آئیگی کان سننے سے عاری اور قدم چلنے سے بھاری ہونگے جسم بیجان اور تن ناتوان ہوگا۔ ؎۔

آج آنکھین دیکھتی گویا زبان سُنتے ہین کان مرگ آئیگی تو قبل از مرگ سب رہ جائینگے	عقل پر جا پانون چلتے مین کھلے دو ہاتہہ ہین ساتہہ چلنے کے نہین جو آج تیرے ساتہہ ہین

فایدہ نواب افضل الدولہ کی آغاز تخت نشینی کا وہ زمانہ تھا جسمین اکثر ممالک ہندوستان مین غدر برپا تھا چنانچہ شہر حیدرآباد مین علاؤ الدین اور طرہ باز خان چند اوباشان شہر کے ساتہہ حملہ کرنے کے لئے نکلے ہر چند اُن لوگون کو اول فہمایش کیگئی باز نہ آئے تو انکے ڈرانیکے لئے سن کے گولے چلائیگئے جب وہ اور آگے بڑھے تو آتشخانہ انگریزی سے توپون کی شلک ہوئی جس مین چھوٹی چھوٹی گولیان بھرے ہوئے تھین آخر وہ سب لوگ بھاگ گئے طرہ باز خان زندہ گرفتار

ہوا جس نے اوسی زمانہ مین قید حیات سے نجات پائی اور علاؤ الدین بعد گرفتاری دریا سے شور بہجا گیا۔

جمع ہوتے ہین جس جگہہ نادان عقلمندون کو دوست و منظور	تازہ بر پا فساد ہوتا ہے ہر گھڑی عدل و داد ہوتا ہے

نکتہ انسانون مین بدتر وہ انسان ہے جو اپنی طبیعت پر اختیار نرکہتا ہو بدی اور غضب و غصہ کے وقت اپنے ارادہ کو نروک سکے بے اختیار ہو کر لڑنے و مرنے پر مستعد ہو جائے۔

اُٹھاتے کس لئے صدمے ہم اپنے دل کے ہاتھون سے	عزیزو اختیار اپنا اگر ہوتا طبیعت پر

تذکرہ سنہ وفات اوائل ماہ ذی قعدہ ۱۲۸۰ ہجری مین نواب افضل الدولہ کا مزاج ناساز ہوا بخار اور عارضہ فتق مین مبتلا ہوئے حکیم شفائی خان اور حکیم نادر علی معالج تھے آخر مین حکیم محمد اشرف اور حکیم محمد فیض اللہ خان اور حکیم مولوی ابراہیم بھی شریک معالجہ ہو گئے تھے لیکن کچھہ فائدہ نہوا ملک الموت کی قہرمانی فرمان نے اِس بادشاہ نامور کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا۔

تیرہوین ماہ ذی قعدہ ۱۲۸۰ ہجری بروز جمعہ رہگرائے عالم آخرت ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بیالیس ۴۲ برس کی عمر پائی بارہ سال ایک مہینہ بیس روز فرمان روائی کی مختار الملک وزیر اور راجہ نرندر پرشاد پیشکار تھے نیک نامی اور بذل و عطا کے سات سلطنت ران رہے تاریخ وفات کسی نے یون لکھی ہے

ع افضل الدولہ شد بملک جنان ۔

پسند اپنے زندگی کے دن ایسے زندہ دلی کے ساتھہ بسر کرنا چاہئے کہ

مرنیکے بعد بھی نام زندہ رہے اور اگر ایسا نہین ہے تو اس زندگی مین بھی اپنے آپ کو زندہ سمجھنا چاہیئے - ۱۲ -

زندہ دل ہین یہ جتنے مردان خدا		رہتے ہین زندہ دلی سے اپنا کام
خوش ہے ساری خلق انکے خلق سے		زندہ بعد از مرگ بھی ہے انکا نام

حکمت - تونگر وہ نہین کہلاتا ہے کہ بہت سا مال اور بیشمار دولت رکھتا ہو بلکہ اصل دولتمند وہ ہے جسکی سخاوت کے نقد سے محتاجون اور ناداروں کی جیب پُر ہون لوگون کی حاجت براری کو وہ اپنی حاجت روائی سے مقدم سمجھے - ۱۲ -

کہو مت اسکو دولتمند بیشک		کہ مال و ملک و دولت عام رکھے	
وہی ہے مرد جو بذل و سخا مین		ہمیشہ اپنا روشن نام رکھے	

مین اس حصہ کو حسان الہند ملک الشعرا ابو القاسم مولانا فضل رب صاحب عرشی تاجپوری شاعر خاص اعلیحضرت اقدس قدر قدرت خلد اللہ ملکہ کے ایک مسمط پر ختم کرتا ہون جس مین مولانے بہاریہ تمہید کے بعد اعلیحضرت کی ستایش مین ایک دریا بہا دیا اور قدیم شاعری کا فوٹو خیالی قلم سے کھینچکر ناظرین کے سامنے رکھدیا ہے -

مسمط

ریختہ خامہ اعجاز ہنگامہ نقاب فکیتہ خاقانی و انوری صراف خزینہ معنی گستری حسان الہند ملک الشعرا ابو القاسم مولانا محمد فضل رب صاحب عرشی تاجپوری شاعر خاص اعلیحضرت قدر قدرت بندگانعالی متعالی دام دولتہ و حشمتہ -

بازبرخ برکشید ابر کبودی نقاب	کالبد خاک را نزل رسید زسحاب	لالۂ احمر اسنو و حقۂ لعل خوشاب	طبلۂ عنبر کشاد باربد امان غاب
	ابر سیہ برکشید خنجر برق از قراب		

موکب اردی بهشت کوکبهٔ خسروان، سر زده گلهای تر از طرف بوستان، سبزه و دلستان خوازا سپرم ارغوان، نارون و شنبلید یاسمن و اقحوان

بیرق زرین نمود خیری مشکین طناب

لاله ز ژاله گرفت خم شراب عتیق، ژاله بلاله فشاند خردهٔ لعل و عقیق، خرگه سیاره شد تل ز درخش شقیق، سبزه به نشتر کشاد گردن رگ باسلیق

از چه در و بام و دشت گشت چو لعل مذاب

سبزه چو بیژن ستاد اسپرم آمد چو طوس، لاله چو رستم نشست گل چو پل اشکبوس، غنچه بهمن فروخت مشعل تا بر جرس، سرو چو اسفندیار کوفت بهر گوشه کوس

نیزه شد و بین گرفت افسر افراسیاب

ابر چو ابر فروش باز دکان بر گشاد، گوهر غلطان نهاد بر بدل آن باد، باد و بار روی بهشت اینهمه سامان نهاد، تا چرا روی بدشت حقه گوهر نهاد

تا که برد پیر مغان پیش امیر رقاب

آصف کسری جلال جعفر یحیی نوال، موسی یوسف جمال شیث مسیحا خصال، خضر سکندر مآل احمد حیدر مثال، خالد حنیف کمال صابر سبحان مقال

ماحی کفر و ضلال حامی خیر و صواب

ای متوافر طلب قیصر سلیمان نشان، ای تو زنهار خواه رایت خاقان چین، خسته تیر تو گشت شهپر روح الامین، بسته خام تو هشت سپهر برین

ترکش تیر تو گشت مغفر افراسیاب

عون تو رمز ظل جنت تو نجم دول، قهر تو نار اجل لطف تو نور عسل، روی تو صبح ازل رای تو حسن عمل، مهر تو تشریف خلق خشم تو مرگ امل

مسند تو کیوان محل جاه تو گردون جناب

رفته زوالت طلوع شسته نگاهت هجوع	کنده شکوهت قلوع چو تو جری بست جوع	گشته ز عدلت طلوع حرز امین از ضلوع	خم شده بهر رکوع و هم سپهر خدوع
	تا بخضوع و خشوع بوسه دهد بر رکاب		
گر پی نخجیر صید رو به بیابان نهی	داغ لب غولان دشت بر سر شیران نهی	چشمه نیز شود در کوه چو به قطران نهی	گاه کرم بر زمین حاصل عمان نهی
	خیمه نه چرخ را عزم تو برد طناب		
یکسر سن محشر است خاهم تو از گیرودار	یک شجر اخضر است رمح تو از آب نار	زان سر محشری حلق پلنگان فشار	زین شجر اخضری گردن شیران نگار
	تا که بشوید بخون عارض خود آفتاب		
جاه تو کرسی نهاد بر نهمین آسمان	گشته شکارگاه تو دشت فلک پاسبان	فر تو اسفندیار هفت فلک هفتخوان	قدر تو کاوس کی عزم تو تخت روان
	ملک جهان آشیان حکم رفیعت عقاب		
گر ز سر خاکیان عمر تو منفک شود	صور ز روان جهان نظم جهان فک شود	گر تو روی از میان دفتر کن حک شود	گر بکف آری کمان چرخ مشبک شود
	جام چو بر کف نهی ابر ببارد شراب		
ای به تو نصرت فروش چتر زبید دو بینا	غازه ز رنگ هست گرفت عارض میمون بینا	از تو زگردون دون برشده گردون بینا	شد ز تو سنجاب پوش شیر بها سودا بینا
	از کرمت مشکبیز شد چمن و تیه و غاب		
تیغ طغان و تکین شاه ترا خان تو ای	خسرو کاوس فر رستم دوران تو ای	تخت سلیمان بگیر کآصف کیهان تو ای	بر سر شیران گذر رستم ژیران تو ای
	بر سر گیتی بتاب زانکه تو ای آفتاب		

خصم ترا روز کین تیغ برشته بهشت	رنج ز خون حسود گل بسرشته بهشت	تخم امن در جهان عمل تو کشته بهشت	پنبه اسرار در افگر تو رشته بهشت
	تیغ تو از خون خصم کرد بهامون خضاب		
روی شفق را شها هیبت تو زرد کرد	نام ترا آسمان ورد و هر درد کرد	آتش کین را ابد بیم سطوت تو سرد کرد	سم سمندت برزم خصم ترا گرد کرد
	کرو زعونت کلنگ شانه زچنگ عقاب		
تو هیبت آسمان نصرت و فیروز گیر	حکم ترا چرخ پیر بسته چو حرز بگیر	خیز و بمیدان شتاب نیزه بهرام گیر	همچو تهمتن بدو ز باز و گردان تیر
	دجله آتش ببار بر سر شیران غاب		
حاتم جاه تراست افسر سکندر نگین	قصر جلال تراست قدر سلیمان نگین	همچو سکندر بگیر بربر و سقلاب و چین	همچو سلیمان کشا حصر سپهر برین
	چند نشینی بکش تیغ جلال از قراب		
خسرو سکندر تویی ابلق دوران بگیر	آئینه دین بساز چشمه حیوان بگیر	شاه نشان قیصری افسر خاقان بگیر	خیز و ز شیر فلک کار چو شیران بگیر
	از سر پیکان شکن حلقه درع سحاب		
عیش ابد را چو جم جامه عیدی بدوز	خیز چو صبح ازل رخ ز صبوحی فروز	بال عقابی گشا کرگس غم را بتوز	آصف دوران تویی اهرمن دین بسوز
	ملک سلیمان بگیر ز اهل طغیان و خراب		
تو که بزرگی ز حرص نیز تو محکم اساس	بود ترا در ازل چشمه کوثر بکاس	تو که غلام تو بود ترک ذنب خان بکاس	تنگ که درین معبری هر خود ناشناس
	قدر شبابی بسنج بر سر گیتی متاب		

درپس عمّال ملک شهی پنهان گزار | تا که شمار ظلوم بر تو شود آشکار | خیز چو مار دن پر شب گیر و دو سه مرد کار | همچو گدایان بشب گرد شبها تا ر

تا تو ببینی که چیست حال جهان خراب

مادر فرزند کشی ما تنگه خاکیان | از کرم مادری هیچ ندارد نشان | دولت دارا گرفت افسر نوشیروان | سینه جمشید خورد مغز سر اردوان

کوشک کسری شکست گنبد افراسیاب

دل تو بشاهی فروش دامن بخت فشار | گام چو مردان بنه نام چو مردان گذار | هر چه بیاری بیار هر چه بیاری بیار | هر چه ببازی بباز هر چه بکاری بکار

زانکه ندارد بقا کار جهان خراب

ایکه به بخت بلند خسرو تاج و گهی | داد خدایت ترا در صف صدر آگهی | شکر خدای جهان کن که تو شاهنشهی | تا بتو نازل شود آیه ظل اللهی

ملک نصاب ترا شکر کند بیحساب

نوکر بجاه و حشم خسرو دارا دری | آمده ام سوی تو تا هنرم بنگری | بود چو من شاعری فرخ ابجعفری | خسروم اکنون بدهر کیست کند همسری

ملک سخن را منم داور مالک رقاب

عوشی آشفته را در صف چمن بین | تشنه لب جو بیار آب خضر را ببین | بخت بدش در قفا چرخ عدو در کمین | دست کبود فلک فرق برد زمین

لطف کن ای شهریار خسرو مالک نصاب

تا که بود در چمن مشغله نو بهار | تا که بود بر زمین قبه گوهر نگار | باد به تخت شهی زند دهشت چار | دست ترا زیر پا سطوت اسفندیار

اختتام خمس اول | پای ترا زیر دست صولت افراسیاب | مطبوعه مطبع عزیز دکن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصہ دوم

حکمرانی رعیت کی نگہبانی حفاظت خیرخواہی خدمت اسکی نیکی بدی کے ذکر مین

حکمرانی اور رعیت کی نگہبانی بہت ہی بڑا اور بزرگ کام کہلاتا ہی اگر بطریق عدل اور انصاف ہو تو اوسمین کچھ کلام نہین کہ زمین پر پاک پروردگار عالم کی خلافت ہے اور اگر عدل و کرم و شفقت سے خالی ہو تو معاملہ برعکس ہوجاتا ہے کیونکہ والی ملک کے ظلم و ستم سے زیادہ فساد کے دفع مین اثر نہین ہوسکتا ہی اور علم و عمل فرمانروائی کی اصل ہے علم کچھ دین ہی کے لیئے بکارآمد نہین بلکہ سلیقۂ فرمانروائی طریقہ ملک داری آئین سیاست و ریاست رانی کا جزو اعظم ہی اور سلطنت

وحکومت کیلئے سب سے زیادہ لیاقت درکار ہے۔
اگرچہ اہل علم نے حکومت کا علم بہت ہی بڑا لکھا ہے تاہم حاکم کو جان لینا چاہئے
کہ اس کو احکم الحاکمین نے اس جہان مین کس لیئے بہیجا ہے اور اسکی قرارگاہ
کہان ہوسکتی ہے یہہ دنیا اسکی منزل گاہ ہے کچھ قرارگاہ نہین ہوسکتی ہے
کیونکہ وہ یہان پر مسافرانہ وارد ہے رحم ماہ اسکی منزل کی ابتدا ہی اور قبر اسکی
منزل کی انتہا۔ اور وطن اسکے سوا ہوتا ہے۔ جو برس اور مہینا اور دن اسکی عمر
سے گذرتا ہے وہ ایک منزل کی مانند ہوتا ہی جسکے باعث وہ اپنی قرارگاہ سی نزدیک تر ہوجاتا ہے
پس جو شخص پل پر گذرے اور پل ہی کی عمارت مین اوقات گذارے اور اپنی منزل گاہ
کو بھول جائے تو عقلمندی اور دانائی سے دور رہوتا ہے بلکہ دانشمند وہی شخص کہلاتا ہے
جو منزل دنیا مین زاد راہ آخرت کے سوا اور کچہہ طلب نہ کرے اور دنیا مین اسیقدر
قناعت کرے جسکی ضرورت رکہتا ہے اگر حاجت سے زیادہ ہوگا تو وہ زہر قاتل
ہوتا ہی اور موت کے وقت وہ چاہیگا کہ میری تمامی خزانوںین خاک ہی بہری ہوتی سونا چاندی
کچھ بھی نہوتا تو وہ جسقدر زیادہ جمع کریگا اسمین سے بقدر کفایت اوسے نصیب ہوگا
باقی سب حسرت واندوہ کا تخم ہوگا اور موت کے وقت اوس پر جان کنی
دشوار ہوگی اور یہہ حسرت اس صورت مین ہوگی کہ مال حلال ہو اگر مال حرام
ہوگا تو آخرت کا عذاب اس حسرت سے کہین زیادہ ہوگا اور بلا رنج اٹھائے دنیوی
خواہشون سے صبر کرنا ممکن ہی نہین مگر آدمی کا ایمان اگر اس بات پر ٹھیک ہو کہ
دنیا کی چند روزہ لذت جو سراپا کدورت ہے اسکی وجہ سے لذت آخرت جو سلطنت
لازوال ہی اور کسی کدورت کو اسمین دخل نہین وہ فوت ہوجائیگی تو چند روزہ صبر کرنا

بہت ہی آسان ہوگا اسکی مثال یون سمجھی جاسکتی ہے کہ اگر ایک عاشق صادق سے کہا جاے کہ اگر آجکی رات تو اپنی معشوق پاس جانا چاہیگا تو پھر اوسکو ہرگز نہین دیکھنے پائیگا اور اگر آجکی رات صبر کریگا تو بے رقیب اور بغیر کسی مخل صحبت کے ہزار راتون کے لیئے لوگ اس معشوق کو تیرے سپرد کر دینگے تو اوسکا عشق اگرچہ حد سے زیادہ ہو مگر بلا تامل ہزار شب وصل کی امید پر ایک رات صبر کرنا کیا اوسے آسان نہوگا۔

اور دنیا کی مدت آخرت کی مدت کا ہزاروان حصہ بھی نہین ہوسکتا ہے بلکہ اس سے کچھ بھی نسبت ہی نہین رکھتی اور ابد کی درازی ہرگز آدمی کے وہم وخیال ہی مین نہین آسکتی ولو فرضاً اگر ساتون آسمان اور زمین کو رائی کے دانون سے بھر دیوین اور ہر ہزار برس کے بعد ایک چڑیا اسمین سے ایک دانہ چگے اور کھاجائے تو وہ سب رائی کے دانہ ختم ہو جائینگے لیکن ابد مین سے کچھ بھی کمی نہوگی مثلاً کسی آدمی کی عمر سو برس کی ہو اور شرقاً وغرباً تمام ملک روئے زمین پر قابض اور متصرف ہو جائے تب بھی آخرت کی ہمیشہ قایم رہنے والی سلطنت کے سامنے ہیچ اور بے قدر ہو سکتی ہے پھر جس کسی کو دنیا مین سے تہوڑا ہی حصہ کسی ملک کا ملجائے اور وہ بھی صاف نہو تو خواہ حاکم ہو یا محکوم سب کو اس امر کا لحاظ درکار ہو سکتا ہے کہ ہمیشہ اپنی جی جان سے ایسی باتین کیا کرین اور دل وجان پر اس مضمون کو تازہ کرلیا کرین تاکہ چند روزہ خواہشون سے صبر کرنا اور رعیت پر مہربانی اور بندگان حضرت خدائے مطلق کو اچھی طرح رکھنا اور شہنشاہ جل وعلا کی خلافت بجا لانا اوس پر آسان ہو جائے۔

پس جب انسان نے یہہ بات جان لی تو فرمانروائی مین اسطرح مشغول ہو جیساکہ حکم الٰہی کا حکم ہے نہ کہ اس طور پر جسکی صلاح اہل دنیا دین چونکہ عدل وانصاف کے ساتھہ حکمرانی

کرنے سے زیادہ کوئی عبادت حق سبحانہ تعالی کے نزدیک افضل اور بزرگ نہین اسلیئے
کہ بادشاہ عادل کیواسطے ساٹھہ صدیق مستعد کے عبادت کا عمل فرشتے آسمان
پر لیجاتے ہین جس سے خداوند عالم اس بادشاہ کو اپنا مقرب اور بڑا دوست
سمجھتا ہے اور ظالم بادشاہ اللہ پاک کا معذب اور دشمن کہلاتا ہے جتنے رعایا
کے روزانہ نیک اعمال ہوتے ہین ہرروز عادل بادشاہ کے بھی اوتنے ہی نیک
عمل فرشتے آسمان پر لیجاتے ہین اور اوس بادشاہ کی نماز ستر ہزار نماز وںکے
برابر ہوتی ہے *

جب ایسی حالت ہے تو اِس سے زیادہ اور کیا انسان کو حاصل ہو سکتا ہے
احکم الحاکمین جس کسی کو منصب حکومت و سلطنت رانیکا عطا فرمائے تو مالک
سلطنت جسکی ایک ساعت دوسرے کی تمام عمر کے برابر ہوتی ہے اگر شکر نعمت
وحق خدمت نہ بجا لائے اور اپنے حقیقی مالک سے منحرف ہوکر ظلم اور خواہشات
نفسانی مین مشغول ہوجائے تو وہ دانا انسان نہین کہلاتا ہے چونکہ حکومت نہایت
خطرناک چیز ہے خلایق کی حکومت کا کفیل ہونا کچھہ آسان امر نہین جو والی سلطنت
اپنا حق ادا کر نیکی اور خداترسی کی توفیق پاسکتا ہے وہی ایسی سعادت حاصل
کرسکتا ہے اس سے بڑھ کر اور کوئی سعادت ہی نہین *

خداترسی

یہہ وہ صفت ہے جس کے ذریعہ سے انسان اپنی ذات کو ہمہ صفت موصوف بنا سکتا ہی
اور اس بزرگ خصلت کی وہ عمدہ تاثیر ہے جسکی برکت سے تمام دنیا کی برائیون سے انسان
اپنا دامن چھڑا سکتا ہی حقیقت مین جو انسان خدائے پاک پروردگار عالم کی بزرگی اور

قدرت کو کسی وقت اپنے دل سے فراموش نہین کرسکتا وہی شخص خدا ترسی کے معنی بھی خوب سمجھتا ہی کہ کون کون اچھی باتین اس ذریعے سے حاصل ہوسکتی ہین اور کون کون برائیان اسکی برکت سے حرف غلط کی طرح صفحہ دنیا سے حک ہوسکتی ہین یہہ بات غور کرنے سے دریافت ہوسکتی ہے کہ ایک ایسا شخص جسکی مزاج مین لاوبالی اور بے سروپا خیالات بھرے ہوے ہین وہ کسی موقع پر اور خصوص ایک غور طلب مقدمہ کے وقت اپنی حالت ایسے درجہ پر قایم نہین کرسکتا کہ وہ کچھہ دیر بھی رائے پر قایم رہ سکے یا اپنی مفید رائے کے نتیجے سے کوئی ایسا فائدہ حاصل کرے جس سے اسکی قدرت مدرکہ ترقی کے منزل کو طے کرسکے ؛

پس ایسے پست حوصلہ شخصون کو خدا ترسی کے طرف کبھی خیال ہی نہین ہوتا اور نہ وہ سوچتے ہین کہ ہمارا مآل کیا ہونے والا ہے وہی لوگ جو کسی کام کا آغاز اور انجام نہین خیال کرتے بادۂ کبر و نخوت سے یہان تک مست ہوجاتے ہین کہ اونکی نظرو مین کسی شخص کی قوت اور عظمت نہین جچتی بلکہ وہ اسی اپنے فیانی زعم پر بڑے بڑون کی کچھہ حقیقت نہین سمجھتے ؛

پس ایسا شخص جو اپنے ذاتی غرور کے سبب سے ایک بزرگ آدمی کو تحقیر کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو فرمائی وہ اپنے سے چھوٹے اور کم رتبہ آدمیون کی کیا قدر کریگا اور اونکو اپنے مقابلہ مین ایک چیونٹی سے بھی کم سمجھے گا ؛

یہہ بات کچھہ ایسی نہین کہ خاص وعام نہ جانتے ہون اور نہ اس مقام پر اس امر کی ضرورت ہے کہ تمثیلاً کوئی روایت بیان کیجائے جس سے ثابت ہو کہ اوس شخص نے جو ہر طرح سے زبردست تھا ایک کسی کمزور کو تنگ کیا کیونکہ

اِس مزاج کے نو ہزار ہا آدمی نکلین گے جو اپنے سے چھوٹے لوگون کی کچھ حقیقت ہی نہین سمجھتے اور اون کو بات بات پر تنگ کرنا گویا اپنی قوت کی نمایش اور امتحان کا موقع سمجھتے ہین پس وہی لوگ ہین جو ذرا خوف پاک پروردگار عالم نہین کرتے اور خداترسی کے معنے سے واقفیت رکھتے ہین اور نہ اِس راز پر غور کرتے ہین کہ ہمارے سرکشی کا نتیجہ کیا ہونیوالا ہے اور جن کمزورون اور غریبون اور بیکسون کو ہم اپنا زدر دیکھاتے ہین تو کیا اون کے رنجیدہ اور توٹے ہوئے دل کسی ایسے حاکم سے اون کے ظلم اور جور و سختی کی فریاد نکرین گے جو کل زبردست اور زیردستون کا مالک ہے اور جس کو تمامی زمانے کا اختیار حاصل ہے اور کیا اون بیچارون کی دُعائین اور التجائین قبول نہون گے جنکے ذریعہ سے وہ آیندہ بحفاطت تمام رہ سکین اور اون کے ستانے والے لوگ اپنی کیفر کردار کو نہ پہونچین گے ؛

بترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن		اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید

گو وہ لوگ جو خداترسی سے غفلت کرتے ہین اپنے خیالات وتدبیرات پر پورا بھروسا کر لیتے ہین اور سمجھتے ہین کہ یہ ایک یقینی امر ہے کہ جس سے کبھی کمزور پر حملہ کیا جائیگا وہ ضرور ہی مغلوب ہو جائیگا مگر یہ تجربہ سے اکثر ثابت ہوا ہے کہ وہ اپنے جوش غضبی مین یہان تک بدحواس ہو جاتے ہین کہ اونکا اکثر نا اونہین کے گرا دینے کا باعث ہو جاتا ہی اور اِس امر کا موقع ہی نہین آنے پاتا کہ فریق ثانی جو نہایت کمزور تھا اوس زبردست سے کوئی صدمہ اوٹھائے ۔

اور اگر بالفرض ایک زبردست شخص ایک کمزور کو نہایت تنگ ہی کرے تو ممکن ہے کہ انتظام دنیاوی کے موافق حاکم وقت اوسکی سزیا دکو پہونچکر ضرور اہل جرم کو سزائے سخت دے اور اگر کسی وجہہ سے وہ زبردست شخص اپنی افعال بدکی سزا نہ پاسکے اور حاکم وقت کی نظرون سے بچکر گناہ کرے تو اس امر پر کب بہرہ ہو سکتا ہی کہ وہ شخص اپنے جرم سے حاکم علی الاطلاق کی دارالعدالت مین سزایاب نہو سکے پس عقلمند انسان وہی ہو سکتا ہی کہ خدا ترسی کی عادت ڈالے اور کسی اپنے کمزور مجبور ہمجنس پر جبر روا نرکھے اور ہمیشہ نیک نامی سے اس چند روزہ زندگانی پر دنیا مین گذر کرے بدی اور بد افعالی سے بچے ؞

نیکی اور بدی

نیکی کا لفظ عام طور پر ایک ایسا لفظ ہے جسمین ہر قسم کی نیکیان شامل ہو سکتی ہین اور جسکی عام فہم مطلب و معنے ہر طبقہ کا انسان جان سکتا ہی ؞ اسیطرح نیکی کا متضاد لفظ بدی بھی ایسا ہی مشہور ہے کہ اوسکی تشریح کی ضرورت ہی نہین معلوم ہوتی ؞

نیکی و بدی کے نتایج ہر انسان کے ذہن نشین تو بآسانی اور بلا غور و فکر ہو سکتی ہین لیکن تاہم بعض اوقات بہتیرے لوگ ان دونون خصایل مشہور کے نتایج سے سہواً یا عمداً ایسے غافل ہو جاتے ہین کہ وہ اکثر بدی کے طرف جھک پڑتے ہین اور نیکی کے ہر دل عزیز اور فایدہ بخش راہ کو چھوڑ دیتے ہین ؞

یہہ بات اس مقام پر غور طلب ہے کہ آیا کیا ہر شخص کے ساتھہ نیکی ہی کا برتاؤ واجب ہو سکتا ہے یا انتظاماً بدی کا بھی عمل کسی کے حق مین داخل انصاف ہو سکتا ہے ؛

نیکی سے مراد یہہ ہے کہ کسی شخص کے ساتھہ بھلائی کرنا اور اوسے اپنی قول یا قوت یا دست رس کے ذریعہ فائدہ پہونچانا - اور بدی سے مراد ہے کہ کسی شخص کی برائی چاہنا اور اوسکے ساتھہ ایسا سلوک کرنا جسکے ذریعہ سے اوس کا نقصان ہو ؛

اور کسی شریر و فتنہ انگیز بدنفس شخص یا مجرم کے پاداش افعال کا بندوبست کیا جائے تو وہ فعل داخل بدی بانیوجہہ خیال نہین کیا جا سکتا ہی کہ ملزم کا تدارک بھی اوسی کے آیندہ بہبودی کے لئے مفید اور نیز مخلوق الہی کو ایک شریر بد النفس شخص کے آیندہ حملون سے محفوظ رکھنے کی ایک عمدہ تدبیر ہے - پس عقلا کی نزدیک اس قسم کا انتظام داخل بدی نہین کیا جا سکتا ہے بلکہ بخیال حفاظت نقصان و ضرر عامۂ خلایق کسی شریر و مفسد کی سزا دہی کی تدبیر بہی داخل امور نیکی ہی ظالم کو ظلم مین مدد دینا یا اون کے فعل کو اچہا کہنا بھی ظلم ہو سکتا ہی اور او نپر بجور و جفا پیش آنا عین صواب ؛

مدد دینا بدون کو کار بد مین	برا ہے فی الحقیقت یہہ برا ہے
بھلائی ہے برا کرنا برون سے	ستمگر پر ستم کرنا بھلا ہے

اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو ضرر پہونچا کر اپنا یا کسی اپنے دوست یا چند آدمیون کا فائدہ حاصل کرنا داخل امور احسن سمجہے تو یہہ امر بھی بالکل داخل بدی کیا جا سکتا ہے

بدی کو دنیا مین جسقدر وسعت حاصل ہے دوسری چیز کو ممکن نہین انسان ہر شخص کے ساتھہ بدی کے پیرایہ مین ہر قسم کی بدسلوکیان اور ناجایز برتاؤ کر سکتا ہے؀

بدی ہر ایک سے کرتا ہے بدکار	بہری ہے اسکی طینت مین برائی

بدی کرنیکے واسطے نیکی کی طرح کوئی وقت معین نہین ہو سکتا - ہر وقت ہر محل و موقع پر انسان اسکے دل پر سخت صدمہ پہونچانے اور کلیجہ کو تڑپانیکے واسطے آمادہ پائی گی - آدمی کی نیکی خواہ کیسی ہی مستند ثابت ہو چکی ہو ذرا سی غفلت مین بدی کے پہندے مین پہنس کر اپنا رنگ جمانیکے لئے کوئی کارنمایان نہین کر سکتی - بدی کیواسطے کوئی خاص صفت کا آدمی درکار نہین اور نہ یہہ کسی کی دست گرفتہ ہے بلکہ ہر شخص جسکا شیشۂ دل خوف پروردگار عالم اور اندیشہ روز جزا و سوسۂ ننگ و ناموس و خدشۂ انسانیت اور خطرۂ جان و مال کے مضبوط اور وزنی پتہر کی ٹہیس سے چور چور ہوتا ہو اسے بدی اپنا ترقی خواہ بنا لیتی ہے - ہر زمانہ اور ہر قرن مین بدیکی علداری مین رہنے والون کی مردم شماری کا نمبر نیکی کی دنیا مین رہنے والون کی تعداد سے المضاعف پایا گیا ہے اور اونکی قوتین ایسے زور پکڑے رہین کہ آئین خسروانی ان کے زور گھٹانے والے کوششون کو وسعت دینے مین بھی ناکامیابی کے ساتھہ اپنے ضعف پر متاسف پائی گئی -

تاریخی دنیا مین بھی بمقابلہ نیکی - بدی کا دورہ ہمیشہ رہا اور یہی وجہہ ہے کہ ہر ولایت و ہر ملک مین کسی خاص خاندان یا کسی بادشاہ کے گھرانے مین ٹہائے حکومت اپنی برکتون کو ایک مدت تک قایم نہ رکھہ سکا جن عہد و ینین زوال مملکت و انتزاع سلطنت کی دہائی پہرے ہے وہ بدی کے کارنامون کی تاریخ لکھے جانے

جانیکا زمانہ ہین ؛

قطب الدین مبارک شاہ خاندان خلجی کا خراب کن پادشاہ معز الدین کیقباد خاندان التمش کا آخری جہان پناہ اورنگزیب سلطنت مغلیہ کے عہد شباب کا آخری کجکلاہ اگر بدی کو اپنی عملداری سے خارج کرتا تو ممکن نتہا کہ ان خاندانون کی تباہی کیواسطے قہر الٰہی کبہہ بھی ہاتہہ پانون مارتا سیاسات شرعیہ وتدبیرات نبویہ اصلاح امور دینیہ ودنیویہ صرف بدی کے انسداد کیواسطے جلوۂ ظہور دکھا رہے ہین - اور اگر نیکیون کا عام طور پر رواج ہوتا تو ان کے مولفین و مصنفین کو کوئی پہلو ادن کے عالم شہود مین لانیکے واسطے نہ مل سکتا ؛

نیکی جو توشۂ آخرت کے نام سے مشہور ہے بدی کیطرح ہرجائی نہین اور نہ اسکو ناقص العقل اور بدباطن اشخاص سے براے نام انس ہے یہ صرف انہین کے نامۂ اعمال درست کرنے کے واسطے اپنی اوقات عزیز صرف کیا کرتی ہے جو سزائے روز جزا کے خوف سے تھرتھر کانپتے ہین اور رضائے الٰہی کو گل باتون پر مقدم جانکر بدی کیطرف بہولے سے بھی نظر نہین اٹھاتے ؛

نیکی کرنے والون کو بدی کرنے والون کے طرح دفعتۂ اظہار لیاقت کا موقع نہین ملتا بلکہ انہین نہایت جدوجہد اور سعی وکوشش سے نیکی کے اوصاف دکھانیکی ساعت سعید نباش کرتی ہے جس شخص مین نیکی کا خاصہ موجود ہے اوسکی رگ رگ کو بہہ صفت موصوف ہونے کا دعوے ہوتا ہے اور اوسکی نس نس مین نیکی سے بھرے ہوے خون کا جوش موجین مارتا نظر آتا ہے -

اوصاف دینی اور دنیادی مین اگر ایک صفت کے ساتھ بدی کا لگاؤ ہوا تو

سارے افعال حسنہ اور خیر صواب اپنی بانکی نیز نانے سگتے ہین۔ نیکیون کے عادی اپنے اوصاف کو صرف اپنی خیر خواہون و دستون و اعزہ کے ساتھ مسلوک ہونیکی جرات نہین دیتے بلکہ اپنی دشمنون اور رقیبونکو بھی ہر دل عزیز صفت سے فیضیاب کرنے کے ساعی رہتے ہین ؛

جو انسانونمین ہین انسان نکونام		بر دون سے بھی وہ کرتے ہین بہلائی	

اگر صرف شاہی تاریخ پر کفایت کیجائے اور خیالات حالات اہل زمانہ کی تفتیش مین پہنچنے سے باز رکھے جائین تب بھی مطالب ہذا کو بہت کچھ حوالے ہاتھ نیکیون کے اثبات مین مدد مل سکتی ہے ؛

جناب سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام لاکھون کروڑون بندگان خدا کے مشکل کشا اور ولی نعمت تھے بعہد شمر و یزید پلید اپنی امامت و اشاعت اسلام کا ڈنکا بجاتے تھے اور اوسی زمانہ مین یہہ دونون حاکم ظالم زبردست خلقت خدا کے بالا دست حکمران تھے مگر نیکی کے خصایل نے اون کی توقیر بڑہانے اور بدی نے اون ظالمون کی وقعت گھٹانے مین جو کام کیا وہ صفحۂ روزگار پر عوام کی عبرت کیواسطے بہت کچھ کار نمایان کر سکتا ہے ؛

جسطرح راون اور کنس کی جفائین۔ نمرود مردود کے ظلم اور فرعون کا ستم چنگیز خان و ہلاکو کی خونریزیان نادر کی دل آزاری بدی کی یادگار ہوکر اونکی خاک کو انگشت نما بنا رہی ہے ؛

اسیطرح امیر المومنین خلیفہ رسول اللہ حضرت ابابکر الصدیق رضی اللہ کا صدق اور امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رض کی عدالت نیکی اور امیر المومنین حضرت

عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی شرم و بخشش اور امیر المومنین سیدنا اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ کا علم و عدل کا سرا پا کہ جنکے ہمارے سلئے راہ نجات کا خضر بہم پہونچاتی ہین ۔

بدی اور نیکی کے لفظ بعض موقع پر اپنے اصلی معنے سے بہی انحراف کر جاتے ہین اور بے موقع استعمال ہوکر اپنے مطلب کو خلاف موقع ثابت کرتے ہین ⁂

بدی جسکا پہلے ذکر ہوچکا ہے عام طور سے ذلیل سمجہی جاتی ہے اور واقعی اس سے بڑہکر دنیا مین کوئی بری چیز ہی نہین مگر عقلمندان سلف و دانشوران و دانایان خلف نے بعض موقع کی بدی کو بھی بمنزلہ نیکی تصور کرلیا ہے مثلا کوئی ظالم بندگان خداوند عالم کا جانی دشمن و خونخوار عدو ہے اور اوسکی ذات سے صدہا قسم کے نقصان متصور ہین تو یہہ ضرور نہین کہ اوس پر رحم کیا جاوے اور اوسکا تدارک نہو ⁂

اگر اوسکے ساتہہ خوفناک اور ضرر رسان بدی کی چال چلی جاوے تو وہ بمنزلہ نیکی تصور کی جائیگی بلکہ اوس سے بہتر ہے یہی حال اوس نیکی کا بہی ہوسکتا ہے جو بعض وقت بدی سے بہی دو چار ہاتہہ بڑہ جاسکتی ہے اور نیک آدمی کو بدون کی جماعت مین شامل کردیتی ہے مثلا کوئی شخص کسی دوسرے کا دشمن جانی ہے تو اوس پر رحم کہا کر بخیال نیکی اوسکی مدد کرنا صدہا قسم کے ضرر پیدا کرتا ہے ۔ ایسی نیکی گویا اوسکی

سواے اسی قسم کی اور نیکیون کو عقلا نے بالکل ناجایز قرار دیا ہے اور اس شعر مین اپنے کل خیالات کا خلاصہ منضبط کیا ہے۔

نکوئی با بدان کردن چنان ست	کہ بد کردن بجائے نیک مردان

بدی کے ہاتھ سے جو فعل سرزد ہوتا ہے اوسکی شہرت کو کوئی چار دیواری روک نہین سکتی لحظہ بھر مین اوسکی خبر اس سرعت سے زمانہ بھر مین پہونچ جاتی ہے کہ دوسرے ذریعہ سے ممکن نہین۔ نیکی کا آوازہ بدی کے خلاف بہت آہستہ روئی سے سیر دنیا کرتا ہے اور اسکے راستون مین سیکڑون قسم کے رہزن اسکے قطع منازل مین حارج ہوتے ہین۔ وہ نیک لوگ جو صرف درستی عاقبت کی غرض سے خوے نیکی کے جوہر دکھاتے ہین وہ پیٹ کے ہلکے نہین ہوتے اگر کسی کے ساتھ نیکی کرتے ہین تو (نیکی کن بدریا انداز) پر عمل کر کے کسی کو کانو کان خبر نہین ہونے دیتے مگر اُنکے خلاف بدی کرنے والون کے پیٹ مین پانی نہین پچتا اور یہ اپنی بدیون ہی کو فخریہ بیان کر کے فرعون بیسامان بنتے ہین حالانکہ فرعون اور قارون کے پاس بے شبہہ ان سے زیادہ دولت جکو دست تھی پھر جو کچھ انجام دیکھا ہوا ظاہر ہے کہ ایک دریاے نیل مین غرقاب ہو کر جہنم مین جا پڑا اور دوسرا زمین مین دہنس کر تحت الثرے پہونچا؛

عملم داد ندبا در یس و بہ قارون زر و سیم	شد یکے فوق سماک و دگری تحت سمک

جہان تک اہل تجربہ سے ظاہر ہوا ہے کہا جاتا ہے کہ ضروریات زندگی رفع کرنے کے واسطے انسان کو جسقدر نیکی کی مدد درکار ہے اُس قدر اور کسی چیز کی حاجت نہین اور اگر اس صفت کے حاصل کرنے سے محرومی ہے تو زندگی کا لطف صرف

خاک ہی نہین بلکہ زندگی کے دن پورے کرنا ایک آفت جان ہے"
مبارک ہین وہی لوگ جو نیکی کو اپنی زندگی کا جزو اعظم خیال کرتے ہین اور بدی کے
سایہ کو اپنے زمانۂ حیات پر تادم زیست پڑنے ہی نہین دیتے اور خودی کے
دام مین گرفتار نہین ہے"۔

خودی

دنیا کی بُرائیون اور زمانہ کی خرابیون کے پیدا کرنے مین جس نے سب سے
زیادہ حصہ لیا ہے وہ خودی ہے خودی اگرچہ ظاہرا چھوٹا سا لفظ ہے مگر اوسکی
اثر کی دراز رسی کُل افعال قبیحہ کی وسیع دنیا کو گھیر لینے کے لئے پورے طور سے
کفایت کرنے کا ملکہ رکھتی ہے دنیا کے جسقدر خراب افعال ہین اونمین اس خودی
کا ایک بڑا بھاری جزو شامل دیکھا گیا اگر خودی کو انسانی طبیعتون پر موثر ہونے
مقناطیسی قوت حاصل نہوتی تو ممکن نہ تھا کہ انسانکے ہاتھون سے وہ فعل سرزد
ہوسکتے جو لغات مین اپنے معنے کو دل پسند الفاظ کے حروف مین لکھے جانے
سے باز رکھہ رہے ہین اور جن کا نام مہذب زبانون پر بھی نفرت کے ساتھہ
اتا ہے جو لوگ آجتک کسی خراب فعل کے سبب سے اپنے نام کو بدنامی
کے ساتھہ لیجانے کے درپے ہوئے ہین اون کی خو بو پر خودی ہی کا زیادہ اثر
پڑا کیا ہے انسان تو انسان ہی ہے فرشتہ تک اس خودی کی وجہہ سے
راندۂ درگاہ الٰہی ہو چکے ہین اور دنیا تو دنیا عدم مین بھی اونکو عزت کی جگہہ
ملنے نہین پائی"

خودی کو بدی کا جزو اعظم ثابت کرنے اور کل افعال قبیحہ کا مرجع و مادا سمجھنے کیواسطے آدمی کو عالی دماغی کی مطلق ضرورت نہین آدمی چاہیے جس عقل کا ہو اور جسقدر قوت ادراک اوسکے دماغ مین بہرے گئی ہو بخوبی سمجھہ سکتا ہی کہ اگر خودی کا لگا و نہوتا تو اشرف مخلوق احکام خداوند عالم آئین مذہب قوانین عادلانہ نصایح ہادیان دین کو بہلا کر ثواب کی راہون سے عذاب کے راستون پر نجاتے اور اپنی عقل و فہم کی آنکہون پر پٹی باندہ کر جہالت کے پہاڑون کی چوٹی پر نہ دوڑتے ہر شخص خوب جانتا ہی کہ چوری گناہ اور اوسکے واسطے احکام خدا و رسول اور قوانین حسروانی مین بڑی سے بڑی سزائین ہین ولیکن چوری کرنے والے ایک نہین مانتے اور اپنے ہی کئے جاتے ہین اسکا سبب اور کچہہ نہین صرف خودی ہے۔ اگرچہ اس موقع پر یہہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ چوری کرنے مین خودی کو اشتراک کی کونسی بات ہے۔ مگر یہہ اعتراض صحیح نہین ہو سکتا ہے کیونکہ اس سے کوئی انکار نہین کر سکتا کہ چور چوری کو برا نہ سمجہتے ہون اور قوانین سرکاری کے داب و رعب کے قائل نہون مال چراتے وقت صاحب خانہ کی قوت سے افشائے راز ہونے پر سزا بہگتنے کا خوف دلمین نہو ولیکن اونمین خودی کا وہ زبردست مادہ ہے کہ اونکی نظر و نمین یہہ سب اندیشہ اور وسوسہ عارضی و فرضی معلوم ہوتی ہین اور سمجہتے ہین کہ اونکی چالاکی کل مصائب سے بچا کر انہین کامیاب و بامراد کر دیگی یہہ خودی ہی کی جرئت تھی کہ وہ کسی کے گہر موسنے اور احکام پاک پروردگار عالم سے نہ ڈرنے قانون شاہی کا خوف نہ کرنے پر مستعد ہوئے اور چوری سے نفع اور نقصان اوٹہا کر شدہ چور کہلائے۔

یہی مثال ہر قسم کے افعال پر اپنا اثر پہیلا سنے پر حاوی ہو سکتی ہے اور سمیع خدا بھی
ناظرین کرنے کا ہر پہلو دکھا رہی ہے جس نگاہ کو تواریخ اور واقعات گذشتہ
کی سیر کرنیکا موقع ملا ہے اوس نے خودیکی بافر نتایج کو بخوبی سمجہا ہے :
اگر خودی نہوتی تو ابلیس حضرت آدم علیہ السلام کے سجدہ نکرنے اور
پاک پروردگار عالم کا حکم نماننے سے آج لاحول کا مستحق اور لعن وطعن کا
سزاوار ہی نہوتا بلکہ فرشتوںمین افضل گنا جاتا۔ اگر راون مین خودیکا جوش
نہوتا ممکن نتہا کہ اسکے ہاتھہ سے وہ افعال سرزد ہوتے جنکے سبب سے
اوسکا سارا خاندان تباہ اور وہ ملعون خلق اللہ ہوا اسی طرح کنس جسکی ظلم و
بدعتون کے قصے مشہور ہین۔ اسی خودی کیوجہ سے ایک آن مین جان سے مارا
گیا۔ اور ایسا ہی فرعون جسکے عروج کے افسانہ طشت از بام ہین اسی خودی
کے بدولت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد نبوت مین دریائے نیل کی نذر
ہوا یہی خودی جسکی وجہہ سے مغز نمرود خوراک پشۂ ناچیز ہوکر حکومت کہو بیٹھا
اور یہی خودی تہی جسکی سبب سے یزید ایسا بادشاہ تخت حکومت کہو کر زندگی
سے ہاتہہ دہو بیٹھا اسیطرح کے ہزارون واقعات ہین جو خودی کے نتائج
مین درج پائینگے اور جو انسان کی عبرت کیواسطے وہ کام کر رہے ہین جو انہین
کا حصہ سمجے گئے ہین۔ اگر انسان کی طبیعت خودی کا اثر قبول کرنے سے متنفر
رہے تو ممکن نہین کہ اُسکی خوارق بدی کیطرف بہولے سے بہی اُٹھا سکین
یا دنیا مین بُرائیون کے نام کا کوئی حرف بھی نظر آسکے :
عام افعال قبیحہ کے ذکر مین اونکے الفاظ تضاد کو عمدہ ہی پایا گیا ہے :

مثلاً بدی کی ضد نیکی ہے بے عقلی کی ضد عقل "بے انصافی" کی ضد - انصاف علی ہذا - ولیکن خودی کی بات دنیا سے نرالی ہے اسکا لفظ تضاد اِس مصرع کی مصداق ہو سکتا ہے

	نادان جو ہو منقلب تو نادان ہی رہے	

خودی کے لفظ تضاد پر جو غور کر لیا جائے تو "بے عقلی" "بے امنی" بے ایمانی وغیرہ کی طرح لفظ بے کو خودی کے ساتھہ شامل کر دیا جائے تو خودی کی بدقسمتی سے لفظا بیخودی نکلا جسکے معانی بہی افعال قبیحہ کے معنے مین شامل پائے گئے پس اِس موقع پر ہر شخص خیال کر سکتا ہے کہ جس چیز کے دونون پہلو خراب اور رو و پشت بدنام و بہون سے بدنما ہون اوسکے نتایج کیسے خراب ہونگے اگر کوئی پوچھے تو کہا جا سکتا ہے کہ اگر طبیعتون سے صرف خودی کا اثر جاتا رہے تو اہل دنیا عذابون سے پاک و صاف ہو کر فرشتون سے افضل ہو جائین اور دنیا کارخانہ افعال قبیحہ نہ رہے -

اور نیک ہین وہی لوگ جو اپنی قوت اختیار کو خوش لیاقتی کے ساتھہ حفاظت کرتے ہین

طاقت خود اختیاری کی حفاظت خوش لیاقتی پر موقوف ہے

قوت ہے اختیار کی گر اختیار ہین		نام خزان کا خوف نہو پر بہار ہین

جس شخص کو دولت خود اختیاری کا جایزہ عطا کیا جاتا ہے اوسکو بڑی ہوشیاری مستقل مزاجی و راستبازی سے اوسکی حفاظت کرنا پڑتی ہے - اگر وہ اس دولت عظمی کو بیجا نمایش مین صرف کریگا - یا بخیل بنکر اوس دولت کو گنج قارون تصور کریگا - یا فضول خرچی کو ہوا خواہی مین اوسکی تباہی و معدومی کا باعث ہو جاویگا -

تو سمجھہ لینا چاہئے کہ وہی دولت خوداختیاری دوسریکے قبضۂ اقتدار مین اگراوسی بے اختیار بنادی گی اوراوسکی بدنظمی وبدلیاقتی کا نشان روئ زمین پرگاڑیگی جسطرح طاقت خوداختیاریکا حاصل کرنا ایک مشکل کام ہے اوسیطرح اس طاقت خوداختیاری کے عمل مین لانیکی لیاقت حاصل کرنیمین بھی بڑی محنت وتکلیف برداشت کرنا پڑتی ہے ؛

حکومت کا ملنا ہی مشکل اگر ہے	مگر کام بھی اوسکا دشوار تر ہے

اب یہہ امر ظاہر ہوسکتا ہی کہ جب ایک اوسط درجے کا کام بغیر محنت کثیر و قوت خیالی اچھی طرح انجام نہین ہوسکتا تو پھر ایک مشکل کام کی سپردگی - (جسکی عاقبت دار کی بحیثیت ایک خوداختیار شخص کے متعلق ہو) کہانتک لیاقت ذاتی و قوت انتظامیہ کی محتاج نہین -

کام بے محنت کے ہوتا ہی نہین	ہے کنوان اندہا جو سوتا ہی نہین

جن دانایان روزگار نے زمانیکے نشیب وفراز پر غور کلی فرمایا ہے اور جنکا بیش بہا وقت انجام کاروبار اہم مین صرف ہوا ہے وہ اس امر کو خوب سمجھہ سکتے ہونگے کہ قوت انتظامیہ کو کن کن وسایل سے وسعت وپختگی حاصل ہوسکتی ہے -

بعض نے کچھہ دقت اوٹھائی اسنے کچھہ پایا مزہ	وقت کے بیکار جانے سے نہ ہاتھہ آیا مزہ

لسانان کو لازم ہے کہ اپنے اختیار کو حد مقررہ سے گھٹنے بڑہنے نہ دے کیونکہ یہہ سب سے پہلا اصول طاقت خوداختیاری کے برقرار رکھنے کا عقلا کے نزدیک دریافت ہوچکا ہے ؛

جو شخص اپنی حدِ اختیار سے قدم باہر نہین بڑہا سکتا ہے وہی ہمیشہ دشمنون اور رہزنون کی خوفناک اور دل شکن کرتوتون کے نتیجون سے محفوظ رہ سکتا ہی

اپنی حد پر ہے جو قایم اوسکا قایم ہی وقار		شاخ جو حد سی بڑہے اوسپر تبر کرتا ہی وار	

مگر جو شخص طاقت خود اختیاری کو بیجا طور پر استعمال یا عمل لانا اپنے حوصلہ مندی کی دلیل سمجہتا ہے اوسکے دشمنونکی تعداد روز بروز بڑہتی جاتی ہے اور وہی لوگ اوس شخص با اختیار کو بے اختیار بنانے کیلئے تہہ دل سے آمادہ ہو جاتے ہین اور آخر کو ایک روز اپنی ارادے مین کامیاب ہی ہو جاتے ہین۔

ہو جو تعداد دشمنان کثیر		ایک بیچارہ کیا کرے تدبیر	

دیکہو جس طرح طاقت خود اختیاری کی دولت انسان کو امیر اور نامور بنا دیتی ہے اسی طرح وہی دولت اگر بیجا طور سے صرف کیجائے تو اوسی شخص کو محتاج انام و ذلیل عوام ثابت کر دیتی ہے۔ اکثرون کا قول ہے کہ افسری کا کام نہایت ہی آسان ہی کیونکہ بہت سے مددگار ہر وقت دست بستہ سامنے کہڑے رہتے ہین اور اونکی اطاعت و بندگی افسری کے برقرار رہنے کی ایک اچہی اور مستحکم سبیل ہی۔ مگر عقلا کے نزدیک افسری کا کام نہایت دشوار ثابت ہو چکا ہی اور کہا گیا ہے کہ یہہ وہ کام ہے جو بڑے لایق ہی لوگونسے اچہی طرح انجام پذیر ہو سکتا

نہین بازیچہ طفلان حکومت کا سبق پڑہنا		مگر قانون شریعت کا ہی دل سی ہر ورق پڑہنا	

اگرچہ افسر کی مدد کے لئے اوسکے ماتحتین کی جماعت اوسکی حکومت کی ایک پہولی پہلی شاخ معلوم ہوتی ہے مگر خیال کر لیا جا سکتا ہے کہ وہ درخت وہی مضبوط کہلاتا ہے

جسکی جڑ مضبوط ہوتی ہے یعنے افسر لایق منقعت مزاج متحمل۔ عادی محنت ہوسکتا ہے وہی اپنے ماتحتین کو بھی لایق اور محنتی بنا سکتا ہے ۔

شانِ آفاق ہے حاکم کا وقار ॥ تابع حکم ہین فرمان بردار

افسر کو ہر روز مختلف قسم کے خیالات سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے اور ہمیشہ ہر ایک کی طبیعت کے موافق تقسیم خدمات کی فکر دامنگیر حال ہوتی ہے اور نیز اوسکو سب سے بڑی فکر یہہ رہا کرتی ہے کہ مین جسکی طرف سے جس کام کے انجام دہی کے لئے ذمہ دار بنایا گیا ہون اوسکو کسی نہ کسی طرح ضرور رضامند و خوشنود رکھون تاکہ وہ طاقت خود اختیاری کسی بدانتظامی و نالیاقتی کیوجہ سے میرے قبضہ سے نکلنے نہ پائے اختیار کے قانون کا پڑہ لیناہی اصول افسری کے لئے زیادہ مفید نہین ہوسکتا ہے بلکہ اوسکو ہر وقت ہر آن یاد رکہنا اور اون پر عمل آور ہونا زیادہ تر واجبات سے ہوتا ہے۔ اکثر دیکھا سنا گیا ہے کہ مختلف قسم کی مشکلات سے بعض افسرون کو سابقہ پڑ گیا ہے۔ اور ایسی پیچیدگیان پیش آئی ہین جنکا سمجہنا ایک معمولی لیاقت کے آدمی کے امکان سے باہر تھا۔ مگر اونہین سے جن لوگون مین تحمل اور غور و فکر کا مادہ زیادہ موجود تھا وہ اپنی طاقت انتظامیہ کی مدد سے مشکلات پیش شدہ کے حل کرنے مین گوئے سبقت لے گئے بلکہ جس انتظام سے ہمیشہ کیلئے آیندہ پیچیدگیون سے بھی محفوظ ہو گئے

تحمل غور کا دیتا ہے موقع ॥ صفائی کا دکھا دیتا ہے موقع

غرضکہ ایک افسر کا دماغ مختلف قسم کی فکر و لحاظ کا ذخیرہ بنا رہتا ہے اور اوسکو ہر وقت مختلف طبایع کے خیالات پر غور کرنا پڑتا ہے اور خاصکر اِس بات کی ایک

ایک ذکر کرنا پڑی کہ جو ذمہ داری میرے سپرد کی گئی ہے اوس مین کسی قسم خرابی تو عاید نہین ہو سکتی ہے - یا اوس اختیار کی وجہہ سے جسکے ذریعہ سے مجھے مختلف طبیعتون کے لوگون سے کام لینا ہے عام نارضامندی کا باعث تو نہین ہے

افسر و ن کیے دل سی پوچھو کیا تمہارا کام ہے	ذکر کیا ہی پیش کیا گیا کا ربیع وشام ہے

اختیار وہ صفت ہی جو انسان کو مختلف خیالات کی جماعت کا حاکم بنا دیتی ہی اور اوس اختیاری کا نقشہ دکہا دیتی ہی چنانچہ بادشاہ وقت کی یہی کیفیت ہوسکتی کہ وہ بڑی ذمہ داری کا کام حاکم دین و دنیا کے حکم سے کرنے پر آمادہ کیا گیا ہے اور ہر طبقے دملت کے لوگ اوسکے قانون کے تابع بنا دیئے جاتے ہین ؛؛

اب غور کرنا چاہئے کہ افسری - سرداری - جہانداری ان سب کاموں مین کسقدر طاقت خود اختیاری سے کام لینے کی ضرورت پڑا کرتی ہے - یہہ کام کیسا نازک اور مشکل امر ہے ایسے کامون کے انجام دہی کے لئے ایک اعلی درجہ کی متحمل و مستقل طبعیت درکار ہوتی ہی چونکہ طاقت انتظامیہ کی عملی کارروائی دیکہانیکے لئے سب سے پہلی ضرورت تحمل و مستقل مزاجی کی موجودگی ہے - اگر یہی صفتین انسان مین نہونگی تو ایک ایسے مشکل اور دقیق کام کی سپردگی طاقت خود اختیاری کو خاک مین ملانے والی اور خدمات مفوضہ کو بدنامی کی آمیزش سے بدنام کرنے والی ضرور مشہور ہو جائیگی -؛

عام طور پر بے اختیار لوگ فریاد کیا کرتے ہین کہ بے اختیاری و فرمانبرداری کا کام نہایت تکلیف دہ ہی - اسمین سوائے مصیبت اور بے لطفی کسی قسم کی آزادی و آسودہ حالی نہین ہر وقت حاکم کی مزاج شناسی کی فکر رہا کرتی ہے - ہر دم خوف

عتاب گلیجے کو پائش باش رکہتا ہی - مگر اون مین سے جو لوگ مال اندیش اور دولت خود اختیاری کے متلاشی ہوتے ہین وہی لوگ فرمان برداری کا کام (جو بدلے اختیاری مین داخل کیا گیا ہی) اس خوبی وخوش اسلوبی سے انجام دیتے ہین کہ آخرش وہی حسن خدمات کے صلہ مین افسر بنا دیے جاتے ہین - اس مثال اور عملدرآمد سے بخوبی ثابت ہوسکتا ہی کہ ایک بے اختیار شخص اپنی بے اختیاری کی بخوبی داد دلیسکتا ہے اور نظر انصاف سے ہمیشہ اوسکے حقوق کی حفاظت اپنی اوپر فرض سمجھتا ہے - تجربہ ایک ایسی چیز ہے جو مختلف پیرایون مین انسان کی مدد کیلئے ہروقت تیار رہتا ہے - مگر تجربہ سے انسان اسوقت تک مستفید نہین ہوسکتا جب تک خود اوسکو مختلف اقسام کے کامون اور انتظامون وتنظیمون سے سابقہ نہ پڑا ہو - کسی کام کا صرف اصول ہی دریافت کرلینا اور نرا اوسکو ایک ابتدائی خیالی تجربہ سمجھہ لینا دانشمندی کا ایک پختہ اصول قرار نہین دیا جا سکتا کیونکہ فقط انسان کا ذاتی خیال اکثر اوسی کو مغالطے مین ڈال دیتا ہے اور انتشار کیوقت طبیعت کو امتیاز نیک وبد سے معذور کردیتا ہے جسکا نتیجہ اصول تجربہ کاری کے بالکل خلاف کہا جا سکتا ہے :؛

انسان کو لازم ہوتا ہے کہ اپنے کام کو اس طریقہ سے انجام دے جو اوسکے لیئے موزون وناسب ہو - کام کی وقعت کے موافق اوسکے انجام کا انتظام واجبات وفرائضات انسانی سے ہے - بہرکیف اپنی اختیار کو اوس حد تک اوسکی وسعت اسکے اختیار کی محافظت کا اقرار کرتی ہی یا جہان تک اوسکی خوش انتظامی اوسکی قوت کی مددگار رہے - جو شخص دولت خود اختیار کی قدر کرتا ہی

وہی اسکے صرف کرنے کے طریقے خودہی پہچان لے سکتا ہی۔ صفت اعتدال الفاظ کی
وزیادتی کا وہ درمیانی جز ہے جو ہمیشہ نقصان وتکلیف سے محفوظ رہتا ہے۔
جس نے اپنے اختیارات کو اعتدال کے ساتھہ وسعت دی ہے اور جس نے طاقت
خوداختیاری کو ضعف خودسری کی ہوا سے دور رکہا ہے وہ ہمیشہ اپنے ارادون
مین کامیاب رہاہے اور ہمیشہ اوسکے دشمن اوسکے مقابلہ سے عاجز رہے ہین

فی الحقیقت طاقت خوداختیاری ہے وہ چیز	جسکو مرد نیک خو دل سی سمجہتا ہی عزیز
قوت خوداختیاری پر جو اترایا بشر	ہے حقیقت مین وہ مرد بے شعور بی تمیز

دولت مندی وملک داری

جہانداری اور دولتمندی فی نفسہ کوئی بری چیز نہین ہوسکتی ہے اگر موافق حق ہو
چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام انبیائن مین اور خلفاء راشدہ مین حضرت
عثمان رضی اللہ تعالی عنہ اور اولیاؤن مین خواجہ عبداللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ
تخریستہ مین ائمہ مین شرفائے مکہ معظمہ مالک اور آسودہ تہے۔ جتنی برائی اوسمین
خیال کی جاسکتی ہے وہ اونہین مفاسد کے ہوسکتی ہے جو قہر اور ظلم تمتع لذت
اتباع شہوات سے پیدا ہوستے ہین یا طمع۔ کینہ۔ حسد۔ بغض۔ محبت جاہ و
مال سے ظاہر ہوتے ہین۔ درآنحالیکہ سلطنت وریاست آن آفتون سے پاک
وصاف ہو تو پہر غنا اور ملک داری خداپرستی اور دینداری ہوجاتی ہی جیسے سلطنت
بعض انبیاء کی پہر اون کے بعد خلفاء کی پہر اہل علم اور صلاح کی اور ساری خلق پر
اونکی اطاعت واجب ہوتی ہے بدلیل قول حق سبحانہ تعالی اَطِیعُوا اللّٰہَ

واطیعوا الرسول واولی الامر منکم مراد اولی الامر سے امراء سلاطین و
ملوک ہین بعض کے نزدیک علماء بہی داخل ہین اون دونون قولون کے سوا
کوئی تیسرا قول اس آیت شریف کے معنے مین اہل علم نے نہین لکہا ہے - اور نہ
جو شارع علیہ السلام نے مذمت ملک و ملوک کی بیان فرمائی ہے یہان تک کہ جس نے
دنیا مین درمیان دو آدمیون کے حکمرانی کی ہوگی اوسکو بہی مشکین باندہکر پاک
پروردگار عالم کے روبرو لاوینگے اس قسم کی حدیثین جو وارد ہین مراد اون سے
وہی حکمران ہین جو دین پر قایم نہین اور عدل و انصاف نہین کرتے حمایت قوم
و تعصب مذہب و رعایت قرابت کیا کرتے ہین یگانہ سے ہر بات ہر قصور پر درگذر ہے
اور بیگانہ سے ہر ذرہ پر رنجش و گرفت ہوتی ہے جیسا کہ ملوک و رؤسائے بنی اسرائیل
اسی طرح ہلاک ہوگئے کہ اقامت حدود کو اونہون نے ترک کردیا تہا سزا کو اشراف
سے بالکل اوٹہا دیا غریبون پر جاری رکہا انصاف چہوڑ دیا جب کوئی ضعیف
آدمی زنا کرتا تہا اوس پر حد جاری ہوتی تہی اگر قوی زنا کرتا تو اوسکو چہوڑ دیتے
آخر ہلاک ہوگئے خلق مین فساد پڑگیا - حالانکہ پاک پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا ہے
لَن تَنفَعَکُم اَرحَامُکُم وَلَآ اَولَادُکُم - یعنے تمہاری رشتہ داری تمہاری اولاد تم
کو کچہہ فائدہ نہین دیگی تمہاری کام نہ آویگی سو مراد اس سے باطل طرف داری
ہی ہوسکتی ہے جو بسبب رشتہ داری کے برتی جاتی ہے جسکا کچہہ نفع آخرت مین
نہین بلکہ دنیا مین ظلم آخرت مین ظلمت ہوتا ہے ایسے ہی لوگون کا دین دوسرون
کی دنیا کے پیچہے برباد ہوجاتا ہے حق قرابت صلہ رحم وہین تک ٹہیک ہوسکتا
ہے جتنا حکم شارع علیہ السلام نے فرمایا ہے بلکہ انصاف یہہ ہے کہ اپنے جان پر

بھی بموجب شرع کے عدل کرے اولاد در رشتہ دار کس گنتی و شمار مین خیال کئے
جا سکتے ہین جب یہ امر انسے نہین ہو سکتا ہے تو اسی لیئے سخت وعید جزائے
شدید انکے حقمین وارد ہے انکا جرم دوسرون کی نسبت دگنا ہوتا ہے ورنہ
جسکی نیت اچھی اور جسکا عمل صالح ہوتا ہے وہ اگر سارے جہانکی بادشاہی کری
یا طالب ملک ہو تو کچھہ بھی برائی نہین خیال کیجا سکتی ہے حضرت **سلیمان** علیہ السلام
نے کہا تھا رب اغفرلی وھب لی ملکا لاینبغی لاحد من بعدی۔ اور حضرت **یوسف** علیہ السلام
نے بھی کہا تھا قال اجعلنی علی خزاین الارض انی حفیظ علیم یہہ سلیئے فرمایا کہ انکو اپنی
جان پر بھروسا تھا کہ یہ حالت ملکداری عہدۂ خزانچی گری مین کوئی امر باطل نکرینگی ہر
معاملہ مین انصاف فرماینگے نہ کسی یگانیکی رعایت ہوگی نہ کسی بیگانہ سی نفرت کا نگی
کا تلا ہوا انصاف ہوگا۔ قوی ضعیف برابر رکھا جائیگا کوئی مستثنیٰ نہو گا چنانچہ ایسا ہی ہوا
جو واقعات حضرت **داؤد علیہ السلام** کے عہد مین حضرت **سلیمان** علیہ السلام
کی کم عمری کی حالت مین پیش ہوئے اونمین سے دو تین واقعات ہدیہ ناظرین ہین۔

حکایت

ایک روز دو دہقانی محکمۂ داؤدی مین حاضر ہوئے ایک **املیا** صاحب کشت یا باغ
دوسرا **یوحنا** مالک غنم سو **املیا** نے کہا اے خلیفہ **یوحنا** میرا پڑوسی رات کے وقت
بکریان چراتا تھا وہ بکریان میرے کھیت مین پڑگیئن اور کھیت کھا گیئن حضرت داؤد
علیہ السلام نے **یوحنا** سے جواب پوچھا اوس نے عرض کیا درست ہے حضرت
داؤد نے ارشاد کیا کہ علے بکریون کی قیمت مشخص کرو چنانچہ وقت تشخیص بقدر

قیمت بکریون کے نقصان قرار پایا اوس پر حضرت نے حکم دیا کہ یوحنا بکریان ایلیا کو سپرد کرے یوحنا نے محکمہ سے نکل کر یہ ماجرا بیان کیا حضرت سلیمان نے فرمایا کہ اگر حکم دینا میرے اختیار مین ہوتا تو مین ایسا حکم دیتا جو دونون کے حقمین بہتر ہوتا خواہ یہ فرمایا کہ حکم ایسے مقدمہ مین خلاف اِس تجویز کے مناسب تھا حضرت داؤد نے یہ بات سُنکر حضرت سلیمان کو طلب کر کے ارشاد کیا کہ جو کچھہ حکم فریقین کے حقمین بہتر ہو ظاہر کیا جائے حضرت سلیمان نے کہا کہ بکریان ایلیا صاحب کشت کو دیجا دین کہ اوسکی اولاد و سکے دوود اور پشم سے بہرہ مند ہوئے اور کہیت یوحنا کے سپرد کیا جائے کہ وہ خدمت کر کے حالت اصلیہ پر کر دیوے تب ایلیا اپنا کہیت یوحنا سے لے لیوے اور یوحنا اپنے بکریان لے وے۔ چنانچہ یہہ حکم سُنکر داؤد علیہ السلام خوش اور فریقین رضامند ہوے اور داؤد علیہ السلام نے اسیطرح پر حکم صادر فرمایا۔

حکایت

دو عورتین تہین اونکے ساتھ اونکے دو بیٹے تھے بہیڑیا آیا ایک عورت کے بیٹے کو اوٹھا لیگیا تو وہ عورت اپنی ساتھی عورت سے کہنے لگی کہ تیرے بیٹے کو بہیڑیا لے گیا۔ دوسری نے کہا تیرا بیٹا لے گیا دونون حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس فیصلے کو آئین حضرت داؤد نے بڑی عورت کو وہ لڑکا دلوایا وہ دونون حضرت سلیمان ابن داؤد کے پاس آئین اور انسے یہ حال کہا حضرت سلیمان نے کہا ایک چہری لاؤ تو مین لڑکے کو آدہا کر دون تب چہوٹی عورت نے عرض کیا

ایسا نہین یہ بیٹا بڑی عورت کا ہے اور اب مین وعیدار نہین ہون اسکو دیجے
یہی پرورش کریگی اور بڑی عورت چھری سے کاٹنے پر راضی تہی حضرت سلیمان نے
اس چہوٹی عورتکی شفقت سے دریافت فرمالیا کہ یہ لڑکا اسی کا ہے سو اسی کو دلوادیا۔
نکتہ جب گواہ نہون تو حاکم اپنے قراین وقیاس پر عمل کرسکتا ہے۔

حکایت

ایک روز حضرت سلیمان علیہ السلام کی غیبت مین ایک عورت ضعیفہ حضرت داؤد
علیہ السلام کے پاس ہوا پر دادخواہ آئی اس نے کہا کہ اے خلیفہ مین عیالدار ہون
تہوڑا آٹا جو کا سر پر لئے جاتی تہی ہوا نے برباد کردیا میری اولاد فاقے سے مری
جاتی ہے میرے حقمین فیصلہ حق فرمائے حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا میرا حکم ہوا
پر جاری نہین ہی مگر آٹا میرے گہر سے لیجا سوائس ضعیفہ نے آٹا لیا اور دعا دیکر اپنے گہر
چلی راہ مین حضرت سلیمان علیہ السلام ملے اُنہون نے پوچہا تو کہان آئی تہی نالشی
یا محتاج اُسنے کہا دادخواہ ہون اور اپنا ماجرا مفصل بیان کیا حضرت سلیمان علیہ السلام نے
فرمایا تو خلیفہ خدا کے پاس پہر حاضر ہوکر دادخواہ ہو اور کہہ کہ مین محتاج نہین ہون
انصاف چاہتی ہون چنانچہ وہ ضعیفہ پہر محکمہ داؤدی مین آئی اور حضرت داؤد علیہ السلام سے
کہنے لگی کہ عطائے تو بلقائے تو مین انصاف چاہتی ہون حضرت داؤد علیہ السلام نے
فرمایا مین ہوا پر حاکم نہین ہون اور دس گونہ آٹا عنایت کیا بوڑہیا نہایت خوش ہوکر چلی
جب حضرت سلیمان علیہ السلام سے ملاقی ہوئی تو اُنہون نے پہر واپس کیا تب حضرت داؤد
علیہ السلام نے کہا تجہکو کون شخص بار بار پہیرتا ہے۔ اوس نے کہا سلیمان علیہ السلام اوسوقت

حضرت داؤدؑ نے حضرت سلیمانؑ کو طلب کرکے پوچھا کہ مجھکو ہوا پر کیا دست رس ہے جو اسکے حق مین حکم دون حضرت سلیمانؑ نے کہا یہ درست ہے لیکن آپکی دعا کو اثر ہے سو آپ دعا کیجئے کیونکہ مین نہین چاہتا کہ یہ عورت تمہارے عدل کی شکایت کرے آخر کار حضرت داؤدؑ نے دعا فرمائی اور حضرت سلیمانؑ نے آمین کہا دفعتہً اللہ پاک پروردگار عالم نے ہوا کو بصورت انسان بہیجا۔ تب اوس عورت نے اپنا دعوے پیش کیا ہوا اسنے کہا یا رسول اللہ مین نے بحکم خدا اوسکا آٹا لیا ہے حضرت داؤدؑ نے اسکی کیفیت پوچھی ہوا نے کہا کہ ایک کشتی دریا مین جاتی تہی اوسمین سوراخ ہوگیا اور مالک کشتی نے دعا مانگی کہ یا آلہی اگر اِس بلا سے نجات پاؤن تو مین کل مال اپنا فقیرون کو دے ڈالون۔ لہذا ارشاد ہوا تو مین نے اس بوڑہیا کا آٹا لیکر سوراخ کشتی مین بہر دیا تب وہ کشتی غرق سے محفوظ رہی اوسی وقت حضرت داؤد علیہ السلام نے مالک کشتی کو طلب کرکے نصف مال فقیرون کو دلوایا اور نصف باقی بوڑہیا کو پہر اِس ضعیفہ سے استفسار فرمایا کہ تو نے ایسا کون کام کیا ہے جس سے خدا تعالی نے تجہکو اسقدر عوض دنیا مین دیا اوس نے کہا مجھکو معلوم نہین مگر یاد آتا ہے کہ ایک روز کوئی فقیر میرے دروازے پر آیا اوس نے کہا کہ مین دور سے آتا ہون اور بہت بہوکہا ہون میرے پاس ایک روٹی تہی مین نے اسکو کہلائی مگر اوس نے کہا مین سیر نہین ہوا تب مین نے کہا اے فقیر تو ٹہر جا تو مین تیرے لیئے آٹا پیس کر روٹی پکاؤن سو وہی آٹا لیئے آتی تہی ہوا نے برباد کر دیا اسوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ مال اسی کے عوض ملا ہے اور بروز قیامت دس حصے اور ملے گا۔

حکایت

حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد مین ایک قاضی تہا ایک دن ایک عورت حسینہ بدعوے
مال نقد کسی پر دعویدار ہوئی قاضی اس عورت پر عاشق ہو گیا اور پیغام نکاح پیش کیا اسنے
انکار کی تب قاضی سے نے حرام کرنا چاہا اسنے کہا مین حرام کار نہین ہون ناچار انصاف
قاضی سے ناامید ہو کر صاحب شرطہ پاس نالشی ہوئی وہ بھی مفتون ہوا وہان سے
دل شکستہ ہو کر صاحب شوق کے دربار مین ملتجی ہوئی وہ بھی فریفتہ ہو گیا ناچار خلیفہ وقت
کے حاجب سے رجوع لائی اُسنے بلا تامل پیغام زنا بہیجا تب وہ عفیفہ خاموش ہو کر دعوی
سے دست کش ہوئی جب ان حاکمون نے دیکھا کہ ایسی پری شیشہ مین آکر ہاتھ سے
نکلی جاتی ہے اور شیشۂ دل چور چور ہے اسکو کسی طور سے پہانسنا چاہیئے تب بزور
گواہان لیباسی حضرت داؤدؑ کے حضور مین بیان کیا کہ یہ عورت ایک کتے پاس رہتی
ہے حضرت داؤدؑ نے مطابق توریت رجم کا فرمان جاری کیا یہ خبر حضرت سلیمانؑ
کو پہونچی آنجناب نے باہر نکل کر اجراے حکم کو ملتوی کیا اور کئی لڑکے ہم عمر بلا ے
اُنمین سے ایک کو عورت قرار دیکر چار گواہ کیا اُن چارون نے گواہی دی کہ یہ عورت
ایک کتے کے پاس رہتی ہے پہر ادن چارون کو الگ الگ بہٹلایا اسطرح کہ ایک
دوسرے کی آواز نہ سُنے اور ایک سے پوچھا کتے کا رنگ کیسا تھا اُسنے کہا سیاہ
دوسرے سے دریافت کیا وہ بولا سُرخ اسی طرح تیسرے نے کہا زرد چوتھے نے کہا
ابلق تب کہا کہ تم بڑے جھوٹے ہو تمھاری گواہی پر ایک عفیفہ صالحہ کو حد نہ مارونگا
بعد ازان اور لڑکون سے کہا کہ ان گواہون کو قتل کرو یہ خبر تیامہا حضرت داؤد علیہ السلام

کو پہونچی تب حضرت داؤدؑ نے اوس مقدمہ کے گواہون کو طلب کیا اور ہر ایک کو
علیحدہ علیحدہ بہلاکر سوال کیا ان سب نے کتے کا رنگ مختلف بیان کیا لہذا گواہون
نے سزا پائی اور عورت نے خلاصی ۔

فائدہ معالم مین محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے کہ لشکر حضرت سلیمان علیہ السلام
سو فرسخ مین پڑتا تھا پچیس ۲۵ مین انسان اور پچیس ۲۵ مین حیوان دواب اور پچیس مین جنات
اور پچیس ۲۵ مین وحش وطیور اور تین سو منکوحہ اور سات سو کنیز آنجناب کے تصرف مین
تہین اور سب کے لئے محل جدا جدا تھے اور سب محل شیشے کے بنے تھے اور سب محل
ایک تخت پر تھے اوس تخت کو ہوا لے پھرتی تھی اور تفسیر کشاف مین لکہا ہے کہ لشکر
حضرت سلیمان علیہ السلام دس ہزار فرسخ مین نزول فرماتا تھا اور دو فرسخ مین ریشم
کا فرش بچھایا جاتا تھا اسکے بیچ مین تخت رکہا جاتا تھا اور جملہ اکابر و اشراف کرسیون
پر بیٹھتے تھے اور ہوا اوسی بساط کو لے اوڑتی تھی ۔ اور معالم التنزیل مین
مقاتل ابن حیان سے روایت ہے کہ شیاطین نے حضرت سلیمانؑ کے واسطے
ایک فرش کارچوبی ریشم کا بنایا تھا دو فرسخ کا اوسکے درمیان منبر سونے کا رکہا
جاتا تھا اوسپر حضرت سلیمان علیہ السلام اجلاس فرماتے تھے اور تین ہزار کرسیان
طلائی و نقرئی بچھائی جاتی تہین طلائی پر اولاد پیغمبران علما و فضلاے دوران
اونکے گرد جن و شیاطین و عامہ انسان اور طایفہ طیور اپنے پرون سے اوس
مجلس پر سایہ کرتے تھے تاکہ حرارت آفتاب نہ پہونچے اور ہوا اوس بساط نشاط
کو اوٹھاتی صبح سے تا شام ایکماہہ راہ اور شام سے تا صبح اسیقدر طے کرتی تھی
سعید ابن جبیر سے روایت ہے کہ چھ سو کرسیان بچھائی جاتی تہین اوسپر انسان

وجنات بیٹھتے تھے اور طیور پردن سے سایہ ڈالتے تھے تب ہوا اٹھاتی تھی - اور
تفسیر جواہر مین ہے کہ داہنے طرف تخت کے دو لاکھ کرسیان اکابر انس اور بائین
جانب دو لاکھ کرسیان اشراف جن کی بچھائی جاتی تہین اور زمین ویسار پینتیس پینتیس منبر
رکھے جاتے تھے اونپر علماو فضلا واتقیا وصلحاے انس وجن بیٹھکر وعظ کرتے تھے اور
طیور اپنے پرون سے سایہ کرتے تھے اوس تخت کو ہوا لیکر چلتی تھی - اور سواری کا یہ
انتظام ہوتا تھا کہ باوصف شدت ہوا کسی کہیت کے درخت کو حرکت نہوتی تھی اور
گرد وغبار کا نشان نہوتا اور کسی بیچارہ ضعیف جانور کو بھی ضرر ونقصان نہ پہونچتا تھا
اس شوکت وحشمت کا اشارہ سورہ نمل مین ہے - وقال ایھا الناس علمنا
منطق الطیر واوتینا من کل شیئ ان ھذا لھو الفضل المبین - یعنی حضرت
سلیمانؑ نے کہا اے لوگو ہمکو سکھائی ہے بولی اوڑتے جانورون کی اور عطا کیا
ہمکو ہر چیز مین بیشک وشبہہ یہی ہے بڑائی صریح یعنے جو چیزین دنیا مین درکار
ہین جسکی انسان کو ضرورت ہے سب عنایت فرمائین -

اور جزیرۃ الملوک مین لکھا ہے کہ دیوون نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے
واسطے پتھر کی دیگین تراشین تھین کہ ہر ایک مین دس اونٹ اوتر جاتے تھے اور
ہر روز ہزار دیگین پکتی تھین اور لشکر کے لوگ کہاتے تھے - اور قصص مین لکھا ہے
کہ اسی خروار نمک ہر روز باورچیخانہ مین صرف اور ہر روز لاکھ مرغ ذبح ہوتے
تھے لیکن حضرت سلیمانؑ اوسمین سے ایک لقمہ نہ کہاتے تھے بلکہ تمام روز روزہ
رکھتے اور زنبیل بنتی اور شام کے وقت اوسکو بیچتے اور دو روٹیان جو کی لیکر
گورستان مین کمتی اوٹھکر جاتے اور روزہ افطار فرماتے اس حال مین بھی جو

کوئی مسکین ملجاتا تو اوسکو بھی شریک فرما لیتے تھے۔

غرضکہ سب سے پہلے بادشاہ روئے زمین کے حضرت آدم ابو البشر ہوئے یہہ خدا کے خلیفہ اور دین کے سلطان تھے جب رحلت کر گئے تو اونکی اولاد دو طرح پر ہوگئی ایک دین مین قایم مقام ہوئے وہ حاکم اسلام رہے دوسرے بادشاہ بنی جتنے نبی رسولؑ آئے وہ سب سلطان دین تھے اونکی اطاعت اون لوگون پر فرض تھی جن کی طرف وہ بھیجے اوٹھائے گئے تھے پھر خواہ اوس امت نے اونکا کہنا مانا سُنا یا نمانا نہ سُنا۔

جتنے بادشاہ دنیا کے ہوئے اون سے دین نہ تہا بلکہ ہر خرابی دین کی اونہین کے ہاتھون سے ہوئی ان دونون طرح کے ملوک حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر تا خاتم رسلؑ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ ہوتے رہے جب اللہ پاک نے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا تو انکو دین و دنیا دونون کا حاکم گردانا اور دونون حالتون کا مالک بنایا۔ ادہر شریعت اور اودہر سیاست جمکی ان دونون وظایف کے ساتہہ جیسا قیام سردار عالم نے فرمایا سارے جہان مین کسی نے نہین کیا اور نہ کوئی کر سکیگا۔

یا صاحب الجمال و یا سید البشر	من وجھک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ	بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

جو فضائل اور کمالات سردار عالم صلعم کو بادشاہ علی الاطلاق نے جمیع مخلوقات ارضی اور سماوی سے برسالت و خاتمیت منتخب فرمایا اور اپنی خاص عنایتون سے مخصوص کیا اور جملہ صفات کمال اُس ذات بابرکات مین فراہم سکئے اور کمالات اپنے کا ایک نکتہ

بنا دیا تاکہ حاضر و غایب کو اطلاع ہو جاے کہ یہ پیغمبر محبوب اور مخصوص حضرت معبودی ہے اگرچہ اور پیغمبران اولوالعزمؑ کو فضایل و کرامات عطا کئے تہے مگر جدا جدا اب انکو ایک ذات مین جمع کرکے مجمع صفات کر دیا تو فضیلت اجتماع کی انفراد ہر جنس سے بخوبی ظاہر ہے کہان ہزار مکانون مین ہزار چراغ اور کہان ایک مکان مین ہزار چراغ - چنانچہ اسموقع پر ایک تضمین مندرجہ تصریح الاذکیا فی احوال الانبیا ہدیہ ناظرین ہے -

تضمین

تجہے اللہ نے بخشی ہین کمالات سبہی	صفوت آدم کی ملی معرفت شیث ملی	نوح کا شکر ملا خلت ابراہیمی	صوت داؤد فصاحت ہی ملی صالح کی
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
صبر ایوب تو ہارون کا تحمل پایا	شل اسحاق رضا عصمت حضرت یحیے	حکمت لوط عبادت ہوئی یونس کی عطا	مثل یعقوب بشارت ملی ورع یسع کی ہوا
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
تجہہ مین اوصاف پسندیدہ ہین بیحد و بیان	سب ہین یکجا متفرق تہی جو در پاس انکے	جنبش یوشع کا جہاد اور وقار الیاس	کیا فقط یہ ہی کہ ای بادشہ جن و بشر
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
کیا کہون تو نے جو پائے ہین عطا یا جلیل	سخن وقت موسی نعت اسمٰعیل	قرب ایسا کہ پہونچ سکتی نہین اسرافیل	الغرض لکہون مین کیا کیا ترے وصف جمیل
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
بیگمان رویت و جہہ جو حق ای شہ دین	اصطفا و قضا جو صفتین تجکو ملین	خاص ہین تیرے لئے کوئی شریک انکی نہین	پہر تجہ اور انکے دو صفون مین شرکت ہی نہین
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
جامعیت کی ملی تجہکو جو بیہیچ و کم	پہر سند ختم رسالت کی بفرمان قدر	مل گئی مہر نبوت سے مسجل ہوکر	بو قدسی کہ اب آ دونون جہان نے کہا
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
دلبری کا جو پرستان مین شہرہ ہو بجا	سنکے پریون کہو ہوی آپ سے الفت پیدا	عشق مین سامنے آیا جو خیالی نقشا	دیکہکر کہتے نگین صل علی صل علی

	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
جمع ہین تجہمین جو اوصاف کسی مین ہوئے	مشترک وصف تجہے صد چند بڑہی ورسے	ہنین تشبیہ حقیقت مین کسی سے ہی تجہے	پر کہا کرتی ہین سمجہانے سمجہنے کیلئے
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	
کہون کس سے کہ مین نے تیری مدحت کی ہے	صرف اپنی لئے تحصیل سعادت کی ہے	قل ودل ایک سخن پہ قناعت کی ہے	فقط اس بیت کی تضمین کی جرأت کی ہے
	حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری	

اور آنحضرت کے بعد جو آپکی راہ پر چلا ہے اوسکو خلیفہ رسول کہتے ہین چنانچہ بعد وفات سردار عالم و عالمیان کے جب حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کی گئی تو آنجناب کو خلیفہ رسول خدا صلعم کہتے ہین۔

فضیلت آنجناب یہ ہے کہ فرمایا سردار عالم نے کہ آفتاب نے طلوع و غروب نہین کیا بعد انبیاء و مرسلین کے کسی پر جو بہتر ہو ابوبکر سے۔

اور جابر ابن عبداللہ سے روایت ہے کہ مین ایک دن در دولت رسول مقبول پر باجماعہ مہاجرین و انصار حاضر تھا اور باہم تذکرہ بزرگی و فضیلت کر رہے تھے آنحضرت صلعم تشریف لائے اور فرمایا کس شغل مین ہو مین نے عرض کیا کہ فضایل لوگون کے بیان کرتے ہین فرمایا کہ اگر یہہ مذکور ہے تو خبردار ابوبکر پر کسی کو تفضیل نہ دیجئے اسلئے کہ وہ تم سب سے افضل ہے دنیا و آخرت مین اور بڑی فضیلت جناب صدیق اکبر کو یہ ہے کہ اللہ تعالی نے جسطرح مقام دلجوئی و خاطرداری پیغمبر خدا مین فرمایا ہے ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ اسی طرح صدیق اکبر کے حق مین کیا ولسوف یرضیٰ یعنے یقین کہ راضی ہوگا صدیق اکبر خدا سے اور یہی اللہ جل ذکرہ نے حضرت صدیق کو اتقیٰ فرمایا ہے وسیجنبہا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی اور دوسری جگہہ فرمایا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقیکم پس مقتضاے

مجموع آیتون سے ثابت ہے کہ حضرت ابو بکر اکرم الناس ہون عند اللہ اور یہی معنی افضلیت کے ہین ٭

آپ بڑے مالدار تھے چنانچہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ کسی سلمان کا مال میرے حق مین نافع تر مال ابی بکر سے نہین ہوا آنحضرت صلی اللہ وسلم مال ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بے محابا و بلا تامل و تردد خرچ فرماتے تھے جیسا اپنا مال اور مال ابی بکر مین اور اپنے مال مین کچھہ امتیاز اور فرق نہ رکھتے تھے ٭

آپ کے ایام خلافت مین یمامہ مین مسلمہ کذاب پیمبری کا دعویدار ہوا تھا وہ سزا یاب ہوا اور قتل کیا گیا۔ اسود بن علیٰ نبوت کا جھوٹا دعویدار فیروز دیلمی سے کے ہاتھہ سے مارا گیا اور طلیحہ بن خویلد جو جھوٹا پیمبر بنا تھا اپنی سزا کو پہونچا۔ اور سجاع نام ایک عورت جو نبوت کی دعویدار ہوئی تھی تایب ہو کر مسلمان ہوئی۔ اور عرب کی بہت سی قومین جو سردار عالم سلطان الانبیا کے وفات کے بعد مرتد ہو گئی تہین دوبارہ بزور شمشیر مسلمان کی گئین۔

اور زمانہ خلافت انجناب مین حضرت عمر فاروق قاضی اور حضرت عثمان بن عفان اور زید بن ثابت کاتب اور عتاب بن اسد عامل مکہ معظمہ اور عثمان بن ابی العاص حاکم طایف اور مہاجرین ابی امیہ والی صنعا اور زیاد بن ولید مالک حضرموت اور بحرین مین جریر اور سواد عراق مین مثنی بن حارثہ اور ہشام بن ابو عبیدہ جراح و شرجیل اور زید بن ابی سفیان مگر یہ تینون صاحب خالد بن ولید کے تحت حکومت تھے کیونکہ وقت وفات حضرت صدیق اکبر خالد محاصرۂ دمشق مین مصروف تھے۔

الغرض دو برس تین مہینے مسند رای خلافت رہے آخر بامیگوین جمادی الثانی ۱۳ ہجری مین

وفات پائی سرور عالم آنحضرت صلعم کے روضہ منورہ مین مدفون ہوئے۔ سلہ ۱۳ھ
اور آپکے بعد امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کے عہد خلافت مہد مین
اسلام نے رونق پائی دین کی ترقی ظہور مین آئی فوج اسلام جدہر جاتی فتح نصرت استقبال
کو آتی چنانچہ چار ہزار چھتیس شہر باتوابع ولواحق فتح ہوئے ازانجملہ دمشق وحمص وبعلبک
سنہ ۱۴ ہجری مین بصلح فتح ہوئے اور بصرے وایلہ والطاکیہ وکوفہ واہواز وموصل
وطوس وتستر ومصر وآذربائیجان ونہاوند ودینور وہمدان وجرجان وحلب
واصفہان روم وشام وغیرہ دار السلطنت فتح ہوئے اور نو کڑور کافر مشرف
باسلام ہوئے چار ہزار کنیسہ منہدم ہوئے اور چالیس ہزار مسجدین بناہوین ایک
ہزار نوسو منبر خطبہ کے لیئے رکہے گئے عبادت حق کا سامان ہوا بیت المال کے لئے
انتظام فرمایا اور سنہ ہجری قرار داد ہوا۔ بہت بڑے ہوشیار دلاور پرزور بہادر
وصاحب رعب سخی عادل تھے آپ کی عدالت کا چرچا دور دور مشہور ومعروف ہے
عدالت کا درّہ ایجاد فرمایا مظلوم کا انصاف ظالم سے لیا آپ کے اخلاق حمیدہ
واوصاف پسندیدہ کے بیان سے کتابین بہری ہوئی ہین۔ اتقا یہان تک تہا کہ
یہ اپنے دست مزد سے کہانا کہاتے بیت المال کا روپیہ اپنے تصرف مین نہ لاتے
وہی فقیرانہ گودڑی پیوند کی ہوئی وہ بہی اپنے ہاتہ کی سی ہوئی پہنتے اپنے ذاتی
کام کے انجام کے لیئے کسیکو تکلیف ندیتے شجاعت وجوانمردی کا یہہ حال تہا
کہ اگر شیر دلیر روبرو آتا روباہ بن جاتا۔

عادت شریف جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ تھی کہ آپ تمام دن داددہی
اور فریادرسی مظلومون اور حاجت براری ہر حاجتمند ونکی فرماتے تہے اور سب

کام مالی ملکی آپ اپنے ذات خاص سے انجام کو پہونچاتے اور جب رات ہوتی تو
بذات خود تمام شہر کی گلی کوچون مین گشت فرمایا کرتے تھے کہ کسی کا دروازہ غفلتاً
کہلا نرہگیا ہو اور کسی کا جانور کہیل کے گم نہو جاے اور کوئی چوکیدار غافل
نہو اسکے سوا اور ہزارون کام پاک پروردگار عالم کی مخلوق کو آرام پہنچانیکے
لیے گشت فرماتے تھے چنانچہ ایک روز اہالیان مدینہ منورہ نے عرض کیا کہ یا
امیرالمومنین ع آپکے بعد پہر اسطرح کون حفاظت مخلوق الٰہی مین جانکاہی کرے گا
آپ اور سردارون و تابعدارون سے یہ کام کیون نہین لیتے کہ آپکو آرام اور
سردارون کو ہدایت و مخلوق کو راحت ہو آپ نے فرمایا کہ روز حساب مجہہ سے
بازپرس ہوگی یا اور کسی سے کیونکہ حاکم حقیقی کے آگے دُودہ پانی سے اور پانی
دُودہ سے جدا ہوگا اور میرے مقابلہ مین ایام خلافت کا سب معاملہ پیش ہوگا یہان
تک کہ ایک گائی کسی بڑہیا کی فریاد کریگی کہ یہ بڑہیا زور سے دُودہ دہوتی اور
مجہکو ایذا دیتی تہی باوجودیکہ دُودہ آسانی سے بہی نکل سکتا تھا اس پر مجہہ سے
بازپرس ہوگی کہ تو اس قدر غافل کیون تھا۔
آثار جناب فاروق اعظم کو یہ خبر پہونچی کہ بعض عامل کا طرز عمل رعایا کے نسبت
اچھا نہین اسپر آپ نے انکو طلب فرمایا جب وہ حاضر ہو چکے تو آپ نے بعد
حمد و ثنا کے ارشاد فرمایا کہ اے رعیت ہمارا حق تمپر یہ ہے کہ پیٹھ پیچھے خیرخواہی
کرو اور اچھی بات پر مددگار رہو اور اے عاملو رعیت کا تمپر حق ہے۔ پس
جان لو کہ جیسی نرمی امام کی اور اسکا حلم اللہ پاک پروردگار عالم کو پسند ہے
ویسا کوئی حلم محبوب اور عام نہین اسی طرح کوئی چیز اللہ پاک کے نزدیک امام کے

ظلم و جہل سے بڑی ہین اور یہہ بھی جان رکھو کہ جو شخص اپنے سامنے والون کو عافیت سے رکھتا ہے اسکو غایب لوگون کی طرف سے بہی عافیت اور آسایش پہونچتی ہے +

اور جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ابو موسی اشعری رضہ کے نام پر نامہ لکھا کہ بڑا نیک بخت وہ عملدار ہے جسکے طرز عمل سے رعیت نیک کردار ہو اور بڑا بدبخت وہ عملدار ہے جسکے طرز عمل سے رعایا ناہنجار ہو خبردار ہرگز فراخدلی نہ کرنا کہ تمہارے عمال بھی ایسا ہی کرینگے اور اُس وقت تمہاری مثال اُس چوپایہ کی ہوگی جو گہانس دیکہکر بہت سی کہا جائے تاکہ فربہی زیادہ ہو اور وہی فربہی اوسکے ہلاکت کا سبب ہو جائے +

اور فرمایا جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہ افسوس ہے زمین کے حاکم پر آسمان کے حاکم سے اُس دن جب یہہ اوسے دیکہیگا مگر یہ کہ داد دی ہوگی اور حق ادا کیا ہوگا اور طمع کی خواہش کے موافق حکم نہ کیا ہوا اور نیز قرابتدارون کی حمایت نکی ہو اور کسی ڈر یا اور کسی طرحکی لالچ سے حکم نہ بدلا ہو اور اللہ پاک کی کتاب کو مدنظر رکہکر اوسکے موافق حکم کیا ہو +

چنانچہ فرمایا رسول پاک پروردگار عالم نے کہ قیامت کے دن حاکمون کی جب احکم الحاکمین کے سامنے پیشی ہوگی ارشاد ہوگا کہ تم میرے بکریون کے چرواہے اور میری زمین کے خزانہ دار تھے پس میرے حکم کے سوا تم نے کیون کسی کو زیادہ سزا دی وہ عرض کرینگے کہ اے خداوند عالم اس غصہ کے سبب کہ اونہون نے تیرے حکم کے خلاف عمل کیا۔ بارگاہ رب العزت سے

للکارا جائیگا کہ کیا تیرا غصہ میرے غصہ سے بھی زیادہ تھا پھر دوسرے حاکمون سے سوال ہوگا کہ تم نے میرے حکم سے کیون کم سزا دی وعرض کرینگے یا الہ العالمین ہم نے اُنپر رحم کیا ارشاد ہوگا کہ کیا تم مجھہ سے بھی زیادہ رحیم ہو بعدہ جس نے زیادتی کی تھی اور جس نے کمی کی تہی اُن دونون کو پکڑینگے اور دوزخ کے کونون کو اُن سے بھرینگے اور جس جس نے حکم مین ظلم کیا ہوگا یا فیصلہ مین رشوت لی ہوگی یا ایک فریق کی بابت کان لگاکر سُنی ہوگی وہ سب کے سب ستر برس تک دوزخ ہی مین رہینگے اور پھر اپنے ٹھکانے پر پہنچین گے ۔

غرضکہ نیک نیتی وعمل صالح کے ہمراہ کوئی امر بُرا نہین ہوسکتا ہے ورنہ ہر اچھا کام کاج حق مین ظالم فاسق کے بُرا ہوجاتا ہی جس صورتین کہ وہ اپنی خواہش نفس کے موافق کیا کرتا ہی ۔

چنانچہ جناب فاروق اعظم رہ شام مین تشریف فرما ہوئی تو حضرت امیر معاویہ رہ کو دیکھا کہ وہ لباس شاہانہ پہنے ہوئے تہے آپ نے بُرا مانکر فرمایا کیا یہ چال کسروی ہی امیر معاویہ رہ نے کہا کہ مین حد دشمن خدا و عدو رسول اللہ پر رہتا ہون مجھکو اسکی حاجت ہی کہ زینت حرب وضرب و شوکت اسلام اُنپر ظاہر کرون اور رواب و رعب ڈالون حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سکوت فرمایا تخطیہ نفرمایا اسلیئے کہ امیر معاویہ رہ نے مقصد صالح کا پتا منجملہ مصالح حق ومنافع دین کے دیا تہا چونکہ صحابہ رسول خدا صلعم ہمیشہ التباس باطل راہ و رسم شاہانہ سی ہزارون کوس بہاگتے تہے خلفاے اربعہ کا تو کچھہ ذکر ہی نہین ہی کہ یہ سب افاضل است زاہد ترین خلق تہے اپنی اعلیٰ تنگی ترشی غریبانہ چال ڈہال پر قایم رہی احوال دنیا و اعمال ملوک سی کچھہ بہی واسطہ نرکہا یہان تک کہ جب عصبیت عرب کی دین پر مجتمع ہوگئی اللہ پاک ذوالمنن وعدہ کو پورا فرمایا ملک فارس و ربلاد روم وغیرہ ہاتھہ پر اسلام کی فتح ہوگئی تب بہی یہ حضرات اوسی خشونت و علیش پر باقی رہے ۔

الغرض ہر نیک و بد کا تمیز نیت و عمل صالح پر موقوف ہے چنانچہ رسول خدا صلعم نے فرمایا
کہ اللہ تمہاری صورت و مال کو نہین دیکھتا بلکہ تمہاری دل و اعمال کو دیکھتا ہے۔

اور تم سب راعی ہو اپنی رعیت سے پوچھے جاؤ گے امام لوگون پر راعی ہے اور عورت
شوہر کے گھر مین اور باپ بیٹے کے مال مین راعی ہین ان سب سے انکی رعیت کے
باب مین سوال ہوگا اہل اسلام نے اجماع کیا اس امر پر کہ وصی یتیم ناظر وقف وکیل مال
پر واجب ہے کہ تصرف اصلح کرے۔

چنانچہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ کوئی راعی نہین جسکو اللہ پاک نے رعیت سپرد کی ہو
اور وہ خائن و غاش ہو جس دن کہ مرے مگر حرام فرماتا ہے پروردگار عالم اوس
پر بو ر جنت۔ رواہ مسلم۔

المختصر واقعہ شہادت جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اسطرح واقع ہوا کہ آپ کے عہد
خلافت مہد مین مغیرہ ابن شعبہ عامل کوفہ نے لکھا کہ ایک غلام نہایت ہوشیار
کار حدادی و نقاشی وغیرہ سے واقف کار یہان ہے اگر ارشاد ہو تو مدینہ منورہ مین
بھیجا جائے تاکہ مسلمانون کو منفعت حاصل ہو آنجناب نے اجازت دی کہ وہ مدینہ مین
آیا اور رہنے لگا ایک روز حضرت پاس حاضر ہو کر عرض کیا کہ چار درہم خراج کے جو مجھ
سے لئے جاتے ہین وہ مجھپر گران ہین کچھہ کم کر دینا چاہئے حضرت نے فرمایا کہ تو کئی
پیشون سے واقف ہے اس لحاظ سے یہ خراج کچھہ گران نہین ہے وہ مردود مجوسی
علیہ اللعنۃ ناراض ہو کر چلا گیا اور بعد چند سے اوس مردود نے ایک خنجر دو زبان خرید
کیا اور اوسکو زہر آلود کر کے گھات مین لگا تاکہ امیر المومنین کو شہید کرون اور امیر المومنین
کی یہ عادت شریف تھی کہ صبح کاذب کے وقت مسجد مین تشریف لاتے تھے اور نمازیون کو

جگاتے تھے چنانچہ بروز چہار شنبہ بست و ہفتم ماہ ذی الحجہ سال ہجری مین بوقت صبح مسجد مین تشریف لائے اور لوگون کو نماز کیلئے بیدار فرمایا جب سب لوگ وضو و طہارت وغیرہ سے فارغ ہوے تو حضرت عمرؓ امامت پر قایم ہوئے اور قبل احرام نبابر تسویہٴ صفوف تاکید فرمائی اوسی حالمین ابو لوءلوءِ مجوسی غلام مغیرہ ابن شعبہ نے دو خنجر مارے ایک کتف پر دوسرا خاصرہ پر کہ امیر المومنین گر پڑے اوسی وقت تیرہ شخص اور بھی مجروح ہوئے کہ اونمین چھ مر گئے آخر کار ایک مرد جرار عراقی نے اپنی چادر اس مجوسی پر ڈالدی اور گرفتار کر لیا اس نے ایک خنجر اپنے پیٹ مین مار لیا اور خودکشی کر لی اور حضرت امیر المومنین کو اٹھا کر گھر لے گئے اسوقت آفتاب قریب نکلنے کے تھا اور نماز فجر کسی نے نہ پڑھی تھی آخر کار عبد الرحمن ابن عوف نے نماز پڑہائی اور جب حضرت عمرؓ گھر مین تشریف لیگئے تو کسی شخص نے دودہ پلایا کہ وہ دودہ زخمون کی راہ سے نکل گیا اور آخر وقت اسی دن خلعت شہادت جانب حق سے پہنائی گئی اور غرہ محرم سال بست و چہارم ہجری مین بروز شنبہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس برابر دوش مبارک حضرت صدیق اکبر مدینہ منورہ مین دفن ہوئے عمر شریف آنجناب بروایت صحیحہ تریسٹھ برس کی ہوئی۔

سال نقلش خرد بحسرت خواند
وای صد وای عدل بیکس ماند
۲۴

اور بعض کہتے ہین عمر چھیاسٹھ اور بعض اسٹھ اور بعض ساٹھہ بھی بیان کرتے ہین اور وقت شہادت آنجناب کے حاکم مکہ معظمہ مین عبد اللہ خزاعی اور طایف مین نافع بن عبد اللہ اور بصرہ مین ابو موسیٰ اشعری اور کوفہ مین مغیرہ بن شعبہ اور مصر مین عمرو بن عاص۔ اور حمص مین عمرو بن سعد اور دمشق مین معاویہ بن ابی سفیان

اور یمین مین علی بن امیہ اور بحرین مین عثمان بن ابی العاص وغیرہ اور دار وغہ بیت المال
زید بن ارقم اور منشی آنجناب کے دو شخص تھے عبدالرحمن بن خلف خزاعی اور زید
بن ثابت رضی اللہ عنہما تھے اور پانسو انتالیس حدیثین حضرت عمر سے مروی ہین مناقب
آپ کے بکثرت ہین اور احادیث مین بہت ہین از انجملہ وحی آسمانی سولہ یا بیس یا
اکیس جگہہ مطابق راے حضرت عمر کے نازل ہوئی ہے چنانچہ ابن عساکر نے حضرت
علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت علی نے ان فی القرآن
رایا من رای عمر یعنے ہر آئینہ قرآن مین راے عمر سے اور بخاری و مسلم مین حضرت
حضرت عمر سے روایت ہے کہ فرمایا مین نے موافقت کی اپنے پروردگار سے
تین باتون مین ایک یہ کہ مین نے کہا یا رسول اللہ اگر مقام ابراہیم علیہ السلام
کو مصلی گردانین تو بہتر ہو اسوقت کریمہ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی ا
نازل ہوئی دوسرے مین کہا یا رسول اللہ فاجر و متقی سب ازواج مطہرات کے
حضور مین چلے آتے ہین اگر انکو حکم حجاب فرمایا جائے تو بہتر ہے اسوقت کریمہ
واذا سالتموہن متاعاً فاسلوہن من وراء حجاب نازل ہوئی چنانچہ احمد و بزاز
و طبرانی نے عبداللہ ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے ازواج مطہرات سے پردہ کو فرمایا زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے عمر ہمپر
وحی نازل ہوتی ہے تم ہمپر حکم کرتے ہو اسی عرصہ مین یہہ آیت نازل ہوئی -
تیسرے ایک مرتبہ ازواج مطہرات جمع ہوئی تہین اور باہم رشک و غیرت کی گفتگو
کرتی تہین اور آنحضرت کو ملال تہا سو مین نے کہا یا رسول اللہ اگر آپ انکو طلاق دینگے
تو اللہ آپکو انسے بہتر عطا کریگا اسوقت کریمہ عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجاً خیر

امکن آلاۤیتہ نازل ہوئی اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی
کہ ہرگاہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض منافقون کے واسطے استغفار
مین الحاج بہت کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا سواۤ علیہم یعنے برابر ہے انکے واسطے استغفار
اور عدم استغفار یا رسول اللہ تب یہ آیت نازل ہوئی سواء علیہم استغفرت لہم ام لم
تستغفر لہم - اور ابن ابی حاتم نے عبدالرحمن ابن ابی لیلی سے روایت کی ہے انہون
نے ایک شخص یہودی عمر رضی اللہ سے ملا اوسنے کہا وہ جبرئیل جو تمہارے پیغمبر
پر وحی لاتا ہی ہمارا دشمن ہی حضرت عمر نے کہا من کان عدوا للہ وملائکتہ ورسلہ
وجبریل ومیکال فان اللہ عدو للکافرین - بعد اسکے یہی آیت نازل ہوئی موافق
قول حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے اور ابن عساکر نے جابر اور عروہ رضی اللہ عنہما سے روایت
کی ہے کہ جب آیتہ ثلثہ من الاولین وقلیل من الاخرین نازل ہوئی تو حضرت عمر ابن
خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور لامع النور مین آکر روئے اور عرض کیا یا
نبی اللہ ہم ایمان لائے آپکا اور تصدیق کیا تمہارے فرمانیکو اور ہم لوگون سے جو کہ نجات
پائینگے وہ قلیل ہین پس نازل ہوئی ثلثہ من الاولین وثلثہ من الاخرین آنحضرت صلعم
نے فرمایا ای ابن خطاب ہر آیۂ نازل ہوئی آیت اس باب مین جس مین تجھکو ترود
تھا اور اللہ پاک نے ثلثہ من الاولین وثلثہ من الآخرین فرما دیا حضرت عمر نے کہا
رضینا من ربنا وتصدیق نبینا پس فرمایا رسول اللہ صلعم نے آدم علیہ السلام سے مجھہ تک
ایک ثلثہ اور مجھہ سے قیامت تک اسی طرح اور آیات ہین جنکا ذکر مفسرون نے اپنی
تفسیرون مین بہ تفصیل بیان فرمایا ہے - اور احمد وترمذی وحاکم نے عقبہ ابن عامر سے
اور طبرانی نے عصمت ابن مالک سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے لوکان

احمد و ترمذی نے اور حاکم نے اور طبرانی نے کبیر میں ابی سعید سے اور ابن ماجہ نے اور ابن عساکر نے ابی بن کعب سے اور ابن عدی نے ابو ہریرہ سے اور ابن عساکر نے ابن عمر سے اور خطیب نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔

ابن ی بنی لکان عمر ابن الخطاب اور حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے عمر سراج اہل الجنۃ فی الجنۃ یعنی عمر چراغ اہل جنت کا ہوگا بہشت مین بعض علما اس حدیث کے معنی مین فرماتے ہین کہ مراد یہ ہے کہ وہ چالیس شخص جنکی تمامی حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے ہوئے وہ سب بہشتی ہین اور عمر رضی اللہ عنہ انہین چراغ ہین اسواسطے کہ اسلام اونکا اسلام عمرؓ سے قوی ہوا کہ اسی وقت سے انہون نے اظہار اسلام کیا اور پوشیدہ تھے ظاہر ہوئے جس طرح راہ رو روشنی چراغ مین چلتا ہے۔ اور بخاری و مسلم مین ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جس حالت مین مین سوتا تہا دیکہا مین نے لوگون کو کہ میرے سامنے کئے گئے اور اوپر کرتے ہین انہین سے بعض کا کرتہ تو چہاتی تک پہونچتا ہے اور بعض کا اسکے نیچے اور عمر خطاب ؓ میرے سامنے کیا گیا اور اسپر کرتہ تہا کہ وہ اسکو زمین مین گہسیٹتا جاتا تہا اصحاب نے عرض کیا اسکی تعبیر کیا ہے فرمایا دین۔

فائدہ۔ دین سے یہہ مناسبت ہے کہ جسطرح کرتہ بدن کو چہپاتا ہے اور سردی گرمی سے بچاتا ہے ویسا ہی دین بہی روح و دل کو محفوظ و مصئون رکہتا ہے کہ کفر و گناہ سے بچاتا ہے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دین حد سے زیادہ کامل تھا۔ اور بخاری مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا جس حالت مین کہ مین سوتا تہا سو مین نے آپکو ایک کنوین پر دیکہا اوسپر ایک ڈول پڑا ہے سو مین نے اس ڈول سے پانی کہینچا جتنا خدا نے چاہا پہر اوسکو ابن ابی قحافہ یعنے صدیق اکبرؓ نے لیا اونہنے ایک ڈول نکالا انکے کہینچنے مین کچھہ سستی و آہستگی تہی خدا اسکو معاف کرے گا پہر ڈول پل ہو گیا عمر ابن خطابؓ نے

لیا سو مین سنے تو او تمیون سے ایسا عجیب غریب بڑا زور آور اور کسی کو نہین دیکھا جو عمر رضہ کی طرح پانی کہینچتا ہو یہان تک اسنے کثرت سے پانی نکالا کہ لوگون نے اپنے اونٹون کو آسودہ کر کے انکی نشست گاہ مین بیٹہلایا۔ سو ڈول کہینچنے سے دین کی سرداری مراد ہے کہ بعد حضرت نبی آخر الزمان سلطان دوجہان کے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ہوگی کہ وہ ایک ڈول آہستگی سے نکالینگے یعنے آپکی خلافت تہوڑے دن رہیگی اسلام خوب نہین پہیلیگا چنانچہ کُل دو برس آنجناب خلیفہ رہے اس مدت مین مسلمہ کذاب وغیرہ اہل ارتداد سے معرکہ رہا انکو بیدریغ تہ صمصام خون آشام کر کے عرب کا اسلام مضبوط فرمایا اور کسی قدر ملک شام فتح کیا تہا کہ وفات پائی اور جب انکے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسند آرائے خلافت رسالت پناہی ہوئے دس برس تک کام کیا اس مدت خلافت مہد مین شرقاً و غرباً اسلام تمام عالم مین پہیلا اور بیشمار خزانے اہل اسلام مین تقسیم ہوئے اور روئے زمین عدل و انصاف سے بہر گئی لوگ غنی اور مالدار ہوگئے۔

چنانچہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا متروکہ بعد انکی وفات کے پچاس ہزار دینار ہزار گہوڑے اور ہزار لونڈیان تہین۔

او رآمدنی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی علاقہ عراق سے اربن ہزار دینار اور ناحیہ سراۃ کی اس سے بہی زیادہ ہوتی تہی +

اور حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی رباط مین ہزار گہوڑے اور اسی قدر اونٹ تہے دس ہزار بکریان تہین جب انتقال ہوا چوراسی ہزار کی آمدنی چہوڑ گئے۔

اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اتنا سونا چاندی چھوڑ کر رحلت فرمائی
کہ کدالیون سے توڑا جاتا تھا مال ومتاع وزمین اسکے سوا تھی اسکی آمدنی
ایک لاکھہ دینار تھی +

اور حضرت یعلی منیہ رضی اللہ عنہ نے پچاس ہزار دینار اور بہت سی زمین
چھوڑے جسکی قیمت تین لاکھہ درہم تھی۔

اور حضرت زبیر رض نے بصرہ مین پھر مصر و کوفہ اسکندریہ مین محل بنایا۔ اور حضرت طلحہ رض نے
کوفہ مین ایک محل بنا فرمایا جسپر گچکاری کی اور مدینہ منورہ مین ایک الگ محل عمدہ بنوایا
اور حضرت سعد بن ابی وقاص رض کا محل عقیق مین تھا خوب ہی بلند اور بڑے صحن کا
بنا کیا ہوا تھا اُس پر کنگورے لگائے گئے تھے اور حضرت مقداد رض نے مدینہ
طیبہ مین گھر بنا فرمایا اوس پر گچ کیگئی تھی۔

اگرچہ آمدنی اور جائداد و پیداوار اس قدر تھی مگر مضبوطی دین مین اوس قدر
تھی یہہ سب اموال حلال طیب تھے غنیمت و فتح سے ہاتھہ لگے تھے انکا تصرف
اس مال مین بطریق اسراف نہ تھا میانہ روی کرتے تھے راہ خدا مین خرچ
کیا کرتے کفار پر اپنی شوکت ظاہر فرماتے اپنا دبدبہ رعب جماتے اسلام کی قوت
درونق جتاتے اس لئے کچھہ قدح اثر نہین ہے ۔

حکایت

ایک صوفی بہت بڑے مالدار و دولتمند تھے کسی نے اون کو لکھا کہ مالداری

خلاف طریقہ درویشی ہے مال سانپ ہے اسکی صحبت اچھی نہین اونہون نے جواب مین لکہا کہ صحبت مار کسی راز یان کند کہ افسون ماربداند۔ یعنی مال اگر سانپ کا حکم رکہتا ہے تو ہم کو اوسکا منتر بہی آتا ہے۔

	چیست دُنیا از خدا غافل بودن	رومؒ	نے قماش و نقرہ و فرزند و زن	

غرضکہ اچھا مال وہی ہے جو اچھے کام مین صرف ہو اور عمدہ قوت وہی ہے جو عبادات مین خرچ ہوتی ہے اور اچھی بات وہی ہوسکتی ہے جسکے سُن نے سے کسی کا دل خوش ہو اور اچھا کام وہی ہوتا ہے جس سے دین کا فائدہ متصور ہوتا ہے۔

	اچھی دولت اچھی قوت ہی وہی		راہ حق پر صرف جو للہ ہو۔	
	بات اچھی ہی وہی جس بات سے		سب کا اطمینان خاطر خواہ ہو	

المتخصر بعد شہادت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے امیر المومنین حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کیگئی۔ آپ بڑے مالدار ذی وقار کم گو کم زبان باحیا شرمناک بے غضب سخی متقی کلام الٰہی کو آپ ہی نے جمع فرمایا آیات قرآن شریف کو باہم انتظام دیا آنجناب کے ایام خلافت مین بہی شہر ہمدان وآذربیجان وبلاد طبرستان وجرجان وملکت ایران اسلام کے قبض و تصرف مین آئے اور آنجناب کے تمام ملکون مین عمال اسقدر تھے۔

عبداللہ حضرمی مکہ معظمہ مین۔ قاسم بن ربعہ طایف مین۔ یعلیٰ بن امیہ یمن مین۔ عبداللہ عامر بصرہ مین ابوموسیٰ اشعری کوفہ مین معاویہ بن ابوسفیان دمشق مین عبداللہ بن خالد حمص مین۔ علقمہ بن الحکم فلسطین مین۔ اشعث بن قیس ملک رے مین۔ احنف ممالک خراسان مین۔ اور زید بن ثابت قاضی مدینہ طیبہ۔ اور

ابوہریرہ قاضی مکہ معظمہ۔ اور ابودرواقاضی شام رضوان اللہ تعالی عنہم۔ اور مروان کاتب۔ صاحب شرط عبداللہ بن سعد بہی تہے رضی اللہ عنہ۔

اور قصہ شہادت آنجناب یون واقع ہوا کہ مروان ابن الحکم کے سپرد مہر آنجناب کی تہی اور وہ نہایت تسلط ہوگیا تہا اور مہاجرین وانصار رضوان اللہ علیہم اسکی شرارت وبدچلنی سے ناراض رہتے تہے اور اس اثنا مین چند کس مصری عبداللہ ابن سعد حاکم مصر کے ظلم سے دار الخلافت مدینہ منورہ مین آئے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ اسکو ایک نامہ متضمن نصائح ومواعظ لکہہ بہیجا جسکی تعمیل نکی اور سات سو آدمی اہل مصر کے مستغیث آسئے اور بوسیلہ حضرت علی المرتضی وام المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما احوال اپنا تفصیلی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا تب حضرت عثمان رض نے حکم عزل عبداللہ صادر فرمایا اور ارشاد کیا کہ تم لوگ جس شخص پر راضی ہو وہ حاکم مقرر کیا جائے سب نے محمد ابن ابی بکر کو پسند کیا اور حضرت عثمان رض نے فرمان امارت وحکومت اُنکے نام لکہدیا اور چند اصحاب مہاجرین وانصار سے بہی انکی ہمراہ فرماکے مصر کو روانہ کیا تیسرے دن ایک غلام حبشی اونٹ پر سوار اون لوگون کو ملا اور اُسکے جلد چلنے سے ایسا مفہوم ہوتا تہا کہ طلب کیا ہوا جاتا ہے یا کیسیکو بلانے جاتا ہے اس خیال سے محمد ابن ابی بکر کے ہمراہیون نے پوچہا تو کون ہے اور کہان جاتا ہے اس نے کہا کہ مین امیر المومنین کا غلام ہون اور حاکم مصر پاس جاتا ہون پہر پوچہا آیا کوئی فرمان ہے اس نے انکار کیا تب بگرفتاری اوسکی جامہ تلاشی لیگئی تو سطہرہ مین ایک خط نکلا جسمین لکہا ہوا تہا کہ جب محمد ابن ابی بکر اور فلان فلان آدمی مصر مین پہونچین تو کوئی حیلہ کرکے انکو قتل کرنا اور فرمان خلافت کو باطل جاننا اور

تو اپنے کام پر بحال رہنا اور عنوان نامہ پر لکھا تہا من عثمان الی عبد اللہ ابی الشرح
چنانچہ اس مضمون کے دیکھتے ہی محمد ابن ابی بکر مع اپنے رفیقون کے دار الخلافت
مدینہ منورہ لوٹے اور سبکو جمع کرکے حال بیان کیا تب حضرت علی المرتضیٰ وغیرہ اکابر
اصحاب رسول اللہ نے امیر المومنین حضرت عثمان سے استفسار فرمایا تو وہ کہے کہ
غلام وشتر بلاشبہ میرا ہے لیکن یہہ خط مین نے ہرگز نہین لکھا اور نہ میری اطلاع سے
لکھا گیا اور نہ غلام کو مصر کیطرف بھیجا سبکو تحقیق ہوا کہ یہ شرارت مروان کی ہے
اور اسی کا یہہ خط لکھا ہوا ہے لہذا اہل مصر نے مروان کو طلب کیا تا کہ قتل کرین
چونکہ ہنوز کوئی امر موجب قصاص بحکم شرع مروان کے نسبت ثبوت کو نہ پہونچا تھا
امیر المومنین نے تامل فرمایا مصریون نے باعانت وامداد بعض اہل قبایل بنی زہرہ
اور بنی مخزوم و بنی غفار دولت خانہ خلافت مآب کو گہیر لیا یہان تک
کہ چالیس شبانہ روز پانی بند کردیا اور اسقدر فرصت ندی کہ مسجد مین نماز ادا کرین
چنانچہ ایک روز بلوائیون کے مقابل ہو کر آنجناب نے فرمایا کہ مین تمکو خدا و اسلام
کی قسم دیتا ہون اور پوچہتا ہون کہ تم جانتے ہو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مدینہ مین تشریف فرما ہوئے تو سوائے بیر رُومہ کے آب شیرین کہین نہ تہا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی بیر رُومہ کو مول لیکر وقف کرے تو اسکو
بہشت مین کنوان ملیگا سو مین نے اسکو لاکہہ درہم مین خرید کرکے وقف کردیا
اور آج تم لوگ مجھے اسکے پانی سے روکتے ہو بلوائیون نے کہا یہہ درست ہے
پہر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ جب مسجد نبوی کثرت اہل اسلام سے تنگی کرنے لگی تو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی فلان خانہ خرید کرکے اسمین ملادے تو

اسکواس سے بہتر دار جنت مین ملے سو مین نے اُس گہر کو دس ہزار درہم مین
خرید کرکے مسجد مین داخل کیا اور تم مجہکو اس مسجد مین نماز پڑہنے کو روکتے ہو بولے
نعم راست و درست ہی پہر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ حضرت رسول خدا صلعم و ابوبکر و عمر
اور مین رضی اللہ عنہم کوہ ثبیر یعنے پہاڑ مکہ معظمہ پر تھے دفعتہً پہاڑ نے خوشی سے حرکت
کی اور بعض پتہر اسکے گرے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم مبارک دہمک کر
فرمایا اسکن ثبیر فانما علیک نبی وصدیق وشہدان یعنے ٹہر جا کو ہ ثبیر کہ تجہہ پر پیغمبر
اور صدیق دو شہید ہین بلوائیون نے کہا درست ہے تب حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ نے فرمایا اللہ اکبر ان لوگون نے میری شہادت پر گواہی دی اور تین بار
اسی کلام کو باواز بلند فرماکر اپنے مقام پر تشریف لائے اخبار الدول مین ہے
کہ ابو امامہ باہلی کہتے تہے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ محاصرے مین ہوے تو مین
بھی گہر کے اندر رہتا سو مین نے سنا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قریب
ہے کہ مین قتل ہون مگر مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ حلال
ہنین ہوتا خون کسی مسلمان کا مگر تین سبب سے اول ارتداد دوم زنا ت
بعد الاحصان سوم قتل نفس ناحق ولیکن ان اسباب ثلاثہ سے کوئی سبب
مجہہ مین پایا ہنین جاتا ہے پہر کیونکر مارینگے۔ الغرض جب آنجناب کو پیاس کی شدت
ہوئی تو آپ چہت پر برآمد ہوکر پوچہا کہ کیا علی المرتضیٰؑ ہین بلوائیون نے کہا ہنین پہر
فرمایا سعد بن ابی وقاصؓ ہین کہا ہنین ناچار آپ ساکت ہوئے یہہ خبر جناب ولایت
مآب کو ہوگئی انجناب نے ایک شکیزہ و بروایتی تین سبو چے آب شیرین لطیف سے
بہروا کر بہیجے بلوائیون نے امیر المومنین تک پہونچنے ہنین دیا اور جب حضرت

امیر المومنین یعسوب المسلمین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو اطلاع ہوئی کہ حضرت عثمان بحاصرہ بلوائین ہین اور بلوائیون کا ارادہ شہید کرنیکا ہے تو آنجناب نے حضرت حسنین جگر گوشگان رسول الثقلین صلواۃ اللہ علیہم کو معہ قنبر مولی کے اور طلحہ یعنی محمد و زبیر یعنی عبداللہ وغیرہ اصحاب نے اپنے اپنے بیٹون کو دروازے حضرت عثمان رضی اللہ پر بہیجا اور تاکید شدید کردی کہ بلوائی اندرون دولت خانہ خلافت مآب نہ گہسنے پائین۔ اور مغیرہ بن شعبہ نے حضرت امیر المومنین عثمان سے کہا یا امیر المومنین تم امام وقت اور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین امر سے ایک اختیار کر دیا تو اپنے گہر سے باہر نکل کر مقابلہ کرو کہ ہم بہی شریک ہین خواہ دروازہ دوسری طرف کا توڑ کر مکہ معظمہ کو چلے جاؤ یا جانب شام معاویہ کے پاس تشریف لیجاؤ۔ امیر المومنین نے سخن اول کا جواب یہ دیا کہ مین نہین چاہتا ہون کہ اول خون ریز مسلمانان امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مین ہوؤن اور سخن دوم کا یہ جواب دیا کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے ہوے کہ عدول کریگا ایک شخص مکہ معظمہ مین نصف عذاب عالم کا اُسپر ہوگا سو مین نہین چاہتا ہون کہ وہ شخص مین ہوؤن اور تیسری بات کا یہہ جواب ادا فرمایا کہ مین نہین چاہتا ہون کہ دار ہجرت و مجاورت رسول خدا ترک کرکے شام کیطرف جاؤن۔ المختصر حضرت حسین وغیرہ بہادرون سے نے بلوائیون کو درآمد خانہ سے باز رکہا تو بلوائیون نے تیر اندازی شروع کی کہ روے مبارک حضرت سبط اکبر یعنی امام حسن علیہ السلام خون آلودہ ہوگیا اور درون گہر کے اندر مجروح ہوا اور محمد ابن ابی طلحہ بہی زخمی ہوے اور قنبر مولا سے شیر خدا نے بہی سپر چوٹ اُٹہائی لیکن دخول خانہ جناب خلافت مآب سے

باز رکہا لیکن بلوائیون مین سے براہ چالاکی دوسرے جانب سے ایک پڑوسی انصار کے گہر مین ہوکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حویلی مین کود پڑے آنجناب وسوقت کلام اللہ پڑہتے تھے جب آیتہ کریمہ فسیکفیکم اللہ پر پہونچے تو اوباشون نے شہید کیا اوسوقت سبب تنہائی آنجناب کا یہہ تھا کہ جو لوگ آپ کے مملوک وغیرہ تھے وہ سب پشت پر تھے انکو خبر نہوئی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بی بی نے ہرچند شور وغل کیا چونکہ حویلی بہت بڑی تھی اور دار الخلافت مین ایک شور وہنگامہ اور مقابلہ ہورہا تہا کسی نے آواز انکی نہ سُنی آخر کار چہت پر چڑہ مین اور شہادت آنجناب سے آگاہ کیا تو لوگ دروازے سے اندر آئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بہی اطلاع ہوئی وہ بہی معہ طلحہ اور زبیر و سعد بن ابی وقاص وغیرہ اصحاب تشریف لائے اور ترجیع کرکے ایک طمانچہ حضرت امام حسنؑ کے مُنہ پر مکا حضرت امام حسینؑ کے چہاتی پر مارا اور محمد بن طلحہ وعبداللہ ابن زبیر کو سخت سُست فرماکر ارشاد کیا کہ یہ لوگ باوجود تم ہوتے ہوئے پہر کیونکر گہر مین داخل ہوئے پہر اسی حالت مین مکان پر تشریف لائے لوگون نے یورش کی اور کہا کہ ہم تمسے بیعت کرتے ہین اپنا ہاتہہ بڑہاؤ فرمایا مین شرم کرتا ہون کہ بیعت کرون قاتلان عثمان سے اور حیا آتی ہے اللہ سے کہ مین بیعت کرون اور حضرت عثمان دفن نہین ہوئے ناچار سب چلے گئے اور پہر آئے تو فرمایا جسپر اہل بدر اتفاق کرینگے وہ سریر آرائے خلافت ہوگا چنانچہ اول برضا ورغبت اہل بدر نے بیعت کی بعد ازان اور لوگون نے اور مروان شریر معہ اپنے بیٹے کے راہ فرار لی اور آنجناب زوجہ عثمان رضی اللہ عنہ پاس تشریف لائے

اور پوچھا کسنے عثمان کو شہید کیا اُسنے عرض کیا کہ مین نہین جانتی ہون مگر مجھے اتنا معلوم ہے کہ محمد بن ابی بکر اور دو شخص جنکو مین نہین جانتی ہون گھر مین اسے پھر محمد کو طلب فرمایا اور اظہار زوجہ عثمان کا بیان کیا محمد نے کہا وہ سچ کہتے ہین واللہ مین دار حضرت عثمان مین گیا تھا مگر جب عثمان نے میرے باپ کا ذکر کیا تو مین نے توبہ کی واللہ مین نے نہین مارا جسکی تصدیق زوجہ عثمان نے بھی کی اور دو شخص سودان بن حران اور قتیرہ تھے انہین نے شہید کیا اور غلامان حضرت عثمان نے انکو مارا اور بعض اہل سیر کہتے ہین کہ با دبن عباس و سودان ابن حمران اور بعضی عمرو بن الحمر و عمر بن صالی اور بعض کہتے ہین کہ وہ دونون مصری تھے جن کے قتل کا اشارہ مروان نے کیا تھا اور بعضی اسود یمنی کو بیان کرتے ہین اور کرمانی مین لکھا ہے کہ تاریخ ہجدہم ذیحجہ بعد العصر روز جمعہ سال سے و پنج ہجری کو آنجناب نے جام شہادت نوش فرمایا اور بلوائیون نے اثاث البیت لوٹ لیا لاشۂ مبارک پڑا رہا آخر شب شنبہ کو جب اوباش لوگ سو رہے تو زبیر ابن العوام اور حکیم بن حزام اور مسور بن مخرمہ اور جبیر بن مطعم و ابو جہیم بن حذیفہ اصحاب بدری اور نیار بن مکرم اور عمرو بن عثمان نے خون آلود کپڑون مین بعد نماز جنازہ دفن کیا مدت خلافت بارہ برس کی مقدر تھی اور عمر آنجناب کی بیاسی برس کی اور نقش خاتم آپ کا لتنصرن او لتندمن تہا اور بعض نے سنہ شہادت (۳۶) لکھا ہے۔

مسعودی نے لکھا ہے کہ جسوقت آنجناب شہید ہوئے ڈیڑہ لاکھہ دینار اور ایک کرور درہم آپ کے خزانہ دار پاس موجود تھا زمین وغیرہ جو وادی قری و حنین وغیرہ کے طرف تھی اسکی آمدنی سالانہ ایک لاکھہ اشرفی ہوتی تھی اور اونٹ

گھوڑے بے گنتی ستھے +

حضرت عثمان خلیفۂ برحق	از جہان شد بجنت اعظم
سال تاریخ آن سراپا عدل	ای بگو رفت عادل از عالم ۳۶

اور بعد شہادت آنجناب کے یعسوب المسلمین امام الاشجعین امیر المومنین جناب ولایت
مآب حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہ خلیفہ چہارم مسند آرامے خلافت ہوئے
مناقب مرتضوی کے بیان سے زبان قلم قاصر اور ادراک اُسکے دریافت سے عاجز
آنجناب باتفاق اہل کشف اور کرامت اور باجماع اہل فنا و بقا سردار اولیا ہین
حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے لیکر تا ختم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے
مبارک تک حاصل ہونا منصب ولایت کبریٰ کا منحصر بر فیض اقدس روح پاک
علی المرتضی کے رہتا چلا آیا ہے اور تا ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام اسی
طرح رہیگا الغرض مناقب بقول ائمہ حدیث ولایت مآب کے بکثرت ہین از انجملہ
متواترات یہہ ہے کہ سلطان الانبیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی
منی وانا منہ یعنے علی مجہہ سے ہے اور مین علی سے ہون شاید مراد یہ ہے کہ
علی کا کمال مجہہ سے ہے اور میرا کمال علی کے سبب سے عالم مین ظاہر ہوگا اور
باقی رہیگا اور میری اولاد اسی سے چلے گی پہر فرمایا اللہم وال من والاہ وعاد
ومن عاداہ یعنی جو اونسے محبت رکہتے ہو اُس سے محبت رکہنا اور جو اون سے
عداوت رکہے تو اُس سے عداوت رکہنا اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ
یعنی میری اور علی کی موالات ایک ہی ہے جسکو اُنسے موالات نہین ہی اسکو
مجہہ سے بہی نہین ہے پس جسطرح بدون موالات مصطفوی ولایت الہیہ کا حاصل

ہونا محال ہے اسی طرح بدون ولاے مرتضوی بہی وہ ولایت نہین حاصل ہو سکتی از انجملہ فرمایا کہ علی سے محبت رکہنا ایمان کی علامت ہے اور بغض رکہنا علامت نفاق ہے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ جو چیز مین نے اپنے لیئے خدا سے مانگی وہ علی مرتضی کے واسطے مانگی اور مسجد مین بحالت جنابت کسی کو آنا درست نہین مگر مجہہ کو اور علی مرتضی کو یعنی طہارت حقیقیہ روحانی اتنی غالب تہی کہ نجاست حکمیہ بدنیہ کے احکام مغلوب ہوگئے تھے اور فرمایا سرور عالم صلعم نے انا مدینۃ العلم وعلی بابہا یعنے میرا تقرب باطنی بلا تقرب علی مرتضی کے کسی کو حاصل نہوگا - اور علی میری امت کا کہینچ لانے والا ہے جنت مین اور امام المتقین وسید المومنین ہے اور علم میرا جسکے پیچہے قیامت کو آدم واولاد آدم ہوگی علی المرتضی کے ہاتہہ مین ہوگا - از انجملہ یہ کہ امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دعا مانگا کرتے تہے کہ الہی ایسا نہو کہ کوئی مشکل آپڑے اور علی ابن ابی طالب میرے پاس نہون چنانچہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کا لقب مشکل کشا حضرت عمر رضی اللہ کے کلام سے نکلا گیا ہے جسکا ظہور آج تک چلا آتا ہے اور اسد اللہ یعنے راہ حق مین کسی سے نہین ڈرتے اور اُنسے سب ڈرتے ہین چنانچہ شجاعت وبہادری آپ کی غزوہ خیبر اور جنگ خندق اور اُحد مین دیکہنی چاہئے کہ جناب شیر خدا نے وہ شجاعت اور مردانگی خداداد دکہلائی اور ایسی شمشیر زنی کی کہ جمعیت اعدا درہم برہم ہوگئی سب کافرون کے دانت کہٹے ہوگئے اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر کہا کہ یارسول اللہ یہ زور وقوت کا کمال درجہ ہے کہ علی مرتضی نے دکہلایا چنانچہ جناب سلطان دوجہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انا منی وانا منہ جبرئیل علیہ السلام نے کہا انا منکما اور درج الذہ

مین مولانا اصیل الدین محدث شافعی کہتے ہین کہ اسوقت لاریب ہاتف سے آواز آئی تھی لافتی الاعلی لاسیف الاذو الفقار۔

اور باوجود اسکے کہ آپ کے ایام خلافت مین آنجناب کا حق خلافت ایک لکھ تیتیس ہزار درہم سالیانہ سے کہین زاید ہی تھا ولیکن آنجناب وہی اپنی حالت فقر و غریبانہ چال ڈہال تنگی ترشی پر باقی رہے احوال دنیا اعمال ملوک سے ایک ذرہ بھی تعلق اور واسطہ نرکہا چنانچہ ایک روز آنجناب نے اثنا خطبہ مین ارشاد فرمایا کہ اے لوگو جان لو کہ تم کو مرنا ہے اور بعد مرگ پہر اوٹہنا ہے اور اپنے اعمال پر موقوف پاکر انکی جزا کو پہنچا۔ پس دنیا کی زندگی پر نہ بہولو اور ان باتون کو نہ بہولو۔ دُنیا ایک مصیبت کا گہر ہے فنا ہونا اسکا معروف ہے اور دہوکا دینے مین موصوف اسکی ہر ایک چیز کا انجام زوال پذیر ہے اور اسکا کسی کے پاس ہمیشہ رہنا محال نہ اسکے حالات تبدیل سے مامون ہین نہ اسکے باشندے آفات سے مصؤن جب آدمی کو اس مین راحت و سرور پہنچتا ہے یکایک مصیبت آدباتی ہے اسکے احوال مختلف باہدگر ہین اور مراتب متغیر۔ نہ اسکے عیش کو قیام ہے نہ راحت کو دوام باشندے دُنیا کے ہدف مین جنکو اپنے تیرون کا نشان بناتی ہے اور موت سب کی خاک اڑاتی ہے مرگ ہر ایک کے سر پر قایم ہے اور اسکا چکہنا سب کو لازم ہے۔ اے اللہ پاک کے بندو آج دنیا مین تمہارا ایسا حال ہے جیسا تم سے اگلے لوگون کا تہا جو تم سے عمر مین زیادہ اور قوت مین قوی اور آبادی مین اکثر اور مکانات مین بلند تہے مگر دنیا کے طول انقلاب سے اب اُنکی آواز نہین نکلتی انکے جسم سڑ گئے اور شہر اولٹ گئے اور مکانات گر گئے یا تو وہ مکانات عالیشان اور گاؤ تکیے عمدہ فرش

فروش تھا یا آب پتھر اینٹین خاک گوشۂ لحد ہے جگہہ اُن قبرون کی ایک دوسرے کے
قریب ہے اور انکے رہنے والے اجنبی اور غریب ہین موحش عمارت والون اور
شاغل اہل محلہ مین جا پڑے ہین کہ نہ انکو آبادی سے موانست ہے نہ بہائی
بندون و ہمسایون کیطرح آپسمین میل جول اور رغبت ۔ ہر چند مکان قریب مین مگر
میل کی صورت نہین اسلیئے کہ انکو کہنگی نے پیس ڈالا اور پتھر و مٹی نے اُنکا چوم
نکالدیا زندگی کے بعد اسیر پنجۂ موت ہوئے اور اجسام نازنین راحت و آسودگی
کے پیچھے فگار ہوے ۔ خاک مین اپنے یارون مین جا ملے اور ایسے گئے کہ پہر
کبہی نہ پہیرے پہر انکا کیا ذکر ہے جس صورت مین کہ اللہ پاک خود فرماتا ہے
کلا انھا کلمة ھو قائلھا ومن ورائھم برزخ الی یوم یبعثون ۔ تا وہ بدلہ دلائے
برائی والون کو انکی کیئے کا اور بدلہ دے بھلائی والون کو بھلائی ۔ اب تم بہی
قطعاً جان لو کہ جیسا ان کا حال ہوا وہی تمہارا ہوگا وہی خاک مین گلنا اوسی
خوابگاہ مین سونا اور اُسی ٹہکانے رہنا ۔ علاوہ ازین تم پر کیسے بنے گی جب
یہ باتین تمہارے پیش نظر ہون گے کہ قبرون مین سے نکالے جاؤگے جبکی
باتین تحقیق کی جاینگی شہنشاہ علی الاطلاق کے سامنے روبکاری ہوگی اور
گذشتہ گناہون کے خوف سے کلیجے پھٹے جاتے ہونگے اور دل تہراتے
اور پردے فاش ہون گے عیوب اور پوشیدہ باتون کو سامنے کیا جائے گا
ہر عمل اجری وہر کردہ جزائے وارد کا مضمون درپیش ہوگا ۔ چنانچہ پاک پروردگار
عالم فرماتا ہے ۔ لیجزی الذین اساؤا بما عملوا ویجزی الذین احسنوا بالحسنیٰ
اور دوسری جگہہ ارشاد رب العالمین ہے ووضع الکتاب فتری المجرمین مشفقین

ممانیه ویقولون ماویلنا مالیھذ الکتاب للغادر صغیرۃ ولاکبیرۃ الا احصٰہا
بہا ووجد والما عملو حاضرا۔ اور کہلا جائیگا کا غذ پھر تو دیکھے گناہگار ڈرتے
ہین اسکے بیچ لکھے سے اور کہتے ہین اسے خرابی کیسا ہی یہ لکھا نہ چھوڑی چھوٹی
بات نہ بڑی بات جو اسمین نہین گھیرے اور پائینگے جو کیا ہے سامنے اپنے۔
المختصر مناقب ومناصب اور عجائب وغرائب وکثرت علم وورع اور زہد وتقوی
اور وفور شجاعت وسخاوت آنجناب اشہر اور اظہر من الشمس ہے طاقت
بیان نہین ہے آپ اوّل خلیفۂ ہاشمی ہین۔
اور قصہ شہادت آنجناب کا یون واقع ہوا کہ عبد الرحمن مردود کہ درحقیقت
عبد الشیطان تھا ایکعورت مسماۃ قطام خارجیہ کو فیہ پر جو کہ حسن صورت وخبث
سیرت مین فتنۂ روزگار تھی عاشق ہوا اور باپ اوس قحبہ کا جنگ نہروان
دبرادر بیٹے بہائی بہی جناب ولایت مآب کے ہاتھ سے مارے گئے تھے اسکو
یہ داغ تہا جب یہ ملعون بدبخت اسپر شیفتہ وفریفتہ ہوا اور پیغام سلام وصال
کا ہونے لگا اُسنے کہا کہ تو ایک فرمایش میری بجالاتا ہے تو سرچشمۂ وصال سے
سیراب ہوگا وہ فرمایش یہ ہے کہ حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کو قتل کر یہ
لعین اس امر خطیر پر مستعد ہوگیا اور اس قطامہ نے اپنے ابن عم وردان نامی
خارجی کو بہی ابن ملجم کا رفیق کیا اور ابن ملجم نے ایک اور اپنے ہم مذہب شبیب
ابن عجزہ اشجعی کو ہمداستان کیا اور باہم مشورہ کرنے لگے شبیب نے کہا کسکا مقدور
ہے اور کون ایسا دل وجگر رکھتا ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر ہاتھ ڈالے
انکی ہیبت وجلال سے شجاعان عرب کانپتے ہین۔ ابن ملجم نے کہا وہ تنہا بیکسون کی

طرح رہا کرتے ہین اور اندھیرے مین تنہا مسجد مین آیا کرتے مین اور آنکے حضور مین دروازہ
دربان چوکی پہرہ نگہبان کچھہ بھی نہین رہتا ہے الغرض ابن ملجم نے ایک تلوار ہزار درہم
کو مول لی اور اسکو زہر آلود کروائی ایک شخص نے پوچھا یہ کسواسطے اس نے فرط
غیظ مین کہہ ڈالا کہ اس سے مارنا منظور ہے کہ اس شخص کا جسکی داستان عرب و
عجم مین مشہور ہے لوگ سمجھہ گئے چنانچہ بعضون نے جناب ولایت مآب کے
حضور مین خبر پہونچائی آپ نے خود ہی مژدۂ وصال کے شوق مین پوچھہ بھیجا کہ
تو نے تلوار کیون زہر آلود کرائی ہے اُسنے کہلا بھیجا کہ اپنے اور آپ کے دشمن کو
مارنے پھر آنجناب نے کچھہ تعرض نہ فرمایا یہ ماجرا رمضان شریف مین ہوا اور جناب
مرتضوی اس رمضان مین ایک روز حضرت امام حسن علیہ السلام کے دولتخانہ مین
روزہ افطار فرماتے اور ایک دن حضرت امام حسین علیہ السّلام کے یہان اور
ایک روز عبداللہ ابن جعفر طیار کے پاس اور تین چار لقمون سے زیادہ تناول
نہ کرتے اور ہر وقت یہ ظاہر ہوتا تہا کہ آنجناب آمادہ سفر ہین اور تاریخ ہنضت کی
آپکو انتظار ہے اور ابن ملجم کوفے مین جب آیا تو کبھی کبھی جناب امیر علیہ السلام کے
حضور مین باریاب ہو کر بیت المال سے کچھہ مانگ بھی لیجاتا تہا اور آنجناب بعض اوقات
فرماتے تھے کہ جسکو جناب سلطان الانبیا رسول خدا نے اس امت کا اشقی الناس
فرمایا ہے وہ یہی ابن ملجم ہے چنانچہ ایک دن آپ کے حضور سے کچھہ مانگ لے چلا
اُسوقت آپ نے فرمایا کہ واللہ میرا قاتل یہی ہے اسپر جانثارون نے عرض کیا کہ
اگر حکم ہو تو ہم مار ڈالین آپ نے فرمایا کہ قبل از وقوع جرم سزا دینی نہین ہو سکتی اور
بعض اوقات شوق شہادت سے فرماتے کہ کون چیز مانع ہے میری ڈاڑہی کے

خون سے رنگنے والیکو کہ وہ آتا نہین اور گاہے کمال تمنا سے فرماتے کہ وہ دن
کون ہوگا کہ بدبخت ترین اس اُمت کا اپنا کام تمام کرے یہ اشارہ اُسطرف ہے
جوکہ مسند امام محمد وغیرہ کتب معتدہ حدیث مین وارد ہے اور مسند امام احمد اور مستدرک
حاکم مین عمار ابن یاسر سے مروی ہے اور ایوب علی و طبرانی نے عثمان ابن حبیب روحی
اور خود جناب امیر سے اور جابر ابن سمرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ جناب
رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے کئی بار فرمایا کہ اگلی امتون سے بڑا بدبخت مرد
سرخ رنگ قدآور ابن سالف تہا جسنے ناقہ صالح علیہ السّلام کو پے سپر کیا کوچے اُسنے
کاٹ ڈالے اور اس اُمت مین بڑا بدبخت وہ شخص ہے جو محاسن علی مرتضیٰ ع کو
خون سے آلودہ کرے گا چونکہ حضرت ولایت مآب کو اپنی شہادت پر حسب ارشاد
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم یقین واثق تھا لہذا شب نوزدہم رمضان شریف
آنجناب بار بار اُٹھ اُٹھ آسمان کو دیکہتے اور فرماتے تہے کہ واللہ مین نے جہوٹ
نہین کہا اور نہ مجھہ سے کہنے والے نے جہوٹ کہا ہے یہ وہی رات ہے جس کا
مجھہ سے وعدہ ہے حضرت امام حسن علیہ السّلام فرماتے ہین کہ اس رات کو جناب
ولایت مآب فرماتے تہے کہ آج کی رات مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو
دیکہا کہ میرے منتظر ہین اور ترجمہ صواعق مین ہے کہ حضرت امیر علیہ السّلام نے
فرمایا حسن علیہ السّلام سے کہ آجکی رات مین آنحضرت صلعم کو خواب مین دیکہا اور جو
کچہہ امت سے مجھے پونچا تہا بیان کیا آنحضرت نے فرمایا اُنکے حق مین دعا کر اللہم
ابدلنی بہم خیرا لی منہم وابدلہم لی شرا لہم یعنے بار خدایا بدل دے اُنسے بہتر مجھکو
اور بدل دے اُنپر ایسا شخص جو مجھہ سے بدتر ہو اُنکی نسبت اور جب صبح صادق

تاکاذب منودار ہوئی تو جناب سلطان الولایت گہر سے باہر تشریف لانے لگے
وہان بطین تہین وہ خلاف معمول چلانے لگین آنجناب نے فرمایا کہ میرے فراق
مین چلاتی ہین اسی مین ہی شاہ ولایت گوہر دریائے نبوت آفتاب برج رسالت حامل
عہدۂ شہادت الصلوٰۃ فرماتے ہوئے لوگون کو نماز کے واسطے جگاتے ہوئے
برآمد ہوئے شبیب ملعون گہات مین لگ رہا تہا آپ پر ہاتہہ چلایا مگر تلوار ستون
پر پڑی توٹ گئی اور وہ بہاگ کر گہر پہونچا ایک مرد بنی امیہ نے اسکو تہ تیغ کیا اسی
ستون کے آڑ مین ابن ملجم خارجی مردود لعنۃ اللہ علیہ کہڑا تہا اُسنے تلوار چلائی کہ سر
مبارک پر اس مقام پر لگی جس جگہہ عمرو ابن عبدود کے ہاتہہ کا زخم تہا جناب شیر خدا نے
بفور ارشاد کیا فزت برب الکعبۃ یعنی مین بخدا اپنی مراد کو پہونچا۔ اور بعض روایات مین
ہے کہ عین نماز مین اُسنے تلوار ماری بالجملہ آنجناب کو مجروح اُوٹہا لائے اور مسجد
کے لوگون نے کہ آواز تکبیر سے جاگ اُوٹہے تہے ابن ملجم کو گرفتار کر لیا اور بعد تجہیز
و تکفین جناب امیر علیہ السلام اسکے ہاتہہ پیر کاٹ کے جلا دیا لعنۃ اللہ علیہ و علی من
یتبعہ کذا فی اخبار الدول۔ اور آنجناب جب مجروح گہر مین جلوہ فرما ہوئے تو حضرت
حسنین علیہم السلام کو بُلا کر فرمایا کہ تقوئے الٰہی پر مضبوط رہنا اور دنیا کے طرف متوجہ
نہونا اور دنیا کے نقصان سے آزردہ خاطر نہونا اور بیکسون پر شفقت کرنا اور حق
بات مین کسی کا خوف نکرنا اور محمد ابن حنیفہ کی نسبت ہی فرمایا کہ تمہی یہ نصیحت یاد رکہنا اور ان
دونون بہائیون کی تعظیم و توقیر کرنا یہ پیغمبر کے نواسے ہین پہر آپ معروف بہ تہلیل
و تسبیح ہوئے اگرچہ زخم کاری نہ تہا مگر زہر نے اثر کیا آخر اکیسوین رمضان سنہ ۴۰ ہجری
شب یکشنبہ اس عالم ناپایدار سے نہضت فرمائے حظیرۃ القدس ہوئے ؎

اور علامہ سیوطی نے لکھا ہے کہ تین چار خارجیون نے مکہ معظمہ مین عہد و پیمان باہم
کیا تہا عبد الرحمن ابن ملجم نے کہا کہ مین حضرت سیدنا علی ابن طالب رضی اللہ عنہ کو اور
بکر خواہ برک ابن عبد اللہ تیمی نے کہا مین معاویہ ابن ابی سفیان کو اور عمرو ابن
بکر تیمی نے عہد کیا کہ مین عمرو ابن عاص کو قتل کرونگا چنانچہ بکر نے تلوار معاویہ کو
ماری درک مین لگی اور عرق نکاح کٹ گئی کہ پہر اولاد نہوئی اور عمرو ابن بکر تیمی نے
عمرو ابن عاص کے مارنیکو مسجد مین آیا لیکن عمرو بن عاص کے رات کو درد پیٹ
مین رہا کہ وہ نماز صبح کو نہ آیا ایک مرد تمیم نے نماز پڑہائی عمرو ابن بکر نے اسی کو
مار ڈالا اور ابن ملجم نے جناب ولایت مآب کو شہید کیا کذا فی اخبار الدول۔
غرضکہ حکومت اہل اسلام کی پورپ سے پچہم تک پہونچگئی۔ باوصف اسکے کہ
مسلمانون کی بے سامانی اور انکا فقر اور اسپر بڑا طرفہ یہہ تہا کہ صلاح جنگ بھی
بکثرت نہ تہی اور انکی عدم وقفیت قواعد حرب وضوابط جہانگیری سے اور انکی
قلت کہ صرف عرب ہی کے کافرون کے مقابلہ مین لاکہون کڑورون حصہ تہی
اسکے علاوہ مخالفون کی کثرت اور اونکی دولت اور اہل روم و ایران کی جاہ
حشمت و علم و حکمت و قواعد حرب و ضرب و جہانگیری کی مہارت کے سوا اوس
بغض و عداوت کو دہیان کرنا چاہیئے جو علانیہ مذہب کے تعرض سے برپا ہوتا
ہے کہ ایک رزیل بہی جان دینے اور گہر بار لٹا دینے کو موجود ہو جاتا ہے چہ جا
ئیکہ اور اشجعہ اب دیکہنا چاہیئے کہ باوصف ان باتون کے اسطرحکی حکومت
اسلام کس دہوم دہام سے عرصۂ ظہور مین آئی کہ تیس[۳۰] بتیس[۳۲] برس کے اندر عرض
مین دس بارہ درجہ سے کہین تینتالیس[۴۳] چوالیس[۴۴] درجہ تک جیسے باب المندب سے

بلاد یونان اور حدود ملک اندلس تک اور کہین پچاس درجہ تک جیسے ترکستان کی حدود شمالی تک اور طول مین لصف النہار لندن سے تیس درجہ غربی لیکر کہین ستر درجہ تک جیسے حدود شرقیہ فارس تک اور کہین بیاسی درجہ تک جیسے حدود شرقیہ ترکستان تک جو زہ اقتدار خلفاے راشدین مین اسطرح آگیا کہ اگلی حکومتونکا نام و نشان بھی باقی نرہا اور باوجود لااکراہ فی الدین کے عموماً توحید کا مذہب پہیل گیا پہر لحاظ کرو اسبات کو کہ ملک فارس اور اندلس بلکہ جزایر خالدات سے کہ ربع مسکون کی حد غربی ہی ہے تا جزایر شرقیہ چین کہ یہ ربع مسکون کی حد شرقی ہے طولاً اور سواحل جنوبیہ افریقہ اور جزایر جنوبیہ ہندوستان سے لیکر کہین پینتالیس[۴۵] اور کہین پچاس اور کہین پچپن ساٹھہ[۶۰] درجے تک بلکہ بعض جگہہ کچھہ اوپر تک جیسے دیار بلغار تک عرض شمالی مین کتنے بڑے صوبون کے موافق وہ ملک جو خوب آباد تھے باقی رہا ہوگا جہان ہزار گیارہ سو برس کے اندر تک مسلمانون کی حکومت نہین ہوئی ہو اور ایسے نہین جسطرح نادرشاہ کی بلکہ کمتر کوئی مقام ہوگا جہان مسلمانون نے سو برس سے کم حکومت کی ہو گی گو کہ کہین شعائر اسلامیہ جاری کئے ہون اور کہین صرف جزیہ پر اکتفا کی ہو چنانکہ اکثر ولایت فرنگ مین اور یہ باتین تو تواریخ نصاریٰ اور جغرافیہ سے بہی بخوبی ثابت ہوسکتی ہین اور اسی کا اشارہ کلام مجید مین ہے ۔

هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون ۔ یعنی خداوند عالم نے اپنے پیغمبر کو راہ راست اور سچے دین بناسہ کو بہیجا تا کہ اوپر کر دے سچے دین کو سب ادیان پر اگرچہ مشرکون کو ناگوار ہوا ہو۔

یہ تو یہ ظاہر ہے کہ از روی برہان عقلی لا الہ الا اللہ کا مضمون سچا ٹہیرا ہے اسطرح نہ ثنویت کا عقیدہ ہے نہ تثلیث کا اور نہ شگن اور پاشنی کا بلکہ یہ تینون عقیدے بدلایل عقلیہ باطل ٹہرتے ہین خیال کرلیا جاے کہ سیکڑون ہزارون ہی برس سے ثنویت زردشتونکے پاس اور شگن و پاشنہ ہندؤن اور چینیون مین اور تثلیث عیسائیون مین ضروریات التزانیہ مین داخل ہے پر لا الہ الا اللہ کا مضمون بدو فرادانی نوع انسانی سے اسوقت کسی کے عہد مین دنیا مین مشرق سے مغرب تک اس کیفیت و کمیت سے نہین پہیلا جیسا کہ دین محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام مین پہیلا اور اگر کہین پہیلا ہو تو کوئی بتلا سکتا ہے۔

الحاصل پہلے اسلام مین خلافت ہتی بدون ملک کے پہر ملک رہگیا بدون خلافت کے اور بعد امیر معاویہؓ کے جب بنی امیہ نے اپنی اگلی چال دینداری چہوڑ دی اور خواہش نفس و دنیا طلبی اختیار کرلی تو لوگ ناخوش ہوگئے۔ پہر عباسیہ کا غلبہ ہوگیا ان کا زمانہ عدل و انصاف سے خالی نہ تہا اقامت احکام شارع علیہ السلام مین کوشش کرتے رہے گو خود کیسے ہی تہے اللہ پاک پروردگار عالم نے اُنہین برکت بخشی کل روے زمین کے بادشاہ ہوگئے مگر جب انکی طبیعت مین اثر سلطنت نے اپنا رنگ ڈہنگ دکہلایا آپسمین بغض و عداوت ہوگیا اور دینداری گہٹ گئی خودی اور ناانصافی نے اپنا پاؤن پہیلایا انکی حکومت بہی گئی اور خلافت مٹ گئی صرف نام ہی نام رہگیا اور جب عصبیت عرب بہی جاتی رہی تو یہ نام بہی زہازی سلطنت رہگئی مشرق مین شاہان عجم تبرکاً مطیع خلیفہ رہے سارا ملک مع القاب سلطنت وغیرہ انہین کے دست نگر تہا۔

اور اسی طرح کا ماجرا مغرب مین گذرا وہان عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان بن حکم بن ابی العاص بنی امیہ اندلس چلے گئے ہوئے تھے انکی اور انکی اولاد کی سلطنت وہان بڑی شوکت زور وشور کی ہوئی بہت سے ممالک فرنگستانی فتح کئے اور قرطبہ دارالسلطنت اوائل مین مقرر ہوا وہ سلطنت اسلام اوس خاندان مین اور بعد زوال اوس خاندان کے اور خاندانون مین قریب اٹھہ سو برس کے بڑی قوت وشوکت سے رہی یورپ یعنے فرنگستان کے عیسائی سلاطین متعدد کے ممالک جمع کرکے وہ سلطنت کی بنا قایم ہوئی قریب کل سلطنت اسپانیول اور پرتگال ۔ و فرانسس و اطالیا و صقالیا وغیرہ کے کچھہ کچھہ ممالک شامل دارالسلطنت اسلام ہوگئے ٭

اس عرصہ دراز کی سلطنت مین اون بلاد مین نامی گرامی علمار محدث وفقہار واہل سلوک پیدا ہوگئے عموماً علوم وفنون وصنعت وحرفت وغیرہ کی اشاعت ہوئی لیکن باہمی اہل اسلام کے نفاق اور شفاق سے مشیت ایزدی نے اوس سلطنت کو ایسا میٹا کہ فی الحال اون ملکون مین اسلامی سلطنت کا نام ونشان نرہا اس نفاق وشقاق وخودپرستی سے جو لوگون نے کفران نعمت کیا اور اس آسایش وآرام وعزت وشوکت اسلام جو باہمی اتفاق سے پیدا ہوتا ہے ونام در سلطنت اسلام سے حاصل ہوگیا تھا اسکا شکر نعمت بہول گئے نا عاقبت اندیشی سے آخرش اون ملکون مین سلطنت اسلامی مٹ گئی اور لوگون مین افلاس آگیا جمعیت مین تفرقہ پڑگیا بسبب دین رونق اسلام جاتی رہی لوگون مین ضعف آگیا ۔

عیسائیان فرنگستان نے جنکی عملداری وہان ہوگئی تھی انہون نے موقع پاکر کل اشتہار

کہانے پینے پہننے اوڑہنے وغیرہ کی تجارت اپنے قبضۂ اقتدار مین کر لی ہتی یہہ نوبت اہنین لوگون سے کسی کو کہانیکی چیز میسر نہ آتی ہتی باوجود روپیہ اشرفی کے کہانا نہین ملتا تہا جو لوگ نکل سکے وہان سے چلے گئے اور بہتیرے لوگ اپنے گہرون کے دروازہ بند کرکے بہوک پیاس کے صدمہ سے مرگئے ولیکن اُن لوگون کو کچہہ رحم نہ آیا +

ظلم کی مذمت

از مضامین اخلاق

اے ظالم ہے آثار قیامت آہ مظلومان
ہے قہر آسمانی کی علامت آہ مظلومان

بشر کو چاہئے مظلوم کی فریاد سے ڈرنا
نہین مظلوم کی ہے آہ کم شمشیر بُرّان سے

نہین کچہہ اسکی تیزی کم ہے برق آتش افشان سے
یہہ وہ کالی بلا ہے جسکی سر پر آئی آفت ہو

دعا مظلوم کی مقبول باری جلد ہوتی ہے
ہے جنہین ظلم کی خو انکی خواری جلد ہوتی ہے

گہلا دیتی ہے جان سرکشان کو آہ کی گرمی
اُسی سے کہ زورنے شہرون کا تباکر دیا پانی

کیا نازل اسی نے سرکشون پر قہر ربانی

سحر محشر کی ہے یا شام شامت آہ مظلومان
دکہا دیتی ہے بتصویر ندامت آہ مظلومان

کہ آسان ہےگیا ہون پرہے کب جور و ستم کرنا
کمان و تیر سے ناوک فگن سے نوک پیکان سے

شرر سے شعلۂ آتش فگن سے آہ سوزان سے
قیامت ہے قیامت ہو قیامت ہو قیامت ہو

دل مغموم کی مطلب برآری جلد ہوتی ہے
موثر دل مین حق کی آہ و زاری جلد ہوتی ہے

مٹا دیتی ہے سختی سنگدل کی ضبط کی نرمی
اسی کے نام سے اہل ستم کو ہے پشیمانی

ہوئے برباد اسی سے ظلم و جبر قہر کے بانی

وہ غافل ہین نہین جو آہ مظلومان سے ڈرتے ہین
یہ وہ پرکالۂ آفت ہی جس سے کال ڈرتا ہے
غریب و مفلس و اہل زر خوشحال ڈرتا ہی
رسائی آہ مظلومان کی جب عرش برین تک ہو
سر ظالم پہ آہ بے نوا بنکر بلا پہونچے
ہوا جو محو فریاد اسکی خالق تک صدا پہونچی
اثر سے اپنے ہرگز آہ مظلومان نہین خالی
جو ظالم ہین نہ اپنے قوت بازو پہ اترائین
کرین خوف خدا لین غریبونکو نہ ترسائین
حکومت پا کے حکمت سے نہ چلنا بیحیائی ہے
حکومت کی اگر کرسی ملے شکر خدا کیجے
خیال انصاف کا ہو ترک عادات جفا کیجے
ایاز قدردان نے قدر اپنی آپ ہی جانی
ہوئی جب ظلم کی بیاری ہلاکت ہلاکو کو
پسند آئی تھی خو ئے ظلم ایسے شاہ بدخو کو
مگر جب آہ مظلومان ہوئی خود خشمناک آخر
کہان ضحاک ظالم کا رہا ظلم و ستم باقی
کہان ہے ظالمان دہر کا جاہ و حشم باقی
کیا تہا ظلم جس نے اسکو مارا آہ مسکین نے

ہین مردود جہان جو بیکسون پر ظلم کرتے ہین
گدا و بے نوا و شاہ خوش اقبال ڈرتا ہی
اسی سے خاطر فوج عدو پامال ڈرتا ہے
تو مقبول خدا کیون کر نہوا سمین کسی شک نہو
ہدف پر تیر کے مانند خود آہ رسا پہونچے
تو پھر کیونکر نہ ظالم کی سزا بنکر قضا پہونچی
سیہ بختی ظالم بن گئی ہے یہ بلا کا نی
سمجھکر زار اور دون کو نہ اپنا زور دکہلائین
نہ چھیڑین بیگنا ہون کو کہ خود فوراً سزا پائین
ستاتے ہین وہی بیکس کو شامت جنکی آئی ہی
عنایت کی نظر مجبور پر صبح و مسا کیجے
نکونامی کا سامان ہو یہی دل سے دعا کیجے
اسی سے ہو گیا محمود کی نظرون مین لاثانی
مثال تیغ افشان تھی جنبش چین ابرو کو
امان تھی گہر مین انسانکو نہ راحت بن مین آہو کو
و تفضیح و ذلت سے ہلاکو بہی ہلاک آخر
کہان راون کی ہے تیغ دو دم کا اب قدم باقی
فقط اونکی روحون کو ہے بدنامی کا غم باقی
تہا حاصل زور جسکو کر لیا زیر اسکو بیکس نے

اثر کرتی ہے آہ غم رسیدہ جا کے پتھر مین
مثال تیر گھس جاتی ہے جسم کوہ پیکر مین

سماتی ہے ہوا سے سرکشی جس شخص کے سر مین
خدا کا قہر اسکو پست کر دیتا ہے دم بھر مین

جو نادر شاہ بار ظلم اوٹھا کر کے چلا سر پر
وہ جائے غم رسیدہ لیکی جا پہونچی بلا سر پر

اکڑنا زور پر زیبا نہین اولاد آدم کو
جو ظالم ہے پہونچ جاتا ہے سیدہا ہی جہنم کو

نہین حاکم کو واجب ہے ستانا صاحب غم کو
پسند اصلا نہین یہ بات ہے خلاق عالم کو

ہوا اسقدر باری جو غریبون پر چلا اٹھنے
کیا نمرود کو بیجان اک ادنی سی مچھر نے

غضب ہے دیدہ و دانستہ ہی لوگون پہ شر کرنا
غریبون پر ستم کی قہر کی ہر دم نظر کرنا

پئے عبرت بجا ہے حال ظالم کی خبر کرنا
دل ظالم پہ ہے کام اس نصیحت کا اثر کرنا

گری آکر پڑی ہی جب زمین و آسمان سوچے
نہین شک پھر پہلی آہ مظلومان کی تب بوجھی

خبردار اے عزیزو پاکے مال و دولت و حشمت
نہ سیکھو خوی ظلم و قہر و جور و شورش و بدعت

اگر حق سے ڈرو گے پھر نہو گی ذلت و خفت
رہیگا خلق مین قایم نشان عظمت و عزت

نہ جب مظلوم ہو گا خوف اسکو آہ سے کیسا
نہین جو چاہ کن ہے رنج اسکو چاہ سے کیسا

نہین واجب ہے اتنا نشتر جلاد سے ڈرنا
ہے زیبا دل سے آہ بیکس ناشاد سے ڈرنا

غریبون کو دکھ دینا ایذا ینکو ستانا ہے
جلانا انکے دل کا شہر کو گویا جلانا ہے

مدد جسپر خدا کی ہو ذرا اسکو ناتوان سمجھو
نہ دے ظالم کو جو گالی نہ اسکو بیزبان سمجھو

تمت تمام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصۂ سوم

قدیم زمانہ کے علمار کے نصایح بادشاہان زمانہ کی حکایتیں

بادشاہان زمانہ اور حکام وقت کے روبرو سچی بات وہی کہہ سکتا ہے جو بیم سر اور امید زر نہ رکھتا ہو۔

وہ واعظ نصیحت کرے شاہ کو
نہ عزت کا غم ہو نہ ذلت کا پاس

ہر اک بات سے جو کہ ہو بے خطر
نہ ہو بیم سر اور نہ امید زر

حکایت

ایک عورت ضعیفہ کسی مقدمہ میں حجاج بن یوسف ظالم کے روبرو پکڑی آئی
حجاج نے حسب العادت اپنی اوسکی نسبت قتل کا حکم دیا حاضرین نے بڑھیا کی تعریف کی

کہ یہ قرآن شریف بہت اچھا پڑہتی ہے حجاج نے بڑہیا کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ اگر تو اس وقت کوئی آیت قرآنی مجھکو سُنا سکے تو قتل سے بچ جائیگی وہ بولی اذا جاء غضب اللہ والقہر ورایت الناس یخرجون من دین اللہ افواجا۔ یہ تقریر سُنکر حجاج بولا کہ یہ تو نے کیا غضب کیا ہے کہ قرآن بدل دیا ہے اذا جاء نصر اللہ والفتح کی جگہہ اذا جاء غضب اللہ والقہر سُنایا ہے یدخلون فی دین اللہ کے مقام پر یخرجون من دین اللہ بنایا ہے۔ بڑہیا نے جواب دیا کہ برخوردار وہ زمانہ سیدابرار احمد مختار صلعم کا تہا کہ جب اذا جاء نصر اللہ والفتح کی آیت نازل ہوئی ہزاروں کفار دین الٰہی میں داخل ہوئے اب جو عبدالملک کی حکومت اور تیری امارت ہے لگے مسلمان مصیبت میں گرفتار اور مسلمانی سے بیزار ہیں اب اور کون اس دین میں داخل ہوگا پس اب یدخلون کا موقع اب کہاں رہا بلکہ یخرجون کا وقت آپہونچا ہے یہ بات سُنکر حجاج شرمسار ہوا اور بڑہیا کے خون سے درگذرا۔

نصیحت۔ ظالم و متکبروں کے ساتھ نرمی سے پیش آنا منع ہے بلکہ لازم ہے کہ جب انکے پاس جائیں بہ بے اعتنائی و غرور پیش آئیں کیونکہ اگر تم اُن کے روبرو بعجز و نیاز پیش آوگے تو وہ اور زیادہ ظالم متکبر ہو جائینگے۔

تم بھی بنجاؤ ویسے ہی ہو جیسا جسکا آدمی	سرد سے سردی کرو اور گرم سے گرمی کرو
دیکھ دو ایسے دوستی اور دشمنی دشمن کیساتھ	سخت سے سختی کرو اور نرم سے نرمی کرو

حکایت

ایک اعرابی سلیمان بن عبدالملک کے پاس آیا اُس سے سلیمان نے کہا کچھہ فرمائیے

اوس نے کہا کہ اے امیر المومنین مین آپ سے کچھہ کہتا ہون اوسکو برداشت کرنا اور اگر برا مانوگے تو پچتاؤگے کہ ہم نے برداشت کیون نکی سلیمان نے کہا ہمارا حلم تو اتنا وسیع ہے کہ جس شخص سے نصیحت کی توقع ہنین ہوتی اور احتمال دغا کا ہوتا ہے اوسکے ساتھہ بھی حلم کرتے ہین تو جو شخص ہماری نصیحت کے لیئے کہیگا اور ہم سے کچھہ فریب نکریگا تو اوسکے ساتھہ حلم کیون نہ برتین گے۔ اعرابی نے کہا اے امیر المومنین آپکے گرد و پیش ہوا ایسے لوگ مصاحب ہین کہ اونہون نے اپنی جانون کیلئے برائی اختیار کی اور دین بیچ کر دنیا مول لی اور تمہاری رضامندی خداے پاک کی خفگی کے عوض اختیار کی اللہ پاک پروردگار عالم کے باب مین تو تمہارا خوف کیا اور تمہارے باب مین اللہ تعالے کا خوف نکیا آخرت کے ساتھہ لڑائی اور دنیا کے ساتھہ صلح پسند کی تو جس چیز پر پاک پروردگار عالم نے تمکو امین کیا ہے تم اوسپر اون لوگون کو امین نکرو کہ اونہون نے امانت کے ضایع کرنے اور امت کے ذلیل و خوار کرنے مین کوئی دقیقہ ہنین چھوڑا اور تم سے اونکے اعمال کی باز پرس ہوگی اور اون سے تمہارے اعمال کا سوال نہوگا تو تم اپنی آخرت بگاڑکر اونکی دنیا درست نکرو کیونکہ لوگون مین زیادہ تر خسارہ اوسکو ہی ہے جو دوسرے کی دنیا کے بدلہ مین اپنی آخرت کہو بیٹھے۔

اور دنیا سے اصل مقصود کیا ہے اگر یہی بات ہے کہ کہانا اچھا کہانیکو ملجائے تو چارپایہ بشکل آدمی کہلاتا ہے کیونکہ کہانیکی حرص حیوانون کا کام ہوتا ہے اور اگر اچھی پوشاک زرق برق پہنے تو عورت بصورت مرد کہاے کس لئے کہ زیبایش اور آسایش بناؤ سنگہار عورتون کا کام ہوتا ہے۔ اور اگر خدمت گذاری سکے وجہہ اطاعت کیجاے تو جاہل بہ شکل عاقل ہوتا ہے۔ اگر عقلمند انسان ہو تو جان سکتا ہے کہ محکوم اور خدمت

گذارا اپنا پیٹ بہرنے اور خواہش دنیوی کے لیئے خدمت کرتے ہین اگر ایک دن بہی اونکو کچہہ حاصل نہو تو اوسکے گرد نہ ہٹکین۔ تو اوسکی خدمت واطاعت جو کرتے ہین یہ اپنی خواہش کا پہندا ابنا رکہا ہے اور وہ جو بندگی کرتے ہین اپنی ہی خواہش کی دیکہو اگر کہین وہ افواہ سن پاتے ہین کہ اب تہوڑے زمانہ مین حکومت کسی دوسرے کو ملا چاہتی ہے تو اِس سے منہہ پہیر لیتے ہین اور اوس کا تقرب بہزار حیلہ وکوشش کرکے دہونڈتے ہین اور جہان کہین روپیہ پیسے ملنے کا گمان ہو جاتا ہے وہان بندگی اور خدمت کرنے لگتے ہین۔ پس دراصل اسکا نام خدمت کرنا نہین بلکہ اُس پر ہنسنا ہوتا ہے اور عاقل وہی شخص ہے جو اون کامون کی رجوع اور حقیقت کو خوب جان جائے اور دنیا طلبیون وخواہشمندون وخودغرض وبد عہد لوگون کی مصاحبت سے حذر کرتا ہے اور اونکی فریب وغیرہ سے بچے۔

سہ فعل است بد و رہنما و بشر	گران نفس را میل باشد بشر
یکی نقض عہد است کاندر وجود	از و خصلتی نیست مذموم تر
دوم مکر کردن سوم حیلت یعنی	کزو دین و دانش بود در خطر
گرت ہست مردی وہوش و خرد	ازین ہر سہ خصلت حذر کن حذر

حکمت ایماندار انسان چار چیزون سے چار چیزون کو پاک رکہتا ہے اوّل دلکو حسد سے دوم جہوٹ وغیبت سے زبان کو تیسرے شکم کو لقمہ حرام سے چوتہے اعمال کو ریا سے۔

اولاً دل کو حسد سے پاک رکہہ	بعد ازان وہو کذب وغیبت سے زبان
غیر کا حق اپنے ہاتون پر نہ لے	پیٹ مت بہر کہا کے مال بندگان
کر عمل دنیا مین بے روئے وریا	تا تجہے حاصل ہو فخر وعز وشان

حکمت۔ جسطرح کہ بد لوگون کی صحبت سے بچنا ضرور ہے اسی طرح انکے افسانون اور قصون وکتابون کا سُننا اور دیکھنا منع ہے کہ انکے سُننے اور دیکھنے سے دیر کدورت آجاتی ہے طبیعت گھبراتی ہے +

بے خبر بدون کی اُلفت چھوڑ دی	بھاگ ان کی دوستی سے ہر زمان
مُنھ نکر ناپاک اسکے ذکر سے	تام لیکر مت بگاڑ اپنی زبان

حکایت

ایک روز ہشام بن عبدالملک شکار کرتا ہوا نکلا اور ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالا ہرن تو ہاتھ نہ آیا وہان ایک لڑکا بکریان چرا رہا تھا مسخرا لڑکے سے کہا کہ تیرے پاس ہرن ہی ہے لڑکے نے کہا کیا تیری موت آئی ہے جو میرے طرف حقارت نظر کی اور بجہہ سے معاشرت حقارت کی تیری گفتگو جاری اور فعل تیرا خاری ہے ہشام نے کہا او چھوکری تو مجھکو پہچانتا نہین ہے اوس نے کہا تو نے تو بے ادبی سے پہلے ہی اپنے تئین پہنوا دیا کہ بغیر سلام علیک کے بات کرنا شروع کر دی ہشام نے کہا مین ہشام بن عبدالملک ہون لڑکے نے کہا خدا تیرے گھر کے قریب نہ لیجائے اور نہ کسی زندہ کو تیری قبر دکھلائے وہ یہ کہی رہا تہا کہ خدم وحشم ہشام کا آہی پہونچا اور ہشام نہایت غصے مین آگ بگولا ہو کر لوگون سے کہا کہ اس لڑکے کو ساتھ لے آؤ وہ جب دارالخلافت مین پہونچا سب وزیر وامیر وارکان دولت نے ہر ایک اداب خلافت بجا لایا مگر وہ لڑکا چپ چُپ سر جھکائے کھڑا رہا آخرش وزیر وارکان دولت نے لڑکے سے کہا او گنتیے عرب کے کس چیز نے باز رکھا ہے تجھکو امیرالمومنین پر سلام کرنیسے اوس نے کہا او پالان

گدہے کے اتنی دور سے چلتے چلتے میرا دم چڑہگیا ہے جو اس ہنکانے نہین ہین
بعض ندمانے کہا او گدہے کے بچے بہت فضول تو بکا امیرالمومنین کے سامنے اور
اونسے لفظ بلفظ تونے تخاطب کیا اوس نے جواب دیا او بہو کے سنگستان کے
اور سُرمہ لگسنے والے سبے فرزند کیا تونے نہین سُنا قول اللہ پاک کا اپنی کتاب منزل
مین اپنے نبی مرسل پر یوم تاتی کل نفس تجادل عن نفسہا پس جب پاک پروردگار عالم
کے سامنے آدمی جدال کرینگے اس بیچارے ہشام کی کیا حقیقت ہے کہ اون
سے کوئی لفظ بلفظ تخاطب نکرے اسبات کے سنتے ہی ہشام کو اور غصہ کی آگ
بہرک اوہٹی اور حکم دیا کہ یہین ہمارے روبرو اسکا سر اوڑا دالو جلاد طلب ہوا اور نطع
بچہا کر اوسپر وہ دراز کیا گیا اور جلاد نے تین مرتبہ پوچہا یا سید میرے مین تمہارا بندۂ
ذلیل لب گور ہون کیا اسکا سر کاٹ ڈالون اور مین بری ہون اسکے خون سے
ہر مرتبہ ہشام نے کہا کاٹ ڈال اوسکا سر تن سے جدا کر مگر تیسرے مرتبہ جب حکم
دیا تو وہ لڑکا پڑا اپڑا ہنسنے لگا تب ہشام نے کہا پہر اوسکو کہڑا کرو جب وہ کہڑا ہوا تو
کہا او چہوکرے مرنے پر تو ہنستا ہے اور جینے پر تو لڑتا ہے کیا تو مجہ سے چہل
کرتا ہے یا اپنے نفس سے سخر اپن کرتا ہے لڑکے نے کہا پہلے میری دو باتین سُن
لیجیے پہر جو جی چاہے سو فرمائیے گا حکم دیا کہہ اوس نے کہا یہہ میرا اول وقت
ہے آخرت کا اور آپکا آخر وقت ہے دنیا سے آدہر آئیے اگر اس مدت مین کوتاہی
ہوئی یا اجل مین کچہہ تاخیر ہوئی تو آپکی گفتگو کچہہ مجہے ضرر نکریگی نہ تہوڑی نہ بہت
لیکن مجہے چند اشعار یاد آگئے ہین اسکو آپ اپنے گوش دل سے سن لیجیے

عصفور برساقہ المقدور		نبئت ان الباز علق مرۃ

فقال لہ العصفور ما انی الصغارة	والباز منهمك عليه يطيبس
ما يغني المملك شبعة	ولئن اكلت فانني لخبيس
فتعجب الباز المذل لنفسه	عجبا واقلت ذلك العصفور

ہشام یہ سنکر ہنستے ہنستے لوٹ گیا اور کہا خدا کی قسم اگر ابتدا سے یہ اسطرح گفتگو کرتا تو سوا خلافت کے جو کچھہ مانگتا مین اسکو بخش دیتا پھر کہا او چھو کرے اپنا منھہ کہول جب اوس نے منھہ کہولا تو موتی و جواہر سے اوسکا منھہ بہر دیا اور نقد و جنس و خلعت پہنا کر رخصت کیا +

ہشام بن عبد الملک بدمزاج تہا اور حضرت زید بن زین العابدین بن حسین بن علی رضوان اللہ تعالی عنہم نے اسی کے عہد مین شہادت پائی۔

ایک مرتبہ اس نے اس تزک و شان کے ساتھہ حج کرنیکے لیئے مکہ معظمہ گیا کہ چھہ سو اونٹ صرف اسکی پوشاک و تجمل کے اسباب کا لدا ہوا ساتھہ تہا اسپر سلطنت کے اسباب کا خیال کر لینا چاہیئے کہ کسقدر تہا اونتیس برس اس نے حکومت کی اکہتر برس کی عمر پائی سنہ ۱۲۴ ہجری مین مرگیا لیلی مجنون اسکے ہم عہد تہے۔

حکمت - چار چیزون کے استعمال سے بادشاہ کی ہیبت جاتی ہے بے رعبی ظہور مین آجاتی ہے۔ اول ہزل و تمسخر۔ دوسرے سفلون کی صحبت تیسرے عورتون کی محبت۔ چوتہے کار بے مشورت۔

بادشاہ سے کوئی بھی ڈرتا نہین	ہو اگر ہزل و تمسخر درمیان
رعب کہو دیتی ہے شاہنشاہ کا	صحبت بد اور محبت بازنان

فائدہ - بادشاہ ہر وقت محکمہ شورہ کا محتاج رہتا ہے کہ ایک جماعت مردم کار آگاہ اہل عقل

دافر الشعور اہل فراست وتجربہ کی اوسکے پاس ہو جنسے ہر مشکل امر مین معاملات رعایا مین مشورہ لیوے اس لئے کہ ایک کی تنہا عقل سے ایک جماعت کی عقل ہر طرح پر بہتر ہوتی ہے مشورہ لینے والا کبھی نادم نہین ہوتا جو مشورہ نہین لیتا یا لیتا ہے مگر اوسپر عمل نہین کرتا وہ ہمیشہ زک اوٹھاتا ہے مشیرون کا مومن ہونا چاہیئے صلاح نیک دین یہ اوسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ اہل مشورت ہی دیندار خداترس خیر خواہ اہل علم وفضل ہون جیلی چاپڑ جاہل اور خود غرض ہنون اکثر سلاطین ورؤسا اسی طرح برباد ہوگئے کہ فقط اپنی رائے وہم وخیال پر کام لیا یا اون خوشامدیون کے مشورہ پر چلے جو لوگ اس کام کے لائق ہی نتھے۔

حکمت - جو انسان صرف اپنے وہم وخیال پر کام کرتا ہے وہ ایسا ہی جیسے کوئی سُننے والا گونگے سے خبر پوچھے۔

ازیقین کن کار اے اہل یقین	شو نہ اندر وہم پابند خیال
خواب دان بیشک خیال خویش را	گر توئی بیدار دل اہل کمال

حکایت

عبدالرحمن بن عمرو اوزاعی رح کو خلیفہ منصور نے بلوا بھیجا اور جب آپ آچکے تو نصیحت کا خواہان ہوا آپ نے فرمایا کہ امیرالمومنین مجھ سے حدیث بیان کی مکحول نے عطیہ بن بشیر سے کہ سرور عالم صلعم نے فرمایا ہے کہ جو حاکم اپنی رعیت کا بدخواہ مریگا اللہ پاک پروردگار عالم اوسپر جنت حرام فرماویگا - اے امیرالمومنین جس شخص نے حق کو برا جانا اوس نے خدائے پاک کو برا جانا اللہ تعالی حق مبین ہے

چونکہ پروردگار عالم نے تمہاری رعیت کے دلون کو تمہارے واسطے نرم کر دیا ہے کہ
تمکو انکی حکومت دی پس تمکو بھی لازم ہے کہ اللہ تعالی کے واسطے انکا حق بجا لاؤ اور
انصاف کے ساتھہ رہو اور انکی عیب پوشی کرو فریادیون کی فریاد سنو انکے لئے
اپنے دروازے بند نکرو اور پہرہ چوکی نہ بٹھاؤ اگر انکو آسایش ہو تو خوش ہو
اور اگر تکلیف ہو تو رفع کرو پہلے تمکو خاص اپنی فکر تھی اور اب اس تمام خلق اللہ کا
بار تمپر ہے عرب اور عجم اور کافر اور مسلم سب تمہاری قبضہ مین ہے اور اونمین سے
ہر ایک کا حصّہ تمہارے عدل مین ہے اس صورت مین انکے جوق جوق کہڑے
ہو جائین اور کوئی تمہارے مصیبت ڈالنے یا کوئی حق دبا لینے کا شکوہ کریگا تو پھر
تمہارا کیا حال ہوگا۔ اے امیر المومنین مجھسے حدیث بیان کی مکحول نے عروہ بن
رویم سے کہ سلطان الانبیا سرور عالم صلعم کے دست پاک مین شاخ تھی خرمیکی جس
سے آپ مسواک فرماتے تہے اور منافق لوگ اوس سے ڈرتے تھے آپ کے
پاس جبرئیل علیہ السّلام تشریف لائے اور عرض کیا اے جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم یہ شاخ کیسی ہے جس سے آپ نے اپنی امت کے دل توڑے اور اونکو رعب
سے پُر کر دیا اے امیر المومنین پس جو شخص انکی جلدون کو پہاڑے گا اور اونمین
خون ریزیان کرے گا اور اونکے شہر ویران کرے گا اور ملکون سے جلا وطن کریگا
اور اسکا خوف انکو غائب کرے گا تو اوسکا کیا حال ہوگا۔ اے امیر المومنین مجھہ
سے حدیث بیان کی مکحول نے زیاد سے اور اونہون نے حارثہ سے اور حارثہ
نے حبیب بن سلمہ سے کہ سردار عالم سلطان الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات
پاک سے قصاص لینے کو ارشاد فرمایا یعنے آپ کے دست مبارک سے ایک اعرابی کو

تا دانستگی مین صرف کہرو بجا لگ گیا تھا آپ نے اعرابی کو بلایا اور فرمایا کہ مجہہ سے
قصاص لے اُس نے عرض کیا کہ مین نے آپ کو معاف کیا آپ پر فدا ہون
میرے والدین مین ایسا نہین جو آپ سے قصاص لیتا گو آپ مجہکو جان ہی سے
مار ڈالتے آپنے اس کے حق مین دعائے خیر فرمائی - اے امیر المومنین اپنے
نفس کو اسی کے نفع کے لئے ریاضت دو اور اسکے واسطے اپنے پروردگار سے
امن حاصل کرو اور اُس جنت کی رغبت کرو جسکا عرض آسمانون اور زمین کے
برابر ہے اور جسکی شان مین آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ تم مین سے کسی کو
جنت مین سے ایک کمان کی مقدار کا ہونا دنیا اور ما فیہا سے بہتر ہے - اے
امیر المومنین اگر سلطنت تم سے پہلے لوگون کی پایدار رہتی تو تمکو نہ پہونچتی اسی
طرح تمہارے پاس بہی نرہیگی جیسے اورون کے پاس نرہی - اے امیر المومنین
تمکو معلوم ہے کہ تمہارے دادا حضرت ابن عباسؓ سے اس آیت شریف کی
تفسیر کیا منقول ہے - مالِهذا الکتاب لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاہا -
آپنے فرمایا ہے کہ صغیرہ سے مراد مُسکرانا ہے اور کبیرہ سے مراد ہنسنا تو
جب مُسکرانا و ہنسنا صغیرہ کبیرہ ٹہیرے تو ہاتون کے اعمال اور زبانون کے
اقوال کا کیا حال ہوگا - اے امیر المومنین مین نے سُنا ہے کہ جناب فاروق
اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر کوئی بکری کا بچہ فرات کے کنارہ پر ضایع ہوکر
مرجاے تو مجہکو ڈر ہے کہ کہین اُسکی پوچہہ مجہہ سے نہو تو اب فرمایئے کہ جو لوگ
آپکے فرش ہی پر ہون اور تمہارے عدل سے محروم رہین تو انکا مواخذہ
تم سے کیسے نہو گا اے امیر المومنین تمکو معلوم ہے کہ تمہارے دادا سے

اس آیت شریف کی تفسیر کیا آئی ہے یاداؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق ولا تتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللہ آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی نے زبور مین ارشاد کیا کہ اے داؤد جب مدعی اور مدعا علیہ تیرے سامنے بیٹھین اور تجکو ان مین سے ایک کی طرف میل ہو تو ہرگز اپنے دل مین یہ نہین سوچنا کہ حق اسی کو ملے اور دوسرے پر ہی فتح یاب ہو ورنہ مین تجکو اپنے نبوت کے دفتر سے میٹ دونگا پھر نہ تو میرا خلیفہ رہیگا نہ کچھہ بزرگی پائیگا اے داؤد مین نے اپنے رسولون کو اپنے بندون مین ایسا کیا ہے جیسے اونٹونکے چرانے والے کہ وہ طریق حفاظت سے واقف ہوتے ہین اور سیاست نرمی سے کرتے ہین توتے کو باندتے ہین اور دبلے کو چارہ پانی سامنے کرتے ہین۔ اے امیر المومنین تم ایسے امر مین مبتلا ہوئے ہو کہ اگر بالفرض آسمانون اور زمین پر پیش کیا جاتا تو اسکے اٹھانے سے ڈر جاتے اور انکار کر دیتے۔ دیکھو مجھہ سے حدیث بیان کی یزید بن جابر نے عبد الرحمن بن عرہ انصاری سے کہ فرمایا جناب سردار عالم صلعم نے کہ جو حاکم کہ لوگون کے معاملات مین سے کسی چیز کا والی ہوگا وہ قیامت کے روز اسطرح لایا جائے گا کہ اسکے ہاتھہ گردن سے بندہے ہونگے اور اونکو بجز اسکے عدل کے اور کوئی چیز نہ کہولیگی پھر جہنم کے پل پر کہڑا کیا جائیگا اور وہ پل اسکو ایک ایسا جھٹکا دیگا جس سے اسکا جوڑ جوڑ اپنی جگہہ سے ہلجائیگا پھر حالت اصلی پر آجائیگا اور حساب لیا جائیگا تو اگر محسن ہوگا تو تب کہین اپنے احسان کے باعث سے بچ جائیگا اور اگر بدکار ہوگا تو پل اس جگہہ سے پہٹ جائیگا اور دوزخ مین ستر سال کی راہ نیچے جا پڑے گا۔ منصور نے

اپنا رومال منھہ پر رکھہ لیا پھر اتار دیا اور دھاڑین مارین کہ مجکو بھی رولادیا - پھر مین نے
کہا اے امیر المومنین آپ کے دادا حضرت عباس بن عبد المطلب نے سردار عالم
صلعم سے حکومت مکہ معظمہ یا طائف یا مین کی مانگی تھی آپ نے انکو ارشاد فرمایا
کہ اے عم بزرگوار آپ اگر اپنے نفس کو مشقت سے دُور رکھین تو اُس حکومت سے
بہتر ہے جسکو آپ محیط نہو سکین یہ آپ نے حضرت عباسؓ کو اسلئے فرمایا کہ عم بزرگوار
کی خیر خواہی اور شفقت کا مقتضا تھا اور حضرت عباسؓ کو آپ نے یہ بہی خبردی
کہ تمہارے سلئے اللہ پاک پروردگار عالم سے مین کچہہ کام نہ آؤنگا یعنے جب آپ پر
وحی ہوئی وانذر عشیرتك الاقربین تو آپ نے حضرت عباسؓ وحضرت صفیہؓ
اور حضرت فاطمہ زہرہؓ کو فرمایا کہ اے عباسؓ واے صفیہؓ چچا پہوپی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اور اے فاطمہؓ جگر گوشہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ پاک سے مین تمہارے
کچہہ نہ کام آؤنگا مجکو میرا عمل مفید ہوگا اور تمکو تمہارا عمل - اور حضرت عمر فاروق
رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگونکی حکومت کا کام اُسی سے بن آوے گا جو عقل کا
مضبوط اور تدبیر مین صائب ہو کوئی بُرائی اسکی ظاہر نہو اور نہ یہ خوف ہو کہ اپنی
قرابت کی حمایت کرے گا اور اللہ پاک پروردگار عالم کے باب مین کسی طعن
کرنے والے کی ملامت اُسپر اثر نہ کرے - اور حاکم بہی چار قسم کے ہوتے
ہین ایک وہ ہے کہ خود بہی محنت کرے اور اپنے عاملون سے بہی محنت لے تو
اُسکا حال ایسا ہے جیسا اللہ پاک کی راہ مین جہاد کرنیوالا اُس شخص پر خداوند
عالم کی رحمت کا ہاتھہ پہیلا ہوا ہوتا ہے - دوسرا حاکم وہ ہے کہ اوسمین کسی قدر
ضعف ہے وہ خود تو مشقت کرتا ہے اور اسکے عامل مزے اوڑاتے ہین اسکے

اسکے ضعف کے سبب سے تو وہ تباہی کے کنارہ پہ ہے الآیہ کہ اللہ پاک اسپر رحم فرماسے تیسرا حاکم جو عالموں سے مشقت لے اور خود آسایش کرے تو وہ حطمہ ہے جسکی ثنا نین رسول پاک پروردگار عالم نے فرمایا ہے کہ بدترین حاکموں کا حطمہ ہے تو وہ تنہا ہالک ہے۔ چوتھا وہ حاکم ہے کہ خود بھی مزہ کرے اور اسکی عامل بھی تو وہ سب کے سب ہلاک ہونے والے ہین۔ اسے امیر المومنین مین نے سنا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السّلام جناب سردار عالم سلطان الانبیا صلعم کی خدمت فیضدرجت مین آئے اور عرض کی کہ مین اسوقت آپ پاس حاضر ہوا ہون کہ دھونکنیان آتش دوزخ پر رکھہ دی گئی ہین کہ قیامت کیلیئے بھڑکائی جاوے آپ نے فرمایا کہ اسے جبریل مجھہ سے دوزخ کا حال بیان کیجئے انہون نے عرض کیا کہ اللہ تعالی نے حکم فرمایا کہ دوزخ کی آگ بھڑکائی گئی وہ سرخ ہوگئی پھر ہزار برس تک بھڑکائی گئی کہ وہ زرد ہوگئی پہر ہزار برس تک بھڑکائی گئی کہ وہ سیاہ ہوگئی تو اب وہ سیاہ ہے کہ نہ اسکا پل نظر آتا ہے اور نہ شعلہ بجھتا ہے قسم ہے اس ذات پاک کی جسنے آپ کو حق کے ساتھہ بھیجا ہے کہ دوزخیون کے کپڑون مین سے اگر ایک کپڑا زمین والون کو صرف دکھلایا جاسے تو سب مرجائین اور اگر ایک ڈول اُسکے پانیکا زمین کے سب پانیون مین ملا دیا جاسے تو جو کوئی پھر اُنمین سے چکھے وہ فوراً مری جاسے اور اوسکی زنجیرونمین سے جنکا پاک پروردگار عالم نے ذکر کیا ہے اگر ایک کڑی زمین کے سب پہاڑون پر رکھہ دی جاسے تو سب پگھل جائین اور اگر کسی شخص کو دوزخ مین داخل کرکے پھر دنیا مین نکالا جاسے تو باشندے زمین اسکی بدبو اور شکل کی بُرائی وہیبت سے مرجائین۔ جناب سردر عالم صلعم اس حال کو سُنکر روئے اور

آپ کے ساتھ حضرت جبرئیل علیہ السلام بہی رو پڑے پھر جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی
اے سرور عالم ومحبوب رب العالم کیا آپ روتے ہین آپ کے تو اگلے پچھلے گناہ معاف
ہو گئے ہین آپ نے فرمایا کہ میرا گریہ شکر کا ہے بہلا مین شکرگذار بندہ نہون اور یہ تو
بتاؤ کہ تم روح الامین اور اللہ پاک کی وحی کے امانت دار ہو بہلا تم کیون روئے
حضرت جبرئیل نے عرض کی کہ مین ڈرتا ہون کہ میرا حال کہین ہاروت وماروت
کا سا نہو جائے یہی وجہ ہے کہ جس سے اپنے پروردگار عالم کے نزدیک جو میرا
رتبہ ہے اسپر مین بہروسہ نہین کرتا ورنہ اسکے داؤسے مامون ہو جاؤنگا۔
غرضکہ دونون روتے رہے یہان تک آسمان سے ندا ہوئی کہ اے جبرئیل
اور اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ پاک نے تم دونون کو اس بات سے مامون
کر دیا کہ تم اسکی نافرمانی کرو اور وہ تمکو عذاب دے اور جناب سلطان الانبیار سول
رب العالمین صلعم کی فضیلت تمام انبیا پر ایسی ہے جیسے جبرئیل علیہ السلام کی تمامی فرشتون
پر۔ اے امیر المومنین مین نے یہ بہی سُنا ہے کہ جناب فاروق اعظم رض نے دعا مانگی
تہی کہ الہی اگر تو جانتا ہو کہ جب مدعی اور مدعا علیہ میرے سامنے بیٹھتے ہین تو اون
مین سے جو حق سے میل کرے خواہ قریب ہو یا بعید اگر مین اوسکی رعایت کرون
تو مجہکو ایک دم کی مہلت ندینا۔ اے امیر المومنین اللہ پاک کے حقوق کی بجا آوری
اسکی مخلوق مین نہایت ہی سخت کام ہے اور سب سے زیادہ بزرگی اللہ تعالی کے
نزدیک تقوی ہے اور جو شخص پاک پروردگار عالم کی اطاعت سے عزت کا خواہان
ہوتا ہے تو اللہ پاک بلند کرتا ہے اور عزت دیتا ہے اور جو کوئی اسکو خداوند عالم
کی نافرمانی سے طلب کرتا ہے تو احکم الحاکمین اسکو پست اور ذلیل کرتا ہے

یہ ہے میری نصیحت والسلام

حکایت

ابن مہاجر کہتے ہین کہ ایک روز خلیفہ منصور مکہ معظمہ مین حج کیلئے آیا تہا رات کے وقت ہنگام سحر حرم شریف کا طواف کر رہا تہا کہ استنے مین سُنا کہ ایک شخص ملتزم کے پاس یون کہہ رہا ہے کہ الٰہی مین تیرے ہی سامنے شکایت کرتا ہون کہ زمین مین سرکشی اور فساد ظاہر ہو گیا اور ظلم و طمع حقدارون مین اور انکے حقوق حائل ہو گئے۔ منصور یہ سُنکر جھٹا یہان تک کہ اسکا سب قول سُنا پھر وہان سے نکلکر مسجد کے ایک طرف مین جا بیٹھا اور اُس شخص کو روبرو بلُوایا اور جب وہ آچکا تو اوس سے پوچھا کہ تم جو یہ کہتے تہے کہ زمین مین سرکشی اور فساد برپا ہو گیا اور حق دار ونکے حق مین ظلم اور طمع حائل ہین یہ کیا بات ہے مین نے جو یہ امر سنا تو مین بیمار ہو گیا اور مجھکو نہایت قلق ہوا۔ اُس شخص نے کہا اے امیر المومنین اگر آپ میری جان مامون کردین تب تو مین سب باتین مع اُنکی جڑ ونکے آپ سے کہدونگا اور نہین تو مین اپنے ہی نفس پر اکتفا کرونگا کہ مجکو اسی کے دہندے سے فرصت ہی نہین منصور نے کہا کہ تو جان سے مامون ہے۔ اُس نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ جس شخص مین خواہش نفس اور اتنی طمع آگئی ہے کہ وہ اسکے اور حق کے درمیان مین حائل و سرکشی و فساد کی درستی کے مانع ہے وہ آپ ہی ہین۔ منصور نے کہا کمبخت مجھہ مین طمع کیسے آئیگی زر و سیم میرے ہاتھہ مین ہے اور تلخ و شیرین میرے قبضہ مین

اُس نے کہا کہ اے امیر المومنین جتنی طمع تم مین گھس گئی ہے بہلا اور کسی مین بہی استقدر ہوئی ہو گی۔ دیکہو شہنشاہ پاک پروردگار عالم نے تمکو مسلمانون کے معاملات اور اموال کا حاکم اُنکی حفاظت کے لیے کیا اور تم اُنکے معاملات سے غافل ہوکر اونہین کے مال جمع کرنے مین پڑ گئے اور اپنے اور اُنکے درمیان چونہ اور اینٹ کی دیوارین اور لوہے کے دروازے اور ہتیار بند دربان مقرر کئے اور اپنے آپ کو اُن محلات مین محبوس کر لیا کہ کوئی تمہارے پاس بہی آنے نہ پائین اور اپنے عاملون کو مالون کے اکہٹا کرنے اور بزور تحصیل وصول کرنیکو بہیجدیا اور آپ نے اعوان سلطنت جلیس و مصاحب اور مددگار ظالم مقرر کئے کہ اگر تم بہولتے ہو تو وہ یاد نہین دلاتے اور اگر اچہا کرتے ہو تمہاری مدد نہین کرتے اور تم نے اُنکو مال اور سواری و ہتیار دیکر ظلم پر قوی کر دیا ہے اور یہ بہی حکم دیا ہے کہ تمہارے پاس بجز اشخاص معین کے جنکا نام تمنے تبلا دیا ہے اور کوئی آنے ہی نہ پاوے اور اس امر کی اجازت ہی نہین دی کہ کوئی مظلوم یا اندوہناک یا بہوکا یا ننگا یا کم زور یا محتاج تمہارے یہان سے کچھ پاوے حالانکہ انہین سے کوئی ایسا نہین جسکا حق اس مال مین نہو پس جب تمہارے ان ندیمون نے جنکو تم نے خواص مقرر کیا ہے اور رعیت پر ترجیح دے رکہی ہے کہ انکو کوئی تمہارے پاس آنے سے نہ روکے یہ دیکہا کہ مال بیت المال سے بعض چیز تم اپنے لیئے رکہہ لیتے ہو اور اسکو غریبون اور مسلمانون مین تقسیم نہین کرتے تو اونہون نے دل مین سوچا اور کہا کہ خلیفہ تو پاک پروردگار عالم کی خیانت کرتا ہے ہم خلیفہ کی خیانت کیون نکرین اسلئے اونہون نے آپس مین اتفاق کر لیا کہ جو لوگ کہ رعیت کے اخبار خفیہ جانتے ہون اُنکی رسائی خلیفہ تک نہو

لیکن جسکو وے چاہین تو وہ پہونچ سکے اور ایک یہ کہ تمہارا عامل کہین جائے اور
اُسکے خلاف منشا کوئی امر کرے تو اسکو رہنے ہی نہین دیتے یہان تک کہ ذلیل اور
بیقدر ہو جاتا ہے۔ جب تمہارا اور تمہارے خواص کا حال اسطرح پھیل گیا اور
رعایا کے ساتھہ اسطرح کا طرز عمل ہو گیا تو لوگون نے آپ کے ارکان دولت کو
بڑا سمجھا اور اُن سے ڈرے اور سب سے پہلے تمہارے عاملون نے تحفے اور مال
انکے پاس بھیجکر اُن سے آشتی کی تاکہ تمہاری رعیت پر خوب ہی ظلم کرین اور کچھہ
شنوائی نہو۔ پھر جو اور لوگ ذی اختیار اور مالدار تھے انہون نے آپ کے مصاحبین
کو رشوت دی کہ جو جو لوگ اُنسے کم ہون وہ اُنپر اپنے دل کے پھپولے پھوڑین
اِسی طرح اللہ پاک کے شہر سرکشی اور فتنہ و فساد کی طمع سے بھر گئے اور یہ مصاحب
سلطنت مین تمہارے شریک ہو گئے اور تمکو خبر بھی نہین اگر کوئی دادخواہ آجاتا ہے
تو اُسکو کوئی تمہارے پاس جانے بھی نہین دیتا اور اگر وہ یہ چاہتا ہے کہ جب
سواری نکلے اُسوقت اپنا حال عرضی مین لکھکر گذرانے تو معلوم کرتا ہے کہ آپنے
اس امر کی ممانعت کر دی ہے۔ اور تم نے جو ایک شخص کو مظلومون کے حقوق کا
ناظر مقرر کیا ہے اگر مظلوم اُسکے پاس جاتا ہے اور تمہارے معتمدون کو اُسکی اطلاع
ہو جاتی ہے تو ناظر جی سے یہی کہدیتے ہین کہ اسکی درخواست پیش کرنا نچاہیئے
اور اگر ناظر ذی حرمت ہے اور اُسکا قول مانا جاتا ہے تب بھی وہ آپ کے معتمدون
کے ڈر سے یا اور کسی سبب سے جو چاہتا ہے وہ کچھہ نہین سکتا۔ غرضکہ مظلوم بیچارہ
اُسکے پاس دوا دوش کر کے شکوہ یا فریاد کرتا ہے اور وہ اوسکو نکال دیتا ہے یا بہانہ
کرتا ہے جب باوجود کوشش کے ناکامیابی کے ساتھہ نکالا ہی جاتا ہے تو وہ آپ کی

سواری نکلنے کے وقت آپ کے سامنے فریاد کرتا ہے تو اتنا مارا اور پریشان کر دیا جاتا ہی
کہ اعضا بھی کہین سے کہین ہو جاتے ہین تاکہ دوسرے ان کو عبرت ہو اور تم تاکتے
رہتے ہو نہ تو ہاتھ سے اشارہ کرتے ہو نہ زبان ہی سے منع کرتے ہو داد رسی تو
ایک طرف رہی یہہ دوسری مصیبت آپڑی - اب ایسی صورت مین مسلمانی سے
قطع نظر سعدلت اور عافیت عامہ کی کیا چیز باقی رہی - پہلے ہی بنی امیہ اور اہل عرب
تھے کہ جہان مظلوم اُنین آپہونچا اوسیوقت اوسکا مقدمہ پیش کر کے انصاف
اور فصل خصومات بلا توقف کر دیا جاتا تہا - اور بعض اوقات آدمی ملکون کے
دوسرے کنارہ سے آکر بادشاہی دروازہ پر پہونچ کے پکارتے تھے کہ اے اسلام
والو تو سب اُسکی طرف دوڑتے تھے اور پوچھتے تھے کہ تجھے کیا ہوا اور اسکا مقدمہ
دربار شاہی مین پیش کر کے اسی دم اُسکا انصاف کرا دیتے تھے - اور مین یا امیر المومنین
چین کی سرزمین مین سفر کیا کرتا تہا اور اُس ملک مین ایک بادشاہ تھا ایک مرتبہ
جو میرا اودہر کو گذر ہوا تو وہ بادشاہ بہرا ہو گیا تھا اور اپنی قوت سامعہ کے جانے سے
وہ رونے لگا وزیرون نے کہا کہ آپ کیون روتے ہین خدا نہ کرے کہ آپ روئین
اُسنے کہا کہ مین بہرہ ہو گیا اسلیے روتا ہون ہر چند مجکو اپنی مصیبت پر رنج نہین
مگر یہ تردد ہے کہ مظلوم دروازہ پر کھڑا چینخا کرے گا اور مین اوسکی آواز نہ سنونگا پھر
اُس نے یہ کہا کہ میرے کان جلتے رہے تو کیا ہوا میری آنکھین تو موجود ہین لوگون
مین منادی کر دو کہ کوئی سرخ لباس نہ پہنے صرف وہی شخص پہنے جو مظلوم ہو پھر وہ
صبح و شام سواری ہاتھی گھوما کرتا تہا کہ کوئی مظلوم نظر پڑے تو اسکا انصاف کرے -
اے امیر المومنین مقام تامل ہے کہ بادشاہ چین مشرک ہو کر اسطرحکی عنایت اور رحمت

مشرکین کے حال پر رکہتا ہے اور سلطنت مین اپنے نفس کے بخل پر ترس کرتا ہے اور تم
اللہ پاک پروردگار عالم پر ایمان رکہتے ہو تمکو بیچارے مسلمانون پر مہربانی غالب نہین ہوتی
اور اپنے نفس کے بخل پر ترس نہین آتا - اور تمہارا بخل بیکار ہے اسلئے کہ تم مال کو تین
باتون مین سے ایک کیلئے جمع کرتے ہو - اگر یہ کہو کہ مین اپنے لڑکے کے لئے جمع کرتا ہون
تو اللہ پاک پروردگار عالم نے تمکو بچہ کے باب مین عبرتین دکہلا دی ہین کہ جب اپنی
مان کے پیٹ مین سے نکلتا ہے تو روئے زمین پر اوسکا کوئی مال نہین ہوتا اور
دنیا مین ایسا کوئی مال نہین جسپر کسی نہ کسی ممسک ہاتہہ کا قبضہ نہو مگر اللہ پاک اوسپر
اپنی عنایت کرتا ہے یہان تک کہ لوگون کی رغبت اسکی طرف پڑہ جاتی ہے اور جو
کچہہ اسکو ملتا ہے وہ آدمی نہین دیتے بلکہ پاک پروردگار عالم اسکو دیتا ہے اور یہ بہی نہین کہ
تمکو ہی لڑکا عنایت ہو بلکہ خداوند عالم جسکو چاہتا ہے مرحمت فرماتا ہے اور اگر یہ کہو کہ مین
مال اسلئے جمع کرتا ہون کہ اپنی سلطنت کو مضبوط کرون تو اس امر مین بہی اللہ جلشانہ
نے تمکو گذشتہ لوگون کی عبرتین دکہلا دین کہ جو کچہہ زر و سیم انہون نے جمع کیا تہا
انکے کچہہ کام نہ آیا اور وہ جاہ و حشم اور ہتیار و سواری سب بیکار ہوگئے کہ جب مالک الملک
کو تمکو اسطرح مالک کرنا منظور ہوا تو اس سے کچہہ حرج نہوا کہ تمہارے پاس اور تمہارے
بہائیون کے پاس مال کم تہا - اور اگر یہ کہو کہ مال اسلئے جمع کرتا ہون کہ جس حال مین اب
ہون اس سے زیادہ اور عمدہ مطلوب ہاتہہ آجائے تو اسکو جان رکہو کہ جس مرتبہ
پر تم اب ہو اس سے بڑہ کر جو مرتبہ ہے وہ بدون اعمال صالحہ کے حاصل ہی نہین ہوتا
اتنے امیر المومنین بہلا تم عاصی کو قتل سے زیادہ بہی کوئی سزا دیتے ہو - خلیفہ نے کہا
نہین - اس شخص نے کہا کہ پہر جو ملک مالک الملک نے تمکو دیا ہے اور دنیا کا

حاکم احکم الحاکمین سے گردانا ہے اسکو لیکر کیا کروگے خداوند عالم تو اپنے
عاصیون کو قتل کی سزا نہین دیتا بلکہ عذاب الیم مین ابدالآباد رہنیکی سزا دیتا ہے
اور وہی تمہارے دلون کے عزم اور جوارح کے باطنی امُور کو دیکھتا ہے تو یہہ
بتاؤ بہلا جب شاہنشاہ جل وعلا سلطنت دنیا تمہارے ہاتہہ سے چہین لیگا اور تمکو
حساب کیلیے طلب فرمائیگا تو سلطنت دُنیا پر جو تم بخل کر رہے ہو کیا یہ پاک پروردگار عالم
کے یہان کچہہ تمہارے کام آئیگی یہ سُنکر خلیفہ منصور بہت رویا یہان تک کہ ڈہاڑین
مارنے لگا پہر کہا ؎

مرا اے کاشکے مادر نمی زاد
وگر می زاد کس شیرم نمی داد

پہر پوچہا کہ جو سلطنت مجکو عطا ہوئی اسمین کیا تدبیر کرون آدمی تو مجکو خائن ہی نظر
آتے ہین اُس نے جواب دیا کہ اے امیر المومنین تم بڑے اونچے امامون اور رہنماؤن
کو اپنے ساتہہ رکہو منصور نے کہا کہ وہ کون ہین اُس نے کہا کہ وہ علما ہین خلیفہ نے
کہا کہ وہ تو مجہہ سے بہاگے پہرتے ہین اس نے کہا کہ انکے بہاگنے کی یہی وجہہ ہے
کہ وہ ڈرتے ہین کہ کہین تم انسے بہی زبردستی سے وہی کام لو جو تمہارا طریقہ اپنے
عاملون کے ساتہہ جاری ہے۔ بلکہ دروازون کو کہولو اور روک ٹوک کم کرو اور مظلوم
کا انتقام ظالم سے اور ظالم کو ظلم سے روکو اور ہر چیز کو حلال اور طیب وجہ سے لو اور
حق و عدل کے ساتہہ تقسیم کرو پہر مین ضامن ہون کہ جو کوئی تم سے گریز کرتا ہے
وہ تمہارے پاس آئیگا۔ اور تمہارے حال اور رعیت کی بہتری مین تم کو مدد دیگا
منصور نے دعا مانگی کہ الٰہی مجہہ کو اس شخص کے قول کے بموجب عمل کرنیکی توفیق
کرامت فرما۔ اتنے مین حرم شریف کے موذنون نے نماز کی تکبیر کہی منصور نماز مین

مشغول ہوا اور وہ شخص غائب ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ وہ خضر علیہ السلام تھے انتہی مختصراً احیاء العلوم

پند۔ ناصح کی نصیحت اور واعظ کی تقریر دل کے کانون سے سنو کہ وہ تمہارے دلکی بیماریون کا طبیب ہے مگر شرط یہ ہے کہ پہلے یہ سوچ لو کہ وہ تمکو کسی اپنی خاص غرض کیلیے نصیحت نکرتا ہو۔

عزیزو سن لو تم واعظ کی تقریر	سنو مت بات پھر اہل غرض کی

فائدہ۔ عیوب بشریت سے تو کوئی بشر خالی نہین ہوتا ہے مگر تعلم اور تعلیم اور ادب اور تادیب کو بڑا اثر ہے۔ والدین اصلاح اولاد کی اور اساتذہ اصلاح شاگردونکی۔ اور ازواج اصلاح بی بیون کی اور حکما اصلاح حمقا کی اور اطبا اصلاح بیمارون کی اور امرا اور روسا اصلاح رعایا برایا کی اور پیغمبر رسول اصلاح امت کی کیا کرتے ہین یہ اصلاح نہوتی تو سارے آدمی چارپایون کی طرح ہو جاتے جو کوئی شخص ادنے و اعلیٰ ارادہ اپنی اصلاح کا نہین کرتا ہے عیش و فسق مین ڈوب کر مطلق العنان ہو کر تنہا اپنی عقل و خیال پر رہتا ہے کسی کی کوئی بات اچھی ہی پسند نہین کرتا وہ در حقیقت انسان نہین اوسکا انجام ضرور ہی خراب و نتیجہ بد ہوتا ہے۔ ہر انسان پر فرض ہے کہ رات دن کے آٹھہ پہر مین ایک دم اپنے اعمال کا حساب لیا کرے اور اپنے عیبون کو دریافت کر کے اصلاح حال کیا کرے جس نے یہان حساب لیا اوسکو قیامت کے حساب مین آسانی ہو گی جسنے نہ لیا اوسکو سارا جمع خرچ بھگتنا پڑیگا ؎

خواہی کہ عیبہای تو روشن شود ترا	یکدم منافقانہ نشین در کمین خویش

نکتہ۔ دنیا اگر جوہر ہو اور آخرت سفال مگر جب دنیا فانی اور آخرت باقی

ہٹیری تو وہ سفال اس جوہر سے ہزار درجہ بہتر ہے گناہ اور خواہش نفس کی لذت باقی نہین رہتی اسکا عذاب وعقاب باقی رہجاتا ہے طاعت کی تکلیف ومحنت باقی نہین رہتی ہے اسکا اجر وثواب باقی رہجاتا ہے ہر عیش کا آخر جراحت سے ہے ہر مصیبت کا انجام راحت ہے ؎

	در پس ہر گریہ آخر خندہ ایست		مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

حکایت

ابی عمران جونی کہتے ہین کہ جب ہارون رشید تخت نشین ہوا کئی لوگ مبارک بادی کو آئے اس نے خزانون کے منھ کھول دیا اور ہر ایک کو بڑے بڑے خلعتین اور انعام دینا شروع کردیا اور ایک شقہ حضرت سفیان بن سعید ثوری کے نام لکھا کہ اللہ تعالے نے ایمان والون کے درمیان بہائی چارہ مقرر فرمایا اور اس بہائی چارہ کو اپنے لیئے اور اپنے باب مین ٹہیرایا اور جان لو کہ مین نے تم سے جو بہائی چارہ کیا ہے اسکا رشتہ قطع نہین کیا اور نہ آپکی دوستی توڑی بلکہ اب تک مجکو آپ سے افضل محبت اور اکمل عقیدت حاصل ہے اگر بار خلافت میری گردن مین نہ ڈالا گیا ہوتا تو مین آپ کی خدمت شریف مین گھٹنون کے بل چلکر آتا اور میرے ونیز آپکے دوستون مین سے کوئی ایسا شخص نرہا ہوگا جو مجکو مبارکباد دینے نہ آیا ہو اور مین نے بیت المال کہولکر بڑے بڑے انعام دیا کہ میری انکھونکو ٹھنڈک اور دل کو فرحت ہوئی مگر جب آپنے تشریف لانے مین دیر کی اور قدم رنجہ

نفرمایا تومین سنے یہ خط اپنے سخت اشتیاق سے ارسال خدمت کیا اور آپ کو روشن
ہے کہ ایماندار کے ملنے کا کیسا کچھ ثواب آیا ہے مین امید کرتا ہون کہ آپ قدم رنجہ
فرماینگے وہ نامہ عباد طالقانی کو دیا گیا اور کہا گیا کہ نامہ لیکر کوفہ کو جا اور خبردار اپنے
گوش دل سے جو حال حضرت سفیان ثوری کا ہو ذرا اور یاد رکہنا اور سب مجھ
مجھ سے آکر کہنا۔ نامہ بر نامہ لیکر کوفہ پہونچا اور جس مسجد مین کہ حضرت سفیان ثوری
تشریف رکھتے تھے راستہ لیا جب وہ قریب پہونچا تو سفیان ثوری اُٹھ کھڑے
ہو گئے اور فرمایا کہ پناہ مانگتا ہون اللہ پاک سننے جاننے کی شیطان مردود سے
اور الٰہی مین تیری پناہ مانگتا ہون اُس آنیوالے سے جو ہمارے پاس خیر کے
سوا اور کسی طرح آوے آپکے ان الفاظون سنے نامہ بر کے دل پر اثر بخشا اور
آپ نماز مین مشغول ہوگئے حالانکہ کسی نماز کا وقت ہی نتہا۔ نامہ بر نے گھوڑا باہر
چھوڑ کر اندر قدم رکھا دیکھا تو آپ کے جلیس گردنین جھکائے ایسے بیٹھے ہین کہ
گویا چور ہین کہ انپر بادشاہ چلا آیا ہے اور اوسکی سزا سے ڈرتے ہین۔ نامہ بر نے
سلام کیا تو کسی سنے سر اٹھا کر نہ دیکھا بلکہ پورون کے اشارہ سے جواب سلام
اوا کیا۔ جب نامہ بر کھڑا رہا تو کسی سنے یہ نہ کہا کہ بیٹھ جاؤ اور انکی ہیبت سے اس
پر لرزہ چڑہ آیا اور وہ خط پہینک دیا تو حضرت سفیان ثوری اسکو دیکھکر کانپے
اور ایسا بچے جسطرح کسی سجدہ گاہ مین سانپ آگیا ہو پھر اپنا ہاتھ جبہ کی آستین
مین لپیٹا اور اسی طرح خط کو لیکر پلٹا دیگر لوگون کی طرف پہینکر فرمایا کہ پڑہو۔ غرضکہ
انمین سے ایک سنے ڈرتے ڈرتے اسکو اسطرح کھولا جسطرح سانپ کا ٹنے کا خوف
ہوتا ہو اور ابتدا سے انتہا تک پڑہ سنایا۔ حضرت سفیان ثوری ایک تعجب

کرنیوالون کی طرح مسکراتے رہے اور ختم مضمون پر فرمایا کہ اسکے پشت ہی پر جواب
لکھو اگر اُس نے اس کاغذ کو وجہ حلال سے حاصل کیا ہوگا تو ثواب پائیگا اور
اگر حرام جگہہ سے لیا ہوگا تو عذاب بھگتیگا اور جس چیز کو ظالم نے چھوا ہے وہ ہمارے
پاس رہنے ہی نہ چاہیئے ورنہ ہمارے دین کو خراب کریگی - اور لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم
بندہ منیب سفیان بن سعید ثوری کی طرف سے - اُس بندہ کو جو آمال پر مغالطہ
کہائے ہوئے ہے اور ایمان کا مزہ اُس سے چھین گیا ہوا ہے یعنے ہارون رشید
کو بعد حمد وصلوٰۃ کے معلوم ہو کہ مین نے یہ خط تمکو اسی اطلاع کیلئے لکھا ہے کہ مین نے
تمہاری الفت کا رشتہ توڑ دیا اور دوستی کا علاقہ کاٹ ڈالا اور اب مین تمہارا
دشمن ہو گیا کیونکہ تم نے خود اپنے خط مین اقرار کیا کہ مین نے مسلمانون کے
بیت المال کو کھول کے خرچ کر ڈالا اور مجھکو اسبات کا گواہ گردانا کہ مال بیجا اور
بے موقع اُڑا دیا اور یہ بھی نہین کہ جو کچھہ تم نے کیا تھا اسی پر راضی رہتے بلکہ
باوجود بُعد کے مجھکو خط لکھا کہ تم پر مین اور میرے ساتھی جنہون نے تمہارا خط اقراری
پڑھا گواہ ہو جائین - تم یاد رکھو کہ ہم فردا ر قیامت خداے پاک کے روبرو تمہاری
حرکت بیجا کی گواہی دینگے - اے ہارون تمنے جو خزانہ کھولکر اڑا دیا اس مین تو بموجب حکم
خداے پاک کے آٹھ فریق کا حق ہے بھلا اس تمہارے فعل سے کونسا فریق
راضی رہا - مولفتہ القلوب رضا مند ہوئے یا صدقات کے عامل یا اللہ پاک کی راہ
مین جہادی یا مسافرین یا حفاظ یا عمال اور علما یا بیوہ عورتین یا یتیم بچے یا اور لوگ
عامہ رعیت غریب و نادار اور عیالدار مفلس اس فعل سے راضی اور خوشنود رہے
پس اب اس امر کے سوال کے جواب ہی کے لئے آمادہ اور مستعد ہو رہو اور اپنی

مصیبت کے دور کرنیکی فکر کرو اور جان لو کہ تم عنقریب حاکم عادل کے سامنے کھڑے ہوگے اور تمہارے نفس کے باب مین تم سے مواخذہ ہوگا کہ تمنے ابرار کی صحبت کا مزہ کھودیا اور اپنے نفس کے لیئے ظالم اور ظالمون کا امام ہونا پسند رکھا اے ہارون تم سریر پر اجلاس کئے اور جسم پر پہنا اور اپنے دروازے پر پردہ ڈالا اور ان حجابون سے تمنے رب العالمین کی مشابہت پیدا کی۔ پھر آپ نے ظالم سپاہیون کو مقرر کیا کہ لوگون پر ظلم کرتے ہین اور انصاف نہین کرتے خود تو شراب اوڑاتے ہین اور جو کوئی پیئے تو اسکو شرابخوار کہکر مارتے ہین اسی طرح زنا کرتے اور عورتون کی عصمت بگاڑتے ہین اور دوسرے زانیون کو حد لگاتے ہین اور خود مرتکب چوری ہوتے ہین اور دوسرے چورون کو سزایاب کرتے ہین کیا یہ احکام شریعہ تمہارے ساتھیون اور نوکر چاکرون پر نہین ہین اور لوگون پر احکام تعزیری جاری ہوتے ہین۔ اے ہارون کل کیا ہوگا جب پکارنیوالا اللہ پاک کی طرف سے پکارے گا احشروا الذین ظلموا و ازواجھم ظالم اور انکے مددگار کدہر ہین تم کو اللہ پاک کے سامنے پیش کیا جائیگا اس صورت سے کہ تمہارے ہاتہہ تمہاری گردن مین بندہے ہونگے اور انکو بجز تمہارے عدل کے اور کوئی نہ کہولیگا اور دوسرے ظالم تمہارے گرد ہون گے اور تم اُن سب کے سردار ہوکر سب کو دوزخ مین لیجاؤگے۔ اے ہارون گویا تمہارا حال میرے سامنے ہے کہ تمہاری گردن پکڑی گئی اور قیامت مین پیشی کے مقام پر حاضر کیگئے ہین اور تم اپنی نیکیان دوسرے کے پلہ حسنات مین دیکھ رہے ہو اور اپنی برائیان کے سوا غیرونکی برائیان اپنے پلہ مین دیکھتے ہو کہ مصیبت پر مصیبت اور اندہیر

اندھیرا ہے۔ پس اسے ہارون میری وصیت یاد رکھو اور جو نصیحت مین نے تم کو کی
اُسپر کاربند رہو اور یہ جان لو کہ مین نے تمہاری خیرخواہی کی اور کوئی دقیقہ غیمت
کا باقی نہین چھوڑا اپنی رعیت کے باب مین اللہ پاک سے ڈرو اور سردار عالم محبوب
رب العالم صلعم کا لحاظ آپکی اُمت کے باب مین رکھو۔ اور امر خلافت کو اپنے اچھی طرح
کرو اور یہ بھی جان لو کہ اگر خلافت خلیفون کے پاس رہتی تو تمہارے پاس
نہ پہونچتی اور نہ یہ تمہارے پاس رہ سکتی ہے اسیطرح دنیا سب لوگون کو ایک
ایک کر کے سپرد چلی جاتی ہے۔ اُنمین سے بعضون نے تو ایسا توشہ بہم کر لیا جو
اسکو مفید ہوا اور بعض لوگ دنیا و آخرت دونون مین خسارہ اوٹھایا والسّلام۔
نامہ رسان اوسکو لیکر بازار مین آیا اور آپ کی نصیحت اُس مین اثر کر گئی تھی
سر بازار پکارا کہ اسے اہل کوفہ تو سب حاضر آ گئے تو کہا کہ ایک شخص اللہ پاک سے
بھاگا ہوا تھا اسکی طرف اسنے رجوع کیا کوئی تم مین سے اسکا خریدار ہے لوگ
جمع ہو گئے اور روپیہ اشرفیان لائے اس نے کہا مجکو اسکی حاجت ہی نہین بلکہ
ایک موٹا جھوٹا صوف کا کرتا اور ایک کملی چاہتا ہون لوگون نے دونو چیزین
لادین تو وہ پہن لیا اور لباس دربار شاہی اوتار کر مع ہتیارون کے گھوڑے
پر رکھ کر آپ گھوڑے کی باگ ڈور پکڑا ہوا پاپیادہ روانہ ہوا اور اسطرح ہارون رشید
کے دردولت پر پہنچا لوگون نے تمسخر کیا مگر جب ہارون رشید کے روبرو گیا تو
ہارون رشید کھڑا ہو گیا اور اپنا سر اور منھ پیٹتا اور واویلا واحسرتا کرتا تھا اور کہتا
تھا کہ افسوس ایلچی نے فائدہ اوٹھایا اور مین محروم رہا پھر وہ خط مرسلہ سفیان
ثوری پڑھتا جاتا اور زار زار روتا اور فریاد و فغان کرتا تھا۔ بعض ندیمون نے عرض کیا

یا امیر المومنین سفیان ثوری نے آپ کی شان مین بڑی گستاخی کی آپ اگر حکم صادر فرمایئن تو وہ اس قابل ہین کہ بازنجیر رشید کر دیئے جایئن تا دوسرون کو عبرت ہو ہارون رشید نے کہا اسے دُنیا کے بندو مجکو مغالطہ وہی سے باز رکہو جو مغالطہ اور دام فریب مین آئے وہ بڑا ہی بدنصیب ہے - پہر وہ خط تا بدم زیست زیر مطالعہ ہارون رشید رہا پس جو شخص اپنے نفس پر ترس کرے اور اللہ پاک سے ڈرے اس عمل مین جو کلمہ کو اسکے سامنے کیا جائیگا اور اسی پر اسکی بازپرس اور جزا ہو گی اللہ تعالی اسپر رحمت کرے کہ توفیق کا مالک وہی ہے -

نکتہ - دُنیا مین تین قسم کے انسان ہین ایک نیک جنہون نے نیکی کو پہچانا نیکون کے رتبہ کو جانا دوسرے بد جنہون نے بدی کو اچہا سمجہا نیکون کے چال چلن کو نہ لیا - تیسرے غافل جو نیکی اور بدی دونون کو نہین پہچانتے غفلت کے مارے کسیکی نہین مانتے ؎

جو ہین نیک نیکی کو پہچانتے ہین	جو بد ہین وہ نیکون کو بد جانتے ہین
بُرائی بہلائی سے غافل ہین غافل	غرض وہ کسیکی نہین مانتے ہین

نکتہ - دنیا مین پانچ قسم کے انسان ہین اوّل جو خود نیک ہین اور انکی نیکی کا اثر اورون کو بہی پہونچتا ہے - دوم جو خود نیک ہین مگر اُنکی نیکی کا اثر اورون کو نہین پہونچتا تیسرے جو نہ نیک ہین نہ بد چوتھے جو خود بد ہین مگر اورون کو انکی بدی کی تاثیر نہین پہونچتی - پانچوین جو خود بد ہین اورون کو بھی گمراہ کرتے ہین - نیکون کو چاہیئے کہ ایسے بدآدمیون کی صحبت سے بچین -

بد سے بدنامی نکوئی نیک سے	ہے تجہے حاصل یہ بازار جہان

	جانتے ہین بدکو بدکار جہان		نیک کو پہچانتے ہین لوگ نیک	

نکتہ - بادشاہ کو اٹھ شخصون سے پرہیز کرنا لازمات سے ہوتا ہے ایک مسخرہ دوسرے بیباک تیسرے منافق چوتھے مطرب پانچوین فاحشہ چھٹے وہ جو پہلے دشمن رہ چکا ہو اور اب دوستی کا لباس پہنا ہو ساتوین وہ جسکے دشمن بادشاہ کے دوست ہون یا اوسکے دوستون کی بادشاہ سے دشمنی ہو اٹھوین وہ جسکا پہلے امتحان ہیوفائی کا ہو چکا ہو نوین خاین جسکا شیوہ خیانت و نمک حرامی کا ہو -

	نام بدگویان میاور ہر زبان تاکہ از جور و ستم یابی امان		از منافق تاتوانی دور باش دشمنان را جا مدہ نزدیک خویش	

الحمد للہ رب العالمین وبطفیل رسولہ الکریم کہ حصۂ سوم
کتاب محبوب السلاطین قدیم زمانہ کے علماء
کے نصایح بادشاہان زمانہ کی حکایتون مین باہتمام
کاربردازان مطبع نامی روکش مطالع
زمن عزیز دکن مین چھپ کر
اشاعت پذیر
ہوا

حصہ چہارم

ظلم کے ذکر مین

ظلم رکھنا ایک چیز کا بے موقع کا نام ہے پس کسیکو مارا یا ستایا یہہ سب داخل ظلم ہے کہ
ان اُمور کو بے موقع ومحل برتا ظالم سے زیادہ آخرت مین کوئی بدنصیب ہی نہین اور
دنیا مین بہی خلق خدا ظالم کی دشمن ہی رہتی ہے۔ اور عدل برابری کرنیکو کہتے ہین کہ
ہر امر مین کمی وزیادتی سے محفوظ رہے یہہ وصف ضد ظلم ہے پس جو شخص عادل
ہوگا وہ ظلم سے بری ہوگا اور ظلم کی برائیون سے عدل کی خوبیان ظاہر ہوتی ہین
یہہ وصف حکام وقت کو تو ضروری ہے ولیکن ہر فرد بشر کو اپنے افعال واعمال
مین اعتدال چاہیئے کہ جو سخن زبان سے نکلے انصاف کے تلہ مین تلا ہوا ہو اور

اور کوئی فعل اوسکا بے انصافانہ صادر نہو دُنیا مین اس وصف کا یہہ نتیجہ ہوتا ہی
کہ عادل ہر دل عزیز ہو جاتا ہے پس انسان کو لازم ہے کہ وصف عدل سے
موصوف اور نفس امارہ کے دام تزویر مین اپنی خیالات کو پہنسنے نہ دین -

	کمن نفس امّارہ را پیروی		کہ ناگہ گرفتار دوزخ شوی	

نفس امّارہ کی خاصیت سہے کہ ہمیشہ حصول لذات دنیاوی و بیجا خواہشات زمانہ کی
نمایش کی طرف انسان کو راغب رکہتا ہے جسکے سبب سے اوسکو وہ کام کرنا
پڑستے ہین جو قانون تہذیب و اخلاق کے خلاف ہوکر اوسی کی بدنامی و ناکامی
کا باعث ہوتے ہین نفس امّارہ حقیقت مین وہ دشمن دوست نما ہے جس کے
شعبدہ انگیز اثر سے انسان ایسا غافل ہو جاتا ہے کہ وہ تمام اپنی عمر گران بہا و روقت
عزیز اسی کے پہیر مین ضایع کر دیتا ہے اور اوسکی ذات سے اپنے فائدے کی کوئی
شکل پیدا نہین کر سکتا یہ وہ نفس ہے جو انسان کے دل کو اپنے قابو مین کر کے اپنی
ہی راہ پر چلاتا ہے اور اوس انسان کی بیجا خواہشون کو یہان تک وسعت دے دیتا ہے
کہ وہ بیچارہ کسی حالت مین آسودگی کا نام ہی نہین لیتا اور نہ اوسکے دل مین صبر ہوتا
ہے کہ اب زیادہ ہوس بیکار ہے بلکہ ہمیشہ یہی جی چاہا کرتا ہے کہ یہہ بہی مراد حاصل
ہو وہ بہی مطلب ملے - پس جب اوسکی آرزوٗن نے اپنی حرص حد اعتدال سے بڑہائی
تو سمجہہ لیجئے کہ کامیابی تو درکنار اگر اس آفت جانستان سے جان ہی بچ جاے
تو بہت غنیمت ہے عاقل وہی انسان ہے جو توبہ و اطاعت پروردگار مین کبہی غفلت
جایز نہین رکہتا اور اپنی عمر پر اتنا تکیہ بہی نہین کر سکتا کہ کل دوسرا روز بخیریت گذریگا
پس اے نفس جب جوانی مین تو توبہ کرنا دشوار سمجہتا ہے تو کیا بڑہاپے مین جو وقت

آخرت سے اپنی اصلاح کرسکے گا ہرگز نہین - دیکھو جو لکڑی کہ سبز اور تازہ ہوتی ہے
وہ ممکن ہے کہ کسی نہ کسی طرح سیدہی ہو جائے مگر وہ لکڑی جو بالکل خشک ہو جاتی
ہے پہر سیدہا کرنے سے کب سیدہی ہو سکے گی پس اسی طرح اس نفس کا حال ہے
کہ اگر ابتداء مین انسان اسپر قابو رکہے تو ممکن ہے کہ اسکی قید مین گرفتار ہو اور اوسکی
ظاہری نمایش اور دل بہکانے والی خواہش سے دہوکا نہ کہا سکے مثلاً اگر ابہی کوئی
چہوٹا سا درخت زمین پر اوگا ہوا دکہائی دے تو ممکن ہے کہ تہوڑی سی فکر مین جڑ سے
اکہاڑ ڈالا جاے اور اگر کسی درخت کو اس خیال سے کہ جب وہ ہمین ضرر پہونچانے لگے گا
اکہاڑ ڈالین گے تو سمجہہ لیجئے کہ اوسی درخت کی جڑ روز بروز مضبوط ہوتی جائیگی اور
پہر اوسکا اوکہاڑنا بہ نسبت پیشتر کے بہت مشکل ہو جائے گا۔

اے عزیزو نقد راحت کی جو ہے حاجت تمہین	نفس امّارہ کی گہاتو سے رہے نفرت تمہین
نخل عصیان ابتدائی مین اکھڑ جائے تو خوب	ورنہ پیری مین جوانی کی ہی کب طاقت تمہین

اے نفس امّارہ کیا یہ تو نہین جانتا کہ تیری بیجا خواہشین اوس پروردگار عالم کو
نہین معلوم ہین جسکی ذات تمام زمانے مین عالم الغیب مشہور ہے اور کیا دُنیا مین
کوئی انسان ہی ایسا دانشمند و تجربہ کار باقی نہین رہا ہے جو کسی مکار و شعبدہ باز کی
چال کو نہ تاڑ سکتا ہو کیون نہین یہ دُنیا ایسا ہی مقام ہے کہ بُرے کاموں کا نتیجہ فوراً
ہی طشت از بام ہو جاتا ہے اور خداے عالم الغیب ہر شخص کو اوسی قسم کی سزا
دیدیتا ہے جسکا وہ سزاوار ہے پس عقلمند انسان اس نفس امّارہ کے ہتہ
کہنڈون سے اسطرح بچتا رہتا ہے جسطرح آگ سے خس و خاشاک - اور اگر انجام
بینی کو بالاے طاق رکہتا او حرص ہو اسے دنیا پر زیادہ منہہ پہیلایا تو اونہین کہیو نکا نہ رکہا

حال ہوگا جو ایک شہد کے برتن مین چپک چپک کر اپنی میٹھی جانین ضایع کرتی ہین اگر کوئی شخص اپنی بے زری و مفلسی کے سبب سے ایسی کوشش کرے کہ کسی کا مال ناجایز وسیلون سے حاصل کرے تو سمجھ لیجئے کہ اوسکا نفس امارہ وہی نتیجہ پیدا کرنیوالا ہے کہ اسکو قیدخانے کی ہوا کہلائے اور اوس سے النواع واقسام کی مصیبتین جہلوائے پس جو لوگ حلم وضبط کے زور سے اپنے نفس امارہ کو اپنے قابو مین رکہتے ہین وہ حصول دولت کے لیے ہی کوئی ایسا طریقہ اختیار کرتے ہین کہ سانپ مرے اور نلاٹھی ٹوٹے دولت کی دولت حاصل ہو اور اپنا نقصان بہی نہو۔ جب پروردگار عالم نے تخم کو قوت بالیدگی دی اور زمین کو قابل زراعت پیدا کیا تو ہمین ضرور ہے کہ اوسی زمین مین تخم غلہ بو بکر اپنے کہانے کے لیے غلہ پیدا کرلین اور جب ہمین قادر مطلق سے عقل وفہم دی تو ہمین یہی مناسب ہے کہ اپنی خواہشات بیجا سے گذر کر وہی آرزوئین دلمین قایم کرین جنسے ہمارا کسی طرح نقصان نہون اور نفس امارہ کے دام تزویر مین اپنے خیالون کو پہنسنے نہ دین انسان اگر اپنے خیالات کو حد اعتدال پر قایم رکہے اور کوئی کام بغیر سوچے سمجھے آغاز نکرے تو ممکن ہے کہ اوس مخالطہ سے محفوظ رہے جو اکثر کج فہمی کے سبب سے پیش آجاتا ہے اور اوسکے نفس پاک کا غلبہ نفس امارہ کے گمراہ وتباہ کرنے سے بچالے کیونکہ جب پہلے ہی سے اوسکا نفس امور نیک کا راغب ہوگا تو ممکن ہی نہین کہ اوس سے کوئی فعل ایسا سرزد ہو جو خلاف شان تہذیب اور زیان جان ومال وآبرو مندرجۂ ذیل ہو۔

حقوق عبد وہ ہین اے مہربان	کہ جسمین ہو کسی بندے کا نقصان

زیان جان و مال و آبرو ہو — کوئی اینین سے اے فرخندہ خو ہو

کوئی تکلیف پونچے یا دُکھے دل — حقوق عبد مین یہ سب ہین داخل

کسی کا جیسے ناحق خون کرنا — کسی کو سحر سے مجنون کرنا

چُرانا مال یا تہمت لگانا — عبث کچھہ سخت کہکر دل دُکہانا

زبردستی سے کچھہ چہین لینا — کسی کا قرض آتا ہو نا دینا

جو بیچے کچھہ تو عیب اوسکا چھپاکر — نرکہے دودہ مین پانی ملاکر

کسی شے مین نکر میل ہرگز — ملادینا نہ گہی مین تیل ہرگز

نہو جسمین زیان عبد غالب — وہ حق اللہ ہے ای عالی مناقب

وہ جیسے روزے کہانا مے کو پینا — فرایض چہوڑ کر بے قید جینا

گناہ ایسے ہی کچھہ بیریب شک ہین — کہ حق خلق و خالق مشترک ہین

ہے اون مین اعتبار حق غالب — شمار اونکا ہوا غلبے کے جانب

جو بندہ اپنے حق کو بخش دیگا — گنہ اللہ کا توبہ سے مٹے گا

زبان بھی بے گمان حق خدا ہے — سمجھنا حق عبد اوسکو خطا ہے

مگر جو عبد کو لاحق ہوئی عار — یہ اوسکا حق سمجھہ اے نیک کردار

ملے توفیق توبہ کی خدا سے — بچاوے ہمکو ہر جُرم و خطا سے

حقوق عبد ہون یا حق اللہ — کسی عصیان کی دلمین نہو چاہ

اور سلاطین و امرار دولت ارکان سلطنت حکام عدالت وغیرہم کو ظلم کرنا کسی ایک شخص پر حرام ہے۔ مثلاً کسی کا مال ناجایز وسیلون سے حاصل کرلیوے یا کسی کو گالی دے یا زد و ضرب کرے یا مظلوم کی فریاد نہ سُنے اور ظالمون کے

پاس آوے جاوے اور اون کے ظلم سے راضی رہے یا اون کی اعانت ظلم پر کرے یا کسی کی سعایت اون پاس لیجاوے چغل خوری کیا کرے انہ لاینال عہدی الظالمین ٭ دلیل ہے اسبات پر کہ امام حاکم رئیس والی سلطان کا عادل عامل بشرع ہونا ضروریات سے ہے۔ عہد سے مراد اس جگہہ امامت سے ہے گویا سلامت ہونا امام کا وصف ظلم سے سب امور مین جن کو کچھہ بھی تعلق امورات دینیہ سے ہے شرط ہے اضافت عہد افادہ اس عموم کا کرتی ہے ظلم کی برائی و مذمت مین بہت آیات وارد ہین ایک آیت مین یہ آیا ہے کہ اللہ پاک برابر ایک ذرہ کے بھی ظلم نہین کرتا ہے مراد ذرہ سے یا تو علۂ صغیرہ ہے یا راس علۂ یا دانا رائی کا یا وہ ذرہ جو ریت مین چمکتا ہے قول اولی موافق لغت کے ہر حمل قرآن ادسی پر واجب ہے۔

معلوم ہوا کہ ذرہ برابر ہی ظلم درست نہین ہے ظالمون کے طرف جھکنے سے بھی منع کیا گیا ہے بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ کہین تمکو دوزخ نہ چھولے۔ آیت مبارک مین اشارہ ہے طرف اس کے کہ ظالم اہل نار ہین بلکہ جب نرے مائل ہونے پر آگ چھوتی ہے تو جو کوئی خود ظالم و ستمگر ہی ہو تو اس کا حال ہوگا۔

کسی کی آبروریزی کرنا یا کسی کا مال ناجائز وسیلون سے حاصل کر لینا داخل ظلم ہے اللہ پاک اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جس طرح جان و مال ہر مسلمان کا دوسرے شخص پر حرام فرمایا ہے اسی طرح ہر مسلمان کی آبروریزی کو حرام کیا ہے ان تینون امور کو ایک ہی سلک مین منسلک فرمایا ہے یہ تینون کام ظلم صریح فسق قبیح کہلاتے ہین۔

جان و مال کے ظالم تو کم ہوتے ہین بلکہ آبرو ہی کے ظالم بے گنتی ہوتے ہین
اُسلیے کسی شخص مسلمان کو نجات ہی حاصل نہین ہوتی ہے ہر شخص کی ایک حیثیت
عرفی ہوتی ہے اوسکا ازالہ کرنا منجملہ کبایر کے ہے جسکو لوگ ہلکا جانتے
ہین تحسبونہ ہینا وہو عند اللہ عظیم حدیث شریف مین آچکا ہے المسلم
من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ مسلمان وہ ہے جسکے ہاتھ اور
زبان سے دوسرے مسلمان سلامت رہین۔
اور آبروریزی خاص زبان کا کام ہوتا ہے جسطرح ازالۂ مال وجان ہاتھ کا
کام ہوتا ہے غیبت و تمہید افترا تہمت بہتان کذب سماعت اخبار و افواہ
یہ سب داخل ازالۂ عرض ہین۔
کلام اللہ پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ حکم حاکم حرام کو حلال یا حلال کو حرام نہین
کرسکتا ہے ظاہر مین تو وہ حکم چلتا ہے ولیکن باطن مین حکم شرعی کو بدل نہین کرسکتا ہے
چنانچہ قاضی شریح کا قول ہے کہ مجکو گمان ہوتا ہے کہ تو ظالم ہے مگر مین ظاہر
بینہ پر حکم کرتا ہون میرا حکم حرام کو تیرے لیے حلال نہین کرسکتا ہے اور یہی
قول ہے امام احمد و مالک کا حدیث ابی ذر مین آیا ہے کہ رب العزت نے
فرمایا ہے یا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلتہ بینکم محرما فلا
تظالموا رواہ مسلم فی صحیحہ۔
یعنی اے میرے بندو مین نے ظلم اپنی جان پر حرام کیا ہے تمہارے اوپر بھی
حرام کیا ہے۔ بہت ڈرایا ہے بڑی وعید فرمائی ہے ظلم کو دن قیامت کے
اندھیرا کہا ہے ظالم کی دعا قبول نہین ہوتی ہے اور وہ شفاعت جناب

سلطان الانبیا رسول اللہ صلعم سے محروم رہیگا اور ظالم کی نیکیاں مظلوم کو دلوائی جائینگی مظلوم کی بددعا سے ڈرو اوسکی دعا بارگاہ رب العزت مین جلد مستجاب ہوتی ہے

چو بر اوج اجابت میرسد آہ ستم دیدہ	صدائے اعظم لبیک از عرش عظیم آمد

جس طرح ظالمون کے حق مین وعید آئی ہے اسی طرح حق مین اہل عدل کے وعدہ آیا ہے ملوک عادلین نور کے منبر پر داہنی طرف عرش کے ہون گے اور عرش کے سایۂ مین بیٹھینگے۔ ایک دن امام عادل کا ساٹھہ برس کی عبادت سے بہتر اور چالیس روز کی بارش سے افضل ہے اور سب سے زیادہ نزدیک احکم الحاکمین کے روز قیامت امام عادل ہوگا اور ظالم و جائز کو خداوند عالم دشمن رکھتا ہے ساری خلق سے زیادہ تر دور خدائے پاک سے ستمگر ہی ہوگا۔ اور سب سے بدترین قسم ظلم سے وہی کہلاتی ہے جو متعلق آبرو سے ہو جیسے گالی دینا نمیہ کرنا خذف کرنا حدیث رسالت پناہی مین جان اور مال اور آبرو کو ایک ہی حکم مین رکھا ہے اس لئے کہ ہر شخص ہر کسی کے جان اور مال پر ظلم نہین کرسکتا ہے خصوصاً جو کہ والی امریا رئیس نہین ہے رہا ظلم آبروریزی کا سویہ ہر شخص کے مقدور مین داخل ہے۔ تلوار کا زخم تو اچھا ہی ہو سکتا ہے بخلاف زبان کے زخم کے وہ اچھا نہین ہو سکتا ہے۔

جناب سردار عالم محمد الرسول اللہ صلعم نے آخر عمر شریف مین بروقت حجتہ الوداع خطبہ مین ارشاد فرمایا اسوقت ایک لاکھہ چوبیس ہزار آدمی جمع تھے یا کچھہ اوپر ہونگے۔ ان دماءکم واموالکم واعراضکم علیکم حرام کحرمۃ یومکم ھذا فی شھرکم ھذا فی بلدکم ھذا ھل بلغت۔ یعنی تمھارے خون تمھارے

تمہاری آبرو ویسی ہی تمپر حرام ہے جیساکہ حرمت اس دن اُس مہینے اس شہر کی ہے

یہہ حدیث صحیحین مین ابی بکرہ سے مروی ہے ۱۲-

اور حدیث ابی ہریرہ مین آیا ہے کہ کل المسلم علی المسلم حرام دمہ وعرضہ وماله

مسلمان کی ہرچیز مسلمان پر حرام ہے خون آبرو اور مال بلکہ آبرو کو اربی الربو فرمایا ہے

یعنی بدترین سودخواری *

غرضکہ ارشادات شارع علیہ السلام مین ان تینون چیزون کا حرام ہونا یکسان آیا ہے

اور جو احادیث اس باب مین وارد ہین اون مین ذکر سب وغیبت اور لعن کا ارشاد

فرماکر سب کو اشد محرمات مین داخل کیا گیا ہے بلکہ مچہر اور پسو وغیرہ ذی رُوح کے

لعن تک سے منع کیا گیا ہے۔ پس اب غور کرلیا جاسکتا ہے کہ جو کسی مسلمان ہی

کو لعن وطعن کرے اوسکا کیسا حال ہوگا۔

خصوصاً اوس لاعن اور طاعن کا حال جو خیر العباد اصحاب رسول اللہ یا اون کے

اہل بیت کو معاذ اللہ بُرا کہے کیسا کچہہ بڑا مظلمہ اور گناہ عظیم ہے۔

چنانچہ فرمایا سلطان الانبیا سردار عالم رسول اللہ صلعم نے کہ جو ہمارے صغیر پر

رحم نکرے اور ہمارے کبیر کی توقیر نکرے وہ ہم مین سے نہین یعنے دایرۂ اسلام

سے خارج ہے *

نکتہ۔ جسطرح تیر پتہر پر لگ کر چلانے والے کی طرف واپس جاتا ہے پتہر مین

گہسنے نہین پاتا اسی طرح بدگو کی بدگوئی نیک آدمی پر اثر نہین کرتی کہنے

والے کی طرف پہر عود کر جاتی ہے۔

بانکوکاران بدی کردن سراپا جاہلی ست	کے کند بشک اثر بر سنگ تیر تیر گر

سلطان الانبیا رسول اللہ صلعم سے محروم رہیگا اور ظالم کی نیکیاں مظلوم کو دلوائی جائینگی مظلوم کی بددعا سے ڈرو اوسکی دعا بارگاہ رب العزت مین جلد مستجاب ہوتی ہے

چو بر اوج اجابت میرسد آہ ستم دیدہ		صدا اے اعظم لبیک از عرش عظیم آمد

جس طرح ظالمون کے حق مین وعید آئی ہے اسی طرح حق مین اہل عدل کے وعدہ آیا ہے ملوک عادلین نور کے منبر پر داہنی طرف عرش کے ہون گے اور عرش کے سایہ مین بیٹھینگے۔ ایک دن امام عادل کا ساٹھہ برس کی عبادت سے بہتر اور چالیس روز کی بارش سے افضل ہے اور سب سے زیادہ نزدیک احکم الحاکمین کے روز قیامت امام عادل ہوگا اور ظالم و جابر کو خداوند عالم دشمن رکھتا ہے ساری خلق سے زیادہ تر دور خدا سے پاک سے ستمگر ہی ہوگا۔ اور سب سے بدترین قسم ظلم سے وہی کہلاتی ہے جو متعلق آبرو سے ہو جیسے گالی دینا منیہ کرنا خذف کرنا حدیث رسالت پناہی مین جان اور مال اور آبرو کو ایک ہی حکم مین رکھا ہے اس لئے کہ ہر شخص ہر کسی کے جان اور مال پر ظلم نہین کر سکتا ہے خصوصاً جو کہ والی امر یا رئیس نہین ہے مگر ظلم آبروریزی کا سویہ ہر شخص کے مقدور مین داخل ہے۔ تلوار کا زخم تو اچھا ہی ہو سکتا ہے بخلاف زبان کے زخم کے وہ اچھا نہین ہو سکتا ہے۔

جناب سردار عالم محمد الرسول اللہ صلعم نے آخر عمر شریف مین بروقت حجۃ الوداع خطبہ مین ارشاد فرمایا اسوقت ایک لاکھہ چوبیس ہزار آدمی جمع تھے یا کچھہ اوپر ہونگے۔ ان دماءکم واموالکم واعراضکم علیکم حرام کحرمۃ یومکم ھذا فی شھرکم ھذا فی بلدکم ھذا ھل بلغت۔ یعنی تمھارے خون تمھارے

تمہاری آبرو ویسی ہی تم پر حرام ہے جیسا کہ حرمت اس دن اس مہینے اس شہر کی ہے
یہ حدیث صحیحین مین ابی بکرہ سے مروی ہے ۱۲-
اور حدیث ابی ہریرہ مین آیا ہے کہ کل المسلم علی المسلم حرام دمہ وعرضہ وماله
مسلمان کی ہر چیز مسلمان پر حرام ہے خون آبرو اور مال بلکہ آبرو کو اربی الربی فرمایا ہے
یعنی بدترین سود خواری +
غرضکہ ارشادات شارع علیہ السلام مین ان تینون چیزون کا حرام ہونا یکسان آیا ہے
اور جو احادیث اس باب مین وارد ہین اون مین ذکر سب وغیبت اور لعن کا ارشاد
فرما کر سب کو اشد محرمات مین داخل کیا گیا ہے بلکہ مچہر اور پسو وغیرہ ذی روح کے
لعن تک سے منع کیا گیا ہے۔ پس اب غور کر لیا جا سکتا ہے کہ جو کسی مسلمان ہی
کو لعن وطعن کرے اوسکا کیسا حال ہوگا۔
خصوصاً اوس لاعن اور طاعن کا حال جو خیر العباد اصحاب رسول اللہ یا اون کے
اہل بیت کو معاذ اللہ برا کہے کیسا کچہہ بڑا مظلمہ اور گناہ عظیم ہے۔
چنانچہ فرمایا سلطان الانبیا سردار عالم رسول اللہ صلعم نے کہ جو ہمارے صغیر پر
رحم نکرے اور ہمارے کبیر کی توقیر نکرے وہ ہم مین سے نہین یعنے دایرۂ اسلام
سے خارج ہے +
نکتہ۔ جسطرح تیر پتہر پر لگ کر چلانے والے کی طرف واپس جاتا ہے پتہر مین
گہسنے نہین پاتا اسی طرح بدگو کی بدگوئی نیک آدمی پر اثر نہین کرتی کہنے
والے کی طرف پہر عود کر جاتی ہے۔

بانکو کاران بدی کردن سزا با جاہلی ست	کے کند بےشک اثر بر سنگ تیر تیر گر

تنبیہ۔ چوری اور خون ناحق و لواطت اور زنا و مال یتیم کا ناحق کہانا اور جہوٹی گواہی دینا اور راستہ لوٹنا جہوٹی قسم کہانا اور بے عذر گواہی نہین دینا اور مردون اور عورتون کے درمیان جدائی کی غرض سے جہگڑا اور لڑائی لگانا اور عورتون پر شوہرون کا ظلم کرنا اور عورتین بے خاوندون کے خلاف مرضی چلینا اور عصمت دار عورتون کو زنا کی گالیان دینا گناہ عظیم ہین اور مال رشوت سے حاصل کرنا جیسے حدیث شریف مین لعنت پروردگار عالم کی آچکی ہے راشی اور مرتشی پر یہ لعنت ان دونون ہی پر نہین بلکہ رائش پر بہی آئی ہے راشی رشوت دہندہ کو کہتے ہین اور مرتشی وہ شخص جو لیوے اور رائش وہ جو دلوائے دیکہیئے اس لینے کے کیسے دینے پڑینگے۔

بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت	کہ با کہ باختۂ عشق در شب دیجور

اور اقسام ظلم سے ایک وہ ہے جسکا ضرر عامہ مخلوق آلہی کو پہونچتا ہے دوسرے وہ ہو سکتا ہے جس کا ضرر خاص اہل معاملہ کو ہووے۔

قسم اول۔ کے بہت سے انواع ہین جن مین سے دو اجمالاً ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہین۔

اول۔ گرانی کی نیت سے غلہ کو روک رکہنا اور بہاؤ کے گران ہونے کا منتظر رہنا اس قسم کا فعل ظلم عام مین داخل ہوتا ہے۔

اور اسی طرح وہ چیزین جو غذا پر مددگار ہوتی ہین جیسے گوشت وغیرہ یا اس قسم کی چیزین جو بعض اوقات غذا کے قایم مقام ہو جاتی ہین گو ہمیشہ اون کو غذا نہین کر سکتے بعض اہل علم نے ان اشیاء کو بہی شامل کر دیا ہے اور گہی اور شہد

اور شیرہ اور پنیر اور زیتون کے تیل یا جو اس طرح کی چیزین ہون سب کے روکنے کو حرام فرمایا ہے اور بعض کے نزدیک صرف انہین چیزون کے روکنے مین بخلاف غلہ کے قباحت نہین خیال کی گئی ہے۔

مگر ایام خشک سالی مین ان چیزون کا روک رکہنا بہی ضرر عام خیال کیا جا سکتا ہے تو یہ بھی ایک قسم ظلم کی متصور ہوتی ہے جیسے خود ضرر رسانی ممنوع ہے اسی طرح جو چیز اُسکی تمہید اور آغاز پڑے ممنوع ہے۔

دوم۔ انواع ضرر عام کے نقد مین کہوٹے روپیون کا رواج دینا بھی قسم ضرر عام کے ظلم سے ایک مظلمہ ہے اور وہ روپیہ کہوٹا جسوقت تک چلتا رہیگا اور ضرور فساد برابر پہیلتا رہیگا اوسوقت تک سب کا وبال اور بار گناہ اوسی کے گردن پر ہوگا جس نے کہوٹے دام بنایا اور جان بوجھ کے چلایا۔

قسم دوم۔ ظلم کی وہی ہوسکتی ہے جسکا ضرر خاص اہل معاملہ کو پہونچتا ہے تو جتنی باتون سے اہل معاملہ کا نقصان ہوتا ہو وہ ظلم مین داخل ہین۔

عدل اسکا نام ہے کہ اپنے سے کسی شخص کو ضرر نہ پہونچایا جائے قول سے ہو یا فعل سے اور اس امر مین قاعدہ کلیہ یہی ہے کہ دوسرے کے واسطے بہی وہی بات چاہیے جو اپنے لئے چاہتا ہو ع ہرچہ بر خود نہ پسندی بر دیگران مپسند۔

اور حصول معاش کیلئے عقلا کے نزدیک تین ذرایع اعلیٰ ہین۔

اوّل زراعت ۔ دوم تجارت ۔ سوم ۔ صناعت ۔ ان تینون مین سے اعلیٰ تر زراعت ہے۔ پھر تجارت اور بستر صناعت ان کے پیدا کرنے اور حصول اموال کے لیئے انسان کو تین قسم کے اموال سے اجتناب کرنا ایک امر لازم ہے

اول - وہ مال جو حیلہ اور مکر و فریب و دغابازی اور رشوت ستانی و دزدی اور دروغ حلفی قماربازی ظلم یا امداد ظلم سے حاصل ہو -

دوم - ایسی دولت سے ہاتہہ اُوٹھانا چاہیئے جو حرکات تمسخر اور خدمات ارادل سے فراہم ہو -

سوم - ایسے مال کی خواہش نکرنا چاہیئے جو صنایع نا ملایم سے میسر آسئے اور صنایع نا ملایم کی تین قسمین ہین -

قسم اول - کسی ایسی صنعت کا عمل مین لانا جو باعث ایذا اور ضرر رسانی عوام ہو مثلاً سحر اور پیشیہ کیمیاگری وٹہگی اور شعبدہ بازی - عربدہ جوئی وغیرہ -

قسم دوم - ایسی صنعت جو تہذیب اور متانت انسانی مین داغ لگاتی ہو مثلاً تمسخرگی - اور قماربازی و مطربی اور رقاصی وزناد لواطت وغیرہ -

قسم سوم - وہ جسکے عمل کرنے سے دل و دماغ اور طبیعت کو نفرت ہو مثلاً سیندہی فروشی و شراب و تاڑی وغیرہ جو زیادہ تر قبیح ہوسکتی ہے اور جس کا خراب اثر مخلوق الٰہی کو مضرت رسان ہوتا ہے -

اسی طرح صناعت شریفہ جو شرفا اور عقلا کیلئے ہے اسکی بہی تین قسمین ہین -

پہلی قسم - حسن فکر جس کے ذریعہ سے انسان دوراندیشی و صواب رائے سے تمام اپنے کام عمدہ طور پر نکال سکتا ہے مثلاً وزارت اور امارت وغیرہ -

دوسری قسم - حسن عقل جسکو باعتبار فضل و ادب عقل سے تعلق ہے لیکن بدن کو اسکے ظاہر کرنے مین دخل ہے مثلاً کتابت و مساحت و درس و تدریس نظم و نثر وغیرہ

تیسری قسم - حسن قوت جسکو شجاعت و قوت اعضا سے تعلق ہے مثلاً

سپاہگری لشکرکشی وضبط حد مملکت وغیرہ -

کام وہ کرتا ہے دانا اختیار جس سے کہلائے سدا وہ نیک مرد	آئے جو دنیا و دین مین اوسکی کام نیک خوئے و نیک روئے و نیک مرد

اور تمامی پیشون مین بعض ضروری اور بعض غیرضروری ہین -
غیرضروری مثل زرگری اور نقاشی ومصوری وغیرہ -
اور ضروری مثل پارچہ بافی وطباخی اورکفش دوزی وخیاطی اور زراعت وتجارت وآہنگری وبخاری وغیرہ یہ سب صنعتین امور عالم کے نظام کے لیئے ضروری ہین -
بہرحال انسان اپنے ایام زندگانی خوش معاملگی سے بسر کرے -

خوش معاملگی

انسان کی صفائی طینت کا ایک آئینہ ہے جسکی آب وتاب ایسی پائیدار اور ترقی پذیر ہی کہ روز بروز اسکی جلا بڑہانیکی کوشش کیا کرتی ہے جو انسان اپنے باہمی معاملات کو صفائی اور ایمانداری کے ساتہہ طے کر دینا اصل وضعداری و راستبازی سمجہتا ہے اوس کا یہ طریقہ تمام عالم مین مشہور ہوجاتا ہے اور وہ اپنی اس نیک شہرت کی وجہ سے ہر ایک معاملہ دار کے دل مین اپنی نیک نامی کا مسکن دیکہتا ہے اور تمام لوگ اسکی بہبودی کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے نظر آتے ہین - جو شخص اپنے اہل معاملہ کو اپنی راستبازی اور خوش معاملگی سے راضی رکہتا ہے وہ شخص اسکی نظر مین ہمیشہ ایک بزرگ اور قابل تعظیم نظر آتا ہے اور اپنی مصیبت کے وقت مین اسکو ایک سچے ہمدرد کے مانند اپنی شریک حال پاتا ہی - خوش معاملگی ایک ایسی شیرینی ہے جسکا مزہ ہر وقت زبان ودلکو یاد رہتا ہی اور اسے

لطف اُٹھانیوالا شخص کبھی بدمعاملگی کے جانب جُھکنے کا نام ہی نہین لیتا کیونکہ ایک صفائی پسند دل کدورت آمیز خیال کی طرف جُھکنا ہی نہین چاہتا جیسے صاف بہتا ہوا پانی کسی گندگی کے پڑجانے سے خود گندہ نہین ہوتا بلکہ اُسی گندہ چیز کو بہاکر دور پہینکدیتا ہے اور اور آپ بذات خود ویسا ہی صاف سُتہرا اس سے الگ ہو جاتا ہے خوش معاملگی کی قدر وہی شخص خوب جان سکتا ہے جسکا دل انصاف پسند ہے اور اہل زمانے کی بناوٹون کو اچھی طرح پہچان سکتا ہے۔ جن ملکون کے باشندے اپنے باہمی معاملات مین خوش معاملگی کا برتاؤ عمل مین لاتے ہین وہان اس دستور کی مدد سے اتفاق ملکی وہمدردی و قومی اتحاد کو روز بروز ایک نمایان ترقی حاصل ہوتی جاتی ہے اور ہمیشہ آتش رشک وحسد پر اُوس سا پڑی رہتی ہے اور کبھی دو معاملہ دارون کے مابین صورت مناقشہ پیدا ہی نہین ہوتی۔ دیکھو خوش معاملگی ایک ایسی عمدہ چیز ہے جو آدمی کو ایک ادنیٰ درجہ سے اعلیٰ درجہ پر پہونچا دیتی ہے۔ دیکھا اور سُنا گیا ہے کہ اکثر کم حیثیت اور کم آمدنی والے اشخاص نے اپنے ذرا ذرا سے چھوٹے کارخانون کو ایسا عظیم الشان اور قابل تعریف بنا دیا کہ سبحان اللہ آخر اسکا سبب کہان سرمایہ قلیل کی ابتدائی حالت کہان قلیل ہے زمانے کے بعد نفع کثیر کی صورت سے یہ بین تفاوت رہ از کجاست تابکجا اس ترقی و کامیابی کا باعث اگر بتدبیر کوئی چیز سمجھی جاتی ہے تو صرف اونکی خوش معاملگی ہی تھی جسنے ایک عالم کو انکی طرف جھکنے کی ترغیب دی اور جسنے داد وستد کا معاملہ پیدا کرنیکے لیئے ایک دنیا کو رجوع کر دیا۔ جس کارخانہ کی طرف ایک زمانہ جھکتے ہوے نظر پڑتا ہے پہر اوسکی بلندرتبگی و ترقی مین کون شک کر سکتا ہی دیکھتے اور سُنتے ہین کہ زیادہ تر کارخانے بامید نفع کثیر قائم کیئے جاتے ہین مگر جہان خوش معاملگی کو کم دخل دیا جاتا ہے

وہ آخر کو ایک کم حیثیت کارخانون مین شامل ہو جاتے ہین اور بجاے نفع کثیر نقصان کبیر اوٹھاتے اٹھاتے کالعدم ہو جاتے ہین - فی الواقع خوش معاملگی دنیاوی کاروبار کو ترقی کی حالت مین لانے کے لئے ایک جزو اعظم ہے - کچھہ یہی ضرور نہین ہے کہ انسان اپنے لین دین ہی کے حساب مین خوش معاملگی کا برتاؤ کرے بلکہ یہہ بہی ضرور ہے کہ وہ اپنے ہر قول و فعل مین اُسی عمدہ خصلت کا پیرو رہے کیونکہ خوش معاملگی کی ہر کام مین ضرورت ہے - جو لوگ خوش معاملہ ہین وہ ہمیشہ مکر و فریب سے دور رہنے کی کوشش کیا کرتے ہین اور اونکے مزاج مین انصاف پسندی و حق شناسی کی پاکیزہ خصلت ہر وقت موجود پائی جاتی ہے انتظام دنیاداری کے کام مین ایک سے دوسرے کو باہم معاملہ اور برتاؤ رکھنے کی ضرورت ایک امر لابدی ہے اور جہان دو فریق مین سے ایک کو بہی بد معاملگی کی طرف رجحان ہوا تو سمجھہ لینا چاہیئے کہ انتہا کی بے لطفی پیش آجائیگی اور بجاے اسکے کہ انسان اپنی معاملہ داری سے خوش ہو اپنی حالت اور اپنی تشخیص پر خود تاسف کریگا کہ مینے ناحق کو ایک ناحق کوش انسان سے معاملہ پیدا کیا جسنے میری خوش معاملگی کی بہی اولٹی قدر کی - جہان انسان کی بد معاملگی ایک مرتبہ جانچ ہو جاتی ہے بارثانی اُسکی طرف کوئی خیال اور لوگون کے دلون مین جو معاملہ سے واقف ہوتے جاتے ہین جاگزین ہو جاتا ہے اور پہر ایک وقت ایسا درپیش آجاتا ہے کہ اُس خاص شخص کو تمام لوگ نفرت کی نگاہون سے دیکہتے ہین اور کبہی اُسکے ساتہہ کوئی معاملہ کرنا عار سمجہتے ہین اسی سے ثابت ہو سکتا ہے کہ انسان بد معاملگی سے عمر بہر کیلئے نام کا رہ جاتا ہی اور خوش معاملگی سے تمام حیات مستعار کا زمانہ بخوشی بسر کر سکتا ہی -

المختصر انسان کو چاہیے کہ اپنی قوت تمیز اور شہوت وغضب کا استعمال جو عدل اور انصاف سکے برخلاف ہو نکرے۔

اور قوت خیال با تمیز کے ذریعہ سے انسان کو نیک اور بد کی تمیز اور حصول علم کا شوق ہوتا ہے اور باعتبار اسی قوت کے انسان کا نفس نفس ناطقہ کہلاتا ہے اور جسکی تحریک و ذریعہ سے انسان کہانے پینے اور نکاح کی طرف مائل ہو جاتا ہی اُسکا نام قوت شہوت یا خواہش شہوتی ہے قوت غضبی کی حرکت سے اسکو اپنے رتبہ کے بڑہانے اور مخالف پر غالب آنے کی طرف رغبت ہوتی ہے پروردگار عالم نے ان تینون مین سے دو قوتین خواہش و غضب کے حیوانون کو دین بجز قوت تمیز کے کہ وہ حضرت انسان کو عطا فرمائی ہے قوت تمیز کے درجہ اوسط کے استعمال سے علم کی فضیلت اور حکمت پیدا ہوتی ہے اور قوت غضبی کی اصلاح سے شجاعت اور قوت شہوت کی صفائی سے عفت حاصل ہوتی ہی اور فاضل کو شجاع اور عفیف و حکیم کہتے ہین اور ان تینون قوتون کے اصلاح کرنے والون کو عادل اور انکے فعل کو عدل یا عدالت بولتے ہین اسلئے کہ عدالت کے معنی برابر کرنیکے ہین جب تک کہ یہہ تینون قوتین برابر نہون گے تب تک عدالت کا حق پورا ادا نہو سکے گا اور عدل و انصاف کی میزان مین نہ تولا جائیگا۔

بیشک انجام پاتے ہین مدام	قوت شہوی سے تیرے کاروبار
عقل سے ہر نیک و بد کی ہی تمیز	اور غضب ہی باعث عز و وقار
لیکن استعمال انکا چاہیئے	عدل اور انصاف سے ای نامدار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصہ پنجم

تاریخ جدولہ شاہان عرب و عجم و ہند و دکن

مخفی نرہے کہ بعد واقعہ شہادت امیر المومنین سیدنا حضرت علی علیہ السلام کے مسند خلافت کو حضرت امام حسن علیہ السلام نے رونق دی شہر کوفہ کے عام و خاص بعد شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ ۲۲ ماہ رمضان سنہ ۴۰ ہجری مسجد کوفہ مین جمع ہوئے اور جناب امام حسن علیہ السلام نے ایک خطبہ پڑھا اسی درمیان مین حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اوٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے مسلمانو یہہ نبیرۂ رسول اللہ اور فرزند خلیفہ چہارم ہین تمکو لازم ہے کہ انکی خلافت قبول کرو چار ہزار کوفیون نے جو اوسوقت موجود تھے بلا توقف بیعت کی جسکی تعداد رفتہ رفتہ چالیس ہزار ہو گئی

مگر آپ کو اپنے نانا کی وہ حدیث یاد تھی جس مین ذکر تھا کہ خلافت حقہ تیس برس تک رہیگی آپ نے غور کیا تو چھ مہینے بعد وصال حضرت علیؑ کے باقی رہگئی تھی اسلیئے چھ مہینے خلافت کرنیکے بعد بار امارت امیر معاویہ کے سپرد رکھکر کنج عافیت وزاویہ تنہائی اپنے لئے پسند فرمایا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے۔ کہ جب خبر شہادت امیر المومنین سیدنا حضرت علی علیہ السلام اور بیعت لیتے حضرت امام حسن علیہ السلام کی امیر معاویہ کو پہونچی امیر معاویہ نے بمقتضاے بشریت خلیفہ وقت پر لشکرکشی کی اودہر جناب امام حسن علیہ السلام معہ چالیس ہزار لشکر اسلام دار الخلافت کوفہ سے باہر تشریف لائے اور اس گروہ پرشکوہ کے علاوہ حاکمان عجم وعرب کو بہی جمع کیا جانبین سے لشکر صف آرا ہوئے ہنوز آتش قتال بلند ہونے پائی تھی کہ امیر معاویہؓ نے بصلاح عمرو بن عاصؓ حضرت امام حسن علیہ السلام کی خدمت مین بوساطت سفرا عرض کیا کہ اب زمانہ خلافت باطنی کا بموجب اس حدیث رسالت پناہی کے گذر گیا الخلافة ثلاثون عاماً ثم یکون بعد ذالك الملك یعنے خلافت کا زمانہ تیس برس کا ہے پہر ہو جائیگا بعد اسکے ملک (یعنے سلطنت ظاہریہ) اسلیئے آپ حکومت ظاہریہ براہ کرم مجھکو مرحمت فرماین جب یہہ پیام جناب امام حسن علیہ السلام نے سُنا اوسیوقت آپکو وہ حدیث سردار عالم رسول اکرم کی یاد آگئی جو آپکی شان مین اپنے اصحاب سے اکثر فرمایا کرتے تہے کہ یہ میرا فرزند دو بزرگ گروہ مسلمانون مین صلح کرائیگا چنانچہ اوسیکے مطابق عمل فرمایا۔

جناب امام حسن علیہ السلام نے ہنگام تفویض سلطنت ظاہری امیر معاویہؓ کو لکھا کہ اے امیر ہم نے تم سے اس شرط پر صلح کی ہے کہ تم ہمیشہ عامل بکتاب اللہ وسنت رسول اللہ وسیرت خلفاء الراشدین رہنا اور بعد اپنے امر حکومت مسلمانون کی راے پر چہوڑنا

امیر معاویہ نے بطیب خاطر ان شرایط کو قبول کیا اور حضرت امام حسن علیہ السّلام کوفہ سے مدینہ منورہ مین تشریف لائے اور استحکام بنیان شریعت مصطفوی اور اثبات احکام طریقت نبوی مین سعی بلیغ فرمائی اور طریقہ معرفت وسلوک جسکو اہل حقیقت تصوف کہتے ہین کثرت سے لوگون کو تعلیم وتفہیم فرمایا ہمیشہ قرآن پاک وحدیث صاحب لولاک کے معنی بیان کرتے اور گمراہان کوئی ضلالت کو ہدایت فرماتے الحاصل اللہ پاک نے واسطے برارت دامن نبوت کے لوث تہمت سے اہل بیت رسالت مین سلطنت ظاہریہ کو نرکہا کہ اہل بیت بسبب سلطنت چند روزہ دنیا کے مراتب عالیہ سے محروم رہین انکا پورا حصہ اوسی دنکے لیے رکہا گیا ہے جس دن سارے روئے زمین کے بادشاہ حقیر اور یہ عزیز ہونگے چنانچہ سید الشباب اہل الجنۃ اس پر دلیل روشن ہے۔

المختصر اسلام مین سب سے پہلے جس نے تخت شاہی پر جلوس کیا اور امور سلطنت کو رونق دی وہ امیر معاویہ ہین آپ دراز قد گورے چٹے خوبصورت ہیبت ناک آدمی تہے چنانچہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ انکی طرف دیکہکر فرماتے تہے کہ یہہ شخص عرب کا کسریٰ ہے اور امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آپ اکثر فرماتے تھے کہ معاویہ کی امارت کو برا نہ جانو اگر تم نے اوسکو ہاتہہ سے کہو دیا تو بیشک لوگون کے سرون کو اونکے کہندہون سے گرتے ہوئے دیکہوگے اور معتبری کا قول ہے کہ تم ہرقل اور کسریٰ کی زیرکی کو دیکہتے ہو اور معاویہ کو چہوڑ دیتے ہو امیر معاویہ بردباری مین ضرب المثل تھے۔ ابن عون کہتے ہین کہ آدمی امیر معاویہ سے کہہ لیتا تہا کہ واللہ یا تو تم خود ہمارے ساتہہ سیدہے ہوجاؤگے یا ہم تمکو

کسریٰ و ...ان عادل
...

ہم سید ہاکر لینگے آپ کہتے کس چیز سے سید ہاکر لوگے وہ کہتا لکڑی کے بل آپ کہتے ہان تو ہم ضرور سید ہے ہو جائینگے۔ الغرض جب امیر المومنین یار غار سلطان الانبیا حضرت رسول اللہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لشکر جانب شام روانہ فرمایا تہا امیر معاویہ بہی اپنے بہائی یزید بن ابوسفیان کے ہمراہ گئے جب اون کے بہائی نے انتقال کیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دمشق پر آپ ہی کو اپنے طرف سے عامل مقرر فرمایا اور زمانہ خلافت امیر المومنین حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما مین بہی بحال و برقرار رہے۔ اور کعب الاخبار کا قول ہے کہ اس امت مین ایسا بادشاہ کوئی ہرگز نہوگا جیسے امیر معاویہ ہوے اور ذہبی کا قول ہے کہ امیر معاویہ بیس برس امیر رہے اور روی زمین پر کوئی اون کا مقابل نہ تھا۔ چنانچہ ۴۳ ہجری مین رحج وغیرہ بلاد سجستان اور روان اقلیم سرقہ اور کوزائی ممالک سوڈان فتح کیا اور ۴۵ ہجری مین قیقان اور ۵۰ ہجری مین قہستان فتح ہوا اور آپکے وفات کے بعد خاندان بنی امیہ سے جتنے بادشاہ گذرے اور اونکی اختتام کے بعد جو خاندان آل عباس سے مسند خلافت پر متمکن ہوے اسمار بقید تاریخ ولادت و جلوس و وفات و عمر و مدفن و سبب علیحدگی وغیرہ ذیل مین ہدیہ ناظرین ہین۔

نقشہ اول ناموں کا خلفاء دمشق خلفاء بنی امیہ۔

نمبر سلسلہ	نام اصحاب شاہان	تاریخ ولادت	مدت عمر	سنہ جلوس	مدت سلطنت	سنہ وفات	سبب مرگ	مقام دفن	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
۱	امیر معاویہ بن سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد المناف		۷۸ سال ۱۰ ماہ ۱۰ یوم	۲۵ ربیع الثانی سنہ ۴۱ ہجری	۱۹ سال ۲ ماہ	رجب سنہ ۶۰ ہجری	مرض الموت	دمشق بمقام باب صغیر	صحابہ رسول اللہ صلعم ہیں۔
۲	یزید بن معاویہ	رمضان سنہ ۲۶	۳۹ سال	رجب سنہ ۶۰	۳ سال ۸ ماہ ۱۲ یوم	۱۴ ربیع الاول سنہ ۶۴	عارضہ ذات الجنب	دمشق بمقام باب صغیر	یہ بڑا ظالم تھا اسکے عہد خلافت میں حضرت امام حسین علیہ السلام نے شہادت پائی
۳	معاویہ بن یزید		۲۱ سال	ربیع الاول سنہ ۶۴	۳ ماہ ۲۲ یوم	سنہ ۶۴	مرض الموت	ایضاً دمشق باب صغیر	مدت سلطنت میں اختلاف ہے کوئی ۲ ماہ کوئی ۳ ماہ کہتے ہیں بڑا نیک بخت تھا
۴	مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف		۶۳ سال	رجب سنہ ۶۴	۹ ماہ ۲۹ یوم	سنہ ۶۵	طاعون	ایضاً	یہ بڑا ظالم و ستمگر تھا چنانچہ اسکے عہد خلافت میں خانہ کعبہ پر چڑھائی ہوئی اور عبد اللہ بن زبیر صحابہ نے شہادت پائی۔
۵	عبد الملک بن مروان	رمضان سنہ ۲۶	۶۱ سال	رمضان سنہ ۶۵	۲۱ سال ۱۵ یوم	شوال سنہ ۸۶	•	ایضاً	اسکے عہد میں عموریہ شہر تقعفوریہ سماوہ کبری نہر سیحیہ اور پوشن کے شہر وغیرہ بلاد روم فتح ہوئی اور آٹھوں بادشاہ روم مطیع ہوئے
۶	ابو العباس ولید بن عبد الملک	سنہ ۴۸ ہجری	۴۹ برس	شوال سنہ ۸۶	۹ سال ۷ ماہ ۱۵ یوم	۱۵ جمادی الثانی سنہ ۹۶	مرض الموت	ایضاً باب صغیر	ہندوستان کے اکثر شہر اور اندلس قسطنطنیہ کے ممالک مفتوح ہوئے مسجد جامع اور مسجد نبوی کو وسعت دی مگر حجاج بن یوسف امیر بڑا ظالم تھا جسنے حضرت سعید بن جبیر نے شہادت پائی

۷	ابو ایوب سلیمان بن عبد الملک بن مروان	.	سنہ ۵۴ھ	۲۷ برس	سنہ ۹۶ھ	۲ سال ۸ ماہ ۵ دن	[illegible]	[illegible]	یہ تخت نشین ہوتے ہی کل قیدیوں کو چہوڑ دیا علی العموم لوگوں سے سلوک کیا۔ ممالک مازندران و جرجان طبرستان خراسان وغیرہ مفتوح ہوئے۔
۸	عمر بن عبد العزیز بن مروان الاموی	سنہ ۶۳ھ	۳۹ سال ۵ ماہ	سنہ ۹۹ھ	۲ برس ۵ ماہ	سنہ ۱۰۱ھ	[illegible]	دیر بقیرہ	بڑے ہی عادل اور عابد فراہم و متقی تھے۔
۹	یزید بن عبد الملک	سنہ ۷۱ھ	۴۰ سال	سنہ ۱۰۱ھ	۴ سال ۱ ماہ	۲۵ شعبان سنہ ۱۰۵ھ	[illegible]	[illegible]	بعد عمر بن عبد العزیز کے صرف چالیس روز سیرت عمر بن عبد العزیز کی اختیار کی پہر امرائے جابرہ میں داخل ہو گیا
۱۰	ہشام بن عبد الملک	سنہ ۷۲ھ	۱۷ سال	۲۰ شعبان سنہ ۱۰۵ھ	۱۹ سال ۹ ماہ ۵ یوم	ربیع الثانی سنہ ۱۲۵ھ	[illegible]	[illegible]	مشرق میں ترکوں اور مغولوں کو شکست دی اور مغرب میں فرنگستان و عیسائیوں کو دی اور حضرت زید بن زین العابدین نے اسکے عہد میں شہادت پائے
۱۱	ولید بن یزید بن عبد الملک بن مروان	سنہ ۹۰ھ	۳۹ سال	ربیع الثانی سنہ ۱۲۵ھ	ایک سال ۳ ماہ	جمادی الثانی سنہ ۱۲۶ھ	[illegible]	[illegible]	یہ شخص دایم الخمر تہا اسکے عہد میں بنی امیہ میں باہم نفاق پیدا ہو گیا اور یحیی بن زید بن زین العابدین نے شہادت پائی
۱۲	یزید بن ولید بن عبد الملک	سنہ	۴۶ سال	جمادی الثانی سنہ ۱۲۶ھ	۶ ماہ	۲۰ ذی الحجہ سنہ ۱۲۶ھ	مرض طاعون	.	اسکے وقت میں بے انتظامی ہی کا بند و بست ہوا بالآخر بنی امیہ باہم لڑ پڑے سلطنت کو زوال آیا۔
۱۳	ابراہیم بن ولید بن عبد الملک	سنہ	.	ذی الحجہ سنہ ۱۲۶ھ	.	.	.	.	اسکو استقلال نصیب ہوا دو مہینے چوبیس دن مروان نے خروج کیا اور ابراہیم دار الخلافت سے بہاگ گئے۔
۱۴	مروان بن محمد بن مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف	سنہ ۷۲ھ	۶۹ سال	سنہ ۱۲۷ھ	۵ برس ۱۰ ماہ ۷ یوم	۲۷ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲ھ	[illegible]	[illegible]	یہ خاتم خلفائے بنی امیہ ہی ہے اسکا لقب حمار تہا بڑا جوانمرد تہا۔ مگر ہر طرف سے بغاوت شروع ہو گئی بالآخر سفاح عباسی نے اسکی سلطنت لی۔

نقشہ دوم نامہائے خلفائے اسپین

اسپین مین اہل اسلام کے چار عہد ہوئے عہد اول ۲،۱ و ۴،۳ طارق سے شروع ہوا جو پنجم رجب سنہ ۹۲ھ مطابق ۲۳۔ اپریل سنہ ۷۱۱ء سے نہایت سنہ ۷۵۶ء رہا اس عہد مین (۲۱) امیر منظوری والیان افریقہ و مصر ہوئے اور انکو استحکام خلیفہ کی منظوری سے ہوتا تہا عہد دوم دسمبر سنہ ۷۵۶ء سے سنہ ۱۰۳۶ء تک رہا بموجب کتاب سیکلوپیڈیا جس مین حسب ذیل خلیفہ یکی بعد دیگرے جانشین ہوا کئے ہین۔

۱	عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک	.	.	ربیع الثانی ۱۳۸ھ	۳۳ سال ۴ ماہ	غرہ جمادی الثانی ۱۷۲ھ	بمرض الموت	.	یہہ بڑا عمدہ اور منتظم تہا شہر مین بڑی جامع مسجد بنوائی اور شہر قرطبہ آباد ہوگیا علوم و فنون کی ترقی دی۔
۲	ہشام بن عبدالرحمن ملقب بہ راضی	.	.	سنہ ۱۷۲ھ	۷ برس ۹ ماہ	صفر ۱۸۰ھ	″	.	اس نے ڈیوک ولیم کو ہزیمت دی اور شاہ فرانس کا مال غنیمت مین لایا۔
۳	حکم بن ہشام بن عبدالرحمن کنیت ابوالعاص	.	.	سنہ ۱۸۰ھ	۲۶ برس ایک ماہ ۱۵ یوم	سنہ ۲۰۶ھ	″	.	یہہ بڑا سخت مزاج تہا اور رعایا تمام ناراض تھی۔
۴	عبدالرحمن بن حکم بن ہشام	.	.	سنہ ۲۰۶ھ	۳۳ سال کچہ اوپر	سنہ ۲۳۹ھ	″	.	یہہ عمدہ انتظام کیا لباس طرح ایجاد کیا دارالضرب جاری کیا ہی علوم و فنون کو ترقی دی فلسفانہ کا رواج ایکی
۵	محمد عبدالرحمن دوم بن حکم	.	.	سنہ ۲۳۹ھ	۳۴ سال ۱۱ ماہ	سنہ ۲۷۳ھ	″	.	اسکے وقت اکثر ممالک غیر منتظم ہو گئے اور بسبب غدر و فساد اندرونی رعایا رعایا کی عیسائیوں کو موقع ملا انہوں نے خوب ہاتہہ پاؤن پہیلائے۔
۶	منذر بن محمد بن عبدالرحمن ثانی	.	.	سنہ ۲۷۳ھ	ایک سال ۱۱ ماہ ۱۳ روز	ماہ شعبان سنہ ۲۷۵ھ	قتل کیا گیا	.	انتظام سلطنت نہ ہوسکا۔

۷	عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن دوم	۰	۰	سنہ ۲۷۶ھ	۲۵ سال ۱۱ روز	سنہ ۳۰۰ھ	مرض الموت	۰	بڑا عالم اور بہادر و جوانمرد تھا۔
۸	عبدالرحمن سوم بن محمد بن عبداللہ بن محمد	۰	۰	سنہ ۳۰۰ھ	۵۰ برس	سنہ ۳۵۰ھ	"	۰	یہ بڑا بیدار مغز اور صاحب عدالت رعایا پرور تھا اور ملک کو وسعت دی اور آباد کیا۔
۹	حکم دوم بن عبدالرحمن سوم	۰	۰	سنہ ۳۵۰ھ	۱۵ برس [illegible]	سنہ ۳۶۶ھ	"	"	ترقی علوم و فنون کی گئی اور مدرسہ بنوایا اور ایک بڑا کتب خانہ وقف کیا تھا۔
۱۰	ہشام دوم بن حکم دوم بن عبدالرحمن سوم	۰	۱۲ سال	سنہ ۳۶۶ھ	۳۴ سال	سنہ ۴۰۰ھ	"	۰	
۱۱	محمد دوم بن ہشام بن عبدالجبار بن عبدالرحمن سوم	۰	۰	سنہ ۴۰۰ھ	۱ سال	سنہ ۴۰۱ھ	قتل کیا گیا	۰	
۱۲	سلیمان بن حکم دوم بن عبدالرحمن سوم	۰	۰	سنہ ۴۰۱ھ	۶ سال	سنہ ۴۰۶ھ	جنگ میں مارا گیا	۰	
۱۳	عبدالرحمن چہارم ملقب بہ مرتضیٰ				ان چاروں خلفاء نے مجموعی ۲۰ سال سلطنت کی				
۱۴	عبدالرحمن پنجم								
۱۵	محمد سوم								
۱۶	ہشام سوم								

عہد سوم جو سنہ ۱۰۳۱ء سے سنہ ۱۲۳۸ء تک تھا جسمیں طوائف الملوکی رہی اس عہد میں سلطنت مرابطین بھی داخل ہے

چوتھا عہد - صرف سلطنت غرناطہ سے متعلق ہے اور یہہ سلطنت ۱۲۳۸ء سے ۱۴۹۲ء تک قایم رہی اور (۱۹) بادشاہ اس سلطنت مین ہوے ۱۴۹۲ء مین تمام اندلس مین عیسائی بادشاہت ہوگئی ـ

نقشہ سوم متعلق خلفاء بغداد دار السلطنت بنی عباس

نشان سلسلہ		تاریخ ولادت	مدت عمر و سنہ جلوس: مدت عمر	مدت عمر و سنہ جلوس: سنہ جلوس	مدت سلطنت تاریخ وفات: مدت سلطنت	مدت سلطنت تاریخ وفات: سنہ وفات	سبب مرگ	جاے دفن	
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
۱	عبداللہ السفاح بن محمد بن علی بن عبداللہ عباس	سنہ ۱۰۸ھ	۳۲ سال	۱۳ ربیع الاول ۱۳۲ھ	۴ سال ۹ ماہ	۱۳ ذی الحجہ ۱۳۶ھ	بمرض چیچک	انبار مین	
۲	ابو جعفر عبداللہ المنصور منصور و انتقی بن محمد بن علی ـ	۹۵ھ	۶۳ سال	۱۳۶ھ	۲۱ سال ۱۱ ماہ	۶ ذی الحجہ ۱۵۸ھ	اسہال سے	بیر میمون متصل مکہ معظمہ	یہہ بڑا دور اندیش اور عالم تہا سلطنت کا عمدہ انتظام کیا شہر بغداد اسکا یادگار ہے ـ
۳	ابو عبداللہ محمد المہدی بن منصور	۱۲۶ھ	۴۳ سال	۱۵۸ھ	۱۱ سال ۱ ماہ	۲۲ محرم ۱۶۹ھ			یہہ بڑا مخیر تھا ـ
۴	ابو محمد موسی الہادی بن مہدی	۱۴۷ھ	۲۵ سال	محرم ۱۶۹ھ	۱ سال ۳ ماہ	ربیع الاول ۱۷۰ھ	[illegible]		اسنے ملحدین و زنادقہ کو نیست و نابود کردیا یہہ اول خلیفہ ہے جسکی ہمراہ ننگی تلوارین اور کمانین چلون پر چڑھی
۵	ہارون رشید بن مہدی ـ	۱۴۸ھ	۴۷ سال ۵ ماہ	ربیع الاول ۱۷۰ھ	۲۳ سال ۶ ماہ	جمادی الثانی ۱۹۳ھ	بمرض [illegible]	طوس	یہہ عابد اور رقیق القلب غازی و حاجی تھا ـ

۶	محمد امین بن ہارون رشید	۰	۲۷ سال	سنہ ۱۹۳ھ	۴ سال ۷ ماہ ۲۳ یوم	سنہ ۱۹۸ھ ۲۵ محرم شب یکشنبہ	قتل کیے گئے	بستان موسیٰ متعلقہ بغداد	حکمرانی میں بدتدبیر شخص تھا۔ مگر مرد دلاور تھا ایک شیر کو تلوار سے جنگل میں مارا۔
۷	مامون بن ہارون رشید	شب جمعہ ۱۵ ربیع الاول سنہ ۱۷۰ھ	۴۸ سال	محرم سنہ ۱۹۸ھ	۲۰ سال ۵ ماہ ۲۱ یوم	پنجشنبہ ۱۸ رجب سنہ ۲۱۸ھ	قضا	طرسوس	
۸	ابو اسحاق محمد معتصم بن ہارون رشید	سنہ ۱۷۸ھ یا سنہ ۱۸۰ھ	۴۸ سال	سنہ ۲۱۸ھ	۸ سال ۸ ماہ ۲ یوم	۲۲ ربیع الاول سنہ ۲۲۷ھ	؍؍	سر من رای	
۹	ابو جعفر ہارون الواثق باللہ بن معتصم	۲۰ شعبان سنہ ۱۹۶ھ	۳۶ سال	۲۹ ربیع الاول سنہ ۲۲۷ھ	۵ سال ۹ ماہ ۶ یوم	چہار شنبہ ۲۴ ذی حجہ سنہ ۲۳۲ھ	۰	؍؍	
۱۰	ابو الفضل جعفر المتوکل بن معتصم	سنہ ۲۰۵ھ یا سنہ ۲۰۶ھ	۴۳ سال	۲۴ ذی حجہ سنہ ۲۳۲ھ	۱۴ سال ۹ ماہ ۹ یوم	۵ شوال سنہ ۲۴۷ھ	قتل ہوئے	۰	
۱۱	ابو جعفر المنتصر باللہ بن متوکل	۰	۲۶ سال	چہار شنبہ ۴ شوال سنہ ۲۴۷ھ	۶ ماہ ۲ یوم	۵ ربیع الثانی سنہ ۲۴۸ھ	قضا	۰	
۱۲	ابو العباس احمد المستعین باللہ بن معتصم	سنہ ۲۲۱ھ	۳۱ سال	۶ ربیع الثانی سنہ ۲۴۸ھ	۳ سال ۹ یوم	۳ شوال سنہ ۲۵۲ھ	قتل ہوئے	۰	
۱۳	ابو عبداللہ محمد المعتز باللہ بن متوکل	سنہ ۲۳۲ھ	۲۴ سال	سنہ ۲۵۲ھ	۴ سال ۶ ماہ ۱۵ یوم	شعبان سنہ ۲۵۵ھ	؍؍	دجلہ	
۱۴	ابو اسحاق محمد المہتدی باللہ بن واثق باللہ	سنہ ۲۱۹ھ	۰	۲۷ رجب سنہ ۲۵۵ھ	۱۱ ماہ ۱۷ یوم	رجب سنہ ۲۵۶ھ	؍؍	سر من رای	
۱۵	ابو العباس احمد المعتمد علی اللہ بن متوکل	سنہ ۲۲۹ھ	۵۲ سال	۱۶ رجب سنہ ۲۵۶ھ	۲۳ سال ۶ یوم	۱۹ رجب شنبہ سنہ ۲۷۹ھ	مرگ مفاجات	بغداد	

۱۶	ابوالعباس احمد المعتضد بن طلحہ موفق بن متوکل نمبر ۱۰	ذیقعدہ سنہ ۲۴۲ھ	۴۱ سال	رجب سنہ ۲۷۹ھ	۹ سال ۹ ماہ ۳ یوم	۲۲ ربیع الاول سنہ ۲۸۹ھ	قضا	•	
۱۷	ابی محمد علی المکتفی باللہ بن معتضد نمبر ۱۶	یکم ربیع الاول سنہ ۲۶۴ھ	۳۳ سال ۶ ماہ	۱۹ ربیع الثانی سنہ ۲۸۹ھ	۶ سال ۷ ماہ ۲۰ یوم	۱۳ ذیقعدہ سنہ ۲۹۵ھ	قضا	•	
۱۸	ابوالفضل جعفر المقتدر باللہ بن معتضد نمبر ۱۶	رمضان سنہ ۲۸۲ھ	۳۸ سال ۵ ماہ	ذیقعدہ سنہ ۲۹۵ھ	۲۴ سال ۱۱ ماہ	۲۷ شوال سنہ ۳۲۰ھ	جنگ میں قتل ہوا	بغداد	
۱۹	ابوالمنصور محمد القاہر باللہ بن معتضد نمبر ۱۶	•	۵۳ سال	۲۹ شوال سنہ ۳۲۰ھ	۱ سال ۶ ماہ ۸ یوم	۶ جمادی الاول سنہ ۳۲۲ھ	•	•	
۲۰	ابوالعباس الراضی باللہ بن مقتدر نمبر ۱۸	سنہ ۲۹۷ھ	۳۳ سال ۱ ماہ ۹ یوم	۶ جمادی الاول سنہ ۳۲۲ھ	۶ سال ۱۰ یوم	۱۶ ربیع الاول سنہ ۳۲۹ھ	مرض الموت	بغداد	
۲۱	ابواسحاق ابراہیم المتقی للہ بن مقتدر نمبر ۱۸	سنہ ۲۹۵ھ	۶۰ سال	۲۰ ربیع الاول سنہ ۳۲۹ھ	۳ سال ۱۱ یوم	۲۰ صفر سنہ ۳۳۳ھ خلع کر دیا گیا		•	
۲۲	ابوالقاسم الفضل المطیع للہ بن مقتدر	سنہ ۲۹۲ھ	۵۴ سال چند ماہ	۲۰ صفر سنہ ۳۳۳ھ	۱ سال ۴ ماہ	۱۲ جمادی الثانی سنہ ۳۳۴ھ خلع کیا گیا	•	•	
۲۳	ابوالقاسم الفضل المطیع للہ بن مقتدر	سنہ ۳۰۱ھ	۶۳ سال	۲۲ جمادی الثانی سنہ ۳۳۴ھ	۲۹ سال ۴ ماہ ۱۱ یوم	سنہ ۳۶۳ھ تین ترک سلطنت کی	•	•	
۲۴	ابوعبدالکریم الطائع للہ بن نمبر ۲۳	•	•	۲۳ ذی قعدہ سنہ ۳۶۳ھ	۱۹ سال ۹ ماہ نو یوم	سنہ ۳۸۱ھ "	•	•	
۲۵	ابوالعباس احمد القادر باللہ بن اسحاق بن مقتدر	سنہ ۳۳۶ھ	۸۶ سال	۱۷ شعبان سنہ ۳۸۱ھ	۴۱ سال ۳ ماہ	۱۱ ذی الحجہ سنہ ۴۲۲ھ	قضا	•	

۲۶	ابوجعفر عبداللہ ملقب بہ القایم بامر اللہ نمبر ۲۵	سنہ ۳۹۱ھ	۷۶ سال ۳ ماہ	۱۱ ذی الحجہ سنہ ۴۲۲ھ	۴۴ سال ۸ ماہ	۱۳ شعبان سنہ ۴۶۷ھ	قضا	۰	
۲۷	ابوالقاسم عبداللہ المقتدی بامر اللہ بن محمد قایم بامر اللہ نمبر ۲۶	سنہ ۴۵۸ھ	۱۹ سال	۱۳ شعبان سنہ ۴۶۷ھ	۲۰ سال ۴ ماہ	شنبہ محرم سنہ ۴۸۷ھ	مرگ مفاجات	بغداد	
۲۸	ابوالعباس احمد المستظہر باللہ بن نمبر ۲۷	۲۰ شوال سنہ ۴۷۰ھ	۱۶ سال ۶ ماہ ۶ یوم	سہ شنبہ محرم سنہ ۴۸۷ھ	۲۵ سال	۲۳ ربیع الاول سنہ ۵۱۲ھ	قضا	۰	
۲۹	ابوالمنصور الفضل المسترشد باللہ بن نمبر ۲۸	چہار شنبہ ربیع الاول سنہ ۴۸۵ھ	۲۶ سال	۲۴ ربیع الاول سنہ ۵۱۲ھ	۱۷ سال ۶ ماہ	۱۶ ذی قعدہ سنہ ۵۲۹ھ	قتل کیا گیا	۰	
۳۰	ابوجعفر راشد باللہ بن نمبر ۲۹	سنہ ۵۰۲ھ	۲۸ سال	ذی قعدہ سنہ ۵۲۹ھ	۱ سال	۱۶ ذی قعدہ سنہ ۵۳۰ھ	؍؍	بیرون اصفہان	
۳۱	ابوعبداللہ محمد المقتفی بامر اللہ بن نمبر ۲۸	سنہ ۴۸۹ھ	۴۱ سال	۱۸ ذی قعدہ سنہ ۵۳۰ھ	۲۴ سال ۳ ماہ ۱۶ یوم	۲ صفر سنہ ۵۵۵ھ	۰	بغداد	
۳۲	ابوالمظفر یوسف المستنجد باللہ بن نمبر ۳۱	سنہ ۵۱۸ھ	۳۷ سال چند ماہ	۲ ربیع الاول سنہ ۵۵۵ھ	۱۱ سال ۱ ماہ	۹ ربیع الاول سنہ ۵۶۶ھ	قضا	۰	
۳۳	ابومحمد الحسن المستضی بامر اللہ بن نمبر ۳۲	سنہ ۵۳۶ھ	۳۰ سال چند ماہ	۹ ربیع الاول سنہ ۵۶۶ھ	۹ سال ۸ ماہ	۳۰ شوال سنہ ۵۷۵ھ	؍؍	۰	
۳۴	ابوالعباس احمد الناصر لدین اللہ بن نمبر ۳۳	۱۰ رجب سنہ ۵۵۳ھ	۲۲ سال	غرہ ذی قعدہ سنہ ۵۷۵ھ	۴۶ سال ۱۲ یوم	۳۰ رمضان سنہ ۶۲۲ھ	؍؍	۰	

۴	ابراہیم بن محمد بن نمبر ۲	•	•	شعبان سنہ ۷۴۴ھ	۱ سال ۴ ماہ	۲۴ ذی الحجہ سنہ ۷۴۱ھ	معزول ہوئے	•	
۵	احمد حاکم بامر اللہ بن نمبر ۳	•	•	یکم محرم سنہ ۷۴۲ھ	۱۲ سال چند ماہ	سنہ ۷۵۴ھ	قضا کر	•	
۶	ابوبکر المعتضد باللہ بن نمبر ۳	•	•	سنہ ۷۵۴ھ	۹ سال	جمادی الاول سنہ ۷۶۳ھ	"	•	
۷	ابو عبد اللہ محمد المتوکل علی اللہ بن نمبر ۶	•	•	سنہ ۷۶۳ھ	۴۵ سال	شب شنبہ ۲ رجب سنہ ۸۰۸ھ	"	•	
۸	ابو الفضل العباس المستعین باللہ بن نمبر ۷	•	•	چہار شنبہ ۲ رجب سنہ ۸۰۸ھ	۱ سال چند ماہ	سنہ ۸۱۰ھ	خلع ہوئے	•	
۹	ابو الفتح داؤد المعتضد باللہ بن نمبر ۷	•	•	سنہ ۸۱۰ھ	قریب ۳۴ سال	۴ ربیع الاول سنہ ۸۴۵ھ	قضا کر گئے	•	
۱۰	ابو الربیع سلیمان المستکفی باللہ بن نمبر ۷	۶۳ سال	•	۴ ربیع الاول سنہ ۸۴۵ھ	۹ سال ۱۰ ماہ	جمعہ ۲ محرم سنہ ۸۵۵ھ	"	•	
۱۱	ابو البقا حمزہ القائم بامر اللہ بن نمبر ۷	•	•	۳ محرم سنہ ۸۵۵ھ	۴ سال چند ماہ	سنہ ۸۵۹ھ	"	•	
۱۲	ابو المحاسن یوسف المستنجد باللہ بن نمبر ۷	•	•	سنہ ۸۵۹ھ	تخمیناً ۲۵ سال	شنبہ ۴ محرم سنہ ۸۸۴ھ	فالج کر گئے	جوار شہید	

۹۱۳	ابو العز عبدالعزیز المتوکل علی اللہ بن یعقوب بن متوکل نمبر ۷	۹۰۳ھ	.	[illegible] سال	.	.	۹ سال ۲۵ یوم	[illegible] ۹۲۳ھ		

تذکرہ ابتدائے سلاطین عثمانیہ ترکیہ جنہون نے ۶۹۹ ہجری سے ہند و فرنگستان وغیرہ مین سلطنت اسلام قایم کیا ہے۔

مخفی نرہے کہ سلیمان شاہ ابن قیا الب بلدہ ماہان مین جو قریب بلخ کے واقع ہے بادشاہ تھا جب چنگیز خان ہند اور بلخ کو جلا کر خاک سیاہ کرکے سلطان علاء الدین خوارزم شاہ کو وہان سے نکال دیا وہان کے چہوٹے چہوٹے سلاطین و حکام مین پراگندگی و تفرقہ پڑگیا اوسوقت سلیمان شاہ خاندان ترکمان کے پچاس ہزار آدمیون کو ہمراہ لیکر بلدہ ماہان سے ارض روم مین آئے اور وہان سے حلب ہوتے ہوئے دریائے فرات سے عبور کا ارادہ کیا اور کل ہمراہیون نے دفعتاً گہوڑے دریا مین ڈالدیے تاکہ پیرکے پار ہوجائین ولیکن باتفاق تقدیر سلیمان شاہ اپنے گہوڑے سمیت اوس مین غرق ہوگیا اور بڑی تلاش سے انکا لاشہ دریا سے نکالا گیا اور قلعہ جبر کے سامنے دفن کیا گیا اور جسقدر ترکمان اونکے ہمراہ تہے وہ چارونطرف منتشر ہوگئے اور جنکو جہان موقع ملا سکونت و بود و باش اختیار کرلی چنانچہ اون سب کی اولاد ابتک اون اطراف مین موجود ہے۔

سلیمان شاہ کے چار بیٹے تہے سنقر و داور لیقلار تو بلاد عجم کو لوٹ گئے مگر ارطغرل اور دُوندار بلاد روم مین آئے اور سلطان علاء الدین سلجوقی سے

ملاقات ہوئی جو بلاد قرمان کے بادشاہ تھے اور شہر قونیہ کو اونہون نے اپنا دار السلطنت قرار دیا تھا سلطان نے انکی بے نہایت تعظیم اور توقیر کی اور یہ دونون بہائی قرہ حصار و بیکجل کے درمیان اقامت گزین ہوئے چونکہ سرو دلاور اور سپاہ منش و بہادر تھے خصوصاً جنگ و جدال مین ارطغرل نے سنہ ۶۸۰ ہجری مین وفات پائی اور انکے فرزند عثمان جو سنہ ۶۵۶ ہجری مین پیدا ہوئے تھے شاہ علاء الدین سلجوقی کے یہان بسپہ سرداری لشکر پر مامور ہوئے اور رفتہ رفتہ سلطنت کے جزئی و کلی امورات کا اختیار بھی انکے سپرد ہو گیا اور وہ اپنے آقا ولی نعمت کے ہمراہ بہت بڑے معرکون مین ثابت قدم اور مستقل رہے اور اپنی شجاعت و وفاداری و قابلیت سے روز بروز سلطان کے منظور نظر ہوتے گئے اور عثمان غازی کے خطاب سے مخاطب ہوئے سنہ ۶۹۹ مین علاء الدین سلجوقی نے تاتاریون سے شکست کہائی اور اوسی زمانہ مین وہ راہی آخرت ہوئے چونکہ سلطان کا کوئی ولیعہد نہ تہا اور کل رعایا و سپاہ عثمان غازی سے نہایت رضامند تھے سب نے بالاتفاق انکو تخت نشین کیا اور سلطان علاء الدین کی دختر سے بھی انکے ساتھہ شادی ہو گئی۔ چنانچہ اب تک تاج و سلطنت عثمانیہ بفضل اللہ قسطنطنیہ مین قایم اور ملجاء و ماوای اور مرجع دین اسلام ہے۔ جسکے اسماء درج نقشہ ذیل ہین۔

نقشہ پنجم متعلقہ سلاطین عثمانیہ قسطنطنیہ

۱	عثمان بن ارطغرل ابن سلیمان ابن قیا الپ	سنہ ۶۵۶	۴۳ سال	سنہ ۶۹۹	۲۶ سال	۱۰ رمضان سنہ ۷۲۶	۷۰ سال	[illegible]	یہہ بادشاہ بڑا دیندار خدا ترس تہا۔

نمبر	نام	ولادت	عمر	تخت نشینی	مدت سلطنت	وفات	مقام وفات	مدفن	کیفیت
۹	سلیم خان اول بن نمبر ۸	سنہ ۸۷۲ھ	۵۴ سال	سنہ ۹۱۸ھ	۹ سال	۸ شوال	•	•	اس نے حلب و حمص و دمشق و شام و مصر کو فتح کیا اسمعیل بادشاہ ایران کو شکست دی اور بڑا صاحب غصہ تھا۔
۱۰	سلیمان خان بن نمبر ۹	سنہ ۹۰۰ھ	۷۴ سال	سنہ ۹۲۶ھ	۴۸ سال	سنہ ۹۷۴ھ	بیچ سگتوار	قسطنطنیہ	یہہ بڑا عالی ہمت عادل تھا چودہ قلعہ فتح کیا بغداد پر قبضہ کیا امام ابوحنیفہ کے مقبرہ کی تعمیر کرائی
۱۱	سلیم خان ثانی بن نمبر ۱۰	ابتداے سنہ ۹۲۹ھ	۵۰ سال اوائل سن	سنہ ۹۷۴ھ	۸ سال	۲۸ شعبان سنہ ۹۸۲ھ	نزدیک سراے	مسجد امام [illegible]	یہہ بادشاہ انتظام مملکت سے غافل تھا مگر اسکا وزیر محمد ستقلی بڑا نیک تدبیر تہا ملک مین فتور نہوا
۱۲	مراد خان ثالث بن نمبر ۱۱	•	•	سنہ ۹۸۲ھ	۲۱ سال	ابتداے ربیع الاول سنہ ۱۰۰۳ھ	•	•	مرد نیک تھا گرجستان کو فتح کیا اور چار سو عیسائیون کو قید مخلصی دی اسکے محل مین پانسو لونڈیان تہین۔
۱۳	سلطان محمد خان ثالث بن نمبر ۱۲	سنہ ۹۷۴ھ	۳۸ سال	سنہ ۱۰۰۳ھ	۹ سال	سنہ ۱۰۱۲ھ	•	•	اس بادشاہ نے شراب خانہ اجڑوا دی ۔ اور شاہ عباس کو شکست دی۔
۱۴	سلطان احمد خان اول بن نمبر ۱۳	ابتداے سنہ ۱۰۰۱ھ	ابتداے ۲۵ سال	سنہ ۱۰۱۲ھ	۱۴ سال	سنہ ۱۰۲۶ھ			یہہ بادشاہ جوان طبیعت تہا اسی نے کوکب دری روضہ مبارک پر جڑوائی تمباکو اسکے وقت مین رواج ہوا

۱۵	مصطفی خان اول بن نمبر ۱۳	.	.	سنہ ۱۰۲۶ھ	۲ سال	[illegible] سنہ ۱۰۳۲ھ	.	.	اسکو سلطنت کا حوصلہ نہ تھا امرار دولت نے قید کر دیا۔
۱۶	عثمان خان ثانی بن نمبر ۱۴	.	.	سنہ ۱۰۲۸ھ	۴ سال	سنہ ۱۰۳۱ھ	[illegible]	.	اسکی طبیعت عورتون کے طرف مائل تھی آخر ش فوج بدلگئی اور اسکو قتل کر ڈالا۔
۱۷	سلطان مراد خان چہارم بن نمبر ۱۴	سنہ ۱۰۱۲ھ	۲۵ سال	سنہ ۱۰۳۲ھ	۱۶ سال	۱۶ شوال سنہ ۱۰۴۹ھ	بیمار	.	اس بادشاہ نے شاہ عباس صفوی کو شکست دی انکو گھوڑے کی سواری کا بڑا شوق تھا۔
۱۸	ابراہیم بن نمبر ۱۴	.	.	سنہ ۱۰۴۹ھ	۹ سال	۱۸ رجب سنہ ۱۰۵۸ھ	امراء سلطنت نے قتل کیا	.	یہہ بادشاہ عیش دوست تھا امرائے دولت بگڑ گئے آخر قتل ہو گئے۔
۱۹	محمد خان چہارم بن نمبر ۱۸۔	.	.	۱۸ رجب سنہ ۱۰۵۸ھ	۴۱ سال	[illegible] سنہ ۱۰۹۹ھ	.	.	ان کے عہد مین ارکان دولت مین جنگ و جدال رہا آخر خود ہی ترک سلطنت کی۔
۲۰	سلیمان ثانی بن نمبر ۱۸	سنہ ۱۰۵۲ھ	۵۰ سال	سنہ ۱۰۹۹ھ	۳ سال ۹ ماہ	۲۶ رمضان سنہ ۱۱۰۲ھ	مرض استسقا	.	انکے عہد مین انتظام سلطنت اچھا تھا اور اسکو تعمیرات کا بھی شوق تھا۔
۲۱	سلطان احمد بن نمبر ۱۹	۱۳ رمضان سنہ ۱۰۵۲ھ	تخمیناً ۴۴ سال	۲۱ سنہ ۱۱۰۲ھ	۳ سال ۸ ماہ	۲۱ جمادی الثانی سنہ ۱۱۰۶ھ	〃	.	یہہ بادشاہ خوش نویس اور فاضل تھا سیر و شکار کا بھی شوق تھا۔

ستون ۱	ستون ۲	ستون ۳	ستون ۴	ستون ۵	ستون ۶	ستون ۷	ستون ۸	ستون ۹	ستون ۱۰
۲۹	مصطفیٰ خان چہارم بن نمبر ۲۷	سنہ ۱۱۹۳ع [illegible]	.	سنہ ۱۲۲۲	.	سنہ ۱۲۲۳ [illegible]	.	.	اس بادشاہ کے وقت انتظام بگڑا ہوا تھا لہذا معزول کردیا گیا۔
۳۰	محمود خان ثانی بن نمبر ۲۷	.	۵۵ سال	سنہ ۱۲۲۳ [illegible]	۳۲ سال	سنہ ۱۲۵۵ [illegible] ۶۴ سال	قضا [illegible]	سلطان [illegible]	یہہ بادشاہ اولوالعزم گذرا ہی اکثر سرکشونکی سرتابی کی گردالی مصر خدیو مصر کے لقب سے مشہور ہوگیا
۳۱	عبد المجید خان بن نمبر ۳۰	سنہ ۱۲۳۷ [illegible]	.	سنہ ۱۲۵۵ [illegible]	.	سنہ ۱۲۷۷ [illegible] ۲۲ سال	.	〃	یہہ بادشاہ کیوقت بڑے معرکہ جنگ رہی اور خدیو مصر بھی مغلوب ہوا اور بہت سے نصرانی بادشاہ مغلوب ہی ہوگئے۔
۳۲	عبد العزیز خان بن نمبر ۳۰	سنہ ۱۲۴۵ [illegible]	.	سنہ ۱۲۷۷	.	.	.	.	اس بادشاہ کے وقت سلطنت کا عمدہ انتظام ہوا مگر خزانہ کی نازک حالت تھی آخر اہلکار امانت و دیانت نامور کئے گئے اور فوجی ترتیب بہی دگنی گئی
۳۳	سلطان مراد خان خامس	.	.	سنہ ۱۲۹۳ [illegible]	.	.	.	.	یہہ بادشاہ علالت کیوجہ سے شیخ الاسلام وارکان دولت کے مشورہ پر خلع کئے گئے۔
۳۴	سلطان عبد الحمید خان ثانی [illegible]	سنہ ۱۲۵۸ [illegible]	.	سنہ ۱۲۹۳ [illegible]	.	.	.	.	یہہ بادشاہ ابھی تک رونق دہ کل سلطنت اسلامیہ ہیں انشاءاللہ کہ انکو دشمنون کی نظر سے [illegible]

ہندوستان مین سلطنت اسلامیہ کے اول زمانہ کا اجمالاً تذکرہ

اب تاریخ ہندوستان کے اوس زمانہ کا تذکرہ کیا جاتا ہے جس مین مسلمانون نے ہندوستان پر حملہ کرکے سرزمین ہند مین رایات اسلامی بلند کرکے اسکو فتح کرنا شروع کردیا۔

اہل اسلام مین سے اول ہی اول جس نے سرزمین ہند پر قدم بڑہایا وہ ابوالعاص عامل یمن تھے انہون نے خلیفہ دوم جناب رسالت پناہی امیرالمومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک مہد مین ۱۵ھ مطابق ۶۳۶ عیسوی کے اندر بمبئی کے قریب مقام ٹہانہ پر فوجکشی کی۔ اور لوٹ کا کچہہ مال لیکر واپس چلے گئے۔

پھر خلیفہ سوم رسالت پناہی کے زمانہ مین عبداللہ بن عامر فتح خراسان کیلئے سپہ سالار لشکر اسلام کے تعینات ہوا اس سپہ سالار لشکر نے تہوڑے ہی عرصہ مین ہرات۔ بادغیس غور۔ نیشاپور۔ بلخ۔ طوس وغیرہ فتح کرکے دین اسلام کو رواج دیا اور جابجا حاکم اسلام مقرر کئے جب عبداللہ عامر حج کیلئے چلا گیا تو قارن امیر عجم یعنے ایران نے ۳۲ھ مین چالیس ہزار فوج ہرات و غور وغیرہ سے جمع کرکے عربون سے آزادی حاصل کرنیکے لیئے بغاوت کی۔

اور ۴۴ھ مین جب مسلمانون کا کابل مین فتحیابی کا نقارہ بجا تو عرب کا ایک شخص مُہلب نامی امیر نے اس راستے بڑہا تہا ہند مین ملتان تک قدم بڑہایا

اور بہت سے لوگون کو قید کر کے لے گیا اسکے بعد پھر کئی بار مسلمانون نے ہندوستان پر حملے کئے اور یہان کی لوٹ سے مالامال ہو کر اولٹے پھر گئے آخر ۱۲ سنہ ہجری کے اندر خاندان بنو اُمیہ کے خلیفہ ولید کے عہد مین عراق کے عامل حجاج مین یوسف کا بھتیجا محمد بن قاسم بہت سی فوج لیکر ہند پر چڑھ آیا اور سندھ کو فتح کر لیا اس حملہ کا باعث یہ ہوا کہ راجہ داہر والی سندھ نے اہل عرب کے کچھ جہاز لوٹ لئے تھے اسلئے مسلمانون نے سندھ پر حملہ کر کے راجہ داہر کو شکست دی اور ملک پر قبضہ کر لیا مگر سندھ کچھ زیادہ مدت تک مسلمانون کے تصرف مین نہین رہا اسکے بعد خاندان بنی عباس سے مامون ابن ہارون الرشید نے ہند پر لشکر کشی کی اور راجپوتون سے جنگ کا ارادہ کیا اسکے بعد ڈیڑھ سو برس تک اہل اسلام کا پھر کوئی نیا حملہ نہین ہوا اس وجہ کہ انکے وفات سے خلفاء عباسیہ کی حکومت مین خود ہی ضعف آ گیا اور ہوتے ہوتے یہ نوبت پہونچی کہ ہر ایک صوبہ منحرف ہو کر خود مختاری کا دم بھرنے لگا اور آخر خلیفہ کے پاس صرف دارالخلافت بغداد ہی رہگیا۔

اسمعیل سامانی

اسی زمانہ مین اسمعیل سامانی صوبہ دار ماوراءالنہر و خراسان بھی خلیفہ سے باغی ہو کر بخارا کا بادشاہ بن بیٹھا اس خاندان کے ایک بادشاہ کے یہان الپتگین نام ایک ترکی غلام[1] تھا جس نے اپنی عقل و دانائی کی

---

[1] تاتاریونکی آوارہ گرد گروہ جو وسط ایشیا مین بحیرہ خزر سے لیکر چین کے شمال تک رہتی ہی وہ تین بڑے بڑے قبیلون مین منقسم کئے گئے تھے۔ اول منچو جو اس خطے کے انتہائے مشرق مین یعنی چین کے شمال کی طرف رہتی ہی دوم منگول یا مغل جو اس خطہ کے وسط مین تبت کے شمال مین رہا کرتی ہی سوم ترک جو مغلون سے مغرب کی طرف رہتے تھے۔

بدولت رفتہ رفتہ یہان تک عروج پکڑا کہ خراسان کا حاکم بن گیا جب بادشاہ نے وفات پائی تو اس کی جانشینی کے نسبت ارکان سلطنت مین اختلاف ہوا بعض تو یہہ چاہتے تھے کہ شاہ متوفی کے کم سن بیٹے منصور کو بادشاہ بنائین اور بعض یہہ کہتے تھے کہ بادشاہ کا چچا تخت پر بیٹھے۔ الپتگین منصور کے خلاف تھا مگر ارکان سلطنت نے اسی کو تخت نشین کر دیا اسوجہ سے بادشاہ اور الپتگین کے باہم رنجش ہوئی۔ اس بنا پر الپتگین خود سر ہوگیا اور کابل و قندھار پر قبضہ کر کے اس نے غزنی کو اپنا دار السلطنت قرار دیا۔

ذکر سبکتگین

الپتگین کی وفات کے بعد اس کا بیٹا اسحاق دو برس سلطنت کر کے مرگیا اور سبکتگین تخت نشین ہوا سبکتگین اصل مین یزدجرد شاہ فارس کی نسل سے تہا مگر زمانہ کی گردش سے تباہ وقت ہو کر ایک سوداگر کے ہاتہہ پڑا اور وہ اوسے بخارا لے آیا۔ یہان الپتگین نے اسکو ہونہار دیکھہ کر لے لیا اور اس کی عقل و دانائی کے سبب ترقی کرتے کرتے امیر کے رتبہ تک پہنچا دیا غرضکہ سبکتگین نے الپتگین کی بیٹی سے شادی کر کے غزنی کے تخت پر جلوس فرمایا۔

اسوقت لاہور مین راجہ جیپال جو ذات کا برہمن تھا راج کرتا تھا اس دریاے سندہ سے اوتر کر سبکتگین پر حملہ کیا اسوجہ سے سبکتگین نے پنجاب پر دو مرتبہ یورش کی اور جیپال اور اوسکے راجپوت رئیسون کو اور دہلی و اجمیر و قنوج وغیرہ کے راجا جو اسکی مدد کے لیے جمع ہوے ان تمامی راجاؤن کو شکست دیکر اور بہت سامان لوٹ مین لیکر غزنی کو عود کر گیا۔

اور امیر سبکتگین اور راجہ جیپال مین جو لڑائیان ہوئین انمین
سلطان محمود بھی شریک تھا اسلیئے اسکو خوب یقین ہوگیا
تھا کہ ہندوستان ایک بڑا دولتمند اور زرخیز ملک ہے اور وہانکے راجپوت
سپاہی کیسے ہی بہادر کیون نہون مگر کوہستانی کابل کے زبردست و زحمت
کش حملہ آورونکے سامنے ہرگز نہین ٹہر سکتے اسلیئے سلطان محمود نے ۹۹۶ء مین
غزنی کے تخت پر جلوس فرماکر پہلے تو ماوراالنہر کا ملک جو بحیرۂ خزر سے
لیکر دریاے اٹک تک پہیلا ہوا تھا اس مین اپنا سکہ بٹھایا اور پہر عنان توجہ
سرزمین ہندوستان کی طرف پہیری اور اسکو آرزو تھی کہ بڑے بڑے بانکے
راجپوتون کو تلوار کے زور سے دین اسلام مین داخل کریون اور اسکا سبب
زیادہ تر یہہ بہی کہا جاتا ہے کہ خلیفہ بغداد نے اسکے مذہبی جوش کو دیکہکر ایک
گران بہا خلعت اسکے پاس بہیجا تہا اور امین الملۃ یمین الدولہ خطاب
دیا تھا پس سلطان محمود نے یہ عہد کر چکا تھا کہ مین دین اسلام کے پہیلانیکے لیئے
ہر سال ہندوستان پر حملہ کیا کرونگا جسکا مجملاً تذکرہ حصہ اول کتاب ہذا مین
کردیا گیا ہے جس سے اسکی قوت اور وسعت سلطنت کا اندازہ ہوسکتا ہے
پہر سلطان محمود کے بعد ملک پنجاب ایک سو چالیس برس سے کچہہ زیادہ اسکی
اولاد کے قبضہ مین رہا کیونکہ وسط ایشیا مین جو سلطنت غزنی کا علاقہ تہا وہ اس سے
پہلے ہی انکے ہاتہہ سے نکل گیا تہا انجام کار غور جو افغانستان مین غزنی اور ایران
کے مابین ایک کوہستانی علاقہ ہے اسکے بادشاہون نے خاندان غزنی کو
مغلوب کرلیا تھا اور جب محمد غوری نے ہندوستان کو فتح کرلیا تھا اس سے

کچھ پیشتر خاندان غزنی کا آخر بادشاہ قید خانہ مین قتل ہو چکا تھا اس زمانہ مین - اجمیر - دہلی - قنوج - میواڑ اور انھلواڑہ یعنی گجرات کے راجہ شمال ہند مین حکمران تھے اور چونکہ ان مین سے ہر ایک چاہتا تھا کہ مین سب پر غالب ہو جاؤن اسوجہ سے ان مین باہم لڑائی جھگڑے رہتے تھے -

ذکر پرتھی راج

اور آخر چھٹی صدی ہجری کے ۱۱۸۰ء مین جس قدر راجے شمالی ہند مین حکمرانی کر رہے تھے ان سب مین پرتھی راج جسکو راے پتھورا بھی کہتے ہین نہایت زبردست اور نامور راجہ اور راجپوتون کے بہادر قوم کی ناک تھا -

ہندوؤن مین جن نامی گرامی سورماؤن کے افسانہ زبان زد خلایق ہین اُنہین پرتھی راج بھی داخل ہے چند بردائی جو ایک نامی ہندی شاعر گذرا ہی اس راجہ کا مداح اور دوست تھا چنانچہ اس نے اپنے اشعار مین اسکی بڑی تعریف لکھی ہے - اور پرتھی راج کے بڑے زبردست راجہ ہونیکے وجہ یہ بھی کہی جاتی ہے کہ وہ اجمیر اور دہلی دونون سلطنتون کا راجہ تھا - اجمیر کی سلطنت تو اوسکو اپنے باپ سوامیشور سے جو راجپوتون کی قوم چوہان کا راجہ اجمیر تھا میراث پہنچتی تھی - اور دہلی کی سلطنت ہاتھ لگنے کی یہہ کیفیت ہے کہ اسکا نانا اننگ پال جو راجپوتون کی قوم توار کا راجہ دہلی تھا اسکا کوئی بیٹا تو تھا ہی نہین صرف بیٹیان ہی تہین جن مین سے ایک کی اولاد تو جے چند راجہ قنوج تھا اور دوسری کی پرتھی راج - اسکو اننگ پال نے متبنی کر لیا تھا یہہ بات جے چند کو نہایت ناگوار گذری اور اس نے پرتھی راج کے راجہ دہلی

ہوئے ہین بہت کچھ مزاحمتین کین پیش نہ گئی آخرش دہلی کا راج بہی پرتہی
راج کے ورثے مین آیا اور اسیطرح وہ دونون سلطنتون کا راجہ ہوگیا۔

ذکر سلطان شہاب الدین عرف محمد غوری۔

اس راجہ کو گدہی پر بیٹھے ابہی بہت عرصہ گذرا ہی نہ تہا کہ
اس پر ایک زبردست غنیم چڑہ آیا جو کبہی اسطرح پیشتر
ہندوستان پر حملہ آور ہوا ہی نہتہا۔ یہہ غنیم سلطان شہاب الدین
غوری تہا جو ایک بڑا جوان مرد بہادر اور مستقل مزاج سردار تہا غور کا بادشاہ
تو درحقیقت شہاب الدین کا بڑا بہائی غیاث الدین تہا مگر وہ اسکی نسبت نرم
مزاج تہا اسلیئے جب اس نے غور کے تندخو اور قوی ہیکل افغانان بہادران
دلاور کی مدد سے غزنی کو فتح کرلیا تو شہاب الدین کو وہان کا بادشاہ
مقرر کرکے آپ غور کو چلا گیا۔ شہاب الدین جب غزنی کی سلطنت سنبال چکا تو
اس نے ہندوستان کا قصد کیا اور سنا کہ دہلی قدیم سے راجگان عظیم الشان
کا دارالسلطنت چلا آتا ہے چنانچہ اسپر فوج کشی کی اور جنگ عظیم کے بعد فتحیاب
ہوا اور سب ہندوستون سے فارغ ہوکر ایک روز دربار عام کیا۔ امیر و وزیر
سپہ سالار بخشی سب اپنے اپنے عہدون پر حاضر تہے اور گفتگو یہہ ہو رہی تہی
کہ دارالخلافت کو چلنے کے لیئے کونسی تاریخ مقرر کیجاے دفعتاً سرحد کے
سردار کا عریضہ پہنچا کہ راے پتہورا والی اجمیر اپنے بہائی کہانڈے راو حاکم
دہلی کو ساتہہ لیکر دو لاکہہ فوج جرار اور تین ہزار فیل جنگی سے دہند کے
چہڑانے کو آندہی اور بہونچال کیطرح چلا آتا ہے۔ اقبال خداوندی کی توجہ
دا جب نہین تو اس ملک ہند مین زن و بچے مسلمانون کے تباہ ہوجاینگے

بادشاہ نے اسیوقت لشکر اسلام مین منادی کروادی کہ جب تک اس مہم کا فیصلہ خاطر خواہ نہ ہوجاے مسلمان باایمان کو غزنی کیطرف قدم اُٹہانا حرام ہے ساتھہ ہی لشکر کی تیاری کا حکم اور راستہ کے کاردارون کے نام سامان رسد کے حکمنامہ جاری ہوگئے۔ لشکر جرار بہ منزل یلغار کرتا جاتا تہا جو انبالہ کے ڈہیرے دن مین یہہ خبر لگی کہ لشکر راجہ کا پانی پت کے مقام پر ہے مگر فیل خانہ کرنال مین آگیا بادشاہ وہین مقام کر دیا اور فوج کو پس وپیش سے درست کرکے کوچ بکوچ آگے بڑہا۔ تلاوڑی کے میدان مین دونو لشکرون کا آمنا سامنا ہوگیا۔ دن مورچون کے درستی مین گذرا شام کو سب نے گہوڑون کے تنگ ڈہیلے کردیئے۔ دانہ چرہا زین پوش بچہاکر بیٹھہ گئے۔ باگ ڈورین زانوون سے باندھ لین اور جز جیون سے روٹیان نکالکر کہانے لگے۔ سلطان شہاب الدین ابہی خاصہ ہی پر تہا کہ گشت کے سوارون نے دشمن کی فوج کے گہیارے اور لکڑہارے جنگل سے پکڑکر حاضر کیئے۔ سوارون کو انعام دیکر رخصت کیا اور ان لوگون کو سودیہی کے سپرد کیا کہ جو کچہہ مانگین انہین کہلاؤ پلاؤ۔ آدہی بجے سامنے بلایا۔ سب کے سب جنگلی گنوار تھے۔ مگر دو بڑے ہشیار اور تجربہ کار نکلے۔ کہ جنہنے لشکر کے اوتارے کا رُخ فوج کی تعداد پیچہے کی مدد رسد کے بندوبست غرض ڈیرے ڈیرے کا حال معلوم کرلیا تمام رات فوج کی قسمت اور مورچون کی تقسیم مین گذری پچہلی رات تھی کہ کمربندی کا حکم پہنچا صبح ہوتے ہوتے تمام لشکر کیل کانٹے سے لیس ہوکر میدان مین جم گیا۔ آگے پیچہے داہنے بائین ہر ایک سردار اپنی اپنی فوج کو سنبھالے تہا خود صاحب لشکر زرہ بکتر چار آئینہ سجے سر پر خود فولادی

کمرین شمشیر اصفہانی پشت پر سپر گینڈے کی۔ کمان۔ زین پر گرز گاو سر جواہر۔ کمند ابریشمی شکار بند مین آویزان۔ علم کے سایہ کے نیچے نیزہ تانے کہڑا تہا۔ اور اسپ عربی جسپر پوست پلنگ کی پاکر پڑی تہی زانون مین سے نکلا جاتا تہا۔ اور اوسکے حریف کے لشکر مین پہلے ہاتیون کی قطار۔ بعد اسکے رتہین۔ اور پلٹنین۔ پیادہ اور سوار فوج تہے کہ جسکا شمار سوا ے منشی تقدیر کے کسیکو معلوم نہ تہا۔ ہان سلسلہ انتظام انکا خاص ایک شخص کی چٹکی مین تہا کہ جدہر چاہے اودہر جہونک دے۔ بچون بیچ مین ہند کا ستیا تہی مگر سے بانکے اوبچی بنا ہوا زرد دگلے پر جلتا اور اوسپر زرہ بکتر۔ چار آینہ سجے راجپوتی ایک پچہ بہون پر رکہے کمر مین ایک طرف سروہی کی تلوار۔ دوسرے طرف کہانڈا اور کٹار۔ پشت پر گینڈے کی ڈہال۔ سورج مکہی کے سایۂ مین ہاتہی پر بیٹہا دونون لشکرون پر نظر غور سے دیکہہ رہا تہا۔ آخر نہ رہ سکا۔ اور تڑپ کر ہاتہی سے کود۔ گہوڑے پر سوار ہوا ہاتی کو ہاتہی پر بہٹا دیا آپ وکہنی گہوڑے اوڑاتا سپاہ گری کا بانکپن دکہاتا بہالے کے ہاتہہ نکالتا ہوا۔ داہین سے بایئن اور بایئں سے داہین تک ایک چکر لگایا اور سامنے ایک لشکر کے کہڑے ہوکر اہل لشکر کے دلون کو اسطرح بڑہایا۔ کہ اے راجپوتون کے سپوتو۔ پہاڑون کے افغان اور تاتار کے ترکون کا سامنا یہہ سب مسلمان ہین اور ست دہرم کے بہرشٹ کرنے پر کمرین باندہہ باندہہ کر آئے ہین۔ ابہی تک تمہاری سرحد پر کہڑے ہین۔ اگر ہمت کرینگے تو کچہہ مال تہین جسے گوشونکی طرح پہاڑون مین بہگا بہگا کر مارلوگے۔ اور اگر ایک قدم تمہارا ہٹا تو پاؤن اونکے تمہارے گہرون مین اور ہاتہہ ننگ و ناموس تک

ہین - آج دہرم کیان کی لاج تمہارے تلوار کی باڑ پر ہے - مارو مارو دم نہ لو اور
جان نے نہ دو - راجہ ابہی یہہ تقریر تمام نہ کر چکا تہا کہ اتنے مین لشکر شاہی کے بائین
ہاتہہ پر افغان آجمائے کہرے تہے آگے بڑہے اور خلجیون نے بہی
بہی باگین لین - اُنہین دیکہہ کر راجپوت بہادرون کے سپوت جنکی تلوارین
میانون مین بجلی کیطرح تڑپی جاتی تہین - ہاتہیون کی صف چیر کر نکل کے آئے
تیر برساتی ہوئے دوڑے اور ایک دم مین برچہیون پر لے لیا - جب یہہ حال
دیکہا تو افغان پیچہے ہٹے اور خلجیون کے پرے نے بہی گہونگٹ کہایا مگر سپہ دار
بے سپاہ قلب مین اُسیطرح جما ہوا تیر مارے جاتا تہا جو ایک مصاحب نے
آکر عرض کی کہ افغان اور خلجیون نے پیٹہہ دکہائی جن نمک خوار سردارون
سے پسینے کی جگہہ خون گرانے کی امید تہی وہ جان بچا کر بہاگ گئے - دشمن
چڑہتا چلا آتا ہے - حضور اب کس کی راہ دیکہتے ہین براہ خدا گہوڑے کی باگ
پہیریئے - اب لاہور مین پہنچکر بداندیشون کا بندوبست قرار واقعی ہو جائے گا
یہہ سنتے ہی بادشاہ شعلہ کیطرح بہڑک اوٹہا - رہی سہی فوج کو سمیٹ کر للکارا
اور گہوڑے کو ڈپٹا کر برق کی طرح دشمن پر جا پڑا نیزہ و شمشیر سے گذر کر فقط
خنجر و کٹار کی نوبت آگئی - اتنے مین کہانڈے راو کی نظر بادشاہ پر پڑی
فیلبان کو آواز دی کہ خبردار جانے نپائے - اُسنے ہاتہی کو ریلا سلطان
شہاب الدین بہی چمک کر اسطرح جہپٹا کہ گہوڑے کے دونون ہاتہہ ہاتہی کے
مستک پر بیٹہے اور راو کے منہہ مین ایسا نیزہ مارا کہ دانت ٹوٹ گئے - مگر خود
بہی زخم کاری کہایا - ڈگمگا کر گہوڑے سے گرا چاہتا تہا کہ ایک غلام بادیہ نا جنس نے

ہزیمت افغانان

پیچھے جا بیٹھا اور گھوڑا اڑا کر برق کیطرح نظروں سے غایب ہوگیا غرض کہ
بھاگے ہیٹکے سپاہی اور ٹوٹا پھوٹا لشکر لاہور مین آیا اور یہان کے ملک کا بندوبست
کر کے غزنی کو روانہ ہوگیا۔ اس لڑائی مین تماشا یہہ ہوگیا کہ جن جن سردارون
کو بہادری و جانثاری کے بڑے بڑے دعوے تھے اور بادشاہ کو بھی
ان پر بھروسے تھے وہی میدان جنگ سے بھاگے تھے۔ چنانچہ غزنی مین
پہنچکر علمار سے فتوے طلب کیا کہ جو مسلمان جہاد سے بھاگے اُسکے لئے کیا
حکم ہے۔ سب نے لکھا کہ وہ گنہگار خدا ہے۔ بادشاہ نے حکم شرع ہاتھہ مین لیا
اور تمام سردارون کو گرفتار کیا۔ جو او رچنے گھوڑون کے توبرون مین
ڈالکر اُنہین چڑھوا دئے اور بازارون مین چھوڑ دیا کہ خاص و عام عبرت
پکڑین اور جو نہ کھائین اُنکا سر الگ پھر یہ سزا تو معاف ہوگئی مگر دربار سے
بند ہوگئے۔

اُسکے دوسرے برس سال نوروزی نے پلٹا کھایا۔ بادشاہ نے اندر ہی اندر سب
سامان کر رکھے تھے فہرست منگا کر دیکھی اور ہر کارخانے مین حکم کوچ کا
بھیجدیا۔ آٹھوین دن خود سوار ہوا جب پشاور مین پہنچا تو ایک پیر مرد کہن
سال کہ غوری کے خاندان مین سے تھا اور خلوت کی صحبتون مین بے تکلف
اُس نے عرض کی اس مہم مین سامان تو جنگ عظیم کا نظر آتا ہے مگر کھلتا نہین
کہ ارادہ کدھر ہے۔ بادشاہ نے آہِ سرد بھر کے کہا کہ اے مرد مسلم عجب
ہے کہ اس سن و سال پر تیرا یہ سوال ہے کیا اگلے برس کی شکست سب تجھے
یاد نہین زیادہ صدمہ اسلام کے تیشۂ عزت کے لئے کچھ چھوٹا پتھر ہے۔ پھر قیاس کہ

بند کہوسے اور کہاکہ دیکھہ لے اُس دن سے آجتک نہ مین سنے کپڑے بدلے
ہین نہ حرم سرا مین بستر پر سویا ہون - اُس پیر مرد نے دعاے خیر دی اور
کہاکہ اگر یہہ بات ہے تو اب مصلحت وقت کے بموجب کام کرنا چاہیئے - یعنے
جو سردار کہ غضب سلطانی مین دربار سے بند ہوئے ہین اُنہین پہر دربار مین بلاکر
انعام دیجئے اور ترقی کے وعدون سے دل بڑہایئے کہ جان لڑاکر پہلے داغ کو
دہوئین - چنانچہ ملتان مین آکر چند مقام کیئے - دربار عام کر کے سب سردارون کو
بلایا اور کہاکہ اے مسلمانون سالگذشتہ مین جو داغ دامن اسلام پر آیا سب
پر روشن ہے اور تدارک اسکا ہر مومن مسلمان پر واجب ہے وہ اگلی ندامت
کے سبب سے کچھہ کہہ نہ سکے مگر سب نے تلوارون پر ہاتہہ رکھکر سامنے سر جہکادئے
غرض وہان سے روانہ ہو کر لاہور پہنچا اور رسید قوام الملک رکن الدین کو
کہ تدبیر اور تقریر مین بے مثل تھا ایلچی کر کے نامہ کے ساتہہ روانہ کیا - نامہ کا
مضمون یہہ تہاکہ مین بموجب حکم اپنے بڑے بہائی کے کہ میرے باپ کی جگہہ
ہے اور خراسان سے پنجاب تک مسلمانون کا بادشاہ ہے فوج لیکر اسطرف
آیا ہون راے پرتہی راج کہ راجگان ہندوستان مین مہاراجہ ہے - اُسے
لکھا جاتا ہے کہ اسلام کی اطاعت کر کے اتفاق کا طریقہ قایم کرلے تاکہ خلق
خدا کی آسایش مین خلل راہ نہ پائے - نہین تو ملک خدا کا ہے اور حکم خدا کا
تلوار دونون کا فیصلہ کرے گی - جب یہہ مراسلہ راجہ کی نظر سے گذرا تو بہت
پیچ وتاب کہایا اور خفا ہو کر ادہر تو ایک جواب کہ پتہر اور لوہے سے کہرا ہتا
لکہکر روانہ کیا اور اُدہر راجگان ہندوستان کو جمع کر کے تین لاکہہ راجپوت

کا شکر جنگی تلواروں سے خون ٹپکتا تھا ہمراہ لیکر چلا پہلے فتح کے بھروسے پر
بہت سے راجہ بہادر انکی رفاقت کے دم بھرتے مدد کو آئے سلطان شہاب الدین
بھی ادہر سے آگے بڑہا اور نہر سرسوتی کو بیچ مین ڈالکر دونون لشکر
اوتر پڑے۔

پرتھی راج۔ نے اول ایک خط اِس مضمون کا لکھا کہ حال اِس فوج بے شمار کا
شہدار لشکر اسلام کو معلوم ہوا ہوگا مگر اسکے علاوہ اور بھی ہندوستان
سے برابر فوجین چلی آتی ہین۔ ایک ایک راجپوت وہ منچلا بہادر ہے جنکی
تلوار کی کاٹ جل دقندہار تک پناہ نہین۔ یہ چند نامراد ترک بچے اور
افغان زادے جنہین لوٹ کہسوٹ کا لالچ دے دیکر گہرون سے یہان
لایا ہے۔ چاہیے کہ اونکی جوانی اور مان باپ کے بڑہاپے پر رحم کر کے
یہین سے پھر جائے۔ ہمین جوانمردی کی قسم ہے کہ پیچھا نکرینگے۔
اور نہین تو دیکھ لو کہ آتشبازی کے سامان بے شمار ہین ہین اور جنگی ہاتھی
کچھ اوپر تین ہزار ہین اگر اس تحریر پر خیال کیا تو بہتر ہے نہین تو یاد رہے کہ ایک
جاندار اِس میدان سے جیتا نہ جائیگا۔

ادہر سلطان شہاب الدین اِس موقع پر دہیما ہوا اور در جواب اوسکے مصلحتاً
یہ لکھا کہ راجہ نے جو نیک صلاح دی عین شفقت ہے مگر سب پر روشن
ہے کہ اس لشکر کشی مین مجھے کچھ اختیار نہین۔ بھائی کے حکم سے اِس مہم کا بوجھ
سر پر لیا ہے جبتک وہان سے حکم نہ آئے مین کچھ نہین کر سکتا اِس قدر
مہلت ہو کہ وہانسے جواب آجائے اسوقت صلح اِس عہد پر ہو جائیگی کہ

ملک پنجاب سرہند تک ہمارے پاس رہے - باقی کل ہندوستان تمہارا
جب یہ نرم ترین جواب راجہ کے پاس پہنچا - تمام اہل دربار ہنسنے لگے - اور
اور لشکریون مین فتح کی سی خوشیان ہوگئین بلکہ بخنست ہوکر ڈیرے ڈیرے
مین ناچ رنگ شروع کردیے یہان سلطان شہاب الدین نے سرشام فوجکو کمر بندی کا
حکم دیکر خیمے ڈیرے سب قائم رکھے - اور راتون رات کئی کوس کا چکر دیکر دریا
پار اوتر گیا صبحکو راجہ کے لشکر مین ابھی کوئی بستر پر تھا کوئی اشنان کو گیا تھا
کہ دفعۃً پہلو مین آدمامہ جنگی پر چوٹ لگا اس دنا ٹے سے کرناسے پہونکی کہ سوئے
جاگتے اوچھل پڑے اور - تمام فوجمین کھلبلی پڑ گئی وہ لشکر بے شمار ایسا دریا
تہا کہ ایک طرف کی ہل چل کی دوسری طرف خبر بھی نہوتی تھی مگر راجہ نے
اسوقت ہوش وحواس کو جمع کیا ذرا نہ گھبرایا ایک فوج تو تیار کرکے سامنے
کی اور باقی ساقی لشکر انبوہ کو سمیٹ کر پہر میدان مین لاجمایا - ادہر سلطان
شہاب الدین نے فوج کے چار حصے کرکے چار سپہ سالارون کے ماتحت
قائم کردئے کہ باری باری سے جائین اور اس لشکر کثیر کے مقابل مین جان
لڑائین - راجپوت بہادر بھی اس میدان مین دائین بائین سے درست
ہوکر اس خوبصورتی اور بندوبست سے لڑے کہ مسلمانون کے جی چھوٹ
چھوٹ گئے - تب سلطان شہاب الدین بمصلحت وقت صورت شکست
بناکر پیچھے ہٹا دشمن نے پیچھا کیا اور جب جمعیت اونکی بے انتظام ہوئی تو دوسرے
غول سے تازہ دم حملہ کیا مگر جمعیت ہندوون کی بے شمار تھی اسلئے اوس سے
بھی مطلب نہ حاصل ہوا - جب ٹھیک دوپہر ہوئی تو رای پرتھی راج

ایک سو پچاس راجہ اور مہاراجہ کو لیکر ایک درخت کے سایہ مین آیا سب نے
تلوارون کے قبضون پر ہاتھہ رکھکر قسم کھائی اور ایک ایک پیالہ شربت کا
پی۔ پان کا بیڑہ مُنہ مین تُلسی کی پتی زبان پر رکھہ۔ کیسر کے ٹیکے پیشانیون پر
دئے۔ اودہر سلطان شہاب الدین بھی بارہ ہزار غلام خاص جنکے سرون پر
فولادی خود جواہرات کے مرصع دہرے ہوئے تھے اونہین لیکر جدا ہوا۔
اول خود تاج شاہی اوتار کفن سر سے باندہا۔ پہر شمشیر اصفہانی گہسیٹ میان
اوسکا توڑ کر پہینک دیا۔ بادشاہ کا یہ حال دیکھتے ہی سب نے خود خود جیبون
مین ڈال کفن سرون پر لپیٹ لئے اور الہمانی تلوارین کہینچے داڑہیان مُنہ
مین لے اسطرح جوش مین آکر تکبیر بلند کر کے حملہ کیا کہ یا تو اپنی جگہہ جمے کہڑے
تہے یا پلک مارتے ہی خاص راجہ کے قلب لشکر مین جا کر وہان دہار ہو گئے
اور جو جو سر لشکر اِدہر اُدہر لڑ رہے تہے وہ بہی دائین بائین زور دیکر
گرے۔ اِس گہمسان کا رن پڑا کہ دم کے دم مین ہزارون کا کہیت پڑ گیا۔
اگرچہ راجپوت تلوار یون نے بڑا اسا کہا کیا مگر انجام شکست کہائی۔ کہانڈی راو
میدان جنگ مین بہادری کا حق ادا کر کے زندگی کے بوجہہ سے سبکدوش
ہوا۔ راے پتہورا دریاے سرسوتی کے کنارے گرفتار لشکر سلطانی
ہو کر مارا گیا۔ تمام فوج دشمن پریشان ہو گئی فتحیاب سپاہی شام تک قتل و
غارت مین ہاتہہ رنگتے رہے بادشاہ نے راتون رات لاہور۔ اور غزنی
فتحنامہ روانہ کر کے اوسکے دوسرے دن لشکر کا انتظام کیا اور آگے روانہ
ہوا بعد ازان اجمیر کو جو دار السلطنت راجہ کا تہا فتح کرتا ہوا دہلی مین آیا

مگر ادھر ہی کے راجاؤن کو تاج بخشیان کرتا کچھ اپنے حاکم اسلام بٹھاتا ہوا دہلی مین آکر
اپنی طرف سے قطب الدین ایبک جو غلام بادشاہ اور اسوقت فوج شاہی کا
سردار اعظم تھا شہر مین نائب سلطنت کر کے دہلی سے لاہور اور لاہور سے
غزنی پہونچا۔ اسکے بعد کوہ جود کے مفسدون نے فساد برپا کیا سلطان بذات خود
وہان گیا اور اونکو سزا دی جب وہان سے واپس آیا راستے مین بمقام دمیک
چند مفسد قوم کھکر رات کے وقت شاہی خیمہ مین قابو پاکر چھپ رہے
اور سلطان کو بحالت خواب جام شہادت پلا دیا تیس سال سلطنت کی
سنہ ۶۰۲ھ مین شہادت پائی ہندوستان کی تاریخون مین اسکا نام علاؤالدین غوری
ہی درج ہے مگر در اصل معزالدین نام تھا اور شہاب الدین خطاب۔
غرض کہ اس ایک ہی لڑائی سے سلطنت اسلامیہ ہندوستان مین قائم اور
اور مستحکم ہو گئی۔
اور خاندان غزنویہ و خاندان غوریہ کے جتنے بادشاہ گذرے ہین اور اونکے
بعد جتنے بادشاہ ہند مین گذرے ہین اونکے اسماء ذیل مین بہ یہ ناظرین
کر دیئے جاتے ہین۔

نقشہ ششم اسمائی سلاطین خاندان غزنویہ

نشان سلسلہ	اسمای سلاطین	پایۂ تخت دارالسلطنت	مدت عمر و سنہ جلوس		مدت سلطنت تاریخ وفات		نسب	جائے مدفن	کیفیت
			مدت عمر	سنہ جلوس	مدت سلطنت	سنہ وفات			
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰

۱	امیر الپتگین								
۲	امیر ناصر الدین سبکتگین				۲۰ برس	۳۸۷ھ			
۳	امیر اسمعیل بن ناصر الدین سبکتگین				۵ مہینہ				
۴	سلطان محمود بن ناصر الدین سبکتگین		۳۳ سال			[illegible]	[illegible]		
۵	سلطان محمد بن سلطان محمود								
۶	سلطان مسعود بن سلطان محمود								
۷	مودود بن سلطان مسعود								
۸	عبد الرشید بن مسعود بن محمود								
۹	فرخ زاد بن مسعود بن محمود								
۱۰	ابراہیم بن مسعود بن محمود۔								
۱۱	مسعود بن ابراہیم بن محمود								
۱۲	ارسلان شاہ بن مسعود بن ابراہیم								
۱۳	بہرام شاہ بن مسعود بن ابراہیم بن مسعود								
۱۴	خسرو شاہ بن بہرام شاہ بن مسعود بن ابراہیم۔								
۱۵	خسرو ملک بن خسرو شاہ بن بہرام شاہ								یہ آخری فرمانروای خاندان غزنین تھا لاہنی وحصار تھانیسر وغیرہ لے لیا۔ سلطان محمود کے زمانہ سے اسکے آخری ایام تک بیس لوٹیں سال شمار میں شہاب الدین غوری نے قید کر لیا تھا

نقشہ قسم سلاطین غوریہ کے متعلق جنہون نے ہندوستان غزنی وغیرہ مین سلطنت کی ہے

۱	سلطان علاؤ الدین جہان سوز حسین بن حسین	.			.				اسنے غزنین مین قتل عام کیا شہر کو آگ لگا دی اور بعوض خون سید محمود وزیر جو قتل ہوا تھا کئی ایک علما قیسہ مین لایا ۔
۲	ملک محمد المخاطب بسیف الدین بن علاؤ الدین جہان سوز		.		۲ سال		قتل ہوا		یہ بادشاہ رحم دل فرخ مزاج تہا مگر دوہی سال کی حکومت کے بعد ابو العباس سپہ سالار لکہرام نے قتل کیا ۔
۳	ملک غیاث الدین ابو الفتح بن محمد سام	.	.	.	.	۵۹۹ھ	بمرض الموت	ہرات	علاقہ غرجستان و داور وگرم سیر و ادغیس و ہرات و سیستان و خراسان تک قبضہ کیا اور سپہ سالار لکہرام کو قتل کر دیا ۔
۴	سلطان معز الدین بن سام الملقب شہاب الدین	.	.	.	۳۲ سال	۶۰۲ھ	[illegible] ۶۰۲ھ		اسکے ہندپر چڑہائی کی پہلے ملتان پر قابض ہوا پھر لاہور اور پرتہی راج عرف رائے پتہورا سے لڑا اور قنوج والا راجہ مطیع ہوا ۔ اور ہندوستان مین سلطنت اسلامیہ قایم ہوئی ۔
۵	سلطان محمود بن غیاث الدین محمد سام			۶۰۲ھ		۶۰۲ھ	[illegible] ۶۰۰ھ		بعد انتقال شہاب الدین فیروز کوہ کے تخت پر بیٹہا تہا غور و خراسان و غزنین و ہندوستان مین خطبہ و سکہ اسکا جاری تہا ۔
۶	سلطان بہاؤ الدین بن محمد بن غیاث الدین								والئے ہرات نے پکڑ کے خوارزم شاہ کے پاس بہیجدیا تہا وہان دریا مین غرق کرایا گیا ۔

۷	علاؤالدین بن سلطان علاؤالدین حسین جہان سوز								خوارزم شاہ کی مدد سے سلطنت پائی چار سال حکومت کی تاج الدین شاہ غزنین کی لڑائی مین قتل ہوا اور غور کا ملک خوارزمیون نے لے لیا۔
۸	سلطان تاج الدین یلدوز غزنوی					.			یہ زر خرید غلام شہاب الدین غوری ہی اور کرمال ونکرال و پوران وغیرہ علاقہ جات مغرب دریای سندھ پر حکمران تہا اور رسد رسانی سفر ہند اسکے ذمہ ہے اسکے بعد غزنی مین خوارزمی عملداری ہو گئی۔
نقشہ ہشتم سلاطین غوریہ کا جو بامیان مین سلطنت کرتے رہے									
۱	فخر الدین مسعود غوری								یہ سلطان غیاث الدین محمد بن سام کا چچا تہا اور طخارستان کا علاقہ بہی اسکے تحت تہا شمس الدین ابن محمد و تاج الدین زنگی و حسام الدین علی اسکے بیٹے تھے
۲	ملک شمس الدین محمد بن فخر الدین مسعود۔								اسنے ملک کو وسیع کیا بلخ و طالقان و بدخشان کو لیا جب غوریونکی مہم سلطان شاہ بن ایل ارسلان پر ہوئی تو مرو مین جا کر بہاؤالدین طغرل کو جو سنجری امرا مین تہا قتل کیا غیاث الدین نے خطاب سلطانی لیا
۳	ملک بہاؤالدین ملک شمس الدین محمد				۱۲ سال	.	مرض الموت	×	یہ بادشاہ مہربان علما و فضلا کا قدردان تہا امام فخر الدین رازی نے علم صرف مین رسالہ بہائیہ اسکے نام پر لکہا جسکو صرف بہائیہ کہتے ہین

۴	ملک جلال الدین علی بن شمس الدین محمد غوری۔				۲ سال			بہاؤ الدین کے لڑنیکے بعد یہ بادشاہ ہوا اور بعد انتقال شہاب الدین غوری جو غزنین کا خزانہ غوری خاندان مین تقسیم ہوا تو پنجاہ شتر بار اشرفیون و جواہرات کے اسکے حصہ مین آئے پہر اسنے غزنین پر لشکرکشی کی و شکست کہا کر پکڑا گیا اور اسکا بھتیجا مسعود بامیان مین آیا اور تمام خزانہ اوٹھا لیگیا چند ماہ کے بعد جب چہوٹا تو مسعود پر حملہ کیا اور اسکو قتل کیا پہر اپنے باپ کے وزیر کا پوستہ اونچا آخر سلطان محمود خوارزم شاہ نے گرفتار کر لیا اور مقتول ہوا

نقشہ نہم سلاطین غلامان غوریہ کے متعلق جو ہندوستان مین فرمانروا رہی ہین

۱	ملک ناصر الدین قباچ	.	.	.	.	۶۲۳ھ	دریا مین غرق ہوا	.	غلام زرخرید سلطان شہاب الدین غوری ہے بعد انتقال آقا پہلے ملتان پر قابض ہوا اور سندہ کا علاقہ بہی لیا پنجاب و دریاے ستلج تک قبضہ پایا تہا اور دہلی پر چڑہائی کی تہی آخر شکست کہا کر چلا آیا۔
۲	سلطان قطب الدین ایبک	.	.	س	۴ سال	۶۰۷ھ	.	بمقام لاہور	یہ بادشاہ غلام زرخرید شہاب الدین غوری ہے پہلا بادشاہ دہلی کا ہوا چوگان کہیلتا ہوا گہوڑے سے گر کے مر گیا۔
۳	ارام شاہ قطب الدین ایبک	.	.	۶۰۷ھ	چند مہینے	.	.	.	بوجہ نالیاقتی معزول کیا گیا۔
۴	سلطان شمس الدین التمش	.	.	.	۲۶ سال	۶۳۳ھ	بمرض الموت	دہلی	بعد معزولی ارام شاہ یہ تخت نشین کیا گیا قطب الدین ایبک کا غلام داماد تہا اور خواجہ قطب صاحب کا مرید تہا چنگیز خان ہم عہد تہا قطب منار بہت اونچا بنایا بکر ماجیت کی مورت مہاکال سے توڑا۔

۵	سلطان رکن الدین فیروز بن شمس الدین التمس	.	.	۶۳۴ھ	۶ ماہ	.	.	.	بدچلن عیاش و شرابی تھا معزول ہو کر رضیہ بیگم بنت سلطان شمس الدین کی قید مین مرگیا۔
۶	سلطانہ رضیہ بیگم	.	.	.	۳ سال ۶ ماہ ۲	۶۳۷ھ	.	دہلی	یاقوت نامی حبشی کے ممتاز کرنے سے امراء دولت ناخوش ہو گئے لہذا مقتول ہوئی۔
۷	معز الدین بہرام شاہ بن سلطان شمس الدین	.	.	.	۲ سال ۱ ماہ ۱۰	.	.	.	مہذب الدین نظام الملک وزیر نمک حرام نے بطمع سلطنت قتل کروا ڈالا۔
۸	سلطان علاء الدین مسعود بن رکن الدین فیروز شاہ	.	.	.	۴ سال ۱ ماہ ۱	.	.		بعد معاودت پنجاب کے عیاشی میں ایسا مستغرق ہوگیا کہ سلطنت سے بیخبر ہوگیا آخر مقید ہو کر معزول کیا گیا
۹	ناصر الدین محمود بن سلطان شمس الدین التمس	.	.	۶۴۴ھ	۲۰ سال ۳ ماہ ۲۰	۶۶۴ھ	رمض الموت		مرد نیک فقیر مزاج تھا۔ تاتاریون کے حملہ کی عمدہ عمدہ تجویز کی غزنی کالنجر وغیرہ بھی بوسیلہ وزیر کے فتح ہوی۔
۱۰	سلطان الغ خان الملقب بسلطان غیاث الدین بلبن۔	.	۸۰ سال	.	۲۰ سال ۱ ماہ ۱۳	علالت ۶۸۶ھ	رمض الموت	دہلی	غیاث الدین بن شمس الدین التمس کا غلام و داماد تھا سلطنت کو رونق دی نرم مزاج و نرم دل نمازی علم دوست تھا اسکے عہد مین طغرل خان باغی مارا گیا چند بار مغلون پر فتحیاب ہوا۔

	معز الدین کیقباد بن بقراخان بن سلطان غیاث الدین	۔	۔		۳ سال		۔	بلبن کی وصیت کے برخلاف امرا نے کیقباد بن بقراخان کو بادشاہ بنایا مگر یہ عیش و عشرت مین پڑ گیا اسلئے اسکا باپ جو دکن کا حاکم تہا دہلی مین آیا اور اسکا انتظام کرنا چاہا مگر اسنے باپ کو دخیل ہونے نہ دیا بلکہ اوسکو قتل کرنے پر آمادہ ہوا اسلئے وہ واپس چلا گیا اور دو برس کے بعد کیقباد کو فالج ہو گیا اور امرای مغل نے کیومرث اسکے بیٹے کو تخت نشین کیا اور امرای خلجی نے اسکو مع بیٹے کے مار ڈالا ۔

نقشہ دہم سلاطین خلجیہ کے متعلق جو ہندوستان مین فرمانروا رہے

۱	سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی	۔	۔	۶۹۰ھ	۷ سال	۶۹۵ھ	[illegible]	۔	کیقباد آخری بادشاہ غوریہ غلامونکی سلطنت کا جب قتل ہوا تو سنہ ۶۹۰ھ مین دہلی کے تخت پر ستر برس کی عمر مین بیٹھا۔ پہلے یہ شمالی کا نائب ناظم تہا ملک چھجو دیوگڑھ کا راجہ دہلی پر چڑھ آیا تہا شکست کہا کر بہاگ نکلا سنہ ۶۹۳ھ مین چنگیزی لشکر نے تاتار مین آ کر غارت شروع کی بادشاہ خود جا کر اونکو شکست دی مغلون کا سردار سلطان پاس آ کر مسلمان ہوا علاؤ الدین اپنے داماد کو دیوگڑہ کی مہم پر بہیجا وہ جا کر بہت راجونکو لوٹا ایک راجہ کے خزانہ سے بارہ من موتی و الماس زمرد و یاقوت بیشمار سونا چاندی ملا آخر علاؤ الدین نے بطمع سلطنت بحالت تلاوت قرآن شریف اسکو شہید کر ڈالا مرد نیک بخت حلیم و رحیم تہا۔

۲	سلطان علاؤالدین خلجی	.	.	سنہ ۶۹۵ھ	۲۲ سال	سنہ ۷۱۵ھ	[illegible]	.	یہ دست پروردہ و برادر زادہ و داماد جلال الدین تھا۔ گجرات پر لشکر کشی کی اور فتح پاکر سومناتھ کا بت دہلی مین لاکر دابدیا۔ راجہ تھمبور والئے رنتھور گرفتار ہوکر قتل ہوا اور راجہ رتن سین والئے چتور کی رانی پر عاشق ہوگیا تو اوسکا خاوند مارا گیا اور رانی آگ مین جل کر مرگئی۔ ملک تلنگانہ و دکن کا علاقہ سمندر کے کنارہ تک فتح کیا کرناٹک کے بڑے بڑے بتخانہ گرائے۔ ملک کا انتظام اچھا کیا کافور نام امیر نے زہر دیکر مار ڈالا۔
۳	سلطان شہاب الدین عمر بن سلطان علاؤالدین	.	.	سنہ ۷۱۵ھ	سہ ماہ	.	.	.	یہ بادشاہ خردسال تھا اسلئے کافور مدار المہام بنا اُسنے شہزادہ مبارک کو قید کرلیا خضر خان اور شادی خان دو شہزادونکو اندھا کردیا تین مہینے کے بعد تمام امرا کافور سے ناراض ہوگئے اور اوسکو قتل کرکے سلطان کو معزول کردیا۔
	قطب الدین مبارک شاہ بن علاؤالدین خلجی۔	.	.	سنہ ۷۱۶ھ	۴ سال ۴ ماہ	.	.	دہلی	یہ قید سے چھوٹکر بادشاہ ہوا سلطنت کے قیام کے لیے اسنے حسن نام ایک رذیل آدمی کو خسرو خان خطاب دیکر وزیر بنایا گجرات و دکن کی حکومت اوسکو دی اوسکی ترغیب سے شہاب الدین شاہ معزول و خضر خان و شادی خان بھائیونکو قتل کرادیا مگر اس نمک حرام نے کافر نعمتی پر کمر باندھ لی اور چاہا کہ بادشاہ کو قتل کرکے خود بادشاہ ہو اس ارادہ پر غرہ رجب رات کیوقت جائز خان پر اور خود کو شک ہزار ستون مین آیا اور بادشاہ کو قتل کیا اور اسی رات تمام امراو دولت کو بھی مار ڈالا بادشاہ کی ملکہ اپنے نکاح مین لایا فرید خان و منگو خان شہزادونکو قتل کردیا۔ یہ خبر پاکر غازی الملک حاکم پنجاب باتفاق بہرام خان حاکم ملتان چڑھ آیا اور اس نمک حرام کو قتل کر دیا۔

نقشہ یازدہم سلاطین تغلقیہ کے متعلق جو دہلی کے تخت پر فرمانروا ہوئے

۱	غازی الملک غیاث الدین تغلقشاہ	.	.	.	۴ سال ۴ ماہ	۷۲۵ھ	چھت کے نیچے دبکر مرا	.	یہ بادشاہ غیاث الدین بلبن کا ترکی غلام تہا خسرو خان مبارکشاہ کے قاتل پر غالب آکر اسنے سلطنت پائی جب بنگال کے سفر سے واپس آیا ایک کوشک نو تیار کی چہت کے نیچے دبکر مرگیا۔ بد دعا سے حضرت نظام الدین محبوب الٰہی کے۔
۲	الغ خان محمد شاہ الموصوف بہ فخر الدین جونا سلطان تغلق	.	.	۷۲۵ھ	۲۷ سال	۷۵۲ھ	.	طبعی	یہ مسرف فضول خرچ متزلزل مزاج تہا دکن وغیرہ ملک پر قابض رہا اور چین پر بھی چڑہائی کی تہی۔ دہلی کو ویران کرکے دکن مین دیوگیر آباد کیا اور اسکا نام دولت آباد رکہا۔
۳	ملک فیروز بن ملک حبیب المخاطب بسلطان فیروز شاہ تغلق	.	۹ سال	.	۳۸ سال ۹ ماہ	۷۹۰ھ	.	طبعی	سلطان محمد تغلق کا برادر زادہ بسبب لاولدی سلطان کے یہ بادشاہ ہوا۔ قلعہ فیروز آباد و حصار وغیرہ تیس قلعہ بنوائے تہے۔ جامع مسجد ۳۰ مدرسہ ۲۰ خانقاہین ۲۰۰ پل ایک سو نہرین ایکسو کوشک ایکسو پچاس حمام پانچ دار الشفاء (۵۲) اقیصریہ ۵ بڑی مینار (۲۵۰) مسجد (۱۲۰) کوئین ڈہای سو باغ بنوایا۔
۴	سلطان تعل خان بن فتح خان بن فیروزشاہ بادشاہ تغلق المخاطب بغیاث الدین	.	.	.	.	.	.	.	یہ فیروزشاہ کا پوتا حسب الوصیت اسکے بادشاہ ہوا محمد خان اپنے چچا منعور پر فوج کسی ابوبکر اپنے بہائی کو قید کرلیا مبارک وزیر پر کل مدار حکومت چہوڑ دیا خود عیش عشرت مین لگ گیا اسلئے امراؤ دولت ناراض ہوگئے اور سب نے ملکر سنہ ۷۹۱ھ مین اسکو قتل کر ڈالا۔

۵	ملک ابوبکر بن ظفر خان بن فیروز شاہ بادشاہ برادر غیاث الدین تغلق								رکن الدین امیر الامرا نے قید سے نکالکر بادشاہ کیا مگر اسنے چند روز کے بعد ہی رکن الدین کو قتل کر دیا اسپر امیر صدہا حاکم سامانہ نے اسکے برخلاف ملک محمد فیروز کو جالندہر مین تخت نشین کیا اور دہلی مین آکر محاصرہ کر لیا یہ اوسکے مقابلہ سے شکست کہاکر بہاگ گیا
٦	محمد شاہ بن فیروز شاہ باربک تغلق	.	.	.	٦ سال ۷ ماہ	۷۹٦ھ	بمرض الموت	.	ملک صدہا وغیرہ غلامان فیروز شاہی کے سعی سے اسنے سلطنت پائی مگر چند ماہ کے بعد اُنکے ساتھ اسکی رنجیدگی ہوگئی اور بہت سے امیر بہاگ کر کوٹلہ مہوات مین ابوبکر کے پاس چلے گئے باقیماندہ کیلئے حکم دیا کہ تین روز مین چلے جائین ورنہ قتل ہونگے چنانچہ اکثر چلے گئے اور باقیماندہ قتل ہوئے اور شہزادہ ہمایون ابوبکر کے مقابلہ کو روانہ ہوا عند المقابلہ ابوبکر پکڑا گیا فوج کے مفسدونکو بہی اسنے سزا دی پنجاب کے مفسدونکی سرکوبی کی -
۷	سلطان ہمایون الملقب بعلاؤ الدین سکندر شاہ بن محمد شاہ	.	.	.	۱ ماہ ۱٦ روز	.	ایضاً	.	اِس بادشاہ نے تخت نشین ہوکر صرف ایک ہی ماہ سولہ روز سلطنت کی پہر انتقال ہوگیا -
۸	سلطان ناصر الدین محمد شاہ بن سلطان محمد شاہ تغلق	.	.	.	۲۰ سال ۲ ماہ	۸۱۵ھ	//	.	۸۱۵ھ مین سلطان محمود مر گیا تو اوسکا بیٹا دولتخان تخت نشین ہوا اوسپر خضر خان ناظم دیپالپور وغیرہ غالب آیا اوسکو تخت سے اوتار کر خود بادشاہ ہوگیا اور سلطنت تغلقیہ کی ختم ہوگئی -

نقشہ دوازدہم شاہان خضر خانیہ کے متعلق جو دہلی مین بادشاہ رہے تھے

۱	خضر خان بن سلیمان	۰	۰	۰	۷ سال ۲ ماہ	[illegible]	[illegible]	۰	یہ بادشاہ قوم کا سید تہا ملک مردان خان امیر بار فیروز شاہی نے اسکو متبنیٰ بناکر پالا امیر تیمور نے اوسکی حسن خدمات پر خوش ہوکر پنجاب کا ملک اوسکو دیا آخر یہ دولتخان بن محمود شاہ تغلق پر غالب آیا اور دہلی کے تخت پر بیٹہا خطبہ وسکہ شاہرخ میرزا ابن تیمور کے نام جاری کیا اسکے وقت انتظام سلطنت اچہا رہا۔
۲	مبارک شاہ بن خضر خان	۰	۰	۰	۱۳ سال ۳ ماہ	[illegible]			اسکے وقت جسرت کہکر سکہا کہکرونکے بہائی نے پنجاب کا ملک لے لیا دہلی کا ارادہ کیا سلطان شاہ لودی حاکم سرہند کو مغلوب کر کر آگے بڑہا سلطان خود برسر مقابلہ گیا اور شکست دیکر کہکرونکے علاقہ مین پہونچا و تمام دکمال اوجاڑ دیا پہر لاہور مین آیا اور دوبارہ آباد کیا چونکہ جسرت کے غارت سے شہر ویران ہوچکا تہا سلطان کے جانیکے بعد جسرت پہر آیا اور راجہ بہون کو مارڈالا لاہور و دیپالپور پر قابض ہوگیا شیخ علی مغل حاکم کابل بہی معہ لشکر جرار لیکر آیا اور تمام علاقہ پنجاب لوٹکر برباد کردیا سلطان پہر آیا اور شیخ علی کو شکست دی اور جسرت بہاگ گیا اور بعد انتظام دہلی کو معاودت کی مگر جاتے ہی پہر امیر علی و جسرت دونون پہر آئی تو سلطان پہر آیا امیر علی کی تعاقب مین ولایت و تنگ گیا اور برادر شیخ علی کو قلعہ شیاور مین قید کردیا اور اوسکے لڑکے کو ہمراہ لیکر دہلی آیا آخر جمعہ کو مبارک آباد کی جامع مسجد مین ملک سرور وزیر کے ہاتہہ سے قتل ہوا۔

۳	سلطان محمد شاہ بن فرید خان بن جعفر خان	.	.	.	.	دہلی	.	.	ابتدا سلطنت مین یہ بادشاہ برائے نام تہا ملک سرور وزیر ملک المہام اور مختار عام تہا وزیر نے بہت امرا قتل کئے اکثر قید کر لئے آخر سب نے ملکر اوسکو مارڈالا اور سلطنت کا اختیار سلطان نے پایا ۸۴۵ھ سلطان پنجاب مین جاکر جسرت کہکڑ کی تخریب مین سخت کوشش کی اور علاقہ اسکے لوٹا اسکی قوم کو مارڈالا انہیں دنون مین قطب الدین لنگاہ نے ملتان مین خروج کیا اور سلطنت علیحدہ قائم کر لی اور سلطان محمود والی مالوہ لشکر دہلی پر چڑہ آیا بہلول لودی کے مقابلہ سے شکست کہائی چلا گیا اس خدمت کے عوض سلطان نے نظامت پنجاب کی بہلول کو دی اوسنے جسرت کہکڑ سے صلح کر لی اور افغانی فوج بہرتی کر کے بطمع سلطنت دہلی پر حملہ آور ہوا ناکامیاب رہا مگر کل صوبہ سلطنت منحرف ہو گئے بادشاہ ۸۴۹ھ مین مرگیا ۔
۴	سلطان علاوالدین شاہ عالم بن سلطان محمد شاہ	.	.	.	.	بداون	.	.	اس بادشاہ کی سلطنت نے کچہ رونق نپائی بجز دہلی اور بداون کے اور قبضہ مین کوئی ملک نرہا حسام الدین و حمید الدین وزرا کی نفاق سے سنکر اور دہلی کو بہی چہوڑ دیا بداون مین سکونت کی اسکے پیچہے ان دونون نے بادشاہ کا خزانہ لے لیا شہزادیونکو ننگے سر قلعہ سے نکالدیا حمید خان نے بہلول لودی کو پنجاب سے بلایا جب وہ آیا چندروز حمید خان کی متابعت مین رہا پہر اسکو قید کر لیا اور بادشاہ کو دہلی مین آنیکے لئے لکہا اوسنے جواب دیا کہ مجکو پرگنہ بداون ہی کافی ہی سلطنت جانے اور تم جانو چنانچہ بادشاہ اپنے زیست تک بداون مین رہا ۸۸۳ھ مین مرگیا ۔ سلطنت خاندان سادات خضر خانیہ ختم ہو گی ۔

نقشہ سیزدہم سلاطین افغانان لودیہ کے ذکر مین جو دہلی مین تخت نشین تھے

۱	سلطان بہلول لودی	.	.	.	۳۸ برس ۸ ماہ ۵	۸۹۴ھ	.	نظام خان وغیرہ گیارہ لڑکے تھے	فیروز شاہ بادشاہ کے وقت اسکا دادا بہرام ملک مردان حاکم ملتان کے پاس نوکر تہا اوسکے پانچ بیٹے تھے سلطان کالا محمد فیروز خواجہ۔ بہرام کے مرنے کے بعد ملک سلطان خضر خان کے پاس نوکر ہوا اور اسلام خان خطاب پاکر سرہند کا حاکم بنا اوسکی عورت جب بہلول کے حمل سے حاملہ ہوئی نوین مہینے چہت کے نیچے دبکر مرگئی اور اور ملک کالا نے اوسکا پیٹ چاک کر کے بچہ نکالا بہلول نام رکہا جب کالا شیخ امیر علی کی لڑائی مین مارا گیا تو بہلول یتیم رہگیا اور اپنے چچا کے پاس پرورش پائی اور اپنی لیاقت سے پنجاب کا حاکم بنگیا پہر دہلی کا بادشاہ ہوا چند مرتبہ سلاطین شرقی کے ساتہ لڑا اور فتحیاب ہوا جونپور کی سلطنت بہی اسنے لے لی۔ اور اڑتیس سال سلطنت کی ۸۹۴ھ مین مرگیا۔
۲	نظام خان المخاطب بسلطان سکندر لودی بن بہلول لودی	.	.	۸۹۴ھ	۲۸ برس	۹۲۳ھ	.	.	بہلول کے بعد یہ تخت نشین ہوا اور اپنے بڑے بہائی باربک پر جو جونپور مین حاکم تہا فوج کشی کی اور مطیع کر کے پہر وہ ملک اوسی کو دیدیا اور یہ کمال استقلال اٹہائیس سال سلطنت کی آخر ۹۲۳ھ مین مرگیا۔

سکندر کے بعد یہہ بادشاہ ہوا اور جونپور کی حکومت اپنے چہوٹے بہائی جلال خان کو دی مگر پہر ناراض ہوگیا اور اوسپر فوج کشی کی وہ بکرماجیت والی گوالیار پاس بہاگ گیا اعظم ہمایون مع لشکر اوسکے گرفتار کیو گیا تو اوس سے مالوہ کا رستہ لیا آخر عالم گونڈوانہ نے اوس کا سر کاٹ کر بہیجدیا جب کوئی مدعی نرہا تو سلطان بڑے غرور مین آیا پہلے اپنے خیرخواہ وزیر میان تہوا کو قتل کیا اور چند امرا کو قید کردیا اعظم ہمایون کو گوالیار سے بلایا اسپر اسلام خان بن اعظم ہمایون نے مانکپور اور بہادر خان ولد دریا خان نے بہار مین اور دولت خان لودی نے پنجاب مین بغاوت کی اور حسب الطلب دولت خان کے شاہ بابر والی کابل نے پہلے پنجاب پر تصرف کیا پہر دہلی کو آیا سلطان ابراہیم ایک لاکہ فوج کے ساتہ پانی پت کے میدان مین بابر کے مقابل ہوا اور باوجود کثرت فوج شکست کہائی اور قتل ہوا سنہ ۹۳۲ مین اس خاندان کی سلطنت تمام ہوئی								سلطان ابراہیم بن سلطان سکندر لودی۔	۳

نقشہ چہاردہم شاہان افغانی کے ذکر مین جو ہند مین بادشاہ رہے

۱	شیر شاہ سور افغان				۱۵ سال امارت - ۵ سال بادشاہت	۹۵۲	۱۰ اگر مردہ ... [illegible]	قلعہ کالنجر کے وقت ارسال ... آگ ... [illegible]	پہلے اس نے پنجاب مین جاکر قلعہ رہتاس کا بنوایا پھر راجہ پورن چند پر لشکر کشی کی پھر راجہ مالدیو و حاکم اجمیر و جودہ پور و میرٹھ پر فوج لے گیا اور غالب آیا چوری اور رہزنی کی بیخ نکلوا دی ہندمین سڑکین بہت بنوائین جہان جا بجا تعمیر کرائے مسافرون کیلئے اخراجات خزانہ شاہی سے مقرر کیا ملک کو رونق دی - پندرہ سال امارت - پانچ برس بادشاہت کی -
۲	جلال خان المخاطب سلیم خان بن شیر شاہ افغان			۹۵۲ھ	۹ برس - ۱۰ ماہ	۹۶۰ھ			شیر شاہ کے مرنیکے بعد عادل خان بڑا بیٹا اوسکا رہتور مین تہا امراؤ نے مصلحتاً اس کو کہ چہوٹا بیٹا تہا تخت نشین کرو یا جب وہ آیا تو اوس نے بھی اسکے تخت نشینی پر رضامندی ظاہر کر کے بیانہ کیطرف چلا گیا مگر اسکے تسلی نہوئی اوسکی گرفتاری کو فوج مامور کی عادلخان نے خواص خان حاکم سوات کو مدد پر بلایا اور جنگ کیا آخر شکست پائی - اس بات پر امراء شاہی اس سے ناراض ہوگئے پہلے ہیبت خان و اعظم ہمایون حکام پنجاب کے بغاوت کی

									اور معرکہ دتوع مین آتے پہر شجاعت خان مالوہ مین ہنگامہ پرداز ہوا سلطان آدم خان رئیس کہکڑون کا بہی سر بسر بغاوت آیا ۔
٣	فیروز شاہ بن شیر شاہ افغان			۹۶۰ھ					یہہ پادشاہ خورد سالی مین تخت پر متمکن ہوا لیکن تین روز کے بعد مبارز خان المخاطب بعادل شاہ بن نظام خان افغان اسکے مامون نے اس کو پکڑکر قتل کرڈالا ۔
٤	مبارز خان المخاطب بعادل شاہ بن نظام خان افغان								یہہ شخص اپنے ہمشیرہ زادہ کو قتل کرکے خود بادشاہ ہوا اور شمشیر خان غلام زادہ کو وزارت دی ۔ ہیمون ایک ہندو کو مدار المہام بنایا اسپر امراء دولت وحکام اس طرز عمل سے ناخوش ہوگئے تھے ۔ پہلے احمد خان برادر زادہ و داماد شیر شاہ کا تہا پنجاب مین سکندر شاہ خطاب پاکر پادشاہ ہوا ابراہیم خان خسر پورہ عادل شاہ کا بہی متمرد ہوگیا اور یہہ نوبت پہونچی کہ سکندر شاہ دہلی پر قابض ہوگیا اور دریاے سندھ سے لیکر گنگ تک اوسکی عملداری ہوگئی اور آگرہ پر بہی دخل ہوا بالآخر ہمایون بادشاہ نے کابل سے پندرہ ہزار سوار کے ساتھ آکر ہند پر قابض ہوگیا ۔

نقشہ چہاد ہم شاہان افغانی کے ذکر مین جو ہند مین بادشاہ رہے

۱	شیرشاہ سور افغان				۱۵ سال امارت ۔ ۵ سال بادشاہت ۔	سنہ ۹۵۲	ز آتش مرد اس کی تاریخ ہے	قلعہ کالنجر بروقت یورش بارودخانہ شاہی مین آگ لگی ور یہہ اوسی آگ مین جلکر مرگیا	پہلے اس نے پنجاب مین جاکر قلعہ رہتاس کا بنوایا پہر راجہ پورن چند پر لشکر کشی کی پہر راجہ مالدیو وحاکم اجمیر و جودہ پور و میرٹہ پر فوج لے گیا اور غالب آیا چوری اور رہزنی کی بیخ نکلوا دی ہند مین سرائین بہت بنوائین جہان جہان تعمیر کرائے مسافرون کیلئے اخراجات خزانہ شاہی سے مقرر کیا ملک کو رونق دی ۔ پندرہ سال امارت ۔ پانچ برس بادشاہت کی ۔
۲	جلال خان ملقب سلیم خان بن شیرشاہ افغان			سنہ ۹۵۲	۸ برس ۔ ۱۰ ماہ	سنہ ۹۶۰			شیرشاہ کے مرنیکے بعد عادل خان بڑا بیٹا اوسکا رنتھنبور مین تہا امراؤ نے مصلحتاً اس کو کہ چہوٹا بیٹا تہا تخت نشین کر دیا جب وہ آیا تو اوس نے بہی اسکے تخت نشینی پر رضامندی ظاہر کرکے بیانہ کیطرف چلا گیا مگر اسکے تسلی نہوئی اوسکی گرفتاری کیلئے فوج مامور کی عادلخان نے خواص خان حاکم میوات کو مدد پر بلایا اور جنگ کیا آخر شکست پائی ۔ اس بات پر امرای شاہی اس سے ناراض ہوگئے پہلے ہیبت خان و اعظم ہمایون حکام پنجاب کے بغاوت کی

									اور معرکہ دتوع مین آتے پھر شجاعت خان مالوہ مین ہنگامہ پرداز ہوا سلطان آدم خان رئیس کہکڑون کا بھی سر بسر بغاوت آیا۔
۳	فیروز شاہ بن سلیم شاہ افغان			۳ یوم					یہہ بادشاہ خورد سالی مین تخت پر بیٹھا لیکن تین روز کے بعد مبارز خان المخاطب بعادل شاہ بن نظام خان افغان اسکے ماموں نے اس کو پکڑ کر قتل کر ڈالا۔
۴	مبارز خان المخاطب بعادل شاہ بن نظام خان افغان								یہہ شخص اپنے ہمشیرہ زادہ کو قتل کر کے خود بادشاہ ہوا اور شمشیر خان غلام زادہ کو وزارت دی۔ ہیمون ایک ہندو کو مدار المہام بنایا اسپر امراء دولت و حکام اس طرز عمل سے ناخوش ہو گئے تھے۔ پہلے احمد خان برادر زادہ و داماد شیر شاہ کا تھا پنجاب مین سکندر شاہ خطاب پاکر بادشاہ ہوا ابراہیم خان خسر پورہ عادل شاہ کا بھی متمرد ہو گیا اور یہہ نوبت پہونچی کہ سکندر شاہ دہلی پر قابض ہو گیا اور دریاے سندھ سے لیکر گنگ تک اوسکی عملداری ہو گی اور آگرہ پر بھی دخیل ہوا بالآخر ہمایون بادشاہ نے کابل سے پندرہ ہزار سوار کے ساتھ آکر ہند پر قابض ہو گیا۔

ہندوستان میں اسلام کے دوسرے زمانہ کی خاندان مغلیہ کا اجمالاً تذکرہ

مغلون کے مورث اعلیٰ کا مختصر حال

مورث اعلیٰ اس قوم کا مغل خان اولاد یافث بن حضرت نوح علیہ السلام سے گذرا ہے۔ مغلون کی سلطنت کی ابتدا، اور اوس قوم کا جلد ترقی پذیر ہوکر بہت پہیل جانا تاریخی واقعات مین سے ایک بڑا ماجرا عجیب ہے۔ جس زمانہ مین کہ غزنیکی سلطنت پر زوال قدم بڑہاتے چلا آتا تہا اوسی عرصہ مین ملک "تاتار" سے جو قدیما مین اوسکا نام ختیا مشہور رتہا اس جنگجو قوم نے خروج کیا اور سنہ ۱۲۱۰ء مین تموز خان جسکو کرانام بڑے پیر اوس قوم نے چنگیز خان یعنے خان اعظم تمغے شہنشاہ کا خطاب دیا تہا اپنی دانائی اور شجاعت سے قوم کا سردار ہوا اور تمام تاتار مین اوس کا تسلط ہوگیا اوس نے بارادہ تسخیر دوسرے ملکون کے اپنے فوج کو سپاہ گری کے فنون سے واقف اور آگاہ کیا جب فوجکی تعداد چھ لاکھ سے بھی زیادہ ہوگئی تب فتوحات ملک پر کمر باندھی بعد فتح ملک ختا جو چین کی شمالی اقطاع مین ملی ہے اس سبب سے کہ محمد شاہ خوارزم مالک افغانستان کا اور خراسان نے مغلون کے وکیل اور چند سوداگران "تاتاری" کو قتل کیا تہا چنگیز خان اپنی فوج لیکر انتقام لینے آیا شاہ خوارزم نے بہرائی ایک لشکر قلیل کے سرحد پر پہونچکر برسر مقابلہ ہوا باہم سخت لڑائی ہوئی اور دیر تک دونو پلے مساوی رہے آخر جب چنگیز خان کے حکم سے فوج مغلون کی ایک تازہ دم گروہ نے جو کمک کیواسطے رکہا تہا غنیم کے بازو سے راست پر حملہ کیا تب خوارزمی مقابلہ مین تاہم نہ ٹہر سکے الا پھر بھی بانتظام صف بندی پیچہے کو ہٹے اور بہت سپاہ کام آئے اس شکست کے

بعدہ سلطان محمد شاہ کی ہمت ٹوٹ گئی تھوڑی تھوڑے مقابلہ کے بعد چنگیز خان چھوٹے مقامات مفتوح کرتا ہوا شہر بخارا کے قریب جا پہونچا۔

حال قتل غارت بخارا اور سنہ ۶۱۶ھ ماہ محرالحرام مین چنگیز خان اور تولے خان فرزند خود نے بخارا کا محاصرہ کیا اور شہر والون نے اس شرط پر امان پائی کہ وہ کل اپنا مال چنگیز خان کو دیدین مکانات چھوڑ جاوین خوارزم شاہی نوکرون کو پکڑوا دین مگر بوقت دریافت ظاہر ہوا کہ لوگون کے تہہ خانون مین خوارزمی چھپے ہوتے ہین اس لئے تمام شہر مین آگ لگادی گئی جب جل چکا تو خاکستر کھود کر دفینے نکلواتے گئے قلعہ گرا یا گیا کوک خان وغیرہ امراے خوارزم شاہی قتل ہوے اس صدمہ کے بعد بخارا مدت تک ویران رہا اور اوگتائی خان اس کے فرزند کے عہد مین دوبارہ آباد ہوا۔

حال قتل دغارت جند خجند اور گتامی خان دچغتائی خان فرزندان چنگیز خان انزار پھونچکر شہر کا محاصرہ کیا غایر خان جس نے تاتاری سوداگر قتل کئے تھے محصور ہوا جب دس ہزار سوار اور قراچہ حاجب خوف کے مارے تاتاریون سے جاملا اور قتل ہوا جب شہر فتح ہوا پانچ لاکھ آدمی شہر کے قتل ہوئے مکانات جلائے گئے غایر خان بیس ہزار فوج کے ساتھ قلعہ مین محصور رہا اون مین سے ہر روز پچاس پچاس ہزار آدمی قلعہ سے باہر آتے اور لڑکر جام شہادت پیتے جب سب مر چکے۔ تاتاری قلعہ مین داخل ہوئے اور غایر خان ایک برج کی چھت پر گھر گیا عورتین وکنیزکین اوسکی اینٹون اور پتھرون کے ساتھ کئے روز تک لڑتے رہین آخر غایر خان گرفتار ہو کر جام شہادت پلا یا گیا اور قلعہ گرادیا پھر تاتاری سمرقند کو گئے۔

حال وقتل دغارت جند وخجند جوجی خان جب لشکر لیکر استنباق مین پھونچا پہلے سمی

حسن حاجی سوداگر کو شہر والون کے فہمایش کے لئے بہیجا اونہون نے حسن کو بلوا کر مار ڈالا
اسپر جوجی خان غضب مین آیا اور بہت جلد شہر کو فتح کرکے شہر والون کو مار کر عمارتین
جلادین اسباب لوٹ لیا پہر یہہ لشکر آذر کند کو بڑہا انہون نے اطاعت مان لی تو امان
پائی پہر تاتاری اسناس کو گئے قتلق خان حاکم جند کا بھاگ گیا شہر والے باوجود بے
حاکمی کے متمرد ہوئے تاتاریون نے شہر لے لیا اور اہل شہر کو ایک جنگل مین لیجا کر
قتل کرکے مکانات کو آگ سے پھونک دیا اسی مقام سے الاق نوبان خجند کو مامور
ہوا وہ پہلے فناکت پہونچا ملک ملنکو وہان کا حاکم تھا تین روز لڑتا رہا چوتھے روز
شہر فتح ہوا مکانات جلائے گئے اہل شہر قتل مین آئے پہر الاق نوبان خجند مین
آیا یہان تیمور ملک بڑا پہلوان خوارزم شاہی دربار کا حاکم تھا وہ ایسے قلعہ مین جو
دریا کے دو شاخون کے اندر بنا ہوا تھا قلعہ بند ہوا مغلون کی ستر ہزار فوج نے
قلعہ کو گہیر لیا تیمور ملک کشتیون مین جنپر نمد کے پردہ تھے بیٹھ کر مغلون سے لڑا
کرتا رہا مغلون کی گولیان اور تیر بھیگے ہوے نمدون مین کارگر نہوئے اوس نے
ہزارون ہی مغل قتل کئے آخر تنگ تہک گیا اور دریا کے راستے سے بہاگ گیا اور جان بسلامت
لے گیا اوس کے پیچھے مغلون نے شہر کو جلا دیا رعایا کو قتل کر ڈالا مال لوٹ لیا

حال قتل و غارت سمرقند - چنگیز خان جب بذات خود سمرقند پہونچا ایک لاکھ دس
ہزار تیر کمانی خوارزم شاہی فوج وہان موجود تھی دو روز تک وہ میدان مین
لڑتے رہے تیسرے روز شہر مین محصور ہو کر لڑنے لگے اہل شہر اسوقت تین
فریق تہے ایک خواہان جنگ تہے دوسرے اطاعت پسند تھے تیسرے بدحواسی
مین مبتلا تھے آخر قاضی و شیخ الاسلام دونو ملکر چنگیز خان کے روبرو گئے اور

اطاعت ظاہر کئے اور اپنے تابعینون کی جان بخشی کرائے اوسوقت محمد الپ خان
حاکم سمرقند کا ایکہزار آدمیون کے ساتھ چل نکلا اور مغلون کا لشکر داخل شہر ہوگیا
بائیس لاکھ آدمی قتل مین آیا اور مکانات جلاکر خاک کر دئے گئے صرف پنجاہ ہزار
آدمی قاضی و شیخ الاسلام کے تابعین جان بر ہوئے دو لاکھ روپیہ نذرانہ دیا قلعہ
ڈہا دیا گیا تیس امرا خوارزم شاہی گرفتار ہوکر قتل کئے گئے ۔

حال تاتاری لشکر کا جو ایران وغیرہ کو مامور ہوا۔ بعد فتح مہم سمرقند امیر جتہ نویان
و سوبدائے بہادر و امیر توقچر کی ماموری ایران کو ہوئی اور حکم ہوا کہ وہ سلطان
خوارزم شاہ کو پکڑین اور رعایا مین سے جو با طاعت پیش آوے امان پاوے
ورنہ قتل کیا جاوے پس یہ فوج بلخ و اسحاق ہوتی ہوئی ہرات مین آئی حاکم ہرات
بمتابعت پیش آیا جتہ نویان و سوبدائے بہادر نے نذرانہ لیکر امان دی جب وہ
چلے گئے تو توقچر آیا اور اوس نے ہرات لوٹنے کا حکم دیا ناچار لوگ مستعد بجنگ
ہوے اور لڑائی مین توقچر مارا گیا فوج اوسکی بہاگ گئی جتہ نویان کے لشکر مین جا ملی
پہر یہ لشکر نیشاپور گیا اور نذرانہ معقول لیکر امان دی پہر جتہ نویان اجوین کے
راستے مازندران گیا اور سوبدائے نے طوس کا رستہ لیا طوس مین پہونچکر اوس نے
قتل و غارت سے ایک دقیقہ نہ چھوڑا پہر رادگان گیا اور سبزوار کو دیکہہ کر
امان دی پہر حبوشان مین پہونچا اور خوب لوٹا پہر اسفرائن کو تہہ و بالا کیا پہر دامغان
جاکر قتل و غارت کی اور جتہ نویان نے مازندران پہونچکر لاکہون آدمیون کو مار ڈالا
اگلی شہر کو لوٹا اور جس قلعہ مین خوارزم شاہ کی والدہ اور اہل و عیال تہا وہ فتح کیا وزیر کو
معہ والدہ و اہل و عیال بادشاہی کیمپ مین لے آیا پسے انتہا تاتاریون نے خزانہ پایا

پہر رے مین گیا وہان سوید اسے کا لشکر بھی اوس کو آملا رے مین شافعیہ و حنفیہ مذہب والے اہل اسلام مین آپس ہی مین عداوت تھی شافعیہ حاضر آے اور نذرانہ دیکر درخواست کی کہ حنفی سب قتل کئے جائین چنانچہ نصف شہر قتل ہوا پہر شافعیہ کو بہی اس خیال سے کہ یہہ قتل پسند لوگ ہین ان کو بھی قتل کر ڈالا اور شہر کو آگ لگا دی دونون فریق ایک لاکہ سے زیادہ تھے ۔ پہر جبتہ نویان ہمدان گیا اور سویدائے قزوین کو آیا پہلے جبتہ نویان نے شہر قم کا محاصرہ کیا اور باطاعت امان دی اور سویدای نے قزوین پہونچکر پچاس لاکہ آدمی مارا پہر آذربائجان مین پہونچکر شہر زنجان کے تین لاکہ آدمی قتل کر ڈالا پہر اردبیل کے لوگ مارے گئے اور شہر جلاد یا سراق والون پر بھی یہی حادثہ برپا کیا تبریز کا حاکم بجان پہلوان نے لڑائی مین شکست کہائی مگر نذرانہ دیکر رہائی پائی پہر یہ لشکر گرجستان گیا مراغہ شہر اور اہل شہر کو نیست و نابود کیا پہر مظفر الدین کوکری پر یورش کی ولیکن وہان دال نگلی اور وہان سے ہٹ کر سنا کہ جمال الدین ایبہ نے ہمدان والون کو اپنے ساتہہ ملا کر فساد برپا کیا ہے اسلیئے جبتہ نویان عراق مین آیا اور جمال الدین کو باوجود اطاعت ظاہر کرنے کے قتل کر ڈالا اور ہمدان کو آگ لگادی اہل شہر کو مار ڈالا مال لوٹ لیا پہر دوبارا تبریز پہونچا اور نذرانہ معقول اتابک ازبک جہان پہلوان کے بیٹے سے لیا پہر یہہ لشکر ممالک جوئی و سلماس دیلقان و نخچوان مین گیا اور قتل و غارت حسب دلخواہ کے پہر شہر گنجہ سے نذرانہ لیا و بار ثانی گرجستان کا رخ کیا اور لاکہ آدمی گرجی کے مارا پہر شروان کو لوٹا اور شروان شاہ کو جو ایک قلعہ مین قلعہ بند تہا کہلا بہیجا کہ ہم تیرے ملک کے مزاحم

نہیں ہونے چاہتے ہیں کہ دربند کے رستے سے مغولستان کو چلے جائیں تم اپنے
دو معتبر دوستی کے عہد نامہ کیلئے ہمارے پاس بھیجدو معتبر آئے تو ایک کو تو قتل کر دیا اور
دوسرے سے کہا کہ اگر تو ہمکو دربند کا رستہ بتلاتا ہے تو جان سے امان پائیگا وہ بیچارا ہمراہ ہو لیا
اور ایسے سخت راہ سے جہاں سے بجز اسکندر رومی کے کسیکا گذر نہیں ملتا ہے بہ آسانی گذر گئے
راہ میں بھی لاکھوں آدمی قتل کیے گئے کوئی آبادی باقی نہ چھوڑی قبچاق کے لوگ جو مقابلہ پیش آئے اون سے
تاتاریوں نے شکست فاحش کھائی آخر یہہ فریب کیا کہ تم اور ہم ایک جنس آدمی ہیں اگر تم الانیوں کا ساتھ
چھوڑ دو تو ہم تم کو دو لاکھ روپیے دیتے ہیں قبچاقیوں نے دو لاکھ روپیہ لے لیا اور الانیوں کا ساتھ
چھوڑ دیا جب دو قوموں میں نفاق ہو گیا تو یہہ ہیئت مجموعی دونو پر جا پڑے اور قتل کر ڈالا پھر شہر سوداق
میں جو خلیج قسطنطنیہ کے دریا کے کنارے ہے پہونچے اور شہر کو لوٹ لیا وہاں سے گزر کر پھر لشکر چنگیز خان کے
لشکر کے ساتھ ہو گیا۔

حال قتل و غارت خوارزم سمرقند کے مقام سے جوجی خان و چغتائی خان مع لشکر خوارزم کو مامور ہوئے اور خود چنگیز خان
خراسان کو آیا جوجی خان شہر جرجانیہ دار الخلافت خوارزم کو محاصرہ کیا خمارتگین امیر اور شہر کے لوگ بمقابلہ پیش
آئے اور ایک لاکھ سے زیادہ اہل اسلام قتل ہوئے جب تاتاری شہر میں داخل ہوئے تو شہر والے دوبارہ مستعد ہوئے اور تاتاریوں
کو شہر سے نکال دیا پانچ مہینے کے بعد پھر شہر فتح ہوا اور چھبیس لاکھ آدمی قتل ہوئے تمام مکانات اور عمارتیں جلا دین
اور کوئی دقیقہ ظلم و ستم سے باقی نہ چھوڑا چنانچہ شیخ نجم الدین کبری نے جو ایک نامی گرامی بزرگ تھے اسی جنگ میں
شہادت پائی۔

احوال نخشب و ترمز و بلخ چنگیز خان پہلے نخشب سے سمرقند آیا اور شہر کو گرایا لوگوں کو قتل کرایا پھر ترمز پہونچا
وہاں بھی یہی حال گذرا پھر لنکرت و سامان و بدخشان کو گیا اور آبادی کا نام نہ چھوڑا پھر بلخ میں پہونچا بلخ کی آبادی
اور رونق اس سے معلوم ہو سکتی ہے کہ شہر کے اندر بارہ سو جامع مسجد اور بارہ سو حمام اور پچاس ہزار گھر سادات د

علما و مشائخ کے تھے بلخ والون نے اطاعت مان لی مگر بطمع غارت کے وہ اطاعت نامنظور ہوئی آخر چوبیس
لاکھ آدمی مارے گئے شہر لوٹا اور جلایا گیا اس مقام سے تولے خان خراسان کے قتل پر مامور ہوا اور خود چنگیز خان
طایقان کو گیا چونکہ وہ قلعہ کوہ نقرہ پر بڑا مضبوط قلعہ تھا پانچ مہینے تک فتح نہوا وہان خبر پہونچی کہ
سلطان جلال الدین کے جنگ مین مغلون نے شکست کھائی اور ہزارون مارے گئے ہین اسلیے چنگیز خان
غزنین کو روانہ ہوا پہلے اندراب مین پہونچا اور شہر والون سے ایک متنفس کو نچہوڑا پھر بامیان مین آیا
شہر کے لوگ بمقابلہ پیش آئے جسمین ایک شہزادہ چغتائی خان کے بیٹون مین سے مارا گیا اسپر چنگیز خان سخت
غضبناک ہوا اور شہر کو فتح کر کے حکم دیا کہ اس شہر مین سے کوئی ذی روح باقی نچہوڑا جاے بکری کتی بلی چوہے
وغیرہ تک سب مارے جائین جب یہہ تعمیل ہو چکی شہر کو گرا کر میدان کر دیا اور جو بودی وہان سے غزنین کیطرف
مراجعت کی اور سلطان جلال الدین کو شکست دی وہ دریاے سندھ سے اتر کر ہند کو چلا گیا چنگیز خان نے بلا
نوبان امیر کو اوسکی تعاقب مین بھیجا اوس نے دریا سے اتر کر پنجاب و لاہور وغیرہ کو خوب لوٹا اور معاودت کی

حال قتل و غارت خراسان - تولے خان خراسان مین داخل ہو کر پہلے مرو مین آیا فخر الملک وہان کے حاکم
نے ایک لڑائی مین شکست کہا کر اطاعت منظور کی مگر منظور نہی اور آخر بڑے شہر مین سے صرف چار سو آدمی
اہل ہنر و کمال منتخب کر کے باقی ایک کروڑ تین لاکھ آدمی قتل کیے گئے پھر شہر مین بذریعہ منادی ندا کیگئی کہ
اب باقیماندون کی جان بخشی ہوتی ہے یہہ سنتے ہی ہزارون آدمی چھپے ہوئے نکل آئے اور چالیس ہزار کے قریب دوبارا
قتل ہوے جب مغلونکا لشکر وہان سے چلا گیا امیر کوش تکین خوارزمی جو اپنی جان چھپائے پھرتا تھا اپنی جمعیت
کے ساتھ اوس اجڑے ہوے شہر مین آرہا یہہ خبر سنکر ہزارون آدمی اور شہرون کے بھاگے
ہوے جو کہیں وہان آموجود ہوے اور شہر دوبارا آباد ہوگیا یہہ حال سنکر مغل پھر مرو پر چڑھ آئے اور ایک لاکھ
آدمی پکڑ کر مار ڈالے گئے اہل تواریخ کا قول ہے کہ مرو کے کل رہنے والون مین سے صرف چار ہزار
آدمی بچا نپر ہوے باقی سب قتل ہو گئے -

واقعہ قتل و غارت نیشاپور - اس بڑی شہر کے تخریب کے لئے تغاچار داماد چنگیز خان کا مامور ہوا
تھا عند المقابلہ وہ مارا گیا اور تولے خان مرو سے نیشاپور میں آیا اور آتے ہی قیامت برپا کی اگرچہ اہل
شہر مدت تک لڑتے رہے آخر تنگ آ کر اطاعت منظور کی قاضی رکن الدین علی بن ابراہیم کو بہت مال دیکر
بھیجا تولے خان نے مال لے لیا قاضی کو شہید کر دیا تیرہ دن میں خندق بھر کر دند بہ نردبان شہر کی دیوار
پر چڑھ آئے اور داخل شہر ہو کر کسی ذیجان انسان یا حیوان کو قتل سے نہ چھوڑا چنانچہ بہ تعمیل حکم کل
قتل کر دیئے گئے اور شہر ڈھا دیا گیا اور پانی چھوڑا گیا غلہ کاشت کرایا گیا بارہ روز تک نیشاپور کے
کشتوں کا شمار ہوا بارہ سو عورت اور بچہ کے ایک کروڑ سینتالیس ہزار آدمی مرد بالغ شمار میں آئے

واقعہ قتل ہرات - شمس الدین محمد جرجانی خوارزم شاہی ایک لاکھ فوج کے ساتھ ہرات میں تھا تولے خان
جب یہاں آیا پہلے لڑائی میں ایکہزار سات سو مغل قتل ہوئے دوسرے لڑائی میں خود شمس الدین نے شہادت
پائی اہل اسلام شہر میں محصور ہو کر لڑتے رہے آخر تولے خان لڑائی سے تنگ آیا اور اہل شہر کو
امان دی مگر شہر پر قابض ہو کر صرف بارہ ہزار آدمی ملازمان خوارزم شاہی قتل کئے گئے اور شہزادہ
ابو بکر کو اوس نے حاکم شہر بنایا اور منگتائی تاتاری کو شحنہ مقرر کیا اور خود چلدیا چند ماہ بعد جب
تاتاریوں نے سلطان جلال الدین کے معرکہ سے شکست کھائی اہل ہرات کا خون پھر جوش میں آیا
حاکم اور کوتوال دونوں کو قتل کر ڈالا اور باغی ہو گئے چنگیز خان نے ایلچکدائی امیر کو پھر ہرات پر بھیجا
شہر کا محاصرہ ہوا چھ ماہ تک برابر جنگ رہا لاکھوں مسلمان ہزاروں تاتاری کام آئے آخر فصیل شہر
پچاس گز لانبی ایک طرف سے گر گئی مگر محصوران شہر نے اوس طرف سے مغلوں کو شہر میں داخل نہ دیا پھر بیندرھویں
جمادی الثانی سنہ ۶۱۹ جمعہ کے روز خاکستری بیچ تاتاریوں نے اوڑا دیا اور شہر لے لیا سات روز میں
ایک کروڑ چھ لاکھ مسلمان شہید ہوئے شہر کو آگ لگا دی اس کام سے فارغ ہو کر ایلچکدائی قلعہ کالیوین کو گیا اور
پیچھے شہر کے بھاگے ہوئے لوگ پھر آ موجود ہوئے اور صورت آبادی نمودار ہوئی پھر خبر پا کر

ایلچیکدائی سے پھر دس ہزار فوج کا دستہ ہرات پر بھیجا اونہون نے اگر کچھہ شہری اور کچھہ دہقانی لوگون کو گرفتار کرکے ایک لاکھ کی تعداد بنائی اور قتل کردیا غرض کہ ہرات کے رہنے والون مین سے صرف سولہ آدمی کہین چھپے چھپائے بچے جنہون نے پندرہ سال تک اوسی ویرانہ شہر مین سکونت رکھی اور کل شہر کے مکانات سے صرف سلطان غیاث الدین کا مقبرہ مسماری سے بچا ہوا تھا اور اسی مین وہ رہتے تھے سولہ برس کے بعد اس شہر کو اوگتائی خان چنگیز خان کے پوتے نے پھر آباد کیا۔

ذکر معاودت چنگیز خان تباتار ۔ خوارزم شاہیون اور اونکی سلطنت کو جب چنگیز خان برباد کر چکا چاہا کہ اب وطن کو جاوے معاودت کے وقت چغتائی خان و اگتای خان دونو شہزادون کو حکم دیا کہ تم غزنین و کابل و قندہار و سیستان و کیچ مکران وغیرہ شہرون کو جو سلطان جلال الدین کی جاگیر مین تھے ویران کردو پس اوگتائی خان غزنین و کابل و ماوراالنہر و سیستان وغیرہ مین دوبارا گیا صدہا شہر ہزارون قصبہ گرادئے لاکھون آدمیون کے خون بہائے اور چغتائی خان مکران کو جاکر کالنجر تک پھونچا تمام ملک اوجاڑ دیا قیدیون کے اوسکے لشکر مین یہہ کثرت ہوئی کہ ایک ایک سپاہی کی تحویل مین بیس بیس قیدی تھے آخر وہ لاکھون قیدی بحکم چنگیز خان قتل کئے گئے سنہ ۶۲۱ھ کے آغاز مین چنگیز خان اپنے وطن مین پھونچا اور سنا کہ شستدرتو حاکم تنگت وقاشین نے پانچ لاکھ فوج جمع کرکے مستعد بجنگ ہی یہہ خبر پاتے ہی چنگیز خان ناگہان اوس پر جا پڑا اور تین لاکھ آدمی قتل کئے اوسکا ملک لوٹ لیا پھر خواجہ تنکتاش کو گیا اور وہان کے حاکم کو مطیع کیا اس مہم مین جوجی خان شہزادہ مرگیا چغتائی خان و اوگتائی خان باقی رہے اونمین سے اوگتائی خان کو ولیعہد بنایا اور خود ماہ رمضان سنہ ۶۲۴ھ مین مرگیا بہتر برس کی عمر پائی پچیس ۲۵ سال سلطنت کی یہہ بادشاہ کسی دین یا مذہب کا پابند نہ تھا شہر قراقرم و کلوران تاتار مین اوسکی

دار الحکومت تھی خونریزی وسفاکی مین اسنے وہ نام پایا کہ قیامت تک اسکی خونریزی کا داستان اہل جہان کے ورد زبان رہیگا ۔

فائدہ ۔ شوکانی نے عقد الجمان مین لکھا ہی کہ سب سے پہلی جس نے قوانین کفریہ ممالک اسلامیہ مین داخل کیا ہی وہ چنگیز خان پادشاہ تتار تھا ۔ یہہ لوگ کوئی دین یا مذہب کے پابند نہ تھے انہی جی سے ایک کتاب بنائی اور اوسکا نام یاسا رکھا اور اوسمین بہت سے تدبیرات خاصہ وعامہ مراسم ملوک و رعیت کے ذکر کیا اور خلق کو مار مار کر اون قوانین پر چلایا پھر بعض ذریت اوسکی مسلمان ہو گئے پھر چراکسہ وغیرہ بطون تتار مالک بن بیٹھے اگرچہ مسلمان ہو گئے مگر امور متعلقہ مملکت مین اسی کتاب یاسا پر عمل کرتے رہے اور باقی امور مین شریعت پر چلتے تھے پھر اہل مصر نے یاسا پر ایک سین بڑھا کر سیاسا نام رکھا پھر بعض نے الف آخر کو حرف ہا سے بدلکر سیاسہ رکھا پھر اس سیاسکا یہ زور ہوا کہ کوئی قطر و ملک باقی نرہا جہان اس قانون کا رواج نہوا ہو ۔

یورش شیر خان ۔ بعد وفات چنگیز خان کے ایک نو شیر خان نے جو سلطان محمود ابن شمس الدین التمش شاہ ہند کا امیر الامرا ملتان وسندہ کا صوبہ دار تھا یورش کر کے تھوڑے عرصہ کیواسطے غزنیکو مغلون کے قبضہ سے نکال کر سکہ و خطبہ بنام شاہ ہند جاری کیا الّا ابھی کامل استقلال ہونے بھی نہین پایا تھا کہ ہلاکو خان نبیرہ چنگیز خان نے بزور شمشیر واپس لی مغلون کے خاندان سے وہ شخص جس نے پہلے دین اسلام قبول کیا ہلاکو خان تھا اور اسی نے خلفاء عباسیہ المعتصم باللہ خلیفہ اخیری کو تخت بغداد سے خارج کر کے اوسکی سلطنت پر بھی قبضہ کر لیا ہلاکو خان کی نبیرہ ارغوان کے عہد سلطنت مین تیمور خان آمرا اعظم چنگیزی صوبہ افغانستان نے ملتان پر حملہ کیا محمد خان شہید فرزند رشید غیاث الدین بلبن شاہ دہلی نے جو ملتان کا حاکم تھا اوس کے لشکر کو شکست دی الا خود بھی تعاقب کرنے مین مارا گیا اوسکے بعد سلطنت افغانستان و ہند پانسو برس تک مغلونکی

ایلچیکدائی نے پھر دس ہزار فوج کا دستہ ہرات پر بھیجا اونہوں نے اکر کچھ شہری اور کچھ دہقانی لوگون کو گرفتار کرکے ایک لاکھ کی تعداد بنائی اور قتل کر دیا غرض کہ ہرات کے رہنے والون مین سے صرف سوا آدمی کہین چھپے چھپائے بچے جنہون نے پندرہ سال تک اوسی ویرانہ شہر مین سکونت رکھی اور کُل شہر کے مکانات سے صرف سلطان غیاث الدین کا مقبرہ مسماری سے بچا ہوا تھا اور اسی مین وہ رہتے تھے سولہ برس کے بعد اس شہر کو اوگتائی خان چنگیز خان کے پوتے نے پھر آباد کیا۔

ذکر معاودت چنگیز خان تباتار۔ خوارزم شاہیون اور اونکی سلطنت کو جب چنگیز خان ویران کر چکا چاہا کہ اب وطن کو جاوے معاودت کے وقت چغتائی خان واگتای خان دونو شہزادون کو حکم دیا کہ تم غزنین وکابل وقندہار وسیستان وکیچ مکران وغیرہ شہرون کو جو سلطان جلال الدین کی جاگیر مین تھے ویران کردو پس اوگتائی خان غزنین وکابل وماورالنہر وسیستان وغیرہ مین دوبارا گیا صدہا شہر ہزارون قصبہ گراوتے لاکھون آدمیون کے خون بہاتے اور چغتائی خان مکران کو جا کر کالنجر تک پہونچا تمام ملک اوجاڑ دیا قیدیون کے اوسکے لشکر مین یہہ کثرت ہوئی کہ ایک ایک سپاہی کی تحویل مین بیس بیس قیدی تھے آخر وہ لاکھون قیدی بحکم چنگیز خان قتل کئے گئے ۶۲۱ھ کے آغاز مین چنگیز خان اپنے وطن مین پہونچا اور سنا کہ شستدرتو حاکم تنگت وتاشین نے پانچ لاکھ فوج جمع کرکے مستعد بجنگ ہے یہہ خبر پاتے ہی چنگیز خان ناگہان اوس پر جا پڑا اور تین لاکھ آدمی قتل کئے اوسکا ملک لوٹ لیا پھر خواجہ تنگتاش کو گیا اور وہان کے حاکم کو مطیع کیا اس مُہم مین جوجی خان شہزادہ مرگیا چغتائی خان واوگتائی خان باقی رہے اونمین سے اوگتائی خان کو ولیعہد بنایا اور خود ماہ رمضان ۶۲۴ھ مین مرگیا تہتر برس کی عمر پائی پچیس ۲۵ سال سلطنت کی یہہ پادشاہ کسی دین یا مذہب کا پابند نہ تھا شہر قراقرم وکلوران تاتار مین اوسکی۔

دارالحکومت تھی خونریزی وسفاکی مین اسنے وہ نام پایا کہ قیامت تک اسکی خونریزی کا داستان
اہل جہان کے ورد زبان رہیگا ۔

فائدہ ۔ شوکانی نے عقد الجمان مین لکھا ہی کہ سب سے پہلی جس نے قوانین کفریہ ممالک اسلامیہ مین
داخل کیا ہی وہ چنگیز خان پادشاہ تاتار تھا۔ یہہ لوگ کوئی دین یا مذہب کے پابند نہ تھے انہی جی سے ایک کتاب
بنائی اور اوسکا نام یاسا رکھا اور اوسمین بہت سے تدبیرات خاصہ وعامہ مراسم ملوک ورعیت کے ذکر کیا
اور خلق کو مار مار کر اون قوانین پر چلایا پھر بعض ذریت اوسکی مسلمان ہوگئے پھر چراکشہ وغیرہ بطون تتار
مالک بن بیٹھے اگرچہ مسلمان ہوگئے مگر امور متعلقہ مملکت مین اسی کتاب یاسا پر عمل کرتے رہے
اور باقی امور مین شریعت پر چلتے تھے پھر اہل مصر نے یاسا پر ایک سین بڑہا کر سیاسا نام رکھا پھر
بعض نے الف آخر کو حرف ہا سے بدلکر سیاسہ رکھا پھر اس سیاسہ کا یہہ زور ہوا کہ کوئی قطر وملک باقی
نرہا جہان اس قانون کا رواج نہوا ہو ۔

یورش شیر خان ۔ بعد وفات چنگیز خان کے ایک نوہ شیر خان نے جو سلطان محمود ابن شمس الدین التمش
شاہ ہند کا امیر الامرا ملتان وسندہ کا صوبہ دار تھا یورش کرکے تھوڑے عرصہ کیواسطے غزنیکو
مغلون کے قبضہ سے نکال کر سکہ وخطبہ بنام شاہ ہند جاری کیا الا ابھی کامل استقلال ہونے بہی
نہین پایا تھا کہ ہلاکو خان نبیرہ چنگیز خان نے بزور شمشیر واپس لی مغلون کے خاندان سے
وہ شخص جسنے پہلے دین اسلام قبول کیا ہلاکو خان تھا اور اسی نے خلفاء عباسیہ المستعصم باللہ
خلیفہ آخری کو تخت بغداد سے خارج کرکے اوسکی سلطنت پر بھی قبضہ کرلیا ہلاکو خان کی نبیرہ ارغوان
کے عہد سلطنت مین تیمور خان امراء اعظم چنگیزی صوبہ افغانستان نے ملتان پر حملہ کیا محمد خان
شہید فرزند رشید غیاث الدین بلبن شاہ دہلی نے جو ملتان کا حاکم تھا اوس کے لشکر کو شکست دی
الا خود بھی تعاقب کرنے مین مارا گیا اوسکے بعد سلطنت افغانستان وہند یا نسو برس تک مغلونکی

قبضہ میں رہے جو قابل ذکر و لایق تحریر ہے۔

تیمور شاہ گورگانی ۔ اسکا شجرہ نسب چنگیز خان کے شجرہ کے ساتھ تومنائے خان کے نام پر ملتا ہے اسطرح پر کہ تیمور بن ترا غائی نویان بن ایلنگز نویان بن ایچل نویان بن قراچار نویان بن ایر سوغان بن قاچولی نویان بن تومنائی خان اور قراچار نویان چغتائی خان بن چنگیز خان کے دربار میں امیر الامراء تھا جب چغتائی خان کی اولاد کی حکومت بسبب عداوت باہمی کے جاتی رہی قراچار کی اولاد شہر سبز اور کش میں آباد رہے اور تھوڑے سے علاقہ میں اپنا گذارہ رکھا ۔ شبکی رات پانچویں شعبان ۷۳۶ھ میں تیمور پیدا ہوا بچپن کی عمر میں اسکا باپ مرگیا یتیمی کی حالت میں اس نے پرورش پائی ۷۶۱ھ میں تغلق تیمور ماوراء النہر پر دخیل ہوا تو اوس نے شہر سبز و علاقہ کش اسکا وطن و مولد اس کو دیدیا پھر یہ امیر حسین پاس گیا اور سامان امارت کا بہم پہونچایا پھر اوسکے قتل کے بعد بارہویں رمضان ۷۷۱ھ میں یہ تخت نشین ہوا شہر سمرقند دار الحکومت بنایا جب سلطنت اسکے ہاتھ لگی تو چنگیز خان سے بڑھکر کشت و خون میں قدم رکھا اگر اسکے جملہ واقعات شرح لکھے جاویں تو طوالت کا خوف ہے مختصر یہ کہ اس نے اپنی اولوالعزمی اور دلاوری سے افغانستان ایران کو زیر کرکے اصفہان میں قتل عام کیا اور بغداد میں قتل کرکے غارت کیا اور روس کے ملک میں لشکر لے گیا بعد ہندر فتوحات کی اوس نے ہندوستان کے تسخیر پر کمر باندھی اور کابل و پشاور کے رستہ افغانستان کا رستہ سیدھا کرتا ہوا ہند میں داخل ہوا ملک کو لوٹتا جلاتا ہوا ۱۳۹۸ع میں دہلی تک پہونچا سلطان محمود بادشاہ دہلی نے مغلوب ہوکر قلعہ خالی کردیا فوج تیمور نے خاطرخواہ شہر کو تاراج کیا اور ضعف سے زیادہ پہونک دیا تیمور تخت دہلی پر اجلاس کرکے اپنے تئین بادشاہ ہند مشہور کیا صرف پندرہ روز دہلی میں ٹہیرکر شمالی اقطاع کو تاراج کرتا ہوا اور میرٹھ کے قلعہ کو

خاک سیاہ کرکے مع قیدیان اہل ہند دارالسلطنت کو روانہ ہوا دسوین شعبان سنہ ۸۰۷ھ مین
امیر بیمار ہوا سترہوین شعبان کو وفات پائی اس بیماری مین امیر نے شہزادہ پیر محمد کو ولیعہد کیا
چھبیس ۲۶ بیٹے اور پوتے باقی چھوڑے مگر اونمین اتفاق نرہا جہان کوئی تھا وہان ہی قابض ہو
بیٹھا اس امیر نے اکہتر برس کی عمر پائی چھتیس ۳۶ سال سلطنت کی سمرقند مین دفن ہوا اسکے انتقال کے
بعد اوسکا فرزند شاہرخ جو ہرات کا مالک تھا افغانستان و خراسان و سیستان کو شامل کرکے مسندآرا ہوا
جب وہ بھی اپنی نوبت بھگت کر عالم آخرت کو سدھارا تب افغانستان کے علیحدہ ملکونمین چند بڑے
بڑے سردار خودسر حاکم ہوگئے جیسا کہ ہراتمین مرزا بالستقر فرزند شاہرخ اور پھر شاہ حسین مالک ہوا
اور قندہار مین امیر ذوالنون حاکم تھا وہ کابل و غزنی پہلے مرزا عمر شیخ کے تحت مین تھا ازان بعد مرزا الغ بیگ
بیٹا ابوسعید مرزا کا تخت نشین کابل ہوا اسکے عہد مین قوم یوسف زی اور دیگر اولاد خشی افغان کابل کے
علاقہ سے خارج ہوکر پشاور کیطرف آئے سنہ ۹۰۶ھ مین مرزا الغ بیگ فوت ہوا جسکے بعد مرزا عبدالرزاق
فرزند خوردسال اوسکا تخت نشین کابل ہوا اور ایک شخص زکی نام اوسکے ملازمون سے
صاحب اقتدار ہوگیا لیکن زکی کے نخوت و تکبر سے امرا اوسکے تنگ آکر عید الضحی کے روز قتل کر
اوسکے تواضع کی گئی بعد اسکے بھی بباعث بے اتفاقی ارکان ریاست و کمسنی حاکم احوال کابل کا
نہایت پریشانی پر تھا ایسے وقت مین محمد مقیم چھوٹا بیٹا امیر ذی النون کا جو سلطان حسین بادشاہ
خراسان کے جانب سے حاکم ملک گرمسیر تھا بمعیت لشکر ہزارہ و نکدری متوجہ کابل ہوا مرزا عبدالرزاق
طاقت لڑائی نہ سمجھکر افغانون مین بعلاقہ لغمان بھاگ گیا اور وہ کابل پر محمد مقیم نے قبضہ کرکے
دختر مرزا الغ بیگ سے نکاح کرلیا مگر رعایا کو راضی نرکھ سکا یہہ حال سنکر محمد بابر بادشاہ نے سنہ ۹۰۹ھ مین

بابر کا حال

بعد وفات اپنے والد کے بارہ برس کی عمر مین فرغانہ اور اندجان کے تخت کا مالک ہوا تھا مگر شیبانی
خان اوزبک کے تسلط اور اپنے بھائیون کی بے اتفاقی سے باوجود محنت اور ہوشیاری کے پس

سلطنت مین استقلال نہین رکھتا تھا آخر اوس طرف سے مایوس تو تھا ہی حسب صلاح امیر محمد باقر
بامید حصول قبضۂ افغانستان کوہ ہندوکش سے گذر کر کابل کیطرف روانہ ہوا محمد مقیم تاب مقابلہ
نہ لاکر اول حصاری ہوا اور آخر کو طالب امان ہو کر قلعہ خالی کردیا ظہیر الدین محمد بابر نے تخت نشین
افغانستان ہو کر کابل مین قبل از فتح ہندوستان بائیس برس حکومت کی چند سال قندہار کے
مہم پر صرف ہوئے جہان شاہ بیگ ارغوان اور محمد مقیم نے شکست کھا کر قندہار سے ہاتھ اوٹھایا
قوم ہزارہ اور مغربی افغانستان کو جہانتک ہوسکا درست کرکے مشرقی حصہ کیطرف توجہ کی
افغانان مہمند اور یوسف زئی سے لڑائیان ہوتی رہین ملک باجوڑ فتح کرکے قوم یوسف زئی
پر خراج مقرر کیا پھر ہندوستان کے واقعات موجودہ کو خیال مین لاکر حسب اشارہ دولتخان
لودھی بجمعیت پندرہ ہزار سپاہ دہلی کی سلطنت پر دعوی کرکے روانہ ہوا دوسری طرف سے ابراہیم شاہ
لودھی ایک لاکھ سوار اور ایکہزار ہاتھی لیکر بمقام پانی پت مقابلہ کیا سخت لڑائی ہوئی چونکہ ابراہیم
فن جنگ سے ناواقف تھا ایک ہی جگہ فوج کھڑی کردی تھی اور بابر ایک جری سپہ سالار سے بھی بہتر خود
اپنی لشکر کو کمان دیتا تھا معقولیت سے فوج غنیم کے انبوہ کثیر سے اپنی فوجکو لڑایا فوج مغلیہ کے اون دو
دستون نے جن کو تولقمہ کہتے تھے ہر دو جانب سے نکلکر سپاہ مخالف پر جا پڑے اور اونکا تعاقب
کیا جب دلی فوج مین تزلزل ہوا تب بازوئے راست وچپ والون نے بھی حملہ کیا اُس خونخوار جنگ
مین ابراہیم شاہ مع پانچ چھ ہزار سپاہ خاصہ ایک موقع معرکہ مین مارا گیا اور باقی فوج منتشر ہوگئی بابر
فتح کے جھنڈے اڑاتا ہوا آگرہ تک پہونچا سنہ ۱۵۲۶ء مین اوس نے دار السلطنت ہندوستان
پر قبضہ کرکے تخت نشین دہلی کا ہوا اٹھائیس سال متفرق ملکون مین سلطنت کرکے سنہ ۹۳۷ھ مطابق
سنہ ۱۵۳۰ء مین بعمر پنجاہ سال کی آگرہ مین فوت ہوا اور اسکی نعش بموجب وصیت کابل مین لاکر
دفن کیگئی باپ کیطرف سے سلسلۂ نسب تیمور شاہ تک اور مان کیطرف سے چنگیز خان تک

پہونچتا ہی - بابر کو ابتدائے جوانی مین شراب کا بہت شوق تھا چنانچہ کابل سے باہر پہونچنے سبزہ زار مین ایک چھوٹا سا حوض پتھر مین کھدوایا گیا اور وہ مئے ارغوانی سے بھر دیا جاتا تھا اور بابر اوسجگہ بزم نشاط کیا کرتا تھا چنانچہ یہ بیت اوسکی طبعزاد حوض کے کنارہ پر کندہ کروائی تھی -

نوروز نوبہار و مئے دلبر خوش است	بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

مگر ہندوستان کی تخت نشینی کے بعد بابر نے شرابخواری سے توبہ کی اور سب نے چاندی کی پیالیان جنمین بابر شراب پیا کرتا تھا اونکو گلوا کے فقرا او مسکینونکو خیرات کردین گئیں ادربار بہر ہمیشہ کے لیے تائب ہا اور اسکے انتقال کے بعد اسکے خاندان مین شاہان مغلیہ کے بادشاہ جو ہندوستان مین تخت نشین رہے اونکے اسما نقشہ ذیل مین ہدیہ ناظرین ہین -

نقشہ پانزدہم سلاطین مغلیہ خاندان بابریہ چغتائی جو ہند مین فرمانروا ہوئے

نشان سلسلہ	اسمائے سلاطین اسلام ہندوستان	تاریخ ولادت	مدت عمر و سنہ جلوس: مدت عمر	مدت عمر و سنہ جلوس: سنہ جلوس	مدت سلطنت مع تاریخ وفات: مدت سلطنت	مدت سلطنت مع تاریخ وفات: تاریخ وفات	سبب موت	جائے دفن	نامہائے ہمعصر شاہان انگلشیہ
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
۱	نصیر الدین محمد ہمایون بن ظہیر الدین بابر بادشاہ	۱۲ ذیقعدہ ۹۱۳ھ	۴۹ سال ۳ ماہ ۲۴ یوم	۱۰ جمادی الاول ۹۳۷ھ	۲۵ سال ۱۰ ماہ ۵ یوم	۱۱ ربیع الاول ۹۶۳ھ	[illegible]	[illegible] دہلی	پہلے ہنری ہشتم دوسرے ایڈورڈ ششم تیسرے ملکہ میری فرمانروایان انگلستان تھے
۲	جلال الدین محمد اکبر بن ہمایون	۵ رجب ۹۴۹ھ بمقام امرکوٹ	۶۳ سال ۱ ماہ ۵ یوم	۲ ربیع الثانی ۹۶۳ھ	۵۱ سال ۲ ماہ ۵ یوم	۱۳ جمادی الثانی ۱۰۱۴ھ	مرض الموت	سکندرہ [illegible]	پہلے ملکہ میری دوسرے ملکہ الزبتھ جنمیں اول معاصر شاہان انگلشیہ سے تھے

۳	محمد سلیم نور الدین محمد جہانگیر بن جلال الدین اکبر بادشاہ	۱۷ ربیع الاول ۹۷۷ھ	۵۹ سال ۱۱ ماہ ۲ یوم	۱۴ جمادی الثانی ۱۰۱۴ھ	۲۲ سال ۱۱ ماہ ۲۳ یوم	۲۷ صفر ۱۰۳۶ ہجری	ضیق النفس	شاہدرہ لاہور	پہلے جیمس اول۔ دوسرے چارلس اول۔ یہ معاصر شاہان انگلشیہ تھے۔
۴	ابو المظفر شہاب الدین محمد شاہجہان بن نور الدین جہانگیر بادشاہ	غرہ ربیع الاول ۱۰۰۰ھ	۷۶ سال ۴ ماہ ۲۰ یوم	۸ جمادی الثانی ۱۰۳۷ھ	۳۱ سال ۴ ماہ ۲۲ یوم	۲۶ رجب ۱۰۷۶ھ	مرض الموت بقید عالمگیر	اکبر آباد	پہلے چارلس اول دوسرے جمہوریہ۔
۵	ابو المظفر محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بن شاہجہان	۱۱ ذیقعدہ ۱۰۲۷ھ	۹۰ سال ۷ یوم	غرہ ذیقعدہ ۱۰۶۸ھ	۵۰ سال ۲۷ یوم	۲۸ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ	مرض الموت	اورنگ آباد در خلد آباد	پہلے جمہوریہ دوسرے چارلس دوم تیسرے جیمس دوم چوتھے ولیم سوم پانچویں ملکہ این۔
۶	محمد اعظم شاہ بن اورنگ زیب عالمگیر	در ۱۰۶۳ھ در دکن	۵۵ سال ۴ ماہ چند یوم	۲۸ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ	ایکسال ۲۰ روز	در ۱۱۱۹ ہجری	جنگ میں زخمی ہوکر	قرولی متصل ندی بنیار	ملکہ این
۷	محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ بن اورنگ زیب عالمگیر	سلخ رجب ۱۰۵۳ھ دکن	۷۰ سال ۶ ماہ	غرہ ذیحجہ ۱۱۱۹ھ	۵ سال ایک ماہ	۲۰ محرم ۱۱۲۴ھ	۔	دہلی بدرگاہ قطب صاحب	ملکہ این
۸	معز الدین جہاندار شاہ بن بہادر شاہ	۱۰ رمضان ۱۰۷۲ھ دکن	۵۲ سال ۴ ماہ	۷ محرم ۱۱۲۴ھ	۱۰ ماہ ۸ یوم	۲۲ ذیقعدہ ۱۱۲۴ھ و بقول دیگرہ محرم ۱۱۲۵ھ	۔	مقبرہ ہمایون در دہلی	ایضاً
۹	جلال الدین محمد فرخ سیر بن عظیم الشان بن بہادر شاہ	۱۷ رجب ۱۰۹۶ھ دکن	۳۵ سال ۸ ماہ ۲۰ یوم	۲۳ ذیقعدہ ۱۱۲۴ھ	۶ سال ۳ ماہ ۱۱ یوم	۹ ربیع الاول ۱۱۳۱ھ	۔	ایضاً	پہلے ملکہ این دوسرے جارج اول
۱۰	رفیع الدرجات محمد ابو البرکات بن شاہزادہ رفیع الشان بن بہادر شاہ	۷ جمادی الثانی ۱۱۱۱ھ دہلی	۲۰ سال ایکماہ ۱۳ یوم	۹ ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ	۳ ماہ گیارہ یوم	۲۰ رجب ۱۱۳۱ھ		ایضاً	جارج اول
۱۱	شمس الدین رفیع الدولہ بن رفیع الشان بن بہادر شاہ بادشاہ	۵ صفر ۱۱۱۴ھ در دہلی	۱۸ سال ۹ ماہ ۱۲ یوم	۲۰ رجب ۱۱۳۱ھ	۳ ماہ ۲۸ یوم	۱۷ ذیقعدہ ۱۱۳۱ھ		ایضاً	ایضاً

دارالخلافت دہلی کے معاصر سلاطین اسلامیہ کا مختصر حال

اب ہم تاریخ دکن کی اوس زمانہ کو پیش نظر کرتے ہین جسمین دارالسلطنت دہلی کے سلاطین افغانیہ
کے عہد مین کئی جگہ اور اسلامیہ خودمختار سلطنتین قائم ہوگئین تھین -

چنانچہ مظفرشاہ گجراتی کے خاندانکی بنیاد سلطنت ۷۹۳ھ کو ملک گجرات مین اور سلطان حسین المخاطب
بہ دلاور خان شاہان خلجیہ کے خاندانکی سلطنت ملک مالوہ اور مندو مین اور محمد بختیار خلجی کی سلطنت
بنگال و ستارگانون ولکھنوتی و بہار وغیرہ مین اور ملک سرور خان جہان المخاطب بسلطان الشرق
کے خاندان کی سلطنت جونپور مین اور امیر شجاع بیگ ارغون بن امیر ذوالنون کی سندھ
وٹھٹھہ مین اور شاہ میر المخاطب بسلطان شمس الدین کی کشمیر مین خودمختار سلطنتین قائم تھین -

سلطنت دکن کی بنیاد اوراوسکے بانی حسن گانگو یا ظفر خان کا حال -

ان سب مین دکن کی سلطنت ملقب بہ بہمنیہ بڑی مشہور تھی جسکا بانی ایک افغان سردار
ظفر خان نامی گذرا ہے جو محمد تغلق کے عہد مین تھا - دارالخلافت دہلی سے
جو حاکم فوج لیکر اس سے لڑنے آیا اون سبکو اس جوانمرد سردار نے مغلوب
کیا اور گلبرگہ اپنا تختگاہ قرار دیکر اوسکا نام حسن آباد مقرر کرکے سلطنت دکن کا
خودسر بادشاہ بنگیا -

یہ شخص پہلے ایک مفلس و نادار آدمی تھا کانگو نامی ایک
برہمن منجم ملازم شاہزادہ محمد تغلق کے پاس دارالخلافت
دہلی مین رہا کرتا تھا اور اوسی زمانہ مین ایک روز سلطان المشائخ
حضرت نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ شریف مین عام و
خاص کی دعوت تھی شاہزادہ محمد تغلق بھی اس دعوت مین شریک تھا

جب یہ شاہزادہ رخصت ہوا تو ظفر خان بھی اوسی مفلسانہ حالت مین بیرون خانقاہ آکر کھڑا ہوگیا حضرت محبوب الٰہی سلطان المشایخ رح نے ارشاد فرمایا کہ (سلطانی رفت وسلطانی آمد) اور ایک روٹی جو افطار خاص کیلئے طاق مین رکھی ہوئی تھی انگشت مبارک پر رکھکر اُسکو دی اور فرمایا کہ یہہ چتر شاہی ہے غرضکہ اس بشارت کا اثر بشارت کے تھوڑے ہی زمانہ بعد ظاہر ہوا خان موصوف کانگو برہمن کے ذریعہ سے جو اس پر مہربان رہا کرتا تھا شاہزادہ محمد تغلق کی سرکار مین اپنی امانت و دیانت داری کے باعث ملازمان شاہی مین شریک ہوگیا اور جب شاہزادہ محمد تغلق مالک تاج و تخت ہوا تو اوس نے تغلق خان حاکم دکن کے ماتحت اسکو بھیجدیا تغلق خان کے قتل کے بعد بادشاہ خود اسطرف متوجہ ہونیوالا تھا مگر اسکو خبرداروں نے خبردی کہ گجرات مین طغی نام غلام نے بغاوت کی اور وہان فساد برپا ہوگیا ہے اسلئے بادشاہ نے پہلے گجرات کیطرف رُخ کیا اور عماد الملک ترکمان کو لشکر دیکر دکن کے مہم پر مامور کیا آخر گروہ متمردین نے اسمعیل فتح خان کو بادشاہ بناکر عماد الملک کا سخت مقابلہ کیا نتیجہ جنگ شاہ دہلی کے خلاف ہوا اور ملک دکن شاہی تصرف سے نکل گیا اور اسکے بعد اسمعیل فتح خان امور سلطنت سے خود ہی علاحدہ ہوگیا اور باتفاق اعیان دکن بادشاہت ظفر خان کو ملی ٭

اس نے بعد تخت نشینی سلطنت دکن کو زینت دی اور اپنے پرانے آقا کے یادگار مین اپنا لقب حسن علاء الدین کانگوی بہمنی مقرر کرکے تخت شاہی پر قدم رکھتے ہی سب سے پہلے یہی حکم دیا۔ کہ پانچ من طلا اور دس من نقرہ حضرت مولانا برہان الدین غریب قدس سرہ کے معرفت ترویح روح پرفتوح حضرت سلطان نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے یہان پہونچاوین المختصر گیارا سال دو ماہ نیکنامی سے سلطنت کرکے ۷۵۹ہجریہ مین دنیا اور اہل دنیا کو چھوڑکر عالم عقبیٰ کا راستہ لیا سرسٹھ سال کی عمر پائی ٭

سلطان محمد شاہ بن سلطان حسن کانگوے بھمنی کا حال

اور اسکے انتقال کے بعد سلطان محمد شاہ اسکا بیٹا تخت نشین ہوا یہ شخص حنفی مذہب کا پابند تھا اس نے احکام شرع کو رونق دی اور اپنے باپ کے وقت کا تمام خزانہ خیرات کیواسطے اپنی والدہ کے ہمراہ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ زادا اللہ شرفاً وتعظیماً مین بھیجدیا اور رائے تلنگ اور بیجانگر کے ساتھ اس نے بڑے بڑے معرکے کئے اور فتحیاب رہا اور اوسکو فرمان بردار و باجگذار بنایا دکن کے بتخانون کو توڑ دیا اور بت پرستی موقوف کیا اور عبادت حق کے واسطے مسجدین بنوائین حضرت شیخ زین الدین چشتی قدس سرہ کا مرید تھا سترہ برس اس نے بکمال دینداری و استقلال سلطنت کی آخر نوین ذیقعدہ ۷۷۶ھ مین وفات پائی۔

سلطان مجاہد شاہ بن محمد شاہ بھمنی کا حال

اور اسکے وفات کے بعد انیس برس کی عمر مین سلطان مجاہد شاہ اسکا بیٹا سریر آرا ہوا اس نے مملکت کو وسعت دی اور رائے بیجانگر کو مطیع کیا مگر آخر سترھوین ذیحجہ ۷۷۹ھ مین اسکو داود خان اسکے چچا نے قتل کرڈالا کل تین سال سلطنت کی۔

سلطان داود شاہ بن علاء الدین حسن بھمنی کا حال

اور بعد قتل سلطان مجاہد شاہ کے داود شاہ تخت نشین ہوگیا لیکن اسکو تخت شاہی نامبارک ہوا کل ایک ہی مہینے اس نے حکمرانی کرنے پایا آخر اسکو مجاہد شاہ کے غلام نے قتل کرڈالا۔

اور اس واقعہ کے بعد سلطان محمود بن حسن بھمنی تخت شاہی کا مالک ہوا۔

سلطان محمود بن حسن بھمنی کا تذکرہ

یہ بادشاہ سلیم النفس حلیم الطبع کم آزار خوش طبع خوشخط خوش الحان و شاعر تھا اس نے اپنی تمامی عمر مین ایک ہی نکاح کیا علما کی صحبت مین رہا اور خواجہ حافظ شیراز کو ہزار اشرفیان روانہ کرکے پیغام طلب بھیجا

وہ ہین آئے آخر انتیس سال نیکنامی کے ساتھ سلطنت کرکے تپ محرقہ سے اکیسوین رجب
سنہ ۷۹۹ھ مین یہہ نیکنام بادشاہ رحلت کرگیا اور سیف الدین غوری سے اسکا وزیر تھا ایک سو
سات برسکی عمر پاکر یہہ بہی اوسی روز وفات پائی۔

حال سلطان شمس الدین بن محمود شاہ۔

محمود کے وفات کے بعد اول غیاث الدین اوسکا بیٹا بادشاہ بنا اوسکو تغلچین
امیر الامرا نے اندھا کرکے سلطان شمس الدین کو تخت نشین کردیا اور خود
وزیر بنا اس بات سے فیروز خان اور احمد خان شہزادگان داود شاہ ناراض ہوگئے اور سیمی
سدہو ساغر کے حاکم سے مدد لیکر اس پر چڑھ آئے اور معرکہ آرا ہوئے آخر صلح ہوگئی مگر اسکے
دو ہفتہ بعد ہی اونھون نے اسکو گرفتار کرکے اندھا کردیا اور یہہ بیچارہ مدینہ طیبہ زادہا اللہ شرفا
وتعظیما کو چلا گیا اور وہین رہا آخر سنہ ۸۱۶ھ مین انتقال کیا۔

سلطان فیروز شاہ بن داود شاہ کا حال

اور اسکے بعد فیروز شاہ تخت نشین ہوا۔ یہہ بادشاہ بڑا مالدار اور صاحب حشمت
وجاہ وجلال گذرا۔ اسکے عہد مین سلطنت ترقی پر آئی اور راے بیجانگر کو
اس نے شکست فاش دی اور اوسکی لڑکی نکاح مین لی اور چوبیس جنگ اسنے ہندون کے ساتھ
کئے اور اون سب مین یہہ فتحیاب رہا قرآن شریف یہہ شخص خوشخط لکھتا اور فارسی شعر موزون
و پرمضمون کہتا اور ایک ہفتہ مین تین روز یہہ بذات خود مدرسہ مین جایا کرتا تھا اور
طلباء کو پڑھاتا اسکو ہر ایک زبان کا لغت یاد تھا زبان دانی مین اُستاد تھا اس نے سُنا
کہ حضرت سید محمد گیسو دراز بندہ نواز چشتی قدس سرہ نے اسکے بھائی احمد خان کو از روئے
کشف بشارت سلطنت دی ہے اسلئے یہہ برہم ہوگیا اور اپنے فرزند حسن خان کو ولیعہد
کیا اور بھائی احمد خان کا دشمن بن گیا اور اوسکے قتل مین کوشش کی مگر کوئی تدبیر اسکی
پیش رس نگئی اور دیکھا کہ کل امراء دولت اور رعایا احمد خان کی حکومت پر راضی ہین

آخر بجبر مجبور ہو گیا اور بروز دوشنبہ بست و پنجم شوال ۸۲۵ھ کو پچیس سال سلطنت کر کے انتقال کیا جنت آشیانی اسکی تاریخ ہے مُلا داود بیدری نے کتاب تحفتہ السلاطین اسکے نام پر لکھی ہے

سُلطان احمد شاہ بن داود شاہ بھمنی کاحال

اور فیروز شاہ بھمنی کے انتقال کے بعد سُلطان احمد شاہ نے بادشاہت پائی اور حضرت سید محمد گیسو دراز اپنے مرشد کیلئے اس نے لاکھوں روپیہ خرچ کر کے خانقاہ و گنبد وغیرہ بنوایا اور راے کرناٹک پر لشکر کشی اور اوس کو مغلوب کیا و ہوشنگ والی مالوہ کے ساتھ جنگ کر کے فتحیاب رہا اور شاہ نعمت اللہ ولی رح کے فرزند میر نور الدین کو اس نے اپنے پاس بلایا اور اپنی لڑکی اونکے نکاح مین دی آخر تیرہ برس بالاستقلال سلطنت کر کے ۲۶ ماہ رجب ۸۳۸ھ مین وفات پائی اسکو درویشون و خدا پرستون سے کمال محبت تھی اسلیئے سلطان احمد شاہ ولی البھمنی سے مخاطب ہوا۔

سلطان علاو الدین احمد شاہ بھمنی کاحال

اور اوسکے وفات کے بعد اسکا فرزند علاو الدین بادشاہ ہوا یہ شخص عالم اور فاضل و خدا پرست گذرا دیو راے راجہ کرناٹک نے بغاوت کا جھنڈا کھڑا کیا تھا اوسپر لشکر کشی کی اور غالب آیا تمام بت خانہ توڑ دیا اور عبادت خانہ بنوایا اور دار الشفائین و مدارس اشاعت علم کے لئے تعمیر کروایا بڑا متقی و پرہیزگار و دیندار شخص تھا اتقا کے سببسے یہ بادشاہ مشرک سے ہم کلام نہین ہوا تیس سال اس نے بکمال دینداری سلطنت کی آخر ۸۶۳ھ مین وفات پائی۔

سلطان ہمایون ظالم بن علاو الدین بھمنی کاحال

اور اسکے وفات کے بعد سیف خان اور ملوخان امرا اور شاہ خلیل و حبیب اللہ نعمت اللہ ولی کے پوتون کی تجویز سے حسن خان اس کا چھوٹا شہزادہ تخت نشین ہوا مگر اسپر ہمایون نے یورش کی اور حسن خان کو قید و جلال خان و سکندر خان سلطان مرحوم کے پوتے اور سیف خان اور ملوخان امیر الامرا اور حبیب اللہ

ورثاہ خلیل کو قتل کرکے خود تخت نشین ہوگیا اور حسن خان کے ملازمون کو پکڑکے زندہ آگ
مین جلادیا اور بعضون کو اوبلتے ہوئے پانیمین ڈالکر مار دیا اسکی زبان سے بجز قتل کے اور کوئی
حکم خیر جاری نہین ہوتا تہا آدمیون کے سرون سے یہہ گیند کھلتا اور جب تیراندازی کا اس کو
شوق ہوتا تہا تو دو سو بیچارے رستے کے چلنے والے لوگ پکڑوا منگاتا اور تیرون سے اون کا
نشانہ بناتا تھا اہل دربار جب اسکے پاس جاتے تو پہلے اپنے گہر والون سے رخصت ہوتے
اور اوسکے رُوبرو دم بخود رہتے کہ ہر ایک اپنے دم کو دم آخری تصوّر کرتے اور زنا و بدکاری کا
یہہ حال تھا کہ جو کوئی شادی کرتا اوسکی دولھن پہلے اسکی خوابگاہ مین بہجوائی جاتی اور خود جس
عورت سے نکاح بھی کرتا تھا تو چار روز کے بعد اوسکو مار ڈالتا آخر یہہ ایک رات شراب
کی نشہ مین مست و بیخود سورہا تھا ایک لونڈی اسکے سر پر آئی اور بنجر پاکر ایک بڑی لکڑی
اوٹھالائی اور ایسی زور سے ماری کہ اسکا سر پھٹکر مغز نکل پڑا آخر تین سال ظلم کے ساتھ
سلطنت کرکے ۸۶۵ھ مین مرگیا۔

نظام شاہ بن ہمایون کا حال

اور اسکے بعد سلطان نظام شاہ اسکا فرزند چودہ برس کی عمر مین تخت نشین
ہوا اور ملک التجار محمد گاوان اسکا وزیر مقرر ہوا اس نے راجہ اوڑیسہ
اور سلطان محمود خلجی بادشاہ مالوہ سے جنگ آرا رہا اور فتحمند ہوا اور گیارہوین شوال ۸۶۷ھ
مین اسکی شادی ہوئی اور یہہ بسبب زفاف دفعتًا مرگیا۔

ذکر شمس الدین محمد بن ہمایون۔

اور بعد انتقال سلطان نظام شاہ کے شمس الدین محمد نو برس کی عمر مین تخت نشین
ہوا اور خواجہ جہان ترک اسکا وزیر بنا اور ملک التجار محمود گاوان نے
امیر الامرائی پائی اور چند روز کے بعد خواجہ جہان بادشاہ کی والدہ کے اشارہ سے قتل ہوا
پھر محمود گاوان نے وزارت پائی اور بادشاہ نے جب سنّ بلوغ کو پہنچا اور ہوش سنبھالا تو

بڑے بڑے راجاؤن کے ساتھ جنگ کرتا رہا اور محمود شاہ بادشاہ مالوہ کو شکست دی مگر باوجود
اسکے اتقا اور دینداری کے اس نے اہل غرض کے عرض معروض پر محمود گاوان جیسے وزیر باتدبیر
کو قتل کروا دیا اور یہی باعث زوال سلطنت بہمنیہ کا شروع ہوا اور آخر یہ بادشاہ بیس۲ سال سلطنت
کر کے غرہ صفر سنہ ۸۸۶ ہجری میں بیمار ہو کر مر گیا۔

سلطان محمود شاہ بن شمس الدین کا حال

اور سلطان محمود شاہ بارہ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا انتظام الملک بحری
اور قوام الملک صغیر و کبیر دونوں اور یوسف عادل شاہ و سید حبیب اللہ محتسب
اسکے امرا تھے لیکن بسبب نفاق باہمی امراء دولت کے سلطنت کا کام درہم برہم ہو گیا
آخر اس نفاق باہمی کے باعث تمام صوبہ دار منحرف ہو کر خود سر ہو گئے اور آخر کار یہہ
بادشاہ بکمال بیخبری اور عیاشی میں ۳۶ سال سلطنت کر کے سنہ ۹۲۴ ہجری میں مر گیا۔

سلطان احمد شاہ بن محمود بن محمد شاہ بن محمد شاہ بن ہمایون شاہ کا حال۔

اور اسکے انتقال کے بعد احمد شاہ تخت نشین ہوا مگر اسکے عہد میں کل
صوبجات خود مختار ہو گئے تھے اسکا نام صرف خطبہ و سکہ میں جاری تھا
اسکو سلطنت سے کچھ سروکار نتھا شاہی فوج کی تعداد چار ہزار سواروں سے
زیادہ نتھی اور امیر برید مختار کل ہو گیا تھا اور جب اس بادشاہ کو تنگی خرچ ہوئی تو تخت فیروزہ کا
اس نے جواہر فروخت کر کے کھایا آخر اسپر امیر غضب میں آیا اور اس کو زہر دیکر سنہ ۹۲۷ میں مار ڈالا

سلطان علاؤ الدین بن احمد شاہ کا حال

اور جب اسکا کام تمام ہوا تو سلطان علاؤ الدین تخت نشین ہو کر چاہا کہ
امیر برید کا کام تمام کر کے خود مختاری پاوے جب یہہ راز کھل گیا
اور امیر برید مطلع ہوا تو اس نے اس کو سنہ ۹۲۹ ہجری میں قتل کر ڈالا۔

شاہ ولی اللہ بن سلطان محمود کا حال۔

اور اسکے قتل کے بعد شاہ ولی اللہ بن سلطان محمود برائے نام
تخت سلطنت پر بیٹھا مگر اسکی حکومت کے ساتھ امیر برید نے

آشنائی پیدا کر لی تھی اس لئے امیر برید نے اس کو مار ڈالا۔

شاہ کلیم اللہ بن محمود شاہ کا حال

اور اس کے بعد سنہ ۹۳۰ ہجری میں شاہ کلیم اللہ سریر آرا ہوا اور یہہ آخری بادشاہ سلاطین بہمنیہ کا ہی اُسنے محتاجی و ناداری میں ماخوذ ہوکر شاہ بابر کو عرضی لکھی جب یہہ حال امیر برید کو معلوم ہوا تو اسکے قتل پر آمادہ ہوکر اوس کے درپے ہوا یہہ سنکر برہان نظام شاہ کے پاس چلا گیا اوس ناخدا ترس نے اس کو زہر دیکر سنہ ۹۳۶ میں اس کا کام تمام کر ڈالا اور سلطنت بہمنیہ اس پر ختم ہو گئی۔

اور سلطنت بہمنیہ کے خاتمہ پر دکن میں پانچ سلطنتیں علیحدہ علیحدہ قایم ہو گئیں اور جب تک ان سب کو شاہان مغلیہ نے خاطر خواہ فتح نکر لیا برابر حکمرانی کرتے رہے۔

ان پانچوں سلطنتوں کی اجمالی کیفیت یہہ ہے۔

بریدیوں کا حال۔

کہ بریدیوں نے بعد ختم سلطنت بہمنیہ کے اپنا دار الحکومت محمود آباد بیدر قرار دیا اس کا بانی محمد قاسم برید نامی ایک شخص گذرا ہے جو پہلے شاہان بہمنیہ کے غلاموں سے تھا اس نے محمد شاہ بہمنی کے وقت امارت اور سلطان محمود شاہ کے عہد میں وزارت پائی اور یہانتک اختیار حاصل کر لیا کہ رفتہ رفتہ اس نے اپنے نام کا خطبہ جاری کیا اور جب یہہ مر گیا تو اس کا بیٹا امیر برید جانشین ہوا یہہ ایک رات میں شراب پی رہا تھا گیدڑوں کی آواز آئی اپنے ہمنشینوں سے پوچھا کہ گیدڑ کیا کہتے ہیں عرض کیا کہ حضور جاڑے کے صدمہ سے فریاد کرتے ہیں حکم دیا کہ صبح کو تین ہزار کمبل روئی بھروا کر صحرا میں ڈالدو کہ اوس میں گیدڑ رہا کرینگے اسکے چند روز بعد پھر حالت شرابخوری میں اونکی آواز آئی پوچھا کہ اب یہہ کیا کہتے ہیں حاضرین نے عرض کیا اب یہہ حضور کے عطیات کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور جب یہہ مر گیا تو امیر علی برید اس کا جانشین ہوا اس کو جانشین ہوکر کچھہ عرصہ گذرنے نہیں پایا تھا کہ اس پر نظام شاہ بحری سنہ بوزنتی کی

اور قلعہ اوسہ اور قلعہ کلیان اور قندھار اس سے چھین لیا اور اس کے بعد اس کا جانشین علی بن علی برید مسند حکومت پر بیٹھا اس کی حکومت آخر سنہ ۱۰۱۸ ہجری مین بیوقعتی کے ساتھ رہی آخر عادل شاہ کا کل ملک پر تسلط ہوگیا اور حکومت بریدون کا خاتمہ ہوا۔

خاندان عادل شاہیون کا مختصر حال۔

دوم سلطنت عادل شاہیون کا بالاجمال تذکرہ جن کا پایہ تخت بیجاپور تھا خاندان عادل شاہیہ کا بانی یوسف عادل شاہ نامی ایک شخص گذرا ہے مذہب اسکا شیعہ تھا پہلے یہہ بہمنیہ سلطنت کا امیر تھا بیجاپور کی نظامت اسکے سپرد تھی جب سلطنت بہمنیہ مین ضعف آیا تو یہہ منحرف ہوکر خودمختار بادشاہ بن گیا اس نے ابتداء سلطنت بیجاپور مقرر کر کے ملک کو وسعت دی اور راے بیجانگر و امراء نظام شاہیہ سے معرکہ آرا رہا اور فتحیاب ہوا آخر ۲۰ برس حکومت کر کے سنہ ۹۱۶ ہجری مین مر گیا۔

سلطان اسمعیل عادل شاہ کا حال۔

اور اسکے بعد اوسکا بیٹا سلطان اسمعیل شاہ کم عمر مین بادشاہ ہوا اور کمال خان دکھنی اس کا وزیر تھا اس نے چاہا کہ بادشاہ کو قتل کر کے خود تخت نشین ہو مگر یہہ منصوبہ اوسکا پیش نہ گیا اور سلطان اسمعیل شاہ عادل کی مان کو یہہ حال معلوم ہوگیا تو اوس نے ایک غلام کے ہاتھ سے وزیر کا کام تمام کروا دیا اور اسکے بعد صفدر خان وزیر کا بیٹا برسر فساد ہوا آخر یہہ بھی مارا گیا اور ان واقعات کے بعد سلطان اسمعیل عادل شاہ کے راے بیجانگر و نظام شاہ سے کئی بار جنگ آرا ہوا اور فتحمند رہا آخر سنہ ۹۴۱ ہجری مین چوبیس ۲۴ سال سلطنت کر کے مر گیا

ابراہیم عادل شاہ بن اسمعیل عادل شاہ کا حال

اور اوسکے انتقال کے بعد پہلے ملو عادل بڑا بیٹا دعویدار سلطنت ہوکر بادشاہ بنا مگر امراء نے اوسکو [illegible] اندھا کر دیا۔ پھر ابراہیم عادل شاہ چھوٹا بیٹا تخت نشین ہوا اور اس نے تخت سلطنت پر جلوس کر کے ملک کا انتظام کیا اور راے بیجانگر سے معرکہ آرا ہوا اور اوسکو شکست دی ۲۱ سال سلطنت کر کے آخر سنہ ۹۶۵ ہجری مین مر گیا۔

علی عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ کا ذکر۔

اور اسکے انتقال کے بعد اس کا بیٹا علی عادل شاہ مالک تاج وتخت ہوا اس نے رام راج والی بیجانگر سے ارتباط ہم پھونچایا اوس سے دوستی قایم کی اور اوسکو اپنے کمک کیلئے بلوایا اور باتفاق اوس کے سلطنت نظام شاہیہ پر یورش کی اور فتحیاب ہوا مگر اس معرکہ جنگ مین طرفہ نتیجہ ہوا کہ ہندو لشکریون نے اپنے مذہبی جوش مین آکر اہل اسلام کے مقابر مقدس اور مساجد کی سخت بے حرمتی کی اور توڑ پھوڑ ڈالا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بیسوین جمادی الآخر سنہ ۹۷۳ ہجری بروز جمعہ علی عادل شاہ نے باتفاق اور سلاطین دکن یعنی ابراہیم قطب شاہ والی گلکنڈہ و نظام شاہ و علی برید شاہ وغیرہ ریاست بیجانگر پر یورش کی اور رام راج کے راج کو غارت کردیا آخر راجہ بمقام تلی کوٹ واقع دریا کرشنا قتل ہوا اور اوس کا کل مال و دولت فتح نصیب غازیان ہوا المختصر اس بادشاہ نے سنہ ۹۸۸ مین ایک خوبصورت غلام لیا اور ایک روز شراب کی مستی مین اوسکو خلوت مین بلا کر اوس سے وطی فی الدبر کا ارادہ کیا چونکہ وہ نیک سیرت صاحب غیرت تھا اوس نے اسکو چھری سے مار ڈالا

سلطان ابراہیم عادلشاہ ثانی نبیرہ طہماسپ بن ابراہیم علی عادلشاہ کا حال۔

اور اس کے قتل کے بعد سلطان ابراہیم عادل شاہ نو برس کی عمر مین سریر آرا ہوا اور وزارت کامل نامی دکھنی نے پائی اور تربیت و پرورش اسکی چاند بی بی والدہ علی عادل شاہ کے سپرد تھی اسکے چند سال کے بعد وزیر نے چاہا کہ اسکو مار کر تخت نشین ہو مگر یہ تجویز اسکی پیش نہ گئی اور وزیر کے اس بد ارادہ پر آگاہ ہو کر امیر کشور خان نے وزیر کو قتل کر ڈالا آخر اس پر سلاطین نظام شاہیہ و قطب شاہیہ چڑھ آئے اور ایکسال تک

محاصرہ رہا بالاخر ابوالحسن بن شاہ طاہر کے حسن تدبیر سے اس نے دشمنون کے پنجہ سے رہائی پائی اور اسکے بعد اس نے جلال الدین اکبر بادشاہ دہلی کے حمایت لی اور اوسکے متابعت مین رہا اور آخر ۹۴۳ سنہ مین مرگیا اور اسکے انتقال کے بعد محمود عادل شاہ تخت نشین ہوا اگرچہ شاہجہان بادشاہ

محمود عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ اور اوسکے بیٹے کا حال

ہندوستان کے زیر حمایت فرمان بردار رہا آخر ۱۰۶۹ سنہ ہجری مین انتقال کیا اور اسکے انتقال کے بعد سکندر عادل شاہ اسکا بیٹا سریر آرا ہوا اس کے بے عنوانیان دیکھکر عالمگیر نے اسکے طرف متوجہ کی چنانچہ لشکر عالمگیری بسرکردگی شاہزادہ محمد اعظم معز الدین بہادر فیروز جنگ ۱۰۹۶ سنہ مین اسپر چڑھ آیا آخر چند ماہ محاصرہ مین رہکر سلطنت سے بیدخل ہوکر قلعہ دولت آباد مین قید کردیا گیا اور سلطنت عادل شاہیہ کا اسپر خاتمہ ہوا اور ملک بیجاپور شاہی تصرف مین آگیا اور بندوبست ملک کے لئے روح اللہ خان بخشی و سید عبداللہ خان مقرر ہوئے۔

سوم سلاطین نظام شاہیہ کا مختصر حال جنکا دارالسلطنت احمد نگر تھا

نظام الملک احمد شاہ بحری کا حال

بانی اسکا نظام الملک احمد شاہ بحری گذرا ہے۔ اسکا دادا بھرنام قوم کا برہمن تھا سلطان احمد شاہ بھمنی جب بیجانگر پر حملہ کیا اور راجہ کو مغلوب کرکے کئی ایک ہندؤن کو قید کرکے لایا اون اسیرونمین اسکا باپ بھی تھا اور حسن نام پاکر غلامان شاہی مین داخل ہوا اور یہہ شاہزادہ کا ہم عمر تھا شاہزادہ کی خدمت مین رہکر اس نے لیاقت پیدا کی اور جب شاہزادہ مالک تاج و تخت ہوا تو اس کو نظام الملک حسن بحری کا خطاب بخشا اور تلنگ کا انتظام اسکے سپرد کیا۔ اور محمود شاہ بھمنی کے عہد سلطنت مین جب بے انتظامی ہوئی تو اس نے جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور منحرف ہوگیا اور خود مختار بادشاہ بنکر بہت سے قلعہ گرد نواح کے مفتوح کیا اور ایک شہر آباد کیا اوسکا نام احمد نگر رکھا اور اسکو اپنا دار السلطنت قرار دیا آخر اس نے سلطنت کا ٹھاٹھ جماکر ۹۱۴ سنہ مین اس جہان فانی سے ملک عقبیٰ کا رستہ لیا۔

سلطان برہان نظام الملک بحری کا حال

اور اس کے بعد سلطان نظام الملک بحری تخت نشین ہوا یہہ شخص پہلے مہدویہ مذہب پر تھا لیکن اسکے عہد مین ملا شاہ طاہر نردوی اسمعاعیلے ایران سے آیا اور اُس نے اسکے پاس حکمت عملی سے رسائی پیدا کی اور رفتہ رفتہ اسکی مزاج مین در آیا اور اس کو شیعہ مذہب کے طرف رجوع کر لیا اور یہہ شیعہ ہو کر اہل تسنن کا دشمن جانی بن گیا طرفین سے لڑائی جھڑی رہی آخر ش سنہ ۹۶۱ ہجری مین مر گیا۔

سلطان حسین نظام شاہ بن برہان نظام شاہ کا حال

اور اسکے بعد سلطان حسین نظام شاہ اسکا بیٹا تخت سلطنت پر متمکن ہوا۔ اسکے رفت پہلے شاہزادہ عبد القادر اور خداوندہ شاہ علی اور شاہ حیدر دعویدار سلطنت ہوئے آخر معرکہ جنگ مین اسیر ہو گئے۔ اور ان کے بعد سلطان علی عادل شاہ اور رام راج والی بیجانگر نے اسپر یورش کی اور شاہی اسباب و خزانہ لٹ گیا تاہم اس نے ان سے ایک مدت تک جنگ و پیکار رکھا بالآخر صلح ہو گئی اور لڑائی کا خاتمہ ہو گیا آخر یہہ بادشاہ بیماری مین ماخوذ ہو گیا اور سنہ ۹۷۲ مین مر گیا۔

مرتضی نظام شاہ بن مرتضے نظام شاہ کا ذکر۔

اور باتفاق امرا دولت مرتضی نظام شاہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا اسکے عہد مین اسکے بھائی برہان الدین و جمال الدین دعویدار سلطنت ہوئے آخر قید کر دئے گئے۔ اور یہہ بھی خلل مزاجی کے باعث دیوانہ مشہور ہوا بالآخر اس کو سنہ ۹۹۶ مین اسکے بیٹے میران حسین نے قتل کر ڈالا۔

میران حسین بن مرتضے نظام شاہ کا ذکر

اور باپ کو قتل کر کے میران حسین تخت نشین ہوا۔ یہہ شخص نادان و بدکار اور دائم الخمر سفلہ پرور تھا۔ اسلئے مرزا جان امیر الامرا نے چاہا کہ شاہ قاسم اسکے چچا کے سر پر تاج شاہی رکھے یہہ خبر پا کر اس نے شاہ قاسم کو مار ڈالا بالآخر بلوہ عظیم ہوا آخر ش کل امرا دولت ملکر باتفاق مرزا جان کے اس کو قتل کر دیا کل دو مہینے تین روز اس نے بادشاہت کی۔

برہان نظام شاہ بن حسین نظام شاہ کا حال

اور اسکے بیٹے اسمعیل شاہ کو امرا نے ملکر بارہ برس کی عمر مین تخت نشین

کردیا اور جمال خان اس کا وزیر بنا۔ اور یہہ وزیر ہوکر مہدویہ مذہب کو رواج اور شیعہ مذہب والون کو نیست و نابود کردیا۔ مگر برہان نظام شاہ مرتضیٰ نظام شاہ کے وقت سے اکبر بادشاہ پاس چلا گیا تھا اور اس نے یہہ خبر سنکر اکبر بادشاہ سے مدد لیکر اسپر لشکر کشی کرکے احمدنگر مین آیا اور فتحیاب ہوکر اول جمال خان کو قتل کردیا اور خود بادشاہ بنکر شیعہ مذہب کو سرسبز کیا اور ہزارون مہدوی مذہب والون کو قتل کردیا آخر اس نے چار سال سلطنت کرکے سنہ ۱۰۰۳ مین مرگیا

ابراہیم نظام شاہ بن برہان نظام کا حال اور بعد انتقال برہان نظام شاہ کے ابراہیم نظام شاہ مالک تاج و تخت ہوکر سلطنت عادل شاہی پر فوج کشی کی اور سلطنت عادل شاہیہ پر چڑھ آیا طرفین سے مقابلہ ہوا اور لڑائی شروع ہوئی آخر اس یورش مین یہہ سپاہ ہو گیا اور عند المقابلہ قتل ہوا کل چار ماہ سلطنت کی۔

بہادر شاہ اور احمد نظام شاہ وعلیشاہ وغیرہ کا بالاجمال حال اور اس واقعہ کے بعد احمد نظام شاہ جو ایک شاہزادہ نظام شاہی خاندان کا تھا میان منجھو امیر کی سعی سے قلعہ اوسہ مین تخت نشین ہوا۔

اور دوسرے چاند بی بی شاہزادی نے بہادر شاہ نام ایک شہزادہ کو قلعہ احمدنگر مین بادشاہ بنایا تیسرے امیر اخلاص خان موتی شاہ نامی ایک لڑکے کو دولت آباد مین بادشاہت دی چوتھے ابہنگ خان حبشی نے بیڑ کے علاقہ مین شاہ علی بن نظام شاہ اسی سالہ کے سر پر حکومت کا تاج دہرا۔ ان چارون مین فساد پڑا اور انھین ایام مین عبد الرحیم خان خانان اکبر بادشاہ کے حکم سے احمدنگر مین آیا اور چاند بی بی نے اسکے ساتھ مردانہ جنگ کی بالاآخر صلح ہوگئی اور بہادر شاہ بادشاہ قرار پایا اسکے بعد سنہ ۱۰۰۸ ہجری مین شاہزادہ دانیال بن اکبر بادشاہ نے احمدنگر پر چڑھ آیا اور یورش کی اور قلعہ کا محاصرہ کرلیا جب محصورین تنگ آئے تو چاند بی بی کا یہہ منصوبہ ہوا کہ اس قلعہ کو چھوڑ کر دولت آباد جا نا عین مصلحت ہے لیکن یہہ تجویز

اوسکی پوری ہیکو نہین پائی آخر جنیہ خان امیر الامرا نے اس بات کو دوسرے قالب مین کل امیرون سے ظاہر کیا کہ چاند بی بی کی آمیزش شاہزادہ دانیال کے ساتھ ظاہر ہوتی ہی اور اس بہانہ سے یہہ قلعہ اوس کو دینا چاہتی ہے صرف اس وہم و گمان پر سب نے بلوا کر کے اوس شیردل عورت کو مار ڈالا اور بہادر شاہ پکڑا گیا۔

مرتضی نظام شاہ بن شاہ علی خطیر خان ۱۰۰۹

اور ملک عنبر حبشی جو اسی سلطنت کا ایک بڑا منتظم اور بہادر سردار تھا اس نے باتفاق سرکردہ دبیر المخاطب بچنگیز خان کے سر پر بعد وفات شاہ علی کے دولت آباد مین تاج حکومت کا دہرا اسکے وقت اسکی حکومت مین رونق ہوئی شہر کہڑکی اس نے دولت آباد کے پاس آباد کیا آخر چند روز کے بعد مر گیا۔

برہان نظام شاہ بن مرتضی نظام شاہ بن ملکشاہ وغیرہ کا حال

اور اسکے بعد برہان نظام شاہ نے تخت سلطنت سنبھالا اور اس نے تخت نشین ہوکر امراے شاہان چغتائی دہلی کو بالاگہاٹ سے نکال دیا اسپر جہانگیر بادشاہ کے حکم سے شہزادہ خورم نے لشکر کشی کی آخر ملک عنبر حبشی نے خراج مان لیا اور صلح کر لی۔ اور جب ملک عنبر مر گیا تو اوس کے بیٹے فتح خان کی برہان نظام شاہ کے ساتھ عداوت ہو گئی اور اوسکو قتل کر کے اوسکے کمسن لڑکے کو حاکم بنایا آخر سنہ ۱۰۴۲ ہجری مین مہابت خان خانان بحکم شاہجہان برہان پور سے دولت آباد مین آیا فتح خان محصور ہوا اور یاقوت حبشی مہابت خان سے معرکہ آرا ہوا آخرش مارا گیا اور فتح خان وغیرہ قید ہو گئے اور سلطنت نظام شاہیہ کا خاتمہ ہو گیا اور اسکا کل ملک بعد فتح شاہجہان نے دار الخلافت دہلی مین ملا لیا۔

خاندان عماد شاہیون کا مختصر حال

چہارم سلطنت عماد شاہیہ واقع ملک برار جسکا دار الحکومت ایلچ پور تھا اس سلطنت کا بانی فتح اللہ عماد الملک نامی گذرا ہے۔ یہہ شخص پہلے خواجہ جہان حاکم برار کا غلام تھا اوسکے انتقال کے بعد محمد شاہ بہمنی نے اسکو حکومت برار کی عنایت کی اور عماد الملک خطاب بخشا آخر سنہ ۸۹۵ ہ

مین اس نے شاہان بہمنیہ سے متمرد و منحرف ہوکر خود مختار حاکم بن بیٹھا۔ اور اسکے انتقال کے بعد علاء الدین اسکا فرزند جانشین ہوا اور اوسکے بعد دریا عماد شاہ اوسکا بیٹا مسند آرا ہوا۔ پھر برہان عماد شاہ کم عمری مین اسکا جانشین ہوا اور تفال خان غلام مختار کل بنا اوس نے ابراہیم قطب شاہ کے اتفاق سے برہان عماد شاہ کو معزول کرکے خود مالک بن بیٹھا یہہ حال سنکر نظام شاہ بحری نے اس پر لشکرکشی کی اور ۹۹۰ھ مین قتل ہوا اور سلطنت عماد شاہیہ کا خاتمہ ہوگیا۔

پنجم سلطنت قطب شاہیہ جنکا پایۂ تخت گولکنڈہ تھا۔

سلطان قلی قطب شاہ کا حال

سلطان قلی اس سلطنت کا پہلا بادشاہ خاندان قطب شاہ کا بانی ہے یہہ شخص موضع سعد آباد سلطنت ہمدان مین ۸۶۰ھ مین پیدا ہوا اور بیس سال کی عمر مین ملکی دشمنون کے ڈر سے اپنے چچا اللہ قلی بیگ کے ساتھہ عراقی گھوڑون پر بارادہ سوداگری دار السلطنت بیدر مین آیا اور بوساطت امراء کے سلطان محمود بہمنی کے دربار مین باریاب ہوا اور چند روز ٹھہر کر اللہ قلی بیگ خلعت انعام و اکرام پاکر دربار سلطانی سے رخصت ہوا اور یہہ سلطان کے پاس رہکر پرورش و تربیت پایا اور آخر مین بوجہ حصول پیشکش قلعہ گولکنڈہ پر مامور ہوا اور ملک تلنگ کا ناظم بنا اور قطب الملک کا خطاب دربار بہمنیہ سے حاصل کیا سولہ سال تک اطاعت کا دم بھرتا رہا ولیکن جب سلطان محمود بہمنی انتقال کیا اور سلطنت بہمنیہ مین ضعف آگیا تو اس نے منحرف ہوکر خود مختار بادشاہ بن گیا اور قلعہ گولکنڈہ اپنا تخت گاہ قرار دیا۔ اور سرحد گولکنڈہ سے دریاے شور شرقی تک اور قلعہ پانگل و مچھلی پٹن اور راجمندری و راجکنڈہ و کونڈپلی و ویلور وغیرہ غرضکہ ستر قلعہ اپنی قبضہ و تصرف مین لایا اور راجہ ہرچند کو قید اور نلگنڈہ کو مفتوح کیا بتخانجات توڑ پھوڑ ڈالا مملکت کو وسعت دی اور یہہ پہلا بادشاہ ہے جسنے ملک دکن مین مذہب شیعہ کو شایع کیا اور خطبہ اثنا عشیر کا پڑہوایا جمشید خان اسکے فرزند کو از روی سلطنت تھی اور اپنے باپ کی زیادہ عمر ہونے سے رنجیدہ خاطر ہوکر اس نے خفیہ میر محمود ہمدانی ملازم کو توالی کو اسکے قتل پر آمادہ کیا اور اس نے ایک روز قابو پاکر

بادشاہ کو بحالت نماز مین زخم ایسے مارے کہ جس سے اوسکی روح پرواز ہوگئی یہہ واقعہ پیر کہ دن دوم جمادی الثانی سنہ ۹۵۰ھ مین واقع ہوا نوے سال کی عمر پائی لنگر فیض اثر مین مدفون ہوا ہے کہ گنبد اتبک موجود ہے

جمشید قطب شاہ بن سلطان قلی قطب شاہ کا حال۔

اور جب میر محمود ہمدانی نے سلطان قلی کا اسطرح سے کام تمام کیا اور شہزادہ جمشید خان کے پاس آکر اوس کو خبردہ سنایا اور بعض اہل فتنہ کے اتفاق سے حویلی پر ملک زادہ قطب الدین کی جو بڑا فرزند سلطان قلی اور جانشین باپکا تھا جاکر زہر آلود سلائی اوسکے آنکھ مین پہیر دی جس سے وہ اندھا ہوگیا اور ریہہ دیکھکے جمشید خان تخت سلطنت پر بیٹھا۔ اُس نے تخت نشین ہوکر خطبہ و سکہ اپنے نام کا جاری کیا اور بعد اسکے اس نے اپنے چھوٹے بھائی شہزادہ ابراہیم کے نام اوسکی طلبی کے لئے دیورکنڈہ کو فرمان روانہ کیا چونکہ وہ پہلے ہی کل حقیقت اس کی سن چکا تھا اُس نے جلد اپنے لوگون کو لیکر دار السلطنت محمد آباد بیدر چلا گیا اور جب وہان پونچا امیر ملک برید نے اس کو مہمان رکھا اور اپنے متفرق فوج جمع کرکے شہزادہ ابراہیم کو ہمراہ لیکر بارادہ جنگ قلعہ گولکنڈہ کا رخ کیا اور یہان آکر قلعہ کا محاصرہ کیا۔ جمشید قطب شاہ نے بھی دشمن سے مقابل آرا ہوا۔

قریب تھا کہ امیر ملک برید اور اوسکا بھائی خان جہان برید قلعہ کو فتح کرلے مگر اس اثنا مین شاہ طاہر برہان نظام شاہ جو جمشید قطب شاہ کی کمک کیلئے چلا آتا تھا اوس نے مقام کوہیر مین آکر بنیاد جنگ ڈالی اور وہان کا قلعہ قطب شاہ کے نام سے اپنے تصرف مین لیا۔

ملک برید نے جب یہہ خبر سنی قلعہ گولکنڈہ کا محاصرہ چھوڑ کر اٹرکی و سیڑم سے ہوتے ہوئے دار السلطنت بیدر کی طرف روانہ ہوا۔ اوس نے راہ مین شہزادہ ابراہیم سے اوس کا عمدہ قیمتی گہوڑا و ہاتی مانگا تو شہزادہ ملک برید سے آزردہ خاطر ہوکر بیجانگر مین چلا گیا۔ رام راج والی بیجانگر نے اسکی خاطر و مدارات کی۔ اور یہہ وہین رہا۔

اور اس واقعہ کے بعد جمشید قطب شاہ ایک لخت عیش و عشرت و شراب و کباب مین ڈوبگیا آخر کار عارضہ سرطان مین مبتلا ہو کر سنہ ۹۵۷ھ مین دار البقا کا رستہ لیا اور اپنے باپ کے مقبرہ کے پاس سپرد خاک ہوا یہہ بادشاہ شعر بھی کہتا تھا چنانچہ ایک دو ابیات اسکے طبعزاد حوالہ قلم ہین۔

اے شوخ ختم ملک زیبائی ٭ گاہ عشق تو یافت بالائی ٭
کاکل و چین زلف خال لبت ٭ ہر یکے در کمال رعنائی ٭

ایضاً

بے لب لعل بتان بادہ حرام است مرا ٭ لب میگون چہ سر جام حرام است مرا
یا سر زلف تو سودا ے سیاہی دارم ٭ این چہ سود است کہ بار زلف چو شام است مرا

سلطان ابراہیم قطب شاہ بن سلطان علی قطب شاہ کے سلطنت کا حال

اور جب جمشید قطب شاہ مرگیا تو تخت نشینی مین جھگڑا پڑا بعض نے سبحان قلی قطب شاہ ہفت سالہ بچہ کو تخت سلطنت پر بٹھا دیا مگر اس کی کم عمری کے نظر کرنے جگدیو راو نایکواڑی معہ دیگر نایکواڑیان قلعہ محمد نگر کا باہم مشورہ ہوا کہ شہزادہ دولت خان کو قلعہ بہونگیر سے لاکر تخت نشین کر دیوین یہہ مشورہ سنکر والدہ سبحان قلی نے سیف خان عین الملک کو مدار المہامی سلطنت کے لیے تجویز کیا اور اوسکو احمد نگر سے بلوا بھیجا۔ اور جگدیو راو نایک واڑی مصطفی خان اور جگپت راو کی مخالفت کیوجہ سے معہ اپنے ذریعے دار السلطنت گلکنڈہ سے بہونگیر چلا گیا اور وہان پہونچکر عہدہ دارون سے ملکر شہزادہ دولت قلی کو قلعہ سے نکال کر تخت نشین کر دیا اور بہت سے تعلقات اپنے تصرف مین لایا۔

اتنے مین سیف خان عین الملک گلکنڈہ مین پہونچکر عنان مدار المہامی اپنے ہاتھ مین لی اور بندوبست ملک مین مشغول ہوا۔ اور جگدیو راو کی گرفتاری کی فکر کی یہہ خبر سنکر جگدیو راو بار سال تحایف و ہدایا تفال خان والی برار سے امداد چاہی وہ بر سر کمک آگیا اور تعلقہ سیرم مین سیف خان عین الملک کے لشکر سے مقابل آرا ہو گیا اور لڑائی شروع ہوئی آخرش لشکر دشمن کو شکست ہوئی اور عین الملک

غالب آیا اس نے قلعہ بھونگیر تک تعاقب کرکے اوسکا محاصرہ کیا آخر شہزادہ وجگدیو راؤ سے
صلح ہوئی اون ہردو کو قید کرکے قلعہ گلکنڈہ مین چلا آیا اس معرکہ کے بعد عین الملک کا
غرور وتکبر حد سے زیادہ گذر گیا اور جمیع امرا کو اس نے بیدخل کردیا۔ اسکا ارکان دولت نے
یہہ حال دیکھکر باہم مشورہ کیا کہ شہزادہ ابراہیم کو بیجانگر سے طلب کرکے اوسکے سر پر تاج
شاہی دہرین اور راوسکے طلب مین عرضیان بھیجین یہہ حال سنکر شہزادہ ابراہیم سید حاجی وخان اعظم
کو لیکر روانہ ہوا اور بانگل پہونچا تو اسکے پاس تین ہزار سوار و پانچ ہزار پیدل کی جمعیت فراہم
ہوگئی اور آگے بڑہا تو بہت سے اعیان وارکان دولت قطب شاہی گلکنڈہ سے اسکے پاس چلے آئے
عین الملک نے جب یہہ کیفیت سنی متفکر ہوکر بحری خان وجگپت راو اور حاجی خان کو قلعہ گلکنڈہ
مین چھوڑا اور خود خداوند خان حبشی اور عالم خان و اخلاص خان حبشی و قبول خان و تاج خان
کو ساتھ لیکر ابراہیم قطب شاہ کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوکر قلعہ گہن پورہ تک جا پونچا۔
اتنے مین ابراہیم قطب شاہ کا فرمان نایک واڑیون کے نام آپہونچا اور نایک واڑیان جگدیو راؤ
کی اشارہ پر ابراہیم قطب شاہ کے مطیع ہوکر بحیلہ قلعہ گلکنڈہ کے بندوبست مین شرکت ظاہر کرکے
جگپت راو کو قید اور جگدیو راو کو رہا کرلئے اور بحری خان و اخلاص خان و حاجی خان خیرخواہان
عین الملک کو قتل اور اون کے سرون کو نیزے پر چڑہا کر تشہیر کردیا اور شہزادہ سبحان قلی کو حبس
تمام خزانہ و اسباب ضبط کرکے ایک عرضی ہمراہ امین خان حبشی مع سرہائے خیرخواہان عین الملک کے
ابراہیم قطب شاہ کے پاس روانہ کئے۔ یہہ خبر سنکر عین الملک کے ہوش اڑ گئے اور پریشان
ہوا آخر بہت سا نقد و جنس لیکر مع پانچ ہزار سوارون کے براہ کولاس ممالک محروسہ کی سرحد کے
باہر بھاگ نکلا۔ اور ابراہیم قطب شاہ داخل قلعہ ہوکر تخت نشین ہوگیا۔ بروز دوشنبہ
بارہوین رجب ۹۵۷ھ مین بڑی شان و شوکت سے قلعہ گولکنڈہ مین جلوس فرما ہوکر ہر ایک کو

خلعت اور انعام و اکرام سے سرفراز کیا اور ملک کا بندوبست کیا اور اس بادشاہ کا یادگار تالاب
ابراہیم پٹن و تالاب لنگور و کتبوہ بڈویل و کالا چبوترہ گلکنڈہ و تالاب حسین ساگر بصرف دو لاکھ ہون
باہتمام حضرت حسین شاہ ولی رح اور پل قدیم ہے - پل قدیم کے تعمیر کیوجہ مورخین نے یون لکھی
ہے کہ اسکا بیٹا محمد قلی مسماۃ بھاگمتی نام ایک طوائف پر عاشق تھا اور وہ موضع چچلم جہان اب آبادی شہر
حیدرآباد واقع ہے رہا کرتی تھی اس ایک روز حسب عادت قلعہ گولکنڈہ سے نکل کر ندی پر آیا اور
اوراوسوقت ندی طغیانی پر تھی اسکو غلبہ عشق نے بیچین و بیخود کر دیا ندی مین گھوڑا ڈالدیا اور پار
ہوگیا خفیہ نگار نے اس سانحہ کی اطلاع بادشاہ کو دی حکم ہوا کہ بہت جلد پل تیار ہو جائے بیر تعمیر اوسکی
تعمیر مین متوجہ ہوا اور دو برس موسم بارش تک قریب دو لاکھ ہون کے صرف ہوئے اومین چار ہزار
روپیہ باقی رہگئے تھے حکم دیا کہ اسکا کھانا پکوا کر غریبون کو کھلوا دیا جائے - ایک شخص نے بناء پل کی تاریخ
صراط المستقیم ۹۸۱ لکھکر بادشاہ کے نذر گذرانی تو دیکھکر خوش ہوا اور پانسو اشرفیان اوسکے صلہ مین مرحمت
کین اور اسی بادشاہ کے عہد مین ایک پہاڑ کوہ مولا کے نام سے مشہور رہوا - اسکا قصہ مورخین نے
یون لکھا ہے کہ اس پہاڑ پر ایک بت خانہ تھا - ایک روز بادشاہ اتفاقاً چاندنی رات کو مین تفریحاً
بالا حصار پر سے ادہر ادہر دیکھ رہا تھا شمال کے جانب ایک روشنی سی نظر آئی پوچھا کہ یہ روشنی
کیسی ہے اور راؤ نامی ایک برہمن اسکے ہمنشین نے عرض کی کہ حضور اس پہاڑ پر جناب مولا علی کا
علم ہے - لہذا انہیون نے روشنی کی ہے - بادشاہ نے کہا ہم بھی جمعرات کو چلین گے صبح ہوتے ہی برہمن نے
جاکر بت کو نکلوا کے ایک علم استادہ کروایا اور اطراف مین اوسکے سنگ کٹہرا بندھوایا اور بادشاہ جب وہان
گیا چونکہ حضرت علی علیہ السلام کی تیرہوین رجب مین ولادت ہوئی ہے اسلیے اس نے اس روز
بڑا پر تکلف جشن حیدری ترتیب دیا اور غریبون کو کھانا پکوا کر کھلوایا اوس روز سے پہاڑ پر ایک بڑی
دہوم دہام سے میلہ ہوا کرتا ہے ٭

بربیع الثانی کو اسکا وصال ہوا قلعہ گلکنڈہ کے قریب گنبد و زیارت گاہ خلق اللہ ہے دیکھو مخازن الاعراس ۱۲ منہ

اور اسی بادشاہ کے عہد مین بیجاپور سے تبرک نعل صاحب کا آیا۔ اور لنگر بارا امام تعمیر ہوا مدت تیس سال نو مہینے اس بادشاہ نے سلطنت کی آخر اکاون برس کی عمر پاکر سنہ ۹۸۸ھ کو رحلت پائی مرد شجیع و دلیر اور معاملہ فہم و قدر دان علم و ہنر تھا لنگر قبضہ اثر مین مدفون ہوا۔

محمد قلی بن ابراہیم قلی قطب شاہ کا حال

اور اسکے انتقال کے بعد اسکا بیٹا محمد قلی قطب شاہ تخت نشین ہوا۔ اور میر محمد امین اسکا وزیر تھا۔ اسی بادشاہ کا یادگار شہر حیدر آباد ہے۔ اور اسکی آباد ہونیکی وجہ مورخین نے یون لکھی ہے کہ بھاگمتی طوایف جو اس کی داشتہ تھی اوسکا خیال تو تھا ہی حکم دیا کہ قلعہ گولکنڈہ جاہ و حشمت کے شایان نہین ہے و نہ امرا و دولت و ارکان سلطنت کو جیسا کہ چاہیے آرام ہے مین چاہتا ہون کہ ندی کے اوسطرف ابوالحسنی شاہی کی بنیاد ڈالی جائے اور آبادی شہر چار راستون و چار بازارون پر قرار پائی جسمین چار طاق و چودہ ہزار دوکانین اور بارہ ہزار محلے ہون چنانچہ ان تعمیرات کے بحال رکھنے کے لئے ایک بڑی رقم جمع ہوئی میر ابو طالب خزانہ دار نے لکھا ہے کہ ان تعمیرات کی تیاری مین دو کڑور روپیون سے زیادہ صرف ہوئے۔

وسط شہر مین چار کمان رفیع الشان اور ہر کمان کے محاذی راستہ کشادہ ترتیب پا گیا۔ راستہ شمال کے طرف ایک بڑا دار الشفا اور اوسکے پہلو مین حمام۔ و شمال و غرب کے جانب خاص محل شاہی پر تکلف اور چار کمان کے مابین میدان چھوڑ کر ایک حوض بنایا گیا۔ و کمان شرقی پر نقار خانہ اور کمان غربی دروازہ خاص محل شاہی کا تھا جسمین لکڑی صندلکی اور میخین سونیکی نصب تھین۔ نزاکت و خوبصورتی اسکی اس سامان پر قیاس کرنا چاہیے اور خاص بلدہ مین جامع مسجد اور اوسکے پہلو مین ایک حمام متصل کمان جنوبی۔ اور ندی کے کنارے پر ندی محل اور بنی باغ آخر چار شنبہ کے جلسہ کے لئے اور ایک وزیر وبا کا ظہور ہوا اوسکے دفع کرنے کے لئے دولت خانہ کے قریب سنہ ۱۰۰۳ھ مین خرچ ساٹھ ہزار روپیہ امام باڑا بنوایا جسکو اب بادشاہی عاشور خانہ کہتے ہین اور اسکے متصل ایک مسجد

ایک مسجد بنوائی جو اب موتی مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ اسکے سوا چند محل اور رنگین محل و عدالت
کے لیے داد محل و عمارات کوہ طور و محمدی محل و حیدری محل و حسنی و حسینی و جعفری محل غرضکہ اس بادشاہ کو
منظور تھا کہ آبادی شہر مثل مشہد مقدس صورت پکڑی چنانچہ اس لیے اس نے بجائے روضۂ حضرت
امام ضامن علی موسی رضا کے چار مینار تعمیر کروایا جسکی بنا میں قریب دو لاکھ ہن کے صرف ہوا یہہ چار مینار
سنہ ۱۰۰۰ ہجری میں تیار ہوا چونکہ یہہ بادشاہ عمدہ تعمیرات و صنعت معماری سے اوسکو
زیب دینے کی کوشش کرتا رہا اور اسکی سعی سے اور امرا و عمائد بھی اسکی پیروی کرنے لگے اور ہر ایک امیر اپنی حویلیوں
و باغوں کو آراستہ کرنیکے لیے کام میں ایک دوسرے پر سبقت لیگیا غرض قصبہ نرکھوڑہ و ابراہیم پٹن و بہونگیر
وڈین چیرو اور شہر کے اطراف چار سمت دس دس کوس تک باغات و عمارات کی تعمیر ہوئی۔ اور بھاگ نگر
کے نام سے مشہور ہو گیا۔ جسکا چار لاکھ ہن محاصل وصول ہوتا تھا وہ کل رقم غریب لوگوں پر تقسیم و
علما و سادات کو تسلیم کر دیا اور ساٹھ ہزار روپیہ لنگر امام میں اور بارہ ہزار ہن زوارین و مجاورین
کو دیا جاتا تھا اسکے عہد میں عاشور خانجات عشرہ محرم میں بنا تمام ممالک محروسہ میں آباد اور لوگ تعزیہ
پرست ہو گئے اگرچہ یہہ شیعہ مذہب تھا مگر اس نے یہہ بھی حکم دیا تھا کہ جو شخص اصحاب ثلاثہ رض کی
نسبت تبرا کہیگا اوسکی زبان کاٹی جائیگی۔ ایک سائل اسکی سواری کے نزدیک آیا اور عرض کی یہہ ہاتھی معہ ہودج
جسپر بادشاہ سوار ہے بارہ امام کے نام سے مجکو دیدے اس نے فی الفور دیدیا۔

الحاصل اس نے تیس سال ۸ مہینے بہ کمال نیک نامی اور عیش و عشرت کے ساتھ سلطنت کرکے آخر شراب
خواری میں مبتلا ہو گیا جسکے سبب سے روز بروز انواع اقسام کے بیماریوں میں مبتلا ہو کر آخر ۱۷ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ھ
اونچاس برس عمر پاکر مر گیا اور لنگر فیض اثر میں سپرد خاک ہوا۔

سلطان محمد قطب شاہ ابن محمد ابن ابراہیم قطب شاہ کا حال

اور اسکے انتقال کے بعد اسکا بیٹا سلطان محمد قطب شاہ تخت نشین ہوا۔
یہہ بادشاہ تخت پر متمکن ہو کر مثل اپنے چچا سلطان محمد قلی قطب شاہ کے

ایک نیا شہر بسانا چاہا۔ چنانچہ شہر کے مشرق طرف قلعہ کی بنیاد ڈالی اور نو لاکہہ ہن کی منظوری دی
اور اوسمین عمدہ عمدہ عمارتین و عالیشان محل تیار کیے جسکا نام سلطان نگر رکھا۔
اور خاص شہر مین بہی اوسکا ارادہ ہوا کہ ایک عمدہ مسجد بنانی چاہیے۔ چنانچہ سنہ ۱۰۲۷ ہجری مین جمیع
علما اور فضلا کو بلوا کر فرمایا کہ جس شخص کی نماز تہجد قضا نہوی ہو وہ اس مسجد کی بنیاد کا پہلا پتہر رکھے
چنانچہ یہہ کہکر پہلے اپنے ہاتھ سے پتہر رکھکر بنیاد مسجد کی قایم کی۔ قریب تیس ہزار ہن اوس کی بنیاد
مین خرچ ہوے اور وہ مسجد اسکے بعد سلطان عبداللہ و سلطان ابوالحسن تانا شاہ کے عہد تک
تیار ہوتی رہی آخر بعہد دولت عہد عالمگیر مین بانی تعمیر اس مسجد کی سنہ ۱۱۰۴ ہجری مین عمل مین آئی۔ اب
وہ مسجد مکہ مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ اور قلعہ گلکنڈہ کے باہر متصل گنبدون کے اور ایک دوسری
عمارت سلطان پور کے نام سے بنوائی۔ مگر ہنوز سلطان نگر آباد ہونے نہین پایا تہا کہ اس عرصہ مین یہہ
بیمار ہوگیا اور حال رحلت سلطان محمد قطب شاہ کا مورخین نے یون لکہا ہے کہ جسوقت اسکو شہزادہ
عبداللہ جو پیدا ہوا تو نجومیون نے باتفاق یہہ بیان کیا کہ اس شہزادہ کا دیکہنا بادشاہ کو منحوس ہے
بارہ برس تک دیکہنا چاہیے ورنہ بادشاہ کیواسطے جان کا اندیشہ ہے چنانچہ شہزادے کی بارہ
برس تک علیحدہ پرورش ہوتی رہی اور جب بارہ برس گذرے تو شہزادے کو آرزوے قدمبوسی
شاہ ممدوح کی ہوئی اور بادشاہ کی شفقت پدری نے بہی جوش کیا چنانچہ ایک روز تاریخ نیک
تجویز کر کے دیدار فرزند سے مسرت حاصل کی اور جشن شاہانہ ترتیب دیا گیا اوسی سال یہہ عارضہ
تپ محرقہ مین بیمار ہوا ہر چند علاج کیا گیا مگر کچہہ فایدہ مترتب نہوا آخر چودہ سال چہہ روز سلطنت
کر کے بروز چہارشنبہ ۱۳ جمادی الاول سنہ ۱۰۳۵ ہجری مین ۳۴ سال ایک مہینہ بیس روز کی عمر مین یہہ
نیک نام بادشاہ انتقال کر گیا۔ اور گنبد واقع لنگر فیض اثر مین مدفون ہوا۔

سلطان عبداللہ قطب شاہ کا حال۔ اور اسکے انتقال کے بعد اسکا بیٹا سلطان عبداللہ قطب شاہ سریر آراے

قطب شاہیہ ہوا - یہہ بادشاہ ہوکر امرا دولت کا عزل و نصب شروع کیا - چنانچہ منصور خان کو منصب میر جملگی پر سربلندی بخشی اور خواجہ افضل ترک کو جاگیر چار لاکھ ہن پر برقرار رکھا اور قاسم بیگ کوتوال شہر اور اوسکی نیابت مین حسن بیگ کو مقرر کیا - اور ایلچی بیگ کو سپہ سالار کرکے زمینداران کلبرگہ پر مامور کیا - اور خیرات خانکو خلعت مصاحبت سے سرفراز کیا - مگر اس بادشاہ کی مدت عمر سیر و تماشہ و عیش و عشرت و تعمیر عمارات مین گذری - چنانچہ اس نے سیر و تماشہ کیلئے باغ لنگم پلی بنوایا اور ایک گوشہ محل تیار کروایا جسمین ہزار حجرہ کی بنیاد ڈالی اور اوسکے پاس ایک بڑا حوض سیر و تماشہ کے لئے بنوایا - اور اسی بادشاہ کے عہد مین مصوران چین نے آکر بادشاہی عاشور خانہ کی نگ آمیزی کی اور اسی بادشاہ نے ایک حکم جاری کیا کہ عشرہ محرم مین تمام قلمرو کے اندر نقارہ نہ بجے اور تنبولی پان و قصاب گوشت نہ بیچین اور تمامی لذات سے امیر و غریب باز رہین چنانچہ یہہ طریقہ ہندو اور مسلمان دونون مین جاری ہوگیا -

اور اسی بادشاہ کیوقت سے رسم لنگر کشے کا عشرہ محرم مین رواج پایا جسکا قصہ مورخین نے یون لکھا ہے کہ سلطان عبداللہ قطب شاہ ایک روز بسواری ہاتھی پندرہوین ذیحجہ کو قلعہ کیطرف جا رہا تھا اتفاقاً ہاتی بسبب مستی جنگل کیطرف چلا اور جو لوگ اسکے ہمراہ تھے وہ درہم برہم ہوگئے یہہ حال سنکر حیات بخشی بیگم اسکی والدہ روئی اور صحرا کے درختون مین ایک ایک صحرائی دکھانیکا توشہ بندہوا دیا اور ایک روز بہت گڑگڑا کر بواسطہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے منت مانی کہ آج اگر میرا فرزند صحیح و سالم مجہہ سے آملا تو مین سونیکی زنجیر فیل تیار کروا کر اپنے فرزند کے کمر مین باندہ کر لنگر نکالونگی اور وہ فقرا کو تقسیم کردیونگی اتفاقاً ہاتی گرفتار ہو آیا اور سلخ ذیحجہ مین سلطان خیر و خوبی سے داخل محل ہوا فی الفور بیگم مذکور نے راتون رات زنجیر تیار کروائے اور بادشاہ کے بیعت کرکے اوسکے دوسرے روز جلوس شاہانہ سے لنگر حسینے علم کو روانہ کی چنانچہ اتبک یہہ رسم

دکن مین جاری ہے۔ اور ۱۰۴۵ھ مین اسی بادشاہ کے نام شاہجہان نے فرمان صادر کیا کہ ملک دکن مین تبرا ہوا کرتا ہے اور اُسکے علاوہ خطبہ مین شاہ ایران کا نام پڑھا جاتا ہے یہہ دونون طریقہ مذموم ہین اگر موقوف نکرینگے تو تمہارا ملک ضبط و شاہی تصرف مین شامل کر لیا جائیگا۔ غرض جب یہہ فرمان بعیت عبداللطیف گجراتی کے صدور پایا تو ہر دو طریقون کی سخت ممانعت کروائی اور ایک عمدہ پیشکش شاہجہان پاس بھیجی۔

عالمگیر کا سلطان عبداللہ پر لشکرکشی کا باعث۔

ایک روز میر محمد امین فرزند میر محمد سعید عرف میر جملہ المخاطب بہ معظم خانخان نشہ بادہ جوانی و دولت مین مست ہوکر مسند شاہی پر حالت نشہ شراب مین سوگیا اور قی کی۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ کو اوسکی یہہ حرکت ناگوار گذری تو دربار بند کر دیا اسلئے میر جملہ بر داشتہ خاطر ہوکر اورنگ آباد چلا گیا اور شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر سے جاملا اور اوسکے وساطت سے دربار شاہجہانی مین اس امر کی عرضداشت لکھی اور استدعا یہہ تہی کہ فرمان شاہی میر جملہ کے طلب مین بنام سلطان عبداللہ قطب شاہ صادر ہو اور اوسمین یہہ بھی ذکر رہے کہ میر جملہ اور اوسکے متعلقین سے سلطان عبداللہ قطب شاہ تعرض نکرین غرضکہ فرمان شاہی ہمراہ قاضی محمد عارف کشمیری صدور پایا۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ نے اس کا کچہہ خیال نکیا بلکہ میر جملہ کا گہربار ضبط اور اوسکے فرزند محمد امین کو قید کر دیا۔ یہہ خبر سُنکر شاہجہان نے عالمگیر کو سختی سے حکم دیا اور عالمگیر یہہ حیلہ چاہتا ہی تھا پہلے اُس نے ایک حکمنامہ اس مضمون کا سلطان عبداللہ کے نام روانہ کیا کہ میرا فرزند سلطان محمد چاہتا ہے کہ اوڑیسہ کی راہ سے اپنے چچا شہزادہ شجاع پاس بنگالہ جاوے مگر اوسکا گذر حیدرآباد پر سے ہوگا پس ایسا بند و بست اور انتظام رہے کہ وہ تمہاری سرحد سے بحفاظت و آرام سے عبور کر سکے۔

سلطان عبداللہ نے صاف دلی سے اس پیام کو یقین سمجھکر تیاری سامان ضیافت مین مشغول ہوا القصہ عالمگیر نے آٹھوین ربیع الاول سنہ ۱۰۶۶ ہجری مین پہلے اپنے فرزند سلطان محمد کو

حیدر آباد کے طرف روانہ کیا اور خود بھی سوم ربیع الثانی کو اوس کے پیچھے کوچ کیا۔
سلطان عبد اللہ قطب شاہ نے جب یہہ سُنا تو جلد محمد امین اور اوسکی والدہ کو رہا کر کے روانہ کیا اور محمد امین
معہ اپنے والدہ کے بارہ کوس کے فاصلہ پر شہزادہ سلطان محمد سے ملاقی ہوا اور اپنی سرگذشت
عرض کی شہزادہ نے یہہ سُنتے ہی حیدر آباد کا رخ کیا ادہر سلطان عبد اللہ قطب شاہ نے مجرد
سُننے اس خبر کے بتجم ربیع الثانی کو نقد و جنس لیکر داخل قلعہ گلکنڈہ ہو گیا۔ اور شہزادہ سلطان محمد
تالاب حسین ساگر کے کنارہ خیام پذیر ہوا۔ المختصر فوج قطب شاہیہ نے مستعدی سے مقابلہ
کیا اور لڑائی شروع ہوئی ادہر شہزادہ نے بھی دلیرانہ خوب لڑا آخر فوج قطب شاہیہ نے
پیٹھ دکھائی اور میدان جنگ شہزادہ کے ہاتھ رہا حیدر آباد کو فتح کر کے کارخانجات پر
قبضہ کر لیا۔ اس واقعہ کے بعد سلطان عبد اللہ قطب شاہ نے قلعہ گلکنڈہ سے جواہر قیمتی
و زنجیر فیل شہزادہ سلطان محمد کو پیشکش کیا مگر باطن میں تیاری جنگ و استحکام قلعہ میں مشغول رہکر
محمود عادل شاہ سے خواہان کمک ہوا اور اتنے میں عالمگیر بھی آپہنچا اور شاہزادہ سلطان محمد سے ملحق ہو کر قلعہ گولکنڈہ کے روبرو مورچے
قایم کر کے طرح جنگ ڈالی قلعہ سے بھی گولہ پر گولہ برس رہا تھا اور دہر سے بھی اوس کا جواب مستعدی سے دیا جاتا تھا طرفین کے
بہادران دلاور نے داد جوانمردی دئے اور بہ انگشت نمون ہوا المختصر مصلحت وقت سلطان عبد اللہ
قطب شاہ نے ناگذیر اپنے داماد میر احمد کو عالمگیر کے حضور میں روانہ کیا اور زر بقایا
پیشکش ماضیہ معمولی و حال اور مال و اسباب منضبطہ مرزا محمد امین پیش کیا اور خود بھی عالمگیر کے پاس
چلا آیا اور خواہان صلح ہوا۔ آخر صلح اس شرط پر واقع ہوئی کہ سلطان عبد اللہ قطب شاہ اپنی
لڑکی شہزادہ سلطان محمد کے قید نکاح میں دیوے اور اسکے سوا ایک کروڑ روپیہ نقد داخل
کرے چنانچہ ان شرطوں کو سلطان عبد اللہ نے قبول و منظور کر لیا اور عالمگیر نے بعد اس
صلح کے مراجعت فرمائی الحاصل سلطان عبد اللہ قطب شاہ نے ساٹھ سال کی عمر اور بیالیس برس

سلطنت کرکے بروز یکشنبہ بیسری محرم ۱۰۸۳ ہجری مین کاروبار سلطنت کو چھوڑ کر عالم عقبی کا رستہ لیا اور لنگر فیض اثر مین مدفون ہوا۔

سلطان ابو الحسن تانا شاہ کا حال۔ اور اسکے انتقال کے بعد سلطان ابو الحسن تانا شاہ اسکا داماد میر مظفر کی سعی سے پنجم محرم ۱۰۸۳ھ مین تخت نشین ہوا اور میر مظفر نے خدمت وزارت پائی یہہ بادشاہ خاندان قطب شاہیہ کا ڈوبتا ہوا آفتاب اور سلطنت شاعہ کا گل ہوتا ہوا چراغ ہے اس نے تخت پر بیٹھتے ہی حکم دیا کہ فرد گوشوارہ خزانہ عامرہ مرتب ہوکر جلد پیش ہو۔ میر مظفر وزیر نے پیش کی اور بعد ملاحظہ حکم دیا کہ اس کو چار حصون پر منقسم کرین ایک حصہ ہمارے عیش و عشرت کیلئے اور دوسرا حصہ خیرات کردیا جائے اور تیسرا حصہ تنخواہ سپاہ مین پہنچکے تقسیم ہونا چاہئے اور حصہ چہارم ضرورت کیلئے خزانہ مین جمع رہے۔

وزیر آداب بجالایا اور عرض کی کہ مملکت دکن مین ہمیشہ معرکہ جنگ رہا ہے اور لڑائیاں در پیش رہے ہین اگر شاہی خزانہ اسطرح خالی رہیگا تو ان مہمات عظیم کا کیونکر بندوبست ممکن ہوسکیگا سلطان ابو الحسن نے یہہ سنکر کہا کہ شاہان سلف نے جمع کرکے بحفاظت رکھا آخر چھوڑ گئے مگر ہم اپنے ساتھ لے جائینگے۔

الغرض اسکے تھوڑی ہی زمانہ بعد سلطان ابو الحسن سید مظفر وزیر نیک تدبیر سے ناراض ہوگیا اور اس کو معزول کرکے مادنا پنتلو برہمن کو وزارت سے سرفراز کیا اور اسنے اپنے بھائی اکنا کو اپنا پیشکار بنایا۔ پھر دونون رفتہ رفتہ سلطنت کے مختار کل ہوگئے اور شاہی اہلکاران قدیم کو موقوف اور اپنے ہمقومون کو بڑے بڑے کامون پر مامور کئے اور اہل اسلام کو نظر حقارت دیکھنے لگے بیرون شہر ننت گبر مین ایک دیول بنوا کے اکثر اوقات سوار ہوکے وہان جاتے تھے اور جسوقت ہنود کا تہوار آتا حشمت و جلوس سے سوار ہوکر سادات و شرفا کو

اپنی سواری کے ہمراہ لیجاتے تھے غرضکہ ابو الحسن رات دن فسق بخواری وعیش وعشرت مین غرق رہا کرتا تھا اور یہہ دو نون کل امور سلطنت پر متقدر رہتے عدل و انصاف کا نام نہ تھا سادات و مشایخ و فضلا و شرفا کو انہون نے تنگ کر رکھا تھا اور عالمگیر کو بھی اس کی خبر لگ رہی تھی آخر سلطان ابو الحسن کو تین چار مرتبہ نصیحتاً لکھا کہ اپنی بُری عادتون سے باز آو اور رعایا کی استمالت کرو اور خوش و خرم رکھو لیکن اسپر اس نے کچھہ بھی خیال نکیا۔

القصہ عالمگیر نے پہلے تسخیر بیجاپور کا ارادہ کیا چنانچہ شہزادہ محمد اعظم اور غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ معہ لشکر جرار بیجاپور کے طرف روانہ ہوئے۔ مہم مین طوالت ہوئی خود عالمگیر نے اورنگ آباد سے نکلکر احمد نگر ہوتے ہوئے شولاپور کا رخ کیا اس اثنا مین سلطان ابو الحسن تانا شا کا ایک خط عالمگیر کے نظر سے گذرا جسمین لکھا ہوا تہا کہ مین مراسم بندگی اتبک بجالایا مگر تم نے سکندر عادل شاہ کو یتیم جانکر بیجاپور کا محاصرہ کر کے اوسکو تنگ کیا ہے اب مجھپر بھی واجب ہو گیا ہے کہ جیسے لشکر راجہ سنبھاجی مرہٹہ کا سکندر عادل شاہ کی مدد کر رہا ہے مین بھی اوس کی کمک کرون اسلیئے اپنے سپہ سالار خلیل اللہ خان پلنگ حملہ کو معہ چالیس ہزار سوارون کے مامور کیا ہون دیکھون کہ تم کس کس سے مقابل آرا ہو سکتے ہو بمجرد ملاحظہ اس خط کے عالمگیر پہلے بذات خود سلطان ابو الحسن کے طرف متوجہ ہوا پہلے شہزادہ عالم شاہ بہادر شاہ اور خان جہان بہادر وغیرہ کو روانہ کیا۔ انہون نے جاکر سرحد کے قلعون سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دئے۔ اور سلطان ابو الحسن کے طرف سے خلیل اللہ خان نے باتفاق شیخ منہاج و رستم راو چچازاد برادر مادنا کے قصبہ سیڑم و ملکہیڑ پر مقابل آرا ہو گیا۔ دو نون جانب کے سپاہ نے داو مردمی و شجاعت دی مگر میدان جنگ لشکر سلطانی کے ہاتھہ رہا اسپر بھی شہزادہ نے لکھا بھیجا کہ سیڑم و ملکہیڑ و پرگنہ اڑکی وغیرہ جسپر فوج شاہی نے قبضہ کر لیا ہے سلطان ابو الحسن اگر اس سے دست بردار ہو جائے تو مین

یہین سے تمہاری سفارش حضور سلطانی مین عرضداشت روانہ کر کے صلح کرواتا ہون ۔
اس بات کو خلیل اللہ خان نے قبول کر لیا مگر شیخ منہاج اور رستم راو نے نامنظور کی آخر پھر
لڑائی شروع ہوئی اور اوسی روز ابوالحسن کے طرف سے ان کی کمک کے لئے اور بھی لشکر آ
پہونچا طرفین سے ۔ ہنگامہ گرم ہوئی سیکڑونکا کہیت رہا شیخ منہاج و رستم راؤ مجروح ہو گئے اور دکھنیونکے
پانون میدان کارزار سے اکھڑے اور راہ فرار لی اور لشکر سلطانی نے برابر انکا تعاقب کیا
ہوا چلا آیا اس لڑائی مین صورت یہہ ہوئی کہ اکثر سردارون مین نفاق پڑ گیا اور دکھنی فوج منتشر
ہو گئی ۔ چنانچہ دکھنیون کا لشکر پسپا ہو کر سلطان ابوالحسن پاس پہونچا تو خلیل اللہ خان کی شکایت
کی کہ اسکے سبب سے ہمکو شکست ہوئی اور مادنا نے بھی سلطان ابوالحسن کے ذہن نشین کیا خانموصوف
عالمگیر سے ملگیا ہے ۔ اس پر ابوالحسن بدظن ہو گیا اور اوس کے قتل کے درپے ہوا خلیل اللہ خان نے
یہہ سنکر بخوف جان خود سنہ ١٠٩٦ ہجری مین شہزادہ سے جا ملا اور شش ہزاری منصب چہہ ہزاری سوار
وخطاب مہابت خانی سے سرفرازی حاصل کی ۔ یہہ حال سنکر ابوالحسن پوشیدہ سر شام محل شاہی سے
نکلکر تمام صنادیق جواہرات وزر و اشرفیون کے ساتھ اپنے قلعہ گلکنڈہ مین داخل ہوا ۔

اور جب ابوالحسن کا اسطرح قلعہ مین چپکے سے چلے جانیکی خبر مشہور ہوئی تو تمام رات شہر مین حشر
برپا ہو گیا کئی ہزار شرفا پریشان حال اپنا اپنا مال و اسباب گہرونمین چہوڑ کے صرف عیال و اطفال
لیکر قلعہ مین چلے گئے ۔ اوباشان شہر نے قابو پاکر شہر کی غارتگری مین دست درازی شروع
کی ۔ اور بیشمار مال و دولت و محلات شاہی کا غارتگرون نے لوٹ لیا یہہ خبر سنکر شہزادے
بے کھٹکے محلسرای ابوالحسن مین داخل ہوا اور احکم الحاکمین کا شکریہ بجالایا اور تاراجی شہر کا حال سنکر
چوبدارون کو مامور کیا جب غارتگرون نے نہ سنا تو کوتوال لشکر کو باتفاق اپنے دیوان کے
پانسو سوار ودیگر گردآوری و بندوبست شہر کیلئے مقرر فرمایا اور خلایق کو اوباشون کی دست

درازی سے امن ملی - القصہ شہزادہ نے قریب اسی ہزار ہن نقد وجنس پر ابوالحسن تاناشاہ
کے قبضہ کر لیا تو سلطان ابوالحسن تاناشاہ نے ایک معذرت نامہ عفو قصور کیلئے شہزادہ پاس
روانہ کیا اور جب معذرت نامہ شہزادہ کے نظر سے گذرا تو صورت صلح اس امر پر قرار پائی کہ ابوالحسن ایک کروڑ
بیس لاکھہ روپیہ اب دین اور اسکے سوا جو سالانہ مقرر ہے وہ دیا کرین اور مادنا اور اکنا جو باعث فساد
اور بسبب خرابی سلطنت حیدرآباد ہین اون کو بیدخل کرکے قید کر دین اور گہڑی سیڑم دکوہیر
معہ دوسرے محلات مفتوحہ جو فوج شاہی کے تصرف مین آچکے ہین اون سے ہمیشہ کیلئے
دست بردار ہو جاین صلح کی یہہ شرطین قرار پائین مگر تاناشاہ کو مادنا و اکنا کا جدا ہونا کب گوارا
تہا اس کے نسبت ابھی پوری طور پر گفتگو صاف ہونے نہین پائی تھی کہ شہزادہ بصدور
فرمان شاہی بیجاپور کے طرف رخ کیا - اور اس اثنا مین اتفاقاً ایک مرتبہ مادنا و اکنا جنکے
سر پر قضا آگئی تھی تبخانہ کے نزدیک جو متصل دیوار قلعہ کے تہا کچہہ مشورت کر رہے تھے
دشمنون نے قابو پاکر سر تن سے جدا کرکے شہزادے شاہ عالم پاس روانہ کر دیا -
الحاصل اورنگ زیب عالمگیر بعد فتح بیجاپور گلبرگہ شریف مین آکر زیارت حضرت خواجہ بندہ نواز
سید محمد گیسو دراز قدس اللہ سرہٗ سے مشرف ہوا - اور وہان سے چلے ایک حکمنامہ بنام
سعادت خان صادر کیا کہ بہت جلد ابوالحسن تاناشاہ سے زر نذرانہ وصول ہو یہہ تاناشاہ نے
جب یہہ سنا مجبور ہو گیا اور زر نذرانہ کے عوض نایاب جواہرات دیا - اس نے وہ بجنسہ
عالمگیر کے پاس بہیجدیا - لیکن جب تاناشاہ کو معلوم ہو گیا کہ اورنگ زیب عالمگیر خود ہی
اس طرف آنے والے ہین تو سعادت خان سے استرداد جواہرات کیلئے لکھا - خان موصوف
نے وہ تفصیہ دلفریب کی کہ یہہ سنکر چپ ہو رہا - المختصر تاناشاہ نے ایک عرضی لکہی -
خلاصہ اسکا یہہ تہا کہ اختیاری یا بے اختیاری سے جو کچہہ خطا ہوی فدوی اس کی سزا کو پہونچا

اب امیدوار معافی کا ہون۔ عالمگیر نے بعد ملاحظۂ عرضی فرمان صادر فرمایا کہ تمہارے تقصیرات بے گنتی صادر ہوتے رہے ہین منجملہ اون کے پہلے یہہ کہ کافر کو اقتدار دیا۔ اور فضلا کو بے اختیار علانیہ بادہ خواری کی نہ اسلام سے کام رکہا نہ عدل اور ظلم مین فرق سمجہا نہ فسق و عبادت سے واقف ہوے کافر حربی کی اعانت کی سمجہانے پر بھی ایک لاکہ ہن سمجہاجی کے حوالے کیے گئے اب ان تقصیرات پہ امید لطف و کرم دنیا مین تو کیا عقبی مین بھی ناممکن ہے۔ پس جب تاناشاہ نے یہہ جواب سنا پریشان ہو کر شیخ مہناج اور شرزہ خان و مصطفے خان عرف عبد الرزاق خان معہ دیگر نامور سردارون کو مقابلہ کیلئے روانہ کیا۔

اور حیدرآباد سے دو منزل کے اوپر دونون لشکرونکا آمنا سامنا ہو گیا اور لڑائی شروع ہو گئی۔ اسی اثنا مین غازی الدینخان فیروز جنگ کا عریضہ عالمگیر کے نظر سے گذرا کہ بعد تسخیر بیجاپور قلعہ ابراہیم گڑہ پر بھی خاطر خواہ قبضہ ہو گیا ہے اور جان نثار بھی حسب الحکم سلطانی المنار پہونچتا ہے۔ چنانچہ یہہ خبر لشکریان تاناشاہی مین مشہور ہوئی تو رہی سہی ہمت پسپا ہو گئی الغرض لڑنے بہڑنے شاہ فتح نصیب نے اگر قلعہ گلکنڈہ کے روبرو دمدمے اور مورچہ قائم کرکے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔

مگر تاناشاہی فوج نے بھی لشکر شاہی سے دلیرانہ مقابلہ کیا اور قلعہ سے بھی برابر آتش برستی رہی اور لشکر شاہی سے بھی پے درپے دلاورانہ حملہ ہوتے رہے اس زور و شور سے فوج شاہی کے حملون کو دفع کیا کہ سب کے منہ پہر پہر گئے سیکڑون ہی کا کہیت پڑا اور خواجہ عابد قلیج خان بہادر نے داد شجاعت دی اور اس جوانمردی سے دلاورانہ حملہ کیا لیکن تقدیر سے آ لگی ایک گولہ آ لگا تو بازو جدا ہو گیا آخر جام شہادت نوش فرمایا۔ اگرچہ شاہی لشکر اور سلطنت کے سامان کے سامنے ایک صوبہ کی کیا لب لطا تھی

تاہم نو مہینے کے قریب طول کھنچا۔ بالآخر تدبیرون کے جال پھیلائے گئے اور خفیہ سازشون کی
سُرنگین لگائی گئین اور اکثر سرداران تاناشاہی مثل شیخ منہاج اور شیخ نظام وغیرہ بہت سے
اُودہر کے بے وفا ادہر آن ملے اور شاہ مصلحت پناہ نے بھی اون دل شکنون کے دل بڑہانے
کے لئے کسیکو پنجہزاری اور کسیکو ہفت ہزاری منصبدارون مین شریک فرمالیا چنانچہ شیخ نظام
شش ہزاری منصب اور پنجہزار سوارون سے بخطاب مقربخانی سے سربلند ہوا المختصر ۲۴ ذیقعدہ
۹۸ سنہ ہجریکو رات کے وقت شہزادہ محمد اعظم اور کئی سپہ سالار معہ لشکر شاہی قلعہ کے ایک دروازہ
پر گئے جہان عبداللہ خان پنی سردار کے ماتحت فوج کا مورچہ قایم تہا وہ ملگیا اور چپکے سے
دروازہ کہولدیا۔ فصیلون مین بھی معرکہ جنگ کیوجہ سے سوراخین پڑگئی تہین اُدہر سے
بھی روح اللہ خان و ممتاز خان و رستم خان و جان نثار خان و صف شکن خان وغیرہ سرداران لشکر
شاہی معہ فوج کے سیلاب کیطرح قلعہ مین گہس گئے اور دفعتہً قلعہ مین ایک غل اُٹھا اور ہلچل
پڑگئی۔ جو جانثار تمام دن توپ و تفنگ سے سینہ بسینہ رہے تھے پھر برسر مقابلہ ہوے
اور باقی رات تلوارین مار مار کر کاٹی کہ وفاداری کے چہرے گلنار اور جان نثاری کے
پھول شاداب ہوگئے مگر مصطفےٰ خان عرف عبدالرزاق کی نمک حلالی و رفاقت ابوالحسن کی مشہور ہے کہ
داد جوانمردی دیکر زخم کاری کھا کے بیہوش گر پڑا۔ غرض جب صبح نے رات کا گریبان چاک کیا
اور تارون نے آنکھون مین آنسو ڈبڈبا کر دامن سحر مین منہ چھپایا تو فتح یابون نے اوسے
بھی زور دیا۔ اور تاناشاہ کو موت سامنے دکھائی دی۔ ساتھ ہی حرم سرا سے فریاد و زاری
کا غل اُٹھا اُسیوقت دیوان خاص سے اُٹھکر گھر مین گیا۔ اور دیوارون پر عیش و عشرت
کے ادا سے سوگواری جو برس رہی تھی ہر طرف حسرت بھری نگاہون سے آہ سرد بھر کے
دیکہا اور ہر ایک کو سامنے بلا کر تشفی و دلاسا دیا اور ایک ایک سے حق بخشوا کر رخصت ہوا

اور باہر آکر پھر مسند شاہی پر بیٹھ گیا۔ اتنے مین اس کو خبرواردن نے خبر دی کہ حضور چند
سرداران شاہی شہزادہ کے دربار سے رخصت ہو کر ادہر آرہے ہین۔ چونکہ اسکے
کہانیکا بھی وقت تہا بکاول کے نام حکم بھیجا۔ اس عرصہ مین سرداران شاہی ہتیارون مین
اونچی بنے اور تلوارین علم کئے ہوئے آہی پھونچے اس نے سلام وعلیک مین سبقت
کی اور اتنے مین بکاول نے آکر عرض کی کہ خاصہ تیار ہے تاناشاہ نے اجازت لی اور
سرداران شاہی بھی شامل ہوگئے ایک سردار نے طعن سے کہا کہ یہہ کیا وقت کہانیکا ہے
تاناشاہ نے کہا کہ ہان مین اسیوقت کھانا کہایا کرتا ہون اس نے کہا کہ یہہ تو مین جانتا
ہون۔ مگر اس حال مین آپ کا جی کھانیکو کیونکر چاہتا ہے کہا البتہ علی العموم تو لوگون کا
یہی حال وخیال ہے۔ مگر انسان کو خدا پر نظر رکہنی چاہئے جو شاہ وگدا دونون کا خالق ہے
باپ دادا نے نہایت فارغ البالی سے عمر گذاری مین نے چند روز نہایت فقیری و
تنگدستی اٹھائی۔ پھر خدا کی عنایت ہوئی تو اس ہیچمقدار کو درجہ شاہی پر پہنچا دیا کہ جسکا وہم و
گمان بھی نہ تہا۔ الحمد للہ کہ اب کوئی آرزو باقی نرہی۔ لاکہون ہی حاصل کئے اور کروڑون
ہی دے ڈالے۔ عالم سلطنت مین جو ناشایستہ عمل ہوئے اس کی تنبیہ وتادیب کے لئے
خداوند عالم نے بادشاہت لے لی۔ اور اب مین بارگران سلطنت سے سبکدوش ہوا اور
امر سلطنت خلیفہ عادل کے سپرد ہوئی۔
یہہ کہکر بعد فراغ طعام آن بان سے سوار ہو کر چلا۔ قلعہ کے دروازہ پر شاہزادہ محمد معظم
ایک خیمہ مین کرسی نشین تہا اور دم دم کی خبرین اس کو پہونچ رہین تھین اس کے پاس
لے آئے شاہزادے نے اس کی خاطر جمعی کی اس نے اپنے گلے سے نایاب موتیون کی
ایک مالا اتار کر شاہزادہ کو نذر کی القصہ شاہزادہ نے تاناشاہ کو دربار شاہی مین

لے آیا۔ عالمگیر نے تعظیم و توقیر کی اور شاہی خیام مین نظر بند رکھا اور تھوڑے ہی روز بعد اس کو مع اہل و عیال ہمراہ جانسپار خان بہادر قلعہ دولت آباد مین روانہ کر دیا اور حکم دیا کہ جو کچھ مبلغ ابوالحسن کے کھانے اور پینے و لباس وغیرہ مین مطلوب ہو بفراغت تمام دیا جائے اور اس کو کسی بات کی تکلیف ہونے نپائے۔ سلطنت قطب شاہیہ کا نقش مٹ گیا اور ملک شاہی تصرف مین آگیا۔

مورخین نے ابوالحسن تاناشاہ کی مدت عمر یون تقسیم کی ہے کہ چودہ سال طفلی مین اور چودہ سال تحصیل علم مین اور چودہ سال سید راجو حسینی رح کے حلقہ مریدین مین اور چودہ سال حکومت مین اور چودہ ہی سال قید مین گذار کر کے آخر اسہال کبدی سے شب پنجشنبہ بارہوین ربیع الثانی سنہ ۱۱۱۱ ہجری مین انتقال ہوا اور حسب وصیت متصل روضہ مقدس حضرت سید راجو قتال حسینی والد ماجد حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہما اورنگ آباد مین مدفون ہوا

رستم دل خان صوبہ دار کا حال

الغرض اورنگ زیب عالمگیر نے بعد فتح دار السلطنت قطب شاہیہ اپنا خطبہ و سکہ بٹھا کر رستم دل خان کو صوبہ داری حیدرآباد پر سرفراز کر کے خود بدولت بڑے دبدبہ و جاہ و حشمت سے فتحیابی کے نقارہ بجاتا ہوا بیدر سے ہوتے ہوئے روانہ ہوگیا اور رستم دل خان تیئیس سال تک حیدرآباد کا مستقل صوبہ دار رہا۔ اس نے ملک کا عمدہ انتظام کیا اور بے چراغ گاؤن کو از سر نو بسایا اور مالگذاری کا بندوبست کیا۔ اس عرصہ مین شاہ فتح نصیب عالمگیر اورنگ زیب مرہٹون کی گوشمالی مین مصروف ہوا۔ چنانچہ سنہ ۱۱۰۰ ہجری مین بالکنڈہ والا مقرب خان دکھنی کی کوشش سے سنبھاجی مرہٹہ مایہ فساد گرفتار ہو کر قتل ہوا اور قلعہ ستارہ جو مسکن و ملجاء مرہٹون کا تھا مفتوح ہوگیا۔ مگر پھر بھی مرہٹے ہر طرف لوٹ مار مین مصروف تھے جن سے لشکر شاہی بھی تنگ تھا۔

غازی شدہ پروانچہ ۱۲

المختصر شاہ شیخ نصیب اورنگ زیب عالمگیر بعد تسخیر بیجاپور و حیدرآباد دکن سے مراجعت فرمائے احمد نگر ہو کر قیام کیا اور دکن کے ملکون کا انتظام درپیش تھا کہ بڑھاپے کے سبب سے بیمار ہوا اور جب وقت قریب آپہونچا تو ملک کو تین حصون پر منقسم کر کے شاہزادون کو تقسیم کیا۔ چنانچہ شاہزادہ بہادر شاہ کو ہند اور شاہزادہ اعظم شاہ کو دکن اور شاہزادہ کام بخش کو بیجاپور دیا اور ان تینونکو وصیت نامہ لکھدیا۔ اور آپ ۲۸ ذیقعدہ بروز جمعہ ۱۱۱۸ ہجری مین اُس ملک فنا سے بچاس سال، ۷ روز پیر اسی دنیا میں سلطنت کر کے رخصت ہوا۔ بڑا شجاع متقی دیندار و دانا یار روزگار اور معاملات مالی و ملکداری مین کار آزمودہ شخص تھا۔ روضۂ شریف خطرہ حضرت شیخ زین الدین چشتی قدس سرہٗ اورنگ آباد مین سپرد خاک ہوا۔ عالمگیر از جہان رفت۔ اس کی تاریخ رحلت ہے اور اسکے وفات کے بعد زیب النسا شاہزادی نے بعجلت تمام شاہزادہ محمد اعظم شاہ کو بذریعہ قاصد اس حادثہ کی اطلاع دی اور لکہا کہ جسقدر جلد ممکن ہو یہان پہونچو۔

عالمگیر کی وفات کے بعد شاہزادون کا باہم لڑ جھگڑ کے سرمٹ جانا۔

یہ خبر سُنتے ہی فورًا اعظم شاہ لشکر شاہی سے ملحق ہوا اور بعد ادائے مراسم ماتم داری دہم ذیحجہ بروز عید تخت پر جلوس فرما ہو کر لشکر شاہی اور رعیت کی استمالت و خاطرداری شروع کی اور خزانہ پر قبضہ کر لیا امرا دولت و ارکان سلطنت کو حکم دیا کہ دربار عام مین حاضر ہون۔ ہر ایک کو رُتبے کے موافق سرفراز کیا آصف الدولہ اسد خان کو بدستور عہدۂ وزارت پر بحال اور اُسکے فرزند ذوالفقار خان کو حسب سابق سپہ سالاری پر برقرار رکھا۔ اور بہادر شاہ بڑا فرزند عالمگیر جو صوبہ دار بنگالے پر تھا اس نے جب خبر انتقال شاہ مغفور کی سُنی تو یکم ماہ محرم بروز شنبہ ۱۱۱۹ ہجری کو اکبرآباد مین جلوس فرما ہوا۔ اور

اور اعظم شاہ کو لکھ بھیجا کہ ملک دکن وسیع ہے لہذا تمکو مناسب ہے کہ بموجب وصیت مغفرت پناہ کے اُسپر
اکتفا کرو اور ملک ہند کی سلطنت ہمارے سپرد رہے صُلح بہتر ہے جنگ سے۔ اتحاد باہمی مین فوائد
بیشمار ہین۔ اعظم شاہ نے اوسکے درجواب لکھا کہ دو بادشاہ ایک ولایت مین نہین رہ سکتے ہین۔ یہہ سُنکر
بہادر شاہ نے اسباب جنگ فراہم کرکے آمادہ جنگ ہوا۔ ادہر اعظم شاہ نے معہ سامان جنگ کوچ کیا اور
گوالیار پہونچا۔ اور اسد خان کو مع دیگر امرا ساتھ لیا اور دھول پور جاکر قیام پذیر ہوا۔ بہادر شاہ یہہ سُنکر
بذات خود اوسطرف چلا اور جاجو کے قریب مقام کرنیکا قصد تھا ہنوز اوسکے خیام استادہ ہونے نہین پائے
کہ بیدار بخت شہزادہ اعظم شاہ مع چند امرا نامور مثل ذوالفقار خان وغیرہ کے آپڑا اور دکنیون نے
جو اوسکے ہمراہ تھے لوٹ مار شروع کی اور خیمون مین آگ لگادی یہہ سُنکر بہادر شاہ نے طرح جنگ کی
ڈالی۔ طرفین سے معرکہ جنگ گرم رہا قریب تھا کہ میدان جنگ سے بہادر شاہ کے قدم اکھڑے
اتنے مین اوسکا بڑا فرزند جہاندار شاہ عین موقع جنگ پر بر کمک آ پہونچا اعظم شاہ کے دونون
فرزند اس معرکہ جنگ مین کام آئے اور اعظم شاہ نے بھی داد شجاعت دی مگر فوج مخالف سے
کسی ایک کی گولی اوسکے ماتھے پر لگی فوراً ہاتی سے گرکے جان بحق تسلیم کی اور بہادر شاہ اس واقعہ کے
بعد خود تخت سلطنت پر جلوس فرما ہوگیا۔:-

ادہر بیجاپور مین شاہزادہ کام بخش کو جب خبر رحلت فرمائی عالمگیر شاہ مغفور کی پہونچی تو اوس نے
دو ہی مہینے کے اندر بیجاپور کے بندوبست سے فراغ حاصل کرکے امرا کو منصب و خطابات سے
سرفراز و ممتاز کیا اور بیجاپور مین شاہانہ جلوس کرکے اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا۔

در دکن زد سکہ خورشید و ماہ	بادشاہ کام بخش دین پناہ

اور اسکے بعد کام بخش نے سات آٹھ ہزار سوار فراہم کرکے قلعہ حسن آباد گلبرگہ بلا شمشیر قبضہ کرلیا

حیدرآباد پر کام بخش کی یورش اور اسکا فتح

اور قلعہ واگن گیرا کو مفتوح کرکے حیدرآباد کا رخ لیا اور یہان آکر

حیدر آباد پر دفعتہ یورش کی اور رستم دلخان صوبہ دار کو پکڑ کے قید اور حیدر آباد پر اپنا قبض و دخل کر لیا۔ یہہ سنکر بہادر شاہ نے سنہ ۱۱۲۰ھ مین کام بخش کے نام پہلے ایک خط اسمضمون کا لکھا کہ اے عزیز من تم اپنے حد سے قدم بڑہایا۔ حیدر آباد پر یلغار یورش کرکے رستم دل خان خیر خواہ سلطنت کو ناحق قید کر لیا یہہ بات اچہی نکی خیر جو کچہہ ہونا تہا سو کیا مگر اب بھی بہتر اور مناسب وقت ہے کہ سکہ اور خطبہ دکن ہمارے نام کا جاری رہے اسکے سوا پیشکش معمولی ہر سال کا ارسال کرتے رہین تو بھی اختیار دونون صوبونکا مین نے تم کو بخشا اچہی طرح سے ملک کا انتظام اور بندوبست کرکے رعایا کی استمالت کرو اور خوش و خرم آسودہ حال رکہو۔ کام بخش نے اسکا کچہہ جواب ندیا بلکہ رستم دلخان کو سختی سے مار ڈالکر اہلی محل مین دفن کروا دیا اور معتبر خان ایلچی بہادر شاہ کو خدمت کے ساتھ قید کرکے جواب خط خصومت آمیز لکہکر روانہ کیا الغرض جب یہہ خط بہادر شاہ کی نظر سے گذرا۔ اس نے باوجود موسم برشکال دکن کے طرف لشکر کشی کی اور منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا قصبہ ناندیڑ۔ جو شمال رویہ گوداوری ندی پر واقع ہے وہان پر اواخر شوال سنہ ۱۱۲۰ھ مین آپہونچا۔ اس مقام پر گوبند سنگہ نامی سکہون کے گرو کو جو مین سو جمعیت سکہون کے سات ہمرکاب بہادر شاہ آیا ہوا تہا اوسکو کسی افغان نے مار ڈالا چنانچہ اسکی سمادہ اب تک ناندیڑ مین واقع ہے۔ غرضکہ بہادر شاہ ناندیڑ سے کوچ کرکے اونیسوین ذیقعدہ سنہ ۱۱۲۰ھ مین حیدر آباد سے تین کوس کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوا اسوقت کام بخش کی فوج متفرق اور پراگندہ تھی صرف اسکی رفاقت مین پانچ چہہ سو سوارون کی تعداد تھی وہ بھی برگشتہ خاطر۔ اور بہادر شاہ کے ہمرکاب اسی ہزار جمعیت کی تعداد تھی۔ بہادر شاہ نے پہلے شاہزادہ رفیع الشان جہاندار شاہ کو رنگ ڈھنگ دیکہنے کیلئے روانہ کیا۔ اور اسکے پیچہے خان خانان اور ذوالفقار خان کو دس ہزار سواران جرار دیکر بھیجا۔ کام بخش باوجود تہوڑے سے فوج ہونیکے خود ہی مقابل آرہا ہوگیا۔

اور طرح جنگ کی ڈالی - اور بان اندازون کو حکم دیا کہ ایک بارگی لشکر مخالف پر بان چھوڑین اوسنے بھی ذوالفقار خان نے مقابلہ کا حکم دیا اور خانخانان بھی ویسا ہی شریک حال ہوگیا اور توپخانہ شاہی سے بھی آتش برسانا شروع ہوگئی - کام بخش نے پینتیس ہزار سے دلاورانہ مقابلہ کیا مگر اس لڑائی کا نتیجہ اُسکے خلاف اور میدان شاہی جنگ آوروں کے ہاتھ رہا آخرش شاہزادہ کام بخش مع اپنے دونون فرزند محی السنہ اور فیروزمند کے زخمون مین چور ہوکر گرفتار ہوگیا اور یہ تینون بہادر شاہ پاس لائے گئے لیکن تین چار پہر کے عرصہ مین کام بخش اور فیروزمند کا انہین زخمون سے کام تمام ہوگیا ان دونون کی نعشین دہلی بھیجی گئین اور مقبرہ ہمایون مین سپرد خاک کردئے گئے - اس واقعہ کے بعد ذوالفقار خان المخاطب نصرت جنگ کی سفارش سے دلاور خان نے صوبہ داری دکن پر سرفرازی پائی اور بہادر شاہ نے دارالخلافت دہلی کیطرف مراجعت فرمائی ماثر الامرا مین لکھا ہے کہ دلاور خان کے بعد دارالسلطنت حیدرآباد کی صوبداری پر ابو المنصور خان مامور ہوا - اور اس کے بعد فرخ سیر کے عہد مین نواب آصف جاہ نظام الملک بہادر نور اللہ مرقدہ نے کل دکہن کی صوبداری کی مستقلانہ مسند حاصل کی - الحاصل مطلب ان واقعات کے تھوڑے ہی زمانہ بعد محمد شاہ بادشاہ ہندوستان کے عہد سلطنت خاندان مغلیہ کے زوال سے مرہٹون کی ریاست تو خودسر ہو ہی گئی تھی - اسکے علاوہ اور کئی صوبہ بھی دارالخلافت دہلی سے الگ ہوکر اون کی ریاستین علیحدہ علیحدہ قایم ہوگئین اور سلطنت دہلی مین ضعف آگیا بادشاہ کی حکومت صرف نام ہی نام کی رہگئی چنانچہ راجپوتانہ اور صوبہ اودہ وصوبہ بنگالہ وغیرہ خود مختار بن بیٹھے ان سب مین سلطنت حیدرآباد دکن کے رؤسا مین سب سے پہلے رئیس نواب نظام الملک آصف جاہ فتح جنگ بہادر غفران مآب نور اللہ مرقدہ گذشتہ صدی کی شروع مین انگریزون کے کاروبار ملکی مین مداخلت کرنے کے زمانہ سے پہلے خود مختار ہوگئے گو بقابل راجپوت خاندان کے یہ خاندان کسیقدر بعد عروج کو پہونچا یا - اب زمانہ حال مین بھی ایک سلطنت زبردست اسلامیہ ہندوستان مین ملجا و ماوا اہل اسلام ہے جسکا حال ہم ناظرین کے روبرو پیش کرتے ہین - فقط

دارالخلافت دہلی سے صوبونکا علیحدہ اور خودسر ہو جانا -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حال سرپرستان دولت آصفیہ قیام السلطنت حیدرآباد دکن ادام اللہ عزہم الی یوم الحشر
ذکر خیر نواب نظام الملک آصف جاہ فتح جنگ بہادر سقف اللہ ثراہ و نور اللہ مرقدہ

آپکا اسم گرامی میر قمر الدینخان ہے اور آپکے نانا نواب عمدۃ الملک سعد اللہ خان بہادر صاحبقران ثانی شاہجہان بادشاہ ہند کے وزیر اعظم تھے اور جد امجد خواجہ عابد خان بہادر اور اون کے پدر بزرگوار عالم شیخ اور ثمرقند کے مشائخین اور بزرگوں مین نامور تھے اونتیس ۲۹ سال جلوس شاہجہانی مین سنہ ۱۰٦۵ھ کو خواجہ عابد خان بہادر نے ہندوستان مین آکر شاہی ملازمت اختیار کر لی اور اوسکے بعد زیارت حرمین شریفین کے لئے تشریف لیگئے اور بعد مراجعت سفر حرمین شریفین شاہزادہ محمد اورنگزیب کے ملازمان شاہی مین شریک ہوکر بڑی بڑی کارہائے نمایان کے مقتدر رہوے اور جب اورنگزیب تخت سلطنت پر بیٹھا تو آپکو محکمہ صدارت کی صدر نشینی سے سرفراز فرمایا اور اوسکے تھوڑے ہی زمانہ بعد (قلیج خان بہادر) کے خطاب اور پنجہزاری منصب سے ممتاز فرمایا جس زمانہ مین عالمگیر قلعہ گولکنڈہ کا محاصرہ کئے ہوے سلطان ابو الحسن تاناشاہ خاندان قطب شاہیہ کے بادشاہ سے برسر پیکار تھا ایک گولہ توپ کا عین معرکہ جنگ مین اس رستم دوران قلیج خان بہادر کے سینہ پر لگا جس نے اس مرد میدان کی بہادری اور رستمانہ دلیری کے شانہ اس دلاور کے صفحہ ہستی کو بھی لپیٹ دیا۔ پھر ربیع الاول سنہ ۱۰۹۰ھ ہجری کی چوتھی تاریخ دولت آصفیہ جد اعلےٰ اس خرابہ ہستی سے فضائے عالم قدس کیطرف رہگزر ہوا۔ آپ کا مقبرہ قلیج خان کے نام سے نواح قلعہ گولکنڈہ مین موجود ہے اور قلیج خان کی درگاہ سے بلند آواز اس سے نو نشیمن کے خلف الرشید میر شہاب الدینخان اوسی زمانہ مین ملازم شاہی تھے

سنہ ۲۳ جلوس عالمگیری مین باضافہ منصب خطاب خانی و بہادری مع فیل و نقرکش بین الاماثل ممتاز ہوئے اور سنہ ۲۴ جلوسی مین جب شاہزادہ محمد اکبر عالمگیر ایسے الوالعزم اور بلند اقبال بادشاہ سے قسمت آزما ہوا تو بعد فیصلہ مہم جنگ اس بہادر کے والا حسبی اور عالی نسبی کے صلہ مین ہفت ہزاری ہزار سوار کے منصب سے ممتاز فرماکر (نواب غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ خطاب گرانمایہ خلعت مرحمت فرمایا اور بعد فتح مہم بیجاپور فرزند ارجمند بے ریو رنگ خطاب صدر پہ اور زیادہ کیا گیا -

جب بہادر شاہ بہادری بخت مالک دیہیم و تخت ہوا تو پہلے ہی سال جلوسی مین ملک مالوہ کی صوبہ داری نواب تجمشم کی نام نہاد ہوئے مگر چار سالہ حکمرانی کی بعد بفرمان قضاو قدر سنہ ۵ جلوسی مین راہی عالم جاودانی ہوئے آپکے متعلقین آپکا جنازہ دارالخلافہ دہلی مین لائے اور متصل اجمیری دروازہ اونہین کے بنائے ہوئے خانقاہ مین سپرد خاک کیا چنانچہ آپ کا مقبرہ اب تک مشہور عام و خاص ہے -

آپکے خلف ارشد میر قمر الدینخان بہادر آصفجاہ مغفرت مآب ہین سنہ ۱۰۸۲ مین ملک عدم سے کشور وجود مین تشریف لائے چہرۂ انور سے آثار امارت اور ریاست ہویدا تھے تھوڑے ہی زمانہ بعد دربار سلطانی سے چین قلیچ خان بہادر کے خطاب اور چار ہزاری منصب سے سربلند ہوئے اور بعد وفات عالمگیر بادشاہ غازی انار اللہ برہانہ جب بہادر شاہ تخت نشین ہوئے تو آپ کو خان دوران خان بہادر کا خطاب عنایت کیا اور صوبہ داری اودہ اور فوجداری لکھنو پر سرفرازی ہوئی مگر آپنے دارالسلطنت کو نچھوڑا اور جب فرخ سیر بسعادت بخت تاج و تخت کا مالک ہوا تو سنہ ۱۱۲۴ یعنے اول سال جلوس مین نظام الملک بہادر فتح جنگ اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور صوبہ داری دکن سے بین الاقران

ممتاز ہوئے صوبہ داری دکن پر تین ہی سال گذرے تھے کہ صوبہ داری دکن سید
حسین علیخاں امیر الامرا کے سپرد ہوئی اور نواب آصفجاہ بہادر کو بہ سبب برہمی اعیان
سلطنت و ارکان دولت کے فوجداری سنبل مرادآباد پر بادل ناخواستہ ہو جانا پڑا اور
بحکم شاہی زمینداران کوہ شوالک کی تادیب قرار واقعی کی گئی چند روز بھی نہ گذرے
تھے کہ سید حسین علیخان حاکم بہار تھا اور اسکا بھائی سید عبداللہ خان حاکم الہ آباد جو اثنا عشری
مشرب اور متعصب فی المذہب تھے فرخ سیر کو شطرنج کا بادشاہ بنا رکھا تھا اور تمام ارکین
کا عزل و نصب بلکہ تمام امراے ہند کے قسمت انھیں دونوں بزرگوں کے ہاتھ میں تھے
چھ برس تک تو فرخ سیر انھیں دونوں کے اشارے پر چلتا رہا آخر بادشاہی غیرت و حمیت
میں آئے اور آہستہ آہستہ ان دونوں انجنون کے بڑھتے قوت کو گھٹانا شروع کیا جب ان
بزرگوں نے اس بر اپنے نام بادشاہ کے یہ درونی رفتار دیکھی حق نمک اور پاس ملازمت کو
بالائے طاق رکھکر جابرانہ حکومت اور غاصبانہ قوت سے کام لیا اور تاج سلطنت فرخ سیر سے
چھینکر رفیع الدرجات کے سر پر رکھدیا مگر یہ تاج مبارک نہوا تین مہینے اس پر بھی نہ ہی
معاملہ گذرا بہادر شاہ کا دوسرا بیٹا رفیع الدولہ تخت سلطنت پر بٹھایا گیا دو مہینے کے
بعد اوسکے قسمت نے بھی پلٹا کھایا اور مثل یوسف اسیر چاہ زندان ہوا ۔
تیسرا بادشاہ جسکو سیدوں نے تخت نشین کیا بہادر شاہ کا پوتا روشن اختر تھا جو محمد شاہ کے
لقب سے ملقب ہوا سادات بارہ جو سلطنت کے کلیدار اور بادشاہ کے نفس ناطقہ تھے نواب
آصف جاہ کی دانش اور ہمت اور دلیری زور و جرئت کو ہمیشہ رشک کی نظر سے دیکھتے تھے دہلی میں
رہنا نواب کا مصلحت نہ سمجھا ملک مالوہ کے صوبہ داری پر روانہ کیا سنہ ۱۱۳۲ میں جب ارکان
سلطنت و اعیان دولت میں عارضہ رشک حسد و مرض نفاق سے مادہ فاسد غیر قابل علاج داخل کیا

اور سادات بارہ نے کار پردازان دولت کے استقبال کی فکر کرنے لگے نواب آصف جاہ بہادر
جو منتخب روزگار اور عقل و دانش مین فرد منتخب تھے ایسی حالت مین کہ آتش فتنہ و فساد ہر طرف بھڑک
رہی تھی اور ہر متنفس اسی آتش بے زینہار مین گرفتار تھا دہلی مین اپنا قیام بجا و بے سالہ عزت و آبرو کا کھونا
تھا اور بزرگون کے پیدا کی ہوی عزت کا خاک مین ملانا تھا بادل ناخواستہ عین موسم برشکال مین
براہ ملک لوہ قلعہ آسیر پر قابض ہوے اور ناصر جنگ اور نصیر جنگ اپنے دونون فرزندون کو مع
متعلقین قلعہ مین چھوڑکر بذات خاص معہ توپخانہ دارالسرور برہان پور کا ارادہ کیا اور لال باغ
مین خیمہ زن ہوئے محمد انور خان بہادر قطب الدولہ ناظم برہان پور نے ملازمت حاصل کی اور آپکے
سایہ عاطفت و ظل دولت مین رہنا قبول کیا۔ اسی اثنا مین خبر آمد آمد سید دلاور خان بخشی فوج کی
باشارہ امیر الامرا سید حسین علیخان نواب آصف جاہ بہادر کے گوش زد ہوی نواب محتشم اوسیوقت
مردان کار سپاہ جنگ آزما کو ہمراہ لیکر دریائے نربدا کے اوسطرف خیمہ زن ہوئے اور آتش جنگ
جدال طرفین سے بھڑک اوٹھی سید دلاور خان عین معرکہ جنگ مین مردانہ مارا گیا اور نواب محتشم
منطفر و منصور برہان پور پر قابض ہوئے امیر الامرا نے جب دارالسلطنت مین یہ خبر دلخراش
سنی اوسیوقت اپنے ہمشیر زادہ سید عالم علیخان مبارز نامور و سید عالی گہر کو تاکیدی فرمان
بھیجا کہ بہادران جرار و ناموران آزمودہ کار کو ہمراہ لیکر اورنگ آباد سے بعزم مجادلہ آصف جاہ کے
مقابل صف آرا ہو ہر چند نواب قمر رکاب نے چاہا کہ سید مرتضوی گہر کے خون مین شمشیر خون
آشام کو رنگین نکریے مگر وہ بہادر کب مانتا تھا زبان تیغ سے جواب دینا چاہا کہ دونون طرف
فوجین حرف مدغم کیطرح مل گئین اور تیغ و سنان نے اپنے جوہر دکھانے شروع کی چونکہ نصرت
و ظفر روز ازل سے نواب بر جبیس علم کے خانہ زاد ۔ تھی اور دولت و اقبال پرستار
نوح حریف نے شکست کھائی اور سید عالم علیخان مردانہ شہید ہوا نواب قمر رکاب منطفر و منصور

داخل اور زنگ باد ہوئے اور ملکی انتظام کیطرف مصروف تھے جب امیر الامرا نے یہ حادثہ عالمگیر ثانی سنا
بادشاہ کو ساتھ لیکر بارادہ مقابلہ دکن کیطرف روانہ ہوا اگرچہ بادشاہ سیدوں کے ہاتھ میں تھا
مگر اون سے بالکل غافل بھی نہ تھا اور اونکی قید حکومت سے آزادی کا خواستگار تھا اودہر سیدونکے
دشمن بھی تاک میں لگے تھے جب عظیم الشان فتح پور سیکری پہونچا اور سید حسین علیخان امیر الامرا
سوار ہوگیا تھا اور ہنوز بادشاہ سوار ہونے نہ پایا تھا کہ باشارہ محمد امین خان بخشی میر حیدر
کاشغری نے سید حسین علیخان کو پالکی میں بخنجر قتل کرڈالا یہ واقعہ سنہ ۱۱۳۲ھ ذیحجہ میں ہوا اور عزت خان
امیر الامرا سید حسین علیخان کے بھانجہ نے بادشاہ کے قتل میں کوشش کی مگر ناکام مارا گیا پھر بادشاہ
دار الخلافت دہلی کیطرف متوجہ ہوا۔

قطب الملک سید عبد اللہ خان نے جب اپنے بھائی سید حسین علیخان کے مارے جانیکی خبر سنی تو
اوس نے ایک تیموری شاہزادی کو بادشاہ بنا کر دہلی اور آگرہ کے درمیان شاہپور کی
لڑائیمیں شکست کھائی جب سے ان سیدونکا بقیہ زور و بل بھی ٹوٹ گیا مؤرخین ان
دونو سیدوں کو جو شیعہ مذہب تھے ہندوستان کا بادشاہ گر کہتے ہیں۔

الغرض بادشاہ نے اعتماد الدولہ کو اپنا وزیر کیا تھا اعتماد الدولہ وہی امین خان بخشی تھا
جسکے اشارے سے میر حیدر کاشغری نے سید حسین علیخان کو قتل کیا تھا سید کے خون ناحق
نے اوسکو بھی وزارت سے متمتع ہونے دیا اجل نے اوس کا کام بھی تمام کیا بادشاہ نے
بعد مرگ اعتماد الدولہ نواب آصف جاہ کو دکن سے طلب کیا پانچویں جمادی الاول سنہ ۱۱۳۴ھ میں
خلعت وزارت و صدارت کل سے ممتاز بین الاقران والاماثل ہوئے۔

سال پنجم جلوس میں معز الدولہ حیدر علیخان خراسانی ناظم گجرات کی باغیانہ سرکشی بارگاہ
شاہی میں مسموع ہوئی نواب آصف جاہ بہادر معہ دس لاکھ روپیہ نقد صوبہ داری لوہ

اودہر گجرات پر بضمن وزارت وصوبہ داری ملک کن حیدر علیخان کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے حیدر علیخان راناے اودہیپور کی عملداری مین بہاگ گیا نواب آصف جاہ بہادر نے حامد خان اپنے چچا کو پیشگاہ حضور سلطانی سے معز الدولہ صلابت جنگ کے خطاب سے سرفرازی دلواکر نیابتاً صوبہ داری گجرات پر مقرر فرمایا اور نیابت صوبہ داری مالوہ پر عظیم اللہ خان بہادر اپنے چچازاد بھائی کو مقرر کرکے دہلی کیطرف روانہ ہوے اور بعد باریابی پیشگاہ سلطانی سے خلعت انعام شاہی سے ممتاز ہوئے۔

اگرچہ اوس صوبون مین اب بھی فساد باقی تھا مگر جب دربار شاہی نواب آصف جاہ بہادر کے حسن انتظام سے صاف ہوا تو بادشاہ کی رنگین طبیعت نے اپنا اصلی رنگ دکھانا شروع کیا خنیاگران زہرہ طلعت کیطرف مائل ہوا نغمہ و سرود کی مجلس آراستہ ہوگی دربار عام تھا رعیت بھی پشتون سے عیش و عشرت کی خوگر اور اور شاہی انعامات سے مالا مال تھی گہر گہر لولیان حور پیکر سے دن عید رات شب برات ہوگئی ایسی کس تمپرسی کیحالت مین ارباب فضل و کمال کو کون پوچہتا تھا ہزارون آدمی جمع تھے مگر بادشاہ کی طبیعت کو اسطرف مائل دیکھکر سب اوسی رنگ مین رنگ گئے عالم رقص و سرود مین کبھی کبھی خود بدولت بھی شعر گوئی کیطرف راغب ہوجاتے فارسی اردو دونون زبان مین طبع آزمائی کرتے چنانچہ دو شعر ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہین۔

یار در برصبح برسر فکر بر جایش کنید پیری مین نہ کسطرح کرون سیر جہان کی	ولہ	عاشقان شب سیر و در زنجیر در پایش کنید دن ڈہلتے ہی ہوتا ہے تماشا گزری کا

نواب امیرخان ایک قدیم الخدمت اور خاندانی امیرزادہ تھا جو دلیرانہ ہمت اور امیرانہ دماغ رکہتا تہا ساتھہ اسکے لطیفہ گوئی اور بذلہ سنجی کا یہ عالم تھا کہ ہنگام بذلہ سنجی پہلجہری کیطرح مُنہ سے پھول جھڑتے تھے خلوت اور دربار مین ایسی گل افشانیان کرتا کہ اہل دربار لوٹ لوٹ

جاتے تھے لطیفہ ایکدن بادشاہ نے پوچھا کہ امیر خان یہ جو پوت - سپوت - کپوت زبان زد خلایق ہے اس کی اصل کیا ہے ؛ عرض کی کہ خداوند اسی دربار مین تینون قسم کے لوگ موجود ہین - بادشاہ نے پوچھا کیونکر کہا پوت تو یہی ہے جیسے حضور بیٹے سلطان ابن سلطان - اور سپوت محمد امین نام ایک مغل تھا جو ایران سے ایا یہان حضور کے تصدق سے وہ مرتبہ پایا کہ باپ دادا کا فخر ہو گیا اور کپوت یہہ خانہ زاد کہ باپ دادا حضور کے بزرگون کی جان نثاری مین اعلی اعلی عہدونپر ممتاز رہے اور فدوی اسی حالت مین گرفتار ہے - لطیفہ ایک دن امیر خان حضور مین اپنے بزرگون کی جان نثاریان اور شاہجہان اور عالمگیر کی قدر دانیان بیان کر رہا تھا - میرا باپ کابل مین ناظم تھا اور اپنی عقل و تدبیر سے اسقدر مورد عنایت تھا کہ کئی مہمین دکن مین فتح ہوئین اور عالمگیر نے یہہ فتوحات اوس بہادر کے نام پر لکھے یہہ خاندان اوسی سور بہادر کا ناخلف یادگار اور باین کمست گرفتار حضور شاہی مین حاضر ہے -

غرض کہ بازاریون اور سوقیون کی صحبت تھی اور عیش و عشرت کے جلسے تھے مہتاب باغ اور حیات بخش کے باغون کو سجا کر ارم کا جور اسر زمین ہند مین بنایا تھا نہرونمین نواڑے پڑے رہتے بادشاہ وہمین بیٹھتے ناچ رنگ کے جلسے جمتے اور شراب کے دور چلتے جب برسات آتی تو ان کے ہان بہار آتی قطب صاحب رح کے جنگل ہری سے ہرے بھرے ہو جاتے ہین یہ شہر چھوڑ کر وہان جا رہتے حکم تھا کہ ابر سیاہ ہمار انقیب ہے جب گرج کی آواز آ کر سے اسی وقت کمر بندی ہو جایا کرے ؛-

تمام امرا ایک کی اور عادانہ پر تعین ہے مگر بہار دربار کے لطف اٹھانیکو نائب اپنے وہان چھوڑتے اور خود دربار مین چلے آتے - ظاہر ہے کہ جہان اہل دربار ایسے ایسے

لگیا اسمین دونون دہان ملکی انتظام کا کیا ٹھکانا - تازہ گل یہہ کھلا کہ وزیر اور سپہ سالار سکے توڑ نیکے
لئے سبکی تجویز کی چونکہ نواب آصفجاہ بہادر دیرینہ سال اور عالمگیر کے آنکہین دیکہے ہوئے
تھے بادشاہ کو صلاحیت پر لانا چاہا - اور آئین شاہی جاری کرنے شروع کئے خلوت اور جلوت
مین بادشاہ کے زنٹون کی تقسیم کی اور کار و بار ملکی پیش کرنے لگے رنگین مزاج مصاحبین
گھبرائے - نواب تخشم کے فکر مین مصروف ہوئے رنگیلے بادشاہ کو کچھہ تو خود ہی یہہ کام برے
وبال معلوم ہوتے تھے کچھہ اکسیرون کے بہکانے سے نواب آصفجاہ کے معروضات پر توجہ نفرمائی
جب نواب معزمنہ دربار کا یہہ رنگ دیکھا حیدرآباد کی صوبہ داری کو ایسی وزارت پر ترجیح دی
اور بعذر ناسازی آب و ہوا مرادآباد جانیکی اجازت لیکر خیام پذیر ہوئے اسی اثنا مین اتفاقاً
سنہ ۱۱۳۶ھ مین عماد الملک مبارز خان ناظم حیدرآباد مقرر ہوکر روانہ ہوگیا یہہ خبر سُنکر نواب
آصفجاہ بہادر مغفرت مآب پاشنہ کوب معہ خدم و حشم اورنگ آباد دیکہو پہنچے عماد الملک مبارز خان
جنگ آزما ہوا اور بست و سوم محرم سنہ ۱۱۳۷ھ مع اپنے دونون فرزندون اسعد خان اور مسعود خان
کے معرکہ جنگ مین کام آیا اور خواجہ محمود خان و حامد اللہ خان فرزندان مبارز الدولہ عماد الملک
اسیر ہوئے نواب فلک کاب بفتح و فیروزی وارد حیدرآباد ہوئے -

جلال الدین محمود خان صوبہ داری حیدرآباد سے معزول ہوا اور عماد الملک کے بڑے بیٹے
خواجہ احمد خان سے اشک شوئی کی اور منصب شش ہزاری اور چہ ہزار سوار سے بخطاب
تہامت خان بہادر ممتاز فرمایا اور خواجہ محمود خان فرزند اصغر کو منصب پنجہزاری اور سہ ہزار
سوار و خطاب مبارز خان سے سرفراز کیا اور حامد اللہ خان کو منصب دو ہزاری ایک ہزار سوار
مشرف فرماکر امراء دولت آصفیہ مین داخل کیا اسی اثنا مین فرمان شاہی سنہ ۱۱۳۸ھ مین مع خطاب
آصفجاہ اور منصب ہشت ہزاری ہشت ہزار سوار براہ دلجوئی آیا سنہ ۱۱۴۰ھ مین حسب خواہش سلطانی

نواب آصفجاہ بہادر نے اپنے فرزند نواب ناصر جنگ بہادر کو اپنا قایم مقام اور انور اللہ خان کو اون کا مدار المہام کر کے روانہ دار الخلافت ہوئے۔

انھین دنونمین راجہ جی سنگہ صوبہ دار اکبر آباد اور باجی راو صوبہ دار مالوہ خود سر ہو گئے تھے ان دونون سرکشون کی تادیب کے لئے حضور سلطانی سے نواب آصفجاہ مغفرت مآب مامور ہوے اکبر آباد پہونچکر محی الدین صاحب اپنی عزیز کو نیابت صوبہ داری اکبر آباد پر چہوڑ کر خود ملک مالوہ کیطرف نہضت کی الغرض دریا رجمن سے اوتر کر اٹاوہ اور مانک پور ہوتے ہوے بندیلکھنڈ مین جا پہونچے وہان کا راجہ چونکہ بااطاعت پیش آیا پھر وہان سے کوچ کر کے نواح بہوپال مین پہونچگئے باجے راو وہان پر جو بے شمار لشکر لئے ہوئے پڑا تھا مقابل آ رہا ہوا۔

چونکہ ایکطرف کی دست بردسے سلطنت کے اعضا متزلزل تھے اودہر سے نادر شاہ جیسا جلاد ہند کے طرف متوجہ تھا اور اسکے کارنمایان اور عجیب فتوحات کے شہرت سے عام خاص واقف تھے اسلئے بادشاہ دہلی کے طلب پر آصفجاہ بہادر کو رجعت قہقری کرنی پڑی۔ نادر شاہ اصلی نام اوس کا نادر قلی امام قلی کا بیٹا تھا ایک کم مایہ شخص تھا جو بحیرہ خرز کے کنارے پر رہتا تھا مگر اپنی دلیری اور مردانگی سے ایک نامور شخص ہو گیا اور جب مغربی افغانون کے سردار محمود اور اوسکے بیٹے سردار اشرف نے ایران پر حملہ کر کے وہان پر اپنا تسلط کر لیا تہا اوسوقت نادر شاہ نے شاہ ایران کیطرف سے افغانون کو شکست پر شکست دی اور ملک ایران کو اون کے پنجے سے چہڑا یا مگر پیچہے آپ ہی سلطنت فارس کو دبا بیٹھا اور افغانون کے حملہ کا انتقام لینے مین ہرات اور قندہار کو بھی فتح کر لیا پھر اس لچر حیلے سے کہ ہمارے بعض دشمن سلطنت مغلیہ مین پناہ گزین ہین کابل پر چڑہ آیا یہان لشکری سے لیکر اہل قلم تک سا ئیس سے لیکر رئیس تک ایسے خواب خرگوش مین مبتلا تھے کہ ان متوحش خبرون سے بھی کان پر جون نہ رینگی

لوگ نادر شاہ کے آنیکی خبرین دیتے تو امرائے دربار سنکر خفا ہوتے اور یہ کہتے کہ لوگون کے گہر بہت بلند ہین دور سے نادری لشکر دکہائی دیتا ہے اور جب نادر شاہ نے کابل کو آن گہیرا تو وہان کے حاکم نے نہایت اضطراب سے عرضی لکہی جسوقت خریطہ پہنچا بادشاہ مہتاب باغ مین عالم آب کا تماشا دیکہہ رہا تہا۔ اور سامنے سپری پیکر حورون کے قطار کہڑی تہی طبلہ پر تہاپ پڑ رہی تہی اور جام مے ارغوانی گردش مین تہا اوسے عالم مستی مین عرضیان کابل کی عرضداشت پیش ہوئی بادشاہ کو اوسوقت بدمست تہا عرضی کو لیکر گوشہ اسکا شراب مین ڈبو یا اور یہہ مصرعہ پڑہا کہ ع این دفتر بیمعنے غرق مئی ناب اولی۔ چونکہ نواب مغفرت مآب آصفجاہ بہادر کی دانائی و تجربہ کاری کو حریف بہی مانے ہوئے تہے جب اہل دربار سے کچہہ بن نپڑا تو ناگزیر آپ کو بہ تعجیل انتقال طلب کیا۔

نواب آصفجاہ بہادر نے بمصلحت وقت باجے راؤ سے صلح کر کے دار الخلافت مین داخل ہوئے۔ اُدہر نادر شاہ نے کابل کو فتح کر کے بادشاہ کو نامہ لکہا اور اپنا ایلچی دربار شاہی مین بہیجا یہان دربار شاہی مین یہہ زیر بحث تہا کہ جواب کیا لکہا جائے اور القاب کیا لکہا جائے کیونکہ وہ اصل مین نادر قلی ہے کوئی خاندانی بادشاہ نہین ہے اتنے مین خبر آئی کہ اُسکا لشکر اٹک اُتر آیا۔ یہان بہی کوچ کی تیاریان ہونے لگی اور چلتے چلتے کرنال پہنچے سب نہر کے کنارہ برات کیطرح پڑے تہے برہان الملک کا انتظار ہو رہا تہا کیونکہ اسکی فوج لونجان کی پشت گرمی سے بہت نامور تہی اتفاقاً جسدن وہ لشکر مین شامل ہوا اُسدن نادر شاہ بہی قریب پہنچگیا تہا اور یہان کسیکو خبر بہی نہ تہی چنانچہ اُسی دن گہسیارے خستہ و فگار بدحواس دوڑے آئے کہ ہم جنگل مین گہاس کہودنے گئے تہے نادری قزاولون نے کئی آدمیون کو گرفتار کر لیا۔ اُمرا نے پہر گفتگو شروع کی اتنے مین خبر آئی کہ چند قزلباش نادری برہان الملک کے ڈیرون

پر نامنہ صاف کر گئے برہان الملک تلوار ٹیک کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ صاحب آپ کونسی بات باقی ہے جسکا انتظار کیا جائے یہہ کہکر اُسی وقت روانہ ہو گیا۔

اور خان دوران نے بھی برہان الملک کا ساتھ دیا اور آدہ کوس کے فاصلے سے برہان الملک کے پہلو مین اپنی فوج جما دی۔

نادر شاہ بھی سُنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور فوج کے تین حصے کر کے ایک کو اپنے پاس رکھا اور دو کو دونون کے مقابلہ مین مقرر کیا قزلباشون نے برابر حملہ پر حملہ کرنا شروع کیا تہوڑی ہی دیر مین عیش پرورده فوجین پریشان ہو گئین بہت سے سردار مارے گئے اور خان دوران زخمی ہو کر میدان سے پلٹا شکست کی خبر اڑتے ہی خان دوران کے خیمے ڈیرے لُٹ گئے۔

اُدہر برہان الملک اور اسکے چند رفیق میدان مین رہ گئے تھے وہ جوانمرد ہاتھی پر بیٹھا تیر مار رہا تھا کہ قزلباشون نے چارون طرف سے گہیر لیا ایک جوان نیشاپوری اس کا ہموطن گھوڑا اڑا کر پہنچا۔ اور آواز دی کہ۔ اے محمد امین دیوانہ شدہ بکہ جنگ میکنی وبچہ اعتماد جنگ میکنی۔ یہہ سُنتے ہی برہان الملک نے ہاتھ روک لیا۔ قزلباش نے نیزہ زمین پر گاڑ گھوڑے کی باگ ڈور اُس سے باندہی اور جہپٹ کر رسا پکڑا اور ہودج کے اندر جا بیٹھا۔ برہان الملک ایرانی دستورون سے واقف تہا۔ کمان ہاتھ سے رکھدی اور اپنے تئین پنجہ تقدیر کے حوالہ کیا قزلباشی ہاتھی کو مع فیل نشین اپنے لشکر مین لیگئے۔ نادر شاہ نے برہان الملک کی خطا معاف کی اور چونکہ شام ہو گئی تھی مع فوج اپنے خیمہ گاہ کیطرف پھرا اور برہان الملک سے دسترخوان پر مصلحت آمیز گفتگو کا سلسلہ چھیڑا۔ یہہ خرابی لشکر دیکھکر نواب آصف جاہ بہادر دلیرانہ نادر شاہ کے پاس چلے گئے اور اپنی حسن تدبیر و فلسفانہ تقریر سے دو کڑوڑ روپیہ

لعل بہا لینے پر نادر شاہ کو مجبور کیا اور بعد عہد و پیمان رخصت ہو کر محمد شاہ سے سارا واقعہ عرض کیا اور اس حسن خدمت کے صلہ مین حضور سلطانی سے خان دوران اور امیر الامرائی کا خطاب بیش بہا عنایت ہوا دوسرا دن چونکہ ملاقات کے لئے ٹہیرا تھا اسلئے بادشاہ ہندوستان اوہر سے بڑے تزک و احتشام سے روانہ ہوے اُدہر سے نادر نے اپنے بیٹے کو استقبال کے لئے بھیجا وہ آہستہ مین آکر ملا بادشاہ نے تخت روانکو زمین پر رکھوا کر ملاقات کی اُس نے فرزندانہ طور سے معانقہ کیا۔ اور ہمرکاب ہوکر نادر شاہ کے پاس لیگیا۔ نادر شاہ تالب فرش استقبال کو آیا اور اپنی مسند پر نہایت تعظیم سے بٹھایا بعد اسکے برادرانہ اور دردمندانہ باتین شروع کین بجاے ساغر مے جام چاے خطائی گردشمین آیا۔ نادر شاہ اسوقت برک کی قبا۔ اسپر قراقلی یعنے سیاہ پوست برہ کا خفتان۔ اُسپر ایک برکی جبہ پہنے بیٹھا تہا سر پہ کلاہ با پاخ تھی۔ ادہر محمد شاہ شبنمی کرتہ ڈہاکہ کی ململ کا جامہ پہنے تھے اور سر پر جو دستار تھی وہ بھی فرق نازک کو گران تھی گو بادکش مصروف مروحہ رانی تہا مگر محمد شاہی جامہ پسینے سے تر تھا استعجاباً۔ نادر شاہ سے کہا کہ (رخت شما بسیار گرم است۔ بر تن گرانی نمیکند) و نادر شاہ نے جواب دیا کہ برادر جان من و ہمین رخت گرم ست کہ مارا از ایران تا باینجا رسانید۔ لطافت لباس شماست کہ نگزاشت از دہلی تا باینجا حرکت کنید القصہ بادشاہ نے بطیب خاطر یہان سے مراجعت کی۔ برہان الملک نے جب نواب آصف جاہ کے خلعت و خطاب کا حال سُنا تو نہایت کشیدہ خاطر ہوا اور یہ امر اوسکو بہت ناگوار گذرا نادر شاہ سے عرض کیا کہ حضور نے یہ کیا غضب کیا جو ہندوستانی تارونی خزانہ چہوڑ کر دو کروڑ روپیہ پر رضامند ہو گئے یہ رقم تو فقط غلام ادا کرسکتا ہے اور شاہی خزانے ڈاہروو مہاجنون کے گہرانون کے کیا ٹہکانے ہین۔ شہر یہان سے

چالیس کوس ہے حضور وہان تک تکلیف فرمائین۔ نادر شاہ اس فتوح غیبی کا امیدوار ہوکر عہدنامہ کے خلاف دغابازی سے داخل ہوگیا۔

ہا پانچ چار دن کے بعد عید قربان آئی مسجد مین خطبہ نادر شاہ کے نام سے پڑھا گیا چونکہ دو ہزار دریا تھا اسلئے بڑی دھوم کا نوزک و احتشام ہوا مگر قربانی اس عید کی عجیب غریب ہوئی یعنی نماز عصر تک تمامی شہر مین امن و امان سے عیش و عشرت کے جلسے تھے بازاری سے لشکری تک سرگرم نشاط تھے کہ دفعتہ بھنگیر خانے مین بیٹھے بیٹھے ایک بھنگیر بول اٹھا کہ واہ محمد شاہ رنگیلے۔ آخر بادشاہی بیچ کھل ہی گیا۔ دوسرا بولا کیا۔ اُس نے کہا حرم سرا مین موقع تاک کر ایک قلماقنی سے نادر کو مروا ڈالا یہ ہوا دفعتہ اڑی اور ہوا کیطرح تمام شہر مین گھوم گئی اتفاقاً نادری سپاہی جو ایک ایک دو دو گلی کوچون مین بے تکلف پھر رہے تھے اُن کو قتل کرنا شروع کردیا نادر کو خبر ہوئی تو حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہ پر قایم رہو اگر تم پر چڑھ آئین تو جواب دو نہین تو خاموش بیٹھے رہو الغرض رات بھر یہ تلوار چلتی رہی۔ صبح تک سات سو ادمی ولایتی شمار ہوا جو جان تیمور نذر اجل کر چکے تھے نادر حیران ہوا کہ کرنال کے معرکہ مین کل تین ہزار آدمی مرین اور ہیرا آدمی زخمی ہون اور شہر مین میرے صدہا سپاہی اسطرح ضایع ہوجائین دنیا اُسکے آنکھو نمین تاریک ہوگئی فوراً گھوڑی پر سوار ہوا اور شہر کو دیکھتا بھالتا چلا کہ شاید مجھے زندہ و سلامت دیکھکر یہ طوفان بے تمیزی تھم جائے اس پر بھی پتھر اور بندوقون کی بارش ہوئی ایک مصاحب زخمی ہوا جدھر نظر اوٹھ جاتی ہی قزلباشون کے نعشین سڑک پر نظر آتی ہین یہ حال دیکھکر آنکھو نمین خون اُتر آیا اور قتل عام کا حکم دیکر ترپولئے تک آیا اور روشن الدولہ کی مسجد مین پہونچکر قتل عام کی علامت ظاہر کی یعنی تلوار کھینچ مسجد مین بیٹھ گیا۔ گلیون مین خون کے نالے بہ گئے۔ آگ کے شعلے ہر طرف سے اوٹھتے تھے اور گھر کے ساتھ بیٹھتے تھے۔

نادرشاہ کا غصہ تھا یا خدا کا قہر دلی والون پر نازل ہوا تھا ایک بڈھا خواجہ سرا محمد شاہ کے پاس روتا ہوا آیا اور عرض کیا کہ حضور کے باپ دادا کی تمام رعیت قتل ہو گئی یہہ سنکر بادشاہ آبدیدہ ہوا یہہ شعر پڑہنے لگا ؎

دیدۂ عبرت کشا قدرت حق را ببین	شامت اعمال ما صورت نادر گرفت

دوپہر کے قریب جب شہر مین کہرام مچگیا سب نے نواب آصفجاہ بہادر کو مجبور کیا کہ ایسی حالتین ہم لوگون کا یاور کوئی نہین ہے نواب معز تلوار حمائل کئے ہوئے دلیرانہ نادرشاہ کے سامنے پہونچے اور عرض کیا کہ ؎

کسے نماند کہ دیگر بہ تیغ ناز کشی	مگر کہ زندہ کنے خلق را و باز کشی

نادر نے شرما کر سر جھکا لیا اور تلوار نیام مین کرلی اور کہا کہ بریش سفیدت بخشیدم اینوقت شہر مین ایرانی نقیب نے چاوش مان امان کہتے ہوے دوڑے ایکساعت مین وہ ہنگامہ بخشش فرو ہوا سلطنت کے کاروبار کے ساتھہ دونون بادشاہون کی صحبتین پہر بدستور جاری ہوگئین

لطیفہ ایکدن نادرشاہ کے پیٹ مین گرانی معلوم ہوئی محمد شاہ سے حال بیان کیا اسیوقت علوی خان حکیم آیا اور نبض دیکہکر دواخانہ کے داروغہ کو اشارہ کیا ایک مرصع کشتی پر زرنگار خوان پوش پڑا ہوا آیا خوان پوش اٹہایا تو ایک مرصع مرتبان مین گلقند۔ الماس چمچہ برابر دہرا گنگا جمنی کانٹا رتی ماشے سمیت وزن کے اندازے کے لئے ساتھہ موجود تہا۔ حکیم سوچتا تہا کہ گلقند اسمین سے نکالے اور وزن کر کے کہانے کو دے نادرشاہ نے خود ہی مرتبان اٹہا لیا اور کہولکر دیکہا اور بعد اسکے دو انگلیان اندر ڈالکر چاٹ لیا تو الوہین مرتبان خالی کردیا چونکہ اوسمین خوشبودار دوائین ملی ہوئی تہین اچہا معلوم ہوا اور کہا کہ حلوئے خوب است مگر بسیار کم

لطیفہ ایکدن نادرشاہ ہوا کہانے کو سوار ہوا محمد شاہ نے کہا کہ ایران مین ہاتی نہین ہوتا

آج انہیں ہاتی پر سوار کر دیں سب ہو ہم میں جا کر بیٹھا تو آگے فیلبان کو دیکھا۔ پوچھا۔ این کیست
لوگوں نے کہا کہ۔ فیلبانست۔ این راہبر ند۔ فیلبان سے کہا کہ۔ عنانش بمن بدہ۔ اُس نے
عرض کیا کہ فیل عنان ندارد و باشارہ سر پائیم راہ میرود۔ تاک چڑھا کر بولا۔ نیشانید کہ فرمائیم
مرکبی کہ عنانش بدست غیر باشد سواری را نشاید۔

لطیفہ ❀ محمد شاہ کے ارباب نشاط میں ایک کنچنی تھی نور بائی اُسکا نام تھا اور ناچ گانے
کے علاوہ حاضر جوابی اور لطیفہ گوئی کا یہہ عالم تھا کہ گویا مُنہ سے پھول جھڑتے تھے ایکدن
نادر شاہ نے بھی اسکا گانا سُنا چنانچہ بہت محظوظ ہوا اور بجاے انعام دیکے کہا کہ نور بائی روی
ہند را سیاہ کن بیا کہ با ایران بریم۔ یہہ سُنتے ہی بائی جی کا دم بند ہو گیا۔ اور ساری لطیفہ
گوئیاں بھول گئیں۔ دلمیں ڈریں کہ خوش ہو کر ساتھ نہ لیچلے۔ غرض اسیوقت یہہ غزل گائی

من شمع جانگدازم تو صبح دل کشائی	سوزم گرت نہ بینم میرم چو رخ نمائی
نزدیک این چنینم دُور آنچنانکہ گفتم	نے تاب وصل دارم نے طاقت جدائی

نادر اُس کا مطلب سمجھکر اپنے ارادے سے باز آیا۔

الغرض دو مہینے دلی کا مہمان رہکر اور خاطر خواہ نقد و جنس مع تخت طاؤسی تیس[۳۰] کرور کی
دولت لیکر روانہ ہوا اور ڈیرہ جات کابل اور پنجاب کے ان علاقوں کو جن کا روپیہ
کابل کی فوج میں لگتا تھا ہندوستان سے نکال کر ایران کی سلطنت میں داخل کیا۔
محمد شاہ دولہا۔ پھر بزم نشاط میں آبیٹھا اور پھر روز و شب طبلہ پر تھاپ پڑنے لگے نوبت
آصف جاہ بہادر سے نہ دیکھا گیا سوچتے تھے کہ اس مجمع سے کسطرح نکل چلوں کہ اسی عرصہ میں
نواب ناصر جنگ بہادر اپنے فرزند ارجمند کی بغاوت کی خبر گوش گذار کی اسیوقت رخصت
حاصل کر کے حیدرآباد کا رستہ لیا۔ ہنیوز جمادی الاول سنہ ۱۱۵۳ھ کو فوج اورنگ آباد

مین آ پہونچے ادہر سے نواب ناصر جنگ بہادر عبدالعزیز خان کے بہکانے سے فتحیاب خان قلعدار کو ہمراہ لیکر مع چار ہزار سوارا ن ہنود متصل عیدگاہ صف آرا ہوئے چونکہ موج ناصر جنگی ناتجربہ کار تھی آصفجاہی لشکر سے تاب مقاومت نہ لاسکی آخر میدان جنگ سے قدم اوکہڑ گئے لیکن نواب ناصر جنگ نے میدان نبرد سے قدم نہ ہٹایا اور نواب لشکر کیطرف متوجہ ہوئے ادہر سے سرست خان نبی جمعدار ایلچپوری چار سو پیادون سے مقابل آرا ہوا نواب ناصر جنگ بہادر شیر غران کیطرح اس جماعت مین درائے کنور جان چند نے عابد خان کو کہ ہجائے نیلیان بیٹھا تھا ضرب بندوق سے مار ڈالا القصہ نواب ناصر جنگ بہادر تیرون کی بارش برساتے ہوئے زندہ و سلامت حضور پدر مین چلے آئے اور رفتہ رفتہ برخاست ہوگیا اس واقعہ کے بعد سنہ ۱۱۵۵ھ مین نواب آصفجاہ بہادر نے ملک کرناٹک کے تسخیر کا ارادہ کیا اور قلعہ ترچناپلی رام راو گہوڑپڑی سے خالی کرا لیا اور قوم نوایت سے ملک ارکاٹ نکال لیا۔ اور سنہ ۱۱۵۷ھ مین منور خان دکہنی کے بہائی نبی منور خان سے قلعہ بانکنڈہ لے لیا۔ غرضکہ نواب مختشم کے اقبال ازل آور سے حیدرآباد نے رونق پائی اور طول و عرض اس کا بڑے بڑے سلطنتون سے ٹکر کہانے لگا چنانچہ ملک دکن نربدا سے انتہائی صوبہ بیجاپور اور حیدرآباد سے لیکر دریائے شور بست بندر رامیشور تک آصفجاہیہ عملداری پہیلگئی اور سنہ ۱۱۶۱ھ مین جب احمد خان ابدالی والی کابل نے شاہجہان آباد پر حملہ کیا اور اوسکی آمد کی خبر مشہور ہوی تو نواب آصفجاہ بہادر منغفر مآب اورنگ آباد سے کوچ کرکے برہان پور تک آئے وہان معلوم ہوا کہ شاہ دہلی کو فتح ہوی اور احمد خان ابدالی نے شکست کہا کہ کابل کا رستہ لیا۔ اسی اثنا مین ناسازی مزاج کے سبب سے اورنگ آباد جانیکا ارادہ کیا مگر بیماری روز بروز بڑہتی گئی اور ضعف و ضمحلال کو روز بروز ترقی

ہوتی گئی ناچار برہانپور مین توقف کیا آخر اوسی عارضہ مین ۹۷ سال کی عمر ۲۹ برس ریاست کرکے چوتھی جمادی الاخرہ سنہ ۱۱۶۱ھ عصر کے وقت انتقال کیا آپ کا جنازہ خلد آباد مین لائے شیخ الشیوخ مولانا برہان الدین غریب کے پائین مزار دفن کیا۔

اور اسی سال محمد شاہ فرمانرواے ہندوستان اور اعتماد الدولہ قمر الدینخان وزیر نے بھی انتقال فرمایا۔ مولوی میر غلام علی آزاد حسینی چشتی بلگرامی نے ان کی رحلت کی تاریخ جو لکھی ہے ہدیہ ناظرین ہے۔

سہ رکن مملکت ہند از جہان رفتند		فتاد حیف سہ در یگانہ از کف دہر
برای رحلت این ہر سہ یافتم تاریخ		نماند شاہ زمان باوزیر وحیف دہر
گشت تاریخ چون کشیدہ ام	دلہ	موت شاہ و وزیر و اصف جاہ

نواب مغفرت مآب بڑے تجربہ کار تھے جو باتین تجربون سے اون کو ثابت ہوئین اونکا تذکرہ حصہ اول مین کردیا گیا ہے۔ آپ کی اولاد مین سب سے بڑے فرزند امیر الامرا نواب غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ ہین اور دوسرے نواب نظام الدولہ میر احمد خان ناصر جنگ بہادر اور تیسرے امیر الممالک آصف الدولہ نواب سید محمد خان بہادر صلابت جنگ اور چوتھے نواب آصفجاہ ثانی میر نظام علیخان بہادر اور پانچوین امیر الامرا سید محمد شریف شجاع الملک بسالت جنگ اور چھٹے معتقد الدولہ میر مغل علیخان بہادر ناصر الملک المعروف بہ مغل علیخان بہادر ہمایونجاہ مگر ان سب مین ناصر جنگ اور فیروز جنگ عینی بہائی تھے مغفرت مآب کی یادگار عمارتون مین شہر پناہ برہانپور جو سنہ ۱۱۳۱ھ مین تعمیر ہوئی اسکے علاوہ آبادی و مسجد اور کاروان سراے اور دولت خانہ عالی اورنگ آباد نظام آباد جسکو چکلتہ کہتے ہین (جو اس زمانہ مین ویران پڑا ہے) اور شہر پناہ دار السلطنت حیدر آباد

اگرچہ عماد الملک مبارز خان نے اس کی تعمیر شروع کیے تھے جو نا تمام رہگئی اوس کے عہد کی صرف دروازہ چادر گہاٹ اور دبیرپورہ کے جانب جو بلا کنگرہ ہے باقی تمام فصیل بلدہ نواب مغفرتمآب کے عہد مین کنگرہ دار تعمیر ہوی اور اورنگ آباد مین عمارت نوکھنڈہ بھی انھین کے یادگار سے ہے۔

ذکر سریر آرائی عالیجناب نواب نظام الدولہ میر احمد خان بہادر ناصر جنگ شہید۔

اب نواب مغفرتمآب کے بعد سریر آرای دکن ہوئے آپ کی ہیبت و جلالی نے چنگیزی سطوت و صولت کو دبادیا دربار مین امرا بصورت تصویر کہڑے رہتے تھے۔ تخت نشین ہوتے ہی انتظام مالی اور ملکی اور تقسیم خدمات کے طرف توجہ کی چنانچہ پورن چند دیوان کو معزول کر کے نواب صمصام الدولہ شاہ نواز خان صوبہ دار برار کو اپنا وزیر اور مختار کل مقرر فرمایا اور رگھوناتھ داس کو پیشکاری کی خدمت سے سرفرازی بخشی۔

تمام عہدہ داران قدیم خانہ نشین ہوے اور بے نشاط بیٹھے گئے آپ کو بادشاہ ہندوستان نے دار الخلافہ مین طلب فرمایا تو صمصام الدولہ کو نیابتًا صوبہ داری دکن پر مامور فرما کر خود ستر ہزار سوار اور ایک لاکھ پیدل ہمرکاب لیکر دہلی کے طرف روانہ ہوئے اور دریاے نربدا پر پہونچے تھے کہ دربار شاہی سے مراجعت کا فرمان آپہونچا۔

اسی عرصہ مین مخبرون نے خبر دی کہ ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ ہمشیرزادہ نواب ناصر جنگ بہادر صوبہ دار بیجاپور نے بغاوت پر کمر باندہی ہے۔ اور مظفر جنگ بہادر کی بغاوت کا سبب معتبر مورخین نے اسطرح لکھا ہے کہ نواب مظفر جنگ بہادر صوبہ دار بیجاپور تھے آپ نے جبعدا ران چلدرگ کی بغاوت سنکر اوس طرف روانہ ہوے اور

پھونچتے ہی ماہی کنڈہ کا محاصرہ کرلیا اور چونکہ حسین دوست خان رگھوجی بھوسلا کی قید سے
نجات پاچکا تھا یہہ بھی اونھین محصورین مین موجود تھا چونکہ یہہ شخص ملک کرناٹک کے حالات سے
بخوبی واقف تھا اس نے موقع پاکر ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ بہادر کے پاس اپنا
اعتبار پیدا کرلیا اور اونکی مزاج مین کسیقدر دخیل ہوکر اون کو برانگیختہ کرکے ملک کرناٹک
پر حملہ کرنیکی اشتعالک دی اور اوس کے بھکانے پر مظفر جنگ بہادر بھی مستعد ہوگئے -

یہہ وہ زمانہ ہے جو ہند کے فراسیسی سردارون مین ڈوپلے بڑا مدبر اور منتظم گذرا ہے جس نے
دس سال چندر نگر کی گورنری کے اور پھر سنہ ۱۷۴۱ع مین پانڈی چری کا گورنر اور ہند کے
کل فراسیسی بستیون کے علاقہ کا گورنر جنرل ہوگیا اور یہہ عہدہ پاتے ہی ہند سے
انگریزون کو نکالنے اور فراسیسی سلطنت کی بنیاد قایم کرنے کی تدبیر کرنے لگا پھر چند ہی
روز مین ایک ایسا موقع اسکے ہاتھ آگیا کہ اس نے اس خیال کے پورا کرنے کی کوشش
کی سنہ ۱۷۴۶ع مین انگریزون اور فراسیسون مین لڑائی شروع ہوگئی اور آٹھ برس تک
یہہ جنگ قایم رہی - مگر انگریزون اور فراسیسون مین جو لڑائی سنہ ۱۷۵۱ع مین چھڑی
وہ اکثر ملک کرناٹک ہی مین ہوتی رہی اور جب تک انگریزون نے سنہ ۱۷۶۱ع مین پانڈی
چری پر اپنا خاطر خواہ قبضہ نکرلیا رفع نہ ہوئی -

اوّل اوّل فراسیسون کا پاسا خوب زبر رہا کیونکہ اون کے مشہور سردار ڈوپلے اور نامی
گرامی جنرل لابورڈنسے نے ملکر سنہ ۱۷۴۶ع مین مدراس پر جو اس علاقہ مین انگریزونکا صدر
مقام تھا مستقر کرلیا -

الغرض نواب مظفر جنگ بہادر اور حسین دوست خان نوایت نے ملک کرناٹک کے طرف
بڑھے اور فراسیسیونکو بھی ہمراہ لے لیا اوسوقت ضلع کرناٹک کی صوبہ داری اور فوجداری

پر نواب شہامت جنگ انورالدینخان نواب ناصر جنگ بہادر کیطرف سے فرمانروا تھا
یہ سنتے ہی پانچہزار سواروں سے مقابل آرا ہوا اور مقام امبور پر لڑائی ہوئی تو
انورالدینخان اس جنگ مین کام آیا یہہ واقعہ ۶ اشعبان سنہ ۱۱۶۲ ہجری مین ہوا اور مظفر جنگ
ارکاٹ کو چلا گیا اس مشہور معرکہ مین فراسیسی فوج کا جنرل بوسی تھا جو ایک بڑا مشہور افسر گذرا ہے
اب کچھہ عرصے تک مظفر جنگ بہادر صوبہ دار اور چندا صاحب نواب کرناٹک رہے -
یہہ چندا صاحب پہلے ستارا مین مرہٹون کا قیدی تھا مگر اس استحقاق سے کہ دوست علی کا
داماد تھا کرناٹک کی نوابی کے دعوی پر بدستور اڑا رہا آخر انکا عروج بہت عرصے تک نرہا
تھوڑے ہی دن بعد محمد علیخان والاجاہ فرزند انورالدینخان شہامت جنگ نے انگریزون
سے اعانت چاہی اور نواب ناصر جنگ بہادر بھی شیر غران کیطرح انکی سرکوبی کے لئے آپہونچے
ایکطرف تو محمد علیخان والاجاہ اور ان کے حامی انگریز اور نواب ناصر جنگ بہادر تھے
اور دوسرے طرف چندا صاحب اور مظفر جنگ تھے جن کے معاون فراسیس ہوے
ان دونون مین نائرہ جدال مشتعل ہوگیا اور لڑائی طول پکڑتے گئی جس کا انجام نواب
ناصر جنگ بہادر کے حق مین مفید ہوا مظفر جنگ کو قید کر کے محمد علیخان والاجاہ فرزند
شہامت جنگ کو فرمان فرمانروائی عنایت کیا اور خود بندوبست پھلچری کیطرف
عازم ہوے اور فوجکو بسر کردگی محمد علیخان والاجاہ و بخشیان فوج مثل صف شکن خان
مجاہد جنگ میر آتش دکن اور ترک طہماسپ خان و ظفر یار جنگ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا -
متعاقب خود ہی روانہ ہوے اور پھلچری کے میدان میں ظفر مین صف آرا اور نبرد آزما
ہوے آٹھہ مہینے تک یہہ لڑائیان ہوتے رہین ادہر فراسیسی توپخانہ سے آگ برستی
تہی ادہر ناصر جنگ کی فوج بھی ثابت قدمی سے مستعد پیکار تھی ایکدن فراسیسی سپاہ

۱۷ محرم سنہ ۱۱۶۴ھ میں حالت بارش و طوفان شب تیرہ میں ناصر جنگ کی لشکر پر شبخون مارا
نواب ناصر جنگ بہادر نے باتفاق افاغنہ کرناٹک چاہا کہ ان سرکشون کی تادیب کرین
بدین غرض قریب صبح صادق فیل خاصہ کو بڑھایا مگر مشیت ایزدی ناصر جنگ کے خلاف
حرکتین تھی جب فیل خاصہ ہمت بہادر خان نمکحرام کے ہاتھی کے پاس پہونچا اور یہ
نمک حرام فریق مخالف سے ملا ہوا تھا موقع پاکر ضرب بندوق سے نواب فلک رکاب کا
کام تمام کیا اس فتح نمایان سے جو خوشی فراسیسون کے گورنر جنرل ڈوپلے اور اوسکے
سپہ سالار بوسی کو ہوی اس کا اندازہ اوس مینار سے ہوسکتا ہے جسکو فراسیسون نے
تعمیر کی اور ایک شہر (ڈوپلی فتح آباد) کے نام سے آباد کیا۔ اس لڑائی نے بتلادیا کہ
آج کل انگریزونکا ستارہ ہوط مین ہے ۔
بہرحال نواب ناصر جنگ شہید کے نعش مبارک اورنگ آباد مین لائے اور نواب
مغفرت مآب کے پہلو مین سپرد خاک کیا اس رستم جگر نواب کی مرگ ناگہانی سے خاندان آصفیہ
خصوصًا دار السلطنت دہلی پر سخت صدمہ پہونچا چنانچہ میر غلام علی آزاد بلگرامی اوستاد
شہید نے (آفت بارفت) مین تاریخ شہادت نکالی ہے
آپ کی شہادت کے بعد افغانان کرناٹک نے نواب مظفر جنگ بہادر کے سر پر تاج
حکومت رکھا مگر مبارک نہوا انھون نے رام داس پنڈت کو دیانات خطاب دیکر مستقل
دیوان کیا اور ایک ہزار سپاہ قوم فراسیس اور بیس ہزار دیسی پلٹن ہمراہ لیکر حیدرآباد کیطرف
کوچ کیا اثنائے راہ مین متصل ملک کڑپہ قریب مقام رائے چوٹی سکے اونمین پٹھانون
سے چل گئی آخر ربیع الاول سنہ ۱۱۶۴ ہجری روز یکشنبہ کوطرفین مین لڑائی ہوئی ۔
مظفر جنگ نمک حرام ہمت بہادر خان کے تیر سے جانبر نہوا اگرچہ ایک کا خون بہالالا

نگیا ہمت بہادر خان بھی مارا گیا اوسی ساعتمین جہنم واصل ہوا۔ اور میر نظام علیخان بہادر نے
ہمت بہادر خان کے خواصی نشین رستم خان کو قتل کیا اور ہمت بہادر خان کا سر نیزہ پر
چڑھا کر لشکر یو نمین گہوما گیا غرض اس تدبیر سے وہ فتنہ فرو ہوا۔ مظفر جنگ بہادر کی
حکومت دو مہینے رہی۔ بعد اس واقعہ کے ارکان دولت کی راے ہوئی کہ نواب
میر نظام علیخان بہادر جن کی شجاعت نیز و آدر رستمانہ جرءت اس معرکہ مین ظاہر ہو چکی
ہے۔ سریر آرای دولت آصفیہ ہون مگر شیر جنگ نواب نیر الملک کے جدامجد
کے راے ہونے سے آخر فراسیسون نے سید محمد خان صلابت جنگ فرزند سوم
نواب مغفرتمآب کو سنہ ۱۱۶۴ھ مین شہر اورنگ آباد مین تخت نشین کیا اور اون کا
سپہ سالار فراسیسی بوسی ہوا۔

جب نواب ناصر جنگ بہادر کے شہادت کی خبر دار الخلافہ دہلی مین پہونچی امیر الامرا
میر محمد پناہ نواب غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر جو سب سے بڑے فرزند نواب
مغفرتمآب آصفجاہ کے تہے۔ اور دار الخلافہ مین رہا کرتے تہے دعویدار سلطنت
ہوی چنانچہ سند صوبہ داری دکن حضور سلطانی سے لیکر حیدر آباد کے طرف
متوجہ ہوئی اور اثناء راہ مین ہلکر مرہٹہ کو بھی ہمراہ لے لیا ۳ ذیقعدہ سنہ ۱۱۶۵ھ کو
اورنگ آباد کے متصل پہونچکر خیام پذیر ہوئے اور دفعتہً عارضہ ہیضہ مین مبتلا ہوے
اور انتقال کیا آپ کا جنازہ دوش بدوش دہلی مین لائے اور وہین دفن کیا انہین کے
فرزند میر شہاب الدین ہین جو نواب اعتماد الدولہ قمر الدینخان وزیر دار السلطنت
دہلی کے نواسے تہے اور کم عمری کے سبب سے نواب صفدر جنگ وزیر دار الخلافہ
کی سپہ گری مین ستھے بہہ اوکا بڑا اپنا بیرکی اور بہ فہم و فراست ... یگانہ روزگار تہا

ایک روز نواب صفدر جنگ بہادر کے ہمراہ دربار سلطانی مین چلا گیا بادشاہ اس کی گفتگو سے بہت محظوظ ہوا آخر محل سلطانی مین بادشاہ نے تربیت فرمائے رفتہ رفتہ وزیر الممالک عماد الملک نواب غازی الدینخان بہادر کے خطاب سے ممتاز ہوا جب احمد شاہ ابدالی نے دار الخلافہ دہلی پر ۱۷۵۶ء مین حملہ کر کے دہلی مین لوٹ مار کرنیکے بعد نجیب الدولہ روہیلے افغانون کو وزیر سلطنت مقرر کر کے قندہار کو واپس چلا گیا تو اسکے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد نجیب الدولہ کو غازی الدینخان نے مرہٹون کی مدد سے نکال دیا انکی فوری ترقی پر صفدر جنگ کو بھی استعجاب ہوا صفدر جنگ کا یہ شعر اسیطرف اشارہ کرتا ہے۔

رفتہ رفتہ اشک چشم در گلو زنجیر شد	طفل و منگیر ما آخر گریبان گیر شد

ذکر سریر آرائی امیر الممالک نواب سید محمد خان بہادر آصف الدولہ صلابت جنگ

آپ فرزند سومی نواب مغفرتمآب آصفجاہ بہادر کے ہین جری اور دلاور تھے شہر خجستہ بنیاد بلدہ اورنگ آباد مین تخت نشین ہوے رگناتھ داس کو دیوانی سے سرفراز فرمایا اور فرنگیون سے صلح کر کے چند روز کے بعد بلدہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد کا ارادہ کیا بعد پھر اورنگ آباد کیطرف رجعت قہقری کی۔ چونکہ موسم برشکال تھا برسات کے دن وہین ختم کئے مرہٹون سے ہمیشہ جنگ و جدال کا سامنا درپیش تھا اس لئے بعد اختتام موسم بارش گیارہوین ذیحجہ ۱۱۶۷ احمد نگر کیطرف رخ کیا اور احمد نگر مین پہونچکر بالاجی باجی راو پیشوا کی تنبیہ کیلئے پونے کے جانب روانہ ہوئے یہہ خبر سنکر بالاجی باجی راو پچاس ہزار

سواردن سے سند بجنگ ہوا۔ اس لڑائی کا یہ باعث تھا کہ پیشوا نے احمدنگر پر
قبضہ کرلیا تھا آخر ۱۲ محرم سنہ ۱۱۶۵ھ مین بمقام راجاپور لڑائی شروع ہوئی اس معرکہ
مین سپہ سالار لشکر مشہور افسر بوسی تھا بالآخر لشکر پیشوا کے میدان جنگ سے
قدم اوکھڑ گئے اور صلابت جنگی فوج نے اوس کو شکست دی اور بالاجی راو
بسواری اسپ بے زین بھاگ گیا اوس کا توپخانہ مسمار کر دیا اور میدان کارزار
نواب صلابت جنگ بہادر کے ہاتھ رہا اور مظفر و منصور دارالسلطنت
بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد کیطرف روانہ ہوئے۔
رگناتھ داس دیوان بھاگلپی کے افواج مین چند مفسدون کے ہاتھ سے مارا گیا
نواب صلابت جنگ بہادر نے اوسکے بعد رکن الدولہ سید لشکر خان کو خدمت
مدارالمہامی سے سرفراز فرمایا۔
جب نواب غازی الدینخان بہادر امیرالامرا فیروز جنگ دارالخلافہ دہلی سے
بحصول سند صوبہ داری دکن آرہی تھی تو ہلکر مرہٹہ بھی شامل ہوگیا تھا اوس کو
انھون نے ملک خاندیس کی حکومت کیلئے سند لکھدی تھی نواب صلابت جنگ بہادر
نے بھی بحال رکھا۔
اور سنہ ۱۱۶۶ ہجری کے چودھوین صفر کو صمصام الدولہ شاہ نواز خان نے خدمت
دیوانی سے سرفرازی حاصل کی انھین دنو نمین نواب میر نظام علیخان بہادر کو
بھی صوبہ داری برار پر جانا پڑا اور میر محمد شریف خان بہادر شجاع الملک
صلابت جنگ امیرالامرا کو ملک بیجاپور پر مگر شجاع الملک ذی قعدہ کے مہینے
مین سند صدر کو بیجاپور سے طلب ہوکر خدمت دیوانی پر مقرر کیے گئے

اور صمصام الدولہ قلعہ دولت آباد مین جارہے تھے ان کو بھی نواب میر نظام علیخان بہادر نے برار سے واپس آکر قلعہ دولت آباد سے طلب کر کے حضور مین پیش کر دیا اسی عرصہ مین پیشواش راو فرزند بالاجی راو نے حوالی شہر مین آکر فتنہ اور فساد مچا دیا یہ خبر سنکر نواب صلابت جنگ بہادر بذات خود اس کی سرکوبی اور رفع شر و فساد کے لئے متوجہ ہوئے چنانچہ سندکہیڑ تک روانہ ہوئے اور وہان راجہ رام چندران سے ملگیا اور پشواش راو صلح کا خواہان ہوا لہذا صلح ہو گئی اسکے بعد موسی بسی فرانسیس اور حیدر جنگ مرہٹون سے علیحدہ ہو کر لشکر نواب صلابت جنگ بہادر مین شامل ہو گئے اور نواب ممدوح الشان مع الخیر بلدہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد کے طرف روانہ ہوئے ۔

اسکے بعد حیدر جنگ جو بسی فرانسیس کا ایک لاڈلا سردار تھا فرانسیسون کا ستارہ عروج دیکھا تو اس نے اپنے ڈہنگ جمانا چاہا ۔ جسکا اصلی منشا یہہ تھا کہ آصفیہ خاندان کی خرابی ہو اور اپنا اصلی مقصود ہاتھ لگے مگر اوسکی بد اندیشی اوسیکے سامنے آئی چنانچہ حیدر جنگ نے اسی ارادہ سے ابراہیم خان کاردی اور دوسرے افسران فوج و سردارون کو ہمراز کیا اور آٹھ لاکھ روپیہ کا خزانہ لیکر اپنا شریک کر لیا سب سے اول صمصام الدولہ شاہ نواز کو قید کر لیا ۔ چونکہ نواب میر نظام علیخان بہادر کا اسکو کھٹکا لگا ہوا تھا اس لئے ان کو حیدر آباد بھیجنا چاہا تاکہ سمند خیالات اور توسن فکر کے دوڑانے کے لئے اون کو وسیع میدان ہاتھ آئے مگر اوس کی آرزو پوری نہونے پائی ۔ آخر یہہ راز طشت ازبام ہو گیا اور اسی خیمہ مین قتل کیا گیا حیدر جنگ کے قتل کی خبر دریا کیطرح پھیل گئی مخالفین ہر طرف سے بارادہ فساد اوٹھ کہڑے ہوئے

نظام علیخان بہادر خود بدولت اوس مجمع کیطرف تشریف لائے کہ شاید فتنہ فرو ہو جائے
مگر موسی بسی فرانسیس نے جو حیدر جنگ کا یار غار تھا پانسو جوانون کو ساتھ دفعتہ بندوقون کی
فیر کی چونکہ اقبال یاور تھا اور فتح و ظفر ہمرکاب تھے مظفر و منصور برہان پور مین داخل ہوئے
اس واقعہ کے بعد نواب میر نظام علیخان بہادر نے قصبہ باسم کے طرف متوجہ ہوئے
اور رجانوجی فرزند رگھوجی بھوسلا کو ادیبانہ گوشمالی دی اور بعد ختم پرگنال صلابت جنگ بہادر
امیر الممالک کے جانب نہضت کی -

چونکہ بوجہ پستی ہمت و کم حوصلگی نواب صلابت جنگ بہادر امیر الممالک سلطنت رانی کی
قابلیت نہ رکھتے تھے بادل ناخواستہ عنان حکومت مدار المہامی اپنے ہاتھ مین لیلی اور امیر الامرا
شجاع الملک بسالت جنگ کو صوبہ بیجاپور کیطرف روانہ کیا -

اسی اثنا مین مخبرون نے خبر دی کہ بالاجی راو والی پونہ کے برادر عم زاد سداشیو راو بہادر
نے قوی جنگ فرزند نگتاز خان قلعہ دار احمد نگر پر بعوض چند مواضعات جاگیر کے اپنا
قبضہ کر لیا ہے -

اور دوم جمادی الاول ۱۱۷۳ھ باتفاق ابراہیم خان گاردی برطرف شدہ سرکار نظام فوجین
لیکر پونے سے نواح اودگیر مین آگیا ہے -

لہذا یہہ خبر سنتے ہی فوج برجستہ بسر کردگی محمد اسمعیل خان پنی کے روانہ کیگئی
جسنے جمعیت مرہٹہ کو تہ تیغ کیا اور مخالف کے گیارہ نشان چھین لئے اس واقعہ کے
بعد نواب نظام علیخان بہادر اوسہ کے قلعہ کے جانب سے دہارور کے طرف متوجہ ہوئے
اور ۵ ار جمادی الاول ۱۱۷۳ھ مین دشمن نے لشکر نظام کے ہراول پر موقع پاکر چھاپا مارا
چونکہ غنیم کے مقابلہ مین ان کی تعداد بالکل تہوڑی تھی شکست کھائی اور صاحب الدولہ سوبا قریب جنگ

سرداران لشکر مع بعض لیران فوج مجروح ہوئے کہ لب تشنہ حوض کوثر پر دم لیا۔
اس واقعہ کے بعد نواب صلابت جنگ بہادر امیر الممالک نے بمصلحت وقت وتقاضا ے وقت ساٹھ لاکھ سالانہ کا ملک یکمر مرہٹون سے صلح کرلیا اور یہ آتش تیز جو تمام قلمرو میں بہڑک رہی تھی اسطرح فرو ہوئی۔
چندروز کے بعد نواب صلابت جنگ بہادر مع نواب نظام علیخان بہادر اورنگ آباد کیطرف روانہ ہوئے اثنا راہ مین شاہ گڑھ کے قریب مرہٹون سے پھر لڑائی شروع ہوئی مگر لڑتے بہڑتے اورنگ آباد مین داخل ہو گئے۔
دو سال کے بعد ۲۲ ربیع الثانی ۱۱۷۵ھ مین پونہ کے تاخت وتاراج کرنے کا ارادہ ہوا مع لشکر جرار اوسطرف رخ فرمایا راہ مین قصبہ ٹوکہ کو مع بتکدہ غارت کیا اور پونے پہ چڑہائی کی اون دنون مین راجہ رامچندر فرزند چندر سین اور مغل علیخان ہوا خواہان نمک دولت آصفیہ سے روگردان ہوکر فوج غنیم سے مل گئے تاہم لشکر نظام نے دشمنان دین و دولت کو ایسا مجبور کیا کہ جمادی الثانی ۱۱۷۵ھ مین ستائیس لاکھ روپیہ کا ملک مقبوضہ صوبہ اورنگ آباد اور کچھ صوبہ بیدر دست بردار ہونا پڑا۔
بعد اس واقعہ کے پونے کے متصل تعلقہ پیج محلہ متعلقہ خاص رامچندر مین خیمہ زن ہوئے اور کچھ گہوڑون کے ٹاپون سے غارت کردیا گیا چونکہ موسم برسات قریب آپہونچا تھا لہذا بیدر کے جانب متوجہ ہوئے اور اوس صوبہ دلکش مین بہادنی ڈالی گئی چونکہ زمانہ پُر آشوب تہا اور مرہٹون کی بغاوت فرو نہوی تہی اور ادہر نواب صلابت جنگ امیر الممالک کی کم ہمتی اور پست حوصلگی نواب میر نظام علیخان بہادر کو ثابت ہو چکی تھی لہذا امیر الممالک نواب صلابت جنگ بہادر کو زاویہ ناکامی مین بٹھانا پڑا زمانہ نے

نواب میر نظام علیخان بہادر کو قلعہ بیدر مین مسند نشین کیا۔
جنکی بدولت ایک مستقل سلطنت کی بنیاد ملک دکن مین قایم ہو گئی نواب صلابت جنگ بہادر نے
گیارہ سال حکمرانی کئے اور قلعۂ بیدر مین ایک برس تین مہینے نظر بند رہے اخر ۲۰ ر
ربیع الاول ۱۱۷۷ھ مین انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار محمد آباد بیدر مین واقع ہے۔
ع۔ امیر الممالک بجنت شدہ آپکے رحلت کی تاریخ ہے۔
۱۱۷۷

ذکر سلطنت نواب میر نظام علیخان بہادر فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصفجاہ غفرانمآب

آپ فرزند چہارمی نواب آصفجاہ مغفرتمآب کے ہین غرہ شوال ۱۱۴۷ھ سنہ ولادت ہے
اور تاریخی نام حفیظ الدین ۱۱۷۵ھ ہجری مین سریر آرای دولت آصفیہ ہوئے ان کی تاریخ
سلطنت رانی اور وقایع عہد حکومت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک اولوالعزم فرمانروا
مین جو خوبیان ہونی چاہئے وہ سب انکی ذات مین مجتمع تھین عزم استقلال حلم اصابت راے
متانت فکر اتقا التزام صوم وصلوٰۃ انکی فطرت مین تہا۔
اور جب آپ تخت نشین ہوئے تو راجہ پرتاب ونت کو اپنا دیوان مقرر فرمایا اور شولاپور کے
زمینداروں سے پیشکش لیکر حیدر آباد روانہ ہوئے نواب میر نظام علیخان کو بہت بڑا حصہ
مرہٹون اور حیدر علی اور ٹیپو سلطان سے جنگ و جدال مین گذرا ہے جس زمانے مین
یورپ کے دو نہایت زبردست قومین یعنے انگریز اور فرانسیس دکن کی حکومت کے لئے
کرناٹک مین باہم خونخوار لڑائیان لڑ رہے تھے جسکا ذکر آیندہ اپنے موقع پر کیا جایگا۔

۱۷۶۲ع

تخت نشینی کے دوسرے سال ۱۱۷۶ھ مین دریا بھیرا کے اوسطرف سے عبور عبور فرمایا تو اودہر سے رگناتھ راو مرہٹہ صف آرا ہوکر شکست خوردہ اولٹا پھر گیا لشکریان نظام چلے گئے اوسکا تعاقب کرتے ہوئے بڑار اور قصبہ پٹن تک جا پہونچے ۔

ادہر دشمن نے فوج نظام سے میدان خالی پاکر قلعہ حیدر آباد کا رخ کیا اور یہان آکر محاصرہ کرلیا چونکہ اوسوقت حیدر آباد کا نایب ناظم شجاع الدولہ بہادر دلیرخان تھا اس نے فوراً قلعہ کے برجون پر توپین چڑہا دین اور شہر پناہ کی مرمت کرکے مستعد جنگ و پیکار ہو گیا اودہر نواب میر نظام علیخان بہادر نے پونہ پہونچکر اوسکو ایسا لوٹا کہ خانۂ مفلس کیطرح بیچراغ ہو گیا الغرض مع متاع قلعہ اوسمین پھونچکر اورنگ آباد کا ارادہ کیا پھر آغاز ۱۱۷۷ھ مین ۲۰ محرم کو مع نصف لشکر اور چند امراء دولت آصفیہ گنگا پار ہوکر اسطرف خیمہ پذیر ہوئے ادہر سے راجہ پرتاب ونت و ٹہل داس دیوان سرکار نظام بھی مع بقیہ لشکر اور سرداران آصفیہ ندی کے کنارے آپہونچا چونکہ گنگا طغیانی پر تھی اور اوترنے کی فکر درپیش تھی رگناتھ راو موقع پاکر سیل بلا کیطرح آپہونچا اور سخت حملہ کیا اور راجہ پرتاونت دیوان سرکار اس لڑائی مین کام آیا طرفین کے لوگ اس معرکہ مین مارے گئے آخر نواب میر نظام علیخان بہادر غرہ صفر مین اورنگ آباد تشریف لائے اور رگناتھ راو بھی تعاقب کرتا چلا آیا اور شہر کا محاصرہ کرلیا آخر کار طرفین مین صلح ہو گئی اور رگھوناتھ راو سیر نگ پٹن کیطرف چلا گیا۔

اس واقعہ کے بعد رکن الدولہ میر موسیٰ خان بہادر احتشام جنگ خدمت دیوانی سے سرفراز ہوا ۔ خوشگوار ہم رکن الدولہ جو جانب مشرق مائل بجنوب بلدۂ حیدر آباد واقع ہے

انہین کا یادگار ہے ۔

غرضکہ نواب میر نظام علیخان بہادر غرہ ربیع الاول سنہ ۱۱۷۷ھ مراجعت فرمائے بلدۂ حیدرآباد
ہوکر بہت جلد پیشکش لینے کی غرض سے ارکاٹ کا ارادہ فرمایا اور راستہ مین چند
روز امیر الامرا شجاع الملک کے علاقہ مین خیمہ زن رہے شجاع الملک بصلاح رستم خان
قلعدار تمرنگر کرنول ۵ صفر سنہ ۱۱۷۸ھ مین اکر شرف اندوز ملازمت ہوا پھر وہان سے
معہ لشکر جرار تریتی کے جانب باگین اوٹھائین آپ خبر آمد سنکر سراج الدولہ والاجاہ
ارکاٹ سے چینا پٹن کیطرف بھاگ گیا تھا لہذا منیر الملک شیر جنگ بہادر کو اوسکے
پاس روانہ کیا چندروز بعد بارہ سال زرنقد معہ تحائف والاجاہ خواہان معافی تقصیر ہوا اسکے
بعد بسمت بجواڑہ لشکر ظفر پیکر نے رخ کیا چونکہ قطب الدولہ حسین علیخان فوجدار سیکاکول
وراجبندری خود ہی چلا آرہا تھا راستہ مین شرف اندوز ملازمت ہوکر سعادت حاصل کی لہذا
یہین سے نواب میر نظام علیخان بہادر مراجعت فرمائے بلدۂ حیدرآباد ہوئے اور
بعد انقضائے ایام برشکال نواب میر نظام علیخان بہادر برار کیجانب روانہ ہوئے اور صوبہ برار مین
پہونچکر مکاسبہ داری جانوجی سے پیشکش وصول کرکے اورنگ آباد کیطرف معاودت فرمائے
اور سواد جالنہ پور مین رایات لشکر نظام منصوب ہوئے پھر سنہ ۱۱۷۹ھ مین حیدرآباد پہونچکر انتظام
وبندوبست متعلقات امور ریاست مین مصروف رہے اسکے بعد سنہ ۱۱۸۰ھ مین نواب
میر نظام علیخان بہادر نے سریرنگ پٹن ملک میسور کیطرف عزیمت فرمائی ——

یہہ زمانہ ہے جسمین انگریزون کو روپیہ کی اشد ضرورت تھی چنانچہ وارن ہسٹنگز ہند کا
اول گورنر جنرل گذرا ہے جسکے عہد مین چیت سنگہ راجہ بنارس اور بیگمات اودہ پر جو
سختیان کیگئی تھین اونکی وجہ یہہ لکھی جاتی ہے کہ اسوقت انگریزون کو کئی بڑی لڑائیونکے

سبب روپیہ کی سخت ضرورت تھی یعنے مرہٹون اور سلطان میسور اور فرانسیسون اور ولندیزون
ایک ساتھ لڑائی کا سامنا تھا اسلئے وارن ہسٹینگز گورنر جنرل نے سخت تدبیرین فراہمی
خزانہ کے لئے عمل مین لایا اور خاصکر چیت سنگہ راجہ بنارس و بیگمات اودہ کے
ساتھہ بڑی سختی کی اوس کا مختصر حال یہہ ہے کہ بنارس پہلے نواب وزیر والی اودہ کے
علاقہ مین تھا مگر سنہ ۱۷۷۵ء سے کونسل کلکتہ کے اکثر ممبرون نے جو گورنر جنرل کے
مخالف تھے اس کے مرضی کے خلاف بنارس کا علاقہ نواب اودہ سے چہین کر سرکار
انگریزی کی عملداری مین شامل کر لیا تہا اس کے بعد یہہ علاقہ ساڑہے بائیس لاکہ روپیہ
سالانہ خراج پر وہان کے ہندو زمیندار کے سپرد کر کے اسکو سرکار انگریزی کے سایہ حمایت
مین لے لیا اور ایک رئیس باجگزار قرار دیا تہا اب سنہ ۱۷۸۰ء مین جو سرکار کو سلطان میسور اور
مرہٹون سے لڑائیان درپیش آئین اور مصارف جنگ کیلئے روپیہ کی اشد ضرورت
ہوئی تو گورنر جنرل نے راجہ چیت سنگہہ کو لکہا کہ تم کو ساڑہے بائیس لاکہ سے زیادہ خراج
دینا ہوگا اور سرکار کے ملک کے لئے کچہہ سپاہی بہیجنے پڑینگے راجہ نے اسکی بجا آوری سے
پہلو تہی کرنی چاہی اسلئے گورنر جنرل اس سے زبردستی اپنے حکم کی تعمیل کرانے کو بنارس
چلا آیا اور آخر اس کو چیت سنگہہ کی ناشکری سے ایسا غصہ آیا کہ اس کو گرفتاری
کرنیکا حکم دیا مگر بنارس کے لوگ راجہ چیت سنگہہ کی بیحد عزت و عظمت کرتے تھے
کہ گورنر جنرل کا حکم سنا فوراً ہتیار باندہ کر اوٹہ کہڑے ہوئے اور جو سپاہی
راجہ کو گرفتار کرنے آئے تھے ان کو مار ڈالا اور پہر گورنر جنرل کے مکان کو آ گہیرا
راجہ تو شہر سے نکل بہاگا اور گورنر جنرل چنار گڈہہ مین پہنچ گیا جہان کہ اس کے پاس
اگرچہ اسوقت لڑنے کے قابل سپاہی نہ تہے مگر پہر بہی اوسکے حواس بجا تہے

وہان سے نکل کر جون تون چنار گڑہ جا پہونچا پہر چارون طرف سے فوج سمیٹ کر راجہ کی جمعیت سے جو بیس ہزار آدمی کی بہیڑ بہاڑ تھی خوب جنگ کی اوس کو شکست دیکر قلعہ بجی گڑہ جسمین راجہ چیپ گیا تھا فتح کر لیا راجہ یہان سے بہاگ کر گوالیار چلا گیا اور قلعہ مین راجہ کا جسقدر خزانہ تھا وہ سب گورنر جنرل کی فوج نے منگوا لیا غرض گورنر جنرل کے ہاتھ نہ راجہ آیا اور نہ خزانہ۔ اسکے بعد گورنر جنرل چیت سنگہ کے بہتیجے کو راجہ بنارس مقرر کرکے کلکتہ کو واپس چلا گیا اوس کے ایک برس بعد بیگمات اودہ سے گورنر جنرل کو زر کثیر وصول ہوا اسکی کیفیت یہہ ہے کہ جب نواب وزیر اودہ نے ۱۷۷۵ء مین انتقال کیا تو بیگمات یعنے اسکی بی بی اور والدہ نے یہہ کہا کہ نواب متوفی وصیت کر گئے مرا ہے کہ اودہ کا سارا خزانہ ہمکو دیا جائے اسپر وارن ہیسٹنگز کو تو اس امر کا یقین نہ آیا مگر کونسل کے ممبرون نے اس دعوی کو تسلیم کرکے سارا خزانہ بیگمات کو دلوا دیا اور نواب جانشین کو مزاحمت کرنے سے روکا اور نواب کے پاس فوج کی تنخواہ بانٹنے اور کمپنی کا روپیہ ادا کرنے کو کوڑی نہ رہی اس کے بعد نواب نے گورنر جنرل سے کہا کہ کمپنی کا جو روپیہ مجکو دینا ہے اس کے ادا کرنے کی مجہہ مین استطاعت نہین ہے مگر ہان بیگمات کے پاس جو خزانہ ہے وہ میرے ہاتھ لگ جائے تو مین ادا کر سکتا ہون بیگمات پر اس وقت یہی الزام لگایا گیا تہا کہ انہون نے مال و سپاہ دونون سے چیت سنگہ کو مدد دی۔ الحاصل گورنر جنرل نے نواب اودہ کو اجازت دیدی کہ بیگمات سے (۷۶) لاکہ روپیہ چہین کر سرکار کا روپیہ ادا کرے۔ اگرچہ یہہ تحقیق نہین کہ بیگمات نے جو سارا خزانہ اپنے تحت مین کر لیا تھا اس کا ان کو کسقدر حق تھا مگر وارن ہیسٹنگز کا یہہ فعل انصاف پر مبنی نہین خیال کیا جا سکتا۔ المختصر ملک

میسور کی فرمانروائی

میسور مین جو جنوبی ہند کے اندر واقع ہے وہان پر اوسوقت حیدر علی نام ایک بڑا نامور بہادر
سردار تھا جس کی لیاقت کے باعث اوس ریاست کو بڑی قدرت و وقعت حاصل
ہو گئی تھی حیدر علی ابتدا مین راجہ میسور کے ہان فوج کا ایک کپتان تہا ۱۷۶۱ء
مین راجہ اور اوس کے وزیر کو اوسکی ریاست سے خارج کر کے آپ میسور کا سلطان
بن بیٹھا اس کو دولت آصفیہ سے خطاب بہی ملا تہا اس نے ایک فوج کثیر اور خزانہ خطیر
فراہم کر کے قلعہ بیدنور پر جسمین بیشمار خزانہ جمع تہا قبضہ کر لیا یہہ خزانہ آیندہ لڑائیون مین
اس کے بڑے کام آیا کچھہ عرصہ بعد مادہو راو پیشوائے چہارم نے حیدر علی کے علاقہ پر
یورش کی اور اُس کو شکست فاش دی اسوجہ سے حیدر علی نے وہ سارا ملک جو شمالی سرحد پر فتح کیا
تھا مرہٹون کو واپس دیدیا اور بتیس ۳۲ لاکھہ روپیہ ادا کیا مگر اگلے سال حیدر علی نے اس نقصان کی
کچھہ کسر نکال لی کیونکہ وہ ملیبار کے زرخیز ملک پر جو اوس کی ریاست کی مغرب مین تھا
فوج لیکر چڑھہ گیا اور اوس کا اکثر حصہ فتح کر لیا اس موقع پر حیدر علی سے ایک ایسی حرکت
سرزد ہوئی جو اوس کے شان کے لایق نہ تھی وہ یہہ ہے کہ اس نے زمورن یعنے راجہ
کلی کوٹ پر یورش کی تو اس نے قلعہ سے نکلکر اس کی اطاعت منظور کر لی تھی مگر پہر بھی
حیدر علی نے اس کے شہر پر یکایک قبضہ کر کے اس کو لوٹ لیا اس پہ راجہ نے اس اندیشہ
سے کہ مبادا حیدر علی اس سے بڑھکر کوئی اور بدسلوکی کرے اپنے محل مین آگ لگا کر
وہین اپنے تئین ہلاک کر ڈالا۔ اور گورنمنٹ مدراس و حیدر علی کے باہم ۱۷۶۶ء مین
پہلے لڑائی شروع ہوئی اس جنگ مین اول تو مادہو راو پیشوا اور سرکار نواب
میر نظام علیخان بہادر انگریزون کے حامی اور مددگار تھے مگر پیچھے حیدر علی نے
ان دونون سے صلح کر لی اور حیدر علی کا منشا یہہ ہوا کہ سب ملکر انگریزون سے لڑین آخر۔

معرکہ جنگ طرفین سے گرم ہوا اوسوقت انگریزی فوج کا سپہ سالار کرنیل سمٹ تھا
اسکے پاس فقط سات ہزار آدمی تھے اور حیدر علی و سرکار نظام کی فوجی تعداد ستر ہزار تھی
المختصر محمد علی والاجاہ نے رکن الدولہ مدار المہام سرکار نظام کو اپنے پاس بلوایا اور بعد
گفت و شنود سرکار انگریزی و سرکار نظام کے مابین صلح کرادی۔

تاہم حیدر علی اور انگریزون سے جنوبی ارکاٹ مین دو سال تک برابر لڑائی قایم رہی
جسمین نتیجہ جنگ دونون کے حقمین مساوی رہا۔

حیدر علی ایک ایسی چال کھیلا جو اوس کے حق مین مفید ثابت ہوئی یعنے سوارون کا ایک گروہ
منتخب کرکے بلا بلا مدراس کے قریب پہونچا جس سے کونسل مدراس پر اس قدر ہیبت چھاگئی کونسل انگریزیکو
اوس سے صلح کرلے ہی بنی مگر اس مین یہ شرط قرار پائی کہ لڑائی سے پہلے جو صورت تھی وہی
باقی رہی جس سے پہلی لڑائی کا یون خاتمہ ہوگیا۔

اسکے بعد مادھو راؤ پیشوا نے حیدر علی پر پہر چڑھائی کی اور متواتر شکستون سے قریب تھا
کہ حیدر علی کا کام تمام ہوجائے مگر اُس نے اوسوقت مرہٹون کو اپنا سارا شمالی ملک اور بہت سا
روپیہ دینا منظور کرکے اُن سے اپنا پنڈ چھڑایا مگر مادھو راو کا مرنا تھا کہ مرہٹون مین پہوٹ پڑگئی
اس وجہ سے حیدر علی نے جسقدر ملک و مال دیا تھا اوس سے المضاعف آیندہ چھ سال کے
عرصہ مین حاصل کرلیا۔

دوسری لڑائی

سنہ ۱۷۸۰ء مین پھر بار ثانی صرف حیدر علی و انگریزون کے مابین لڑائی شروع ہوگئی
اس کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ اسوقت انگریز مرہٹون کی اول لڑائی کے مخمصون مین
پھنس رہے تھے حیدر علی ایسے موقع کا منتظر تھا سرکار نظام اور مرہٹون کو گانٹھ کر انگریزون پر
چڑھ آیا اور اول معرکون مین ظفرمند رہا چنانچہ انگریزون سے کئے بہت سے قلعے فتح کرلیا اور کرنل

ہیلی کو معہ دو سو جوانون کے قید کر دیا پہر حسب تحریر سپہ سالار مسٹر ورن ہیسٹنگس نے کلکتہ سے
کمکی لشکر سمندر کی راہ بہیجا اور وہ مدراس مین سپہ سالار کے پاس اوتر آیا اور لڑائی کا رنگ بدل گیا
چنانچہ سر آئیر کوٹ نے جو ایک بڑا بہادر کاردان جرنیل تہا پورٹو نوو۔ پالی پور۔ اور سولنگڑہ
پر تین مرتبہ میدان داری کی اور حیدر علی کو شکست دی مگر اوسی سال یہہ شخص بیمار ہو کر چلا گیا اور
لڑائی بدستور قایم رہی اس عرصہ مین کبھی انگریز فتحمند ہو جاتے تھے اور کبھی سلطان میسور غالب
ہو جاتا تہا آخر ۱۷۸۲ع مین حیدر علی کا یکایک انتقال ہو گیا اور اسکا فرزند ٹیپو اوسکی جگہہ سلطان
میسور مقرر ہوا اس کو انگریزون سے سخت عداوت تہی اور تیزی طبیعت سے برق کی خاصیت
رکہتا تہا معرکہ آرائی اور نبرد آزمائی مین حیدر علی کا ہمسر تہا مگر علمیت اور فطرتی شجاعت مین
اوس سے کہین بڑہکر تہا غرضکہ یہہ تخت نشین ہو کر انگریزون سے ڈیڑہ سال تک برابر لڑتا رہا
جب فوج انگریزی کرنل فلرٹن کے ہمراہ اسکے پایہ تخت سرنگ پٹن کے طرف بڑہنے
لگی تو ٹیپو سلطان نے گورنر مدراس سے صلح کر لی اس طرح دوسری لڑائی کا خاتمہ ہوا۔
القصہ نواب میر نظام علیخان بہادر بعد صلح انگریزون کے ہمیشہ حامی اور معین رہے جسکا
ذکر آیندہ ہوگا اور جس سے ثابت ہو جایگا کہ سرکار نظام سے کسقدر انگریزون کو نفع پہونچا
جسکو آج زمانہ کی آنکہین کس حالت مین دیکہہ رہے ہین۔ الحاصل ابراہیم بیگ ظفر الدولہ کو جنکی تربیت نواب
والاجاہ نے کی تہی پانسو سوار اور دو ہزار پیدل باضافہ منصب سرفراز فرما کر محالات دلیپ کنڈہ و پانچ محل
بہدراچلم پر مامور فرما کر خود بدولت واقبال ۸ ذیحجہ سنہ ۱۱۸۱ھ کو حیدرآباد تشریف لائے چونکہ اس عرصہ مین لشکر سیاہ نشستہ جات
اور دوسری شعبان سنہ ۱۱۸۳ھ مین تادیب سرکشان جنوب رویہ کے تادیب اور تنبیہ کے لیے روانہ ہو
دریاے کشنا سے اوتر کر قلعہ گرکنٹہ کو مفتوح کیا اور راجہ رامچندر بجرم بغاوت اسیر کر کے قلعہ کہیان
ضبط کر لیا گیا پہر قلعہ نرمل کو تسخیر کر کے ظفر الدولہ ابراہیم بیگ کے تفویض فرمایا اور خود بدولت

مراجعت فرما کے حیدرآباد ہوئے انہیں دنونمیں اسمعیل خان بنی نائب ناظم برار مقرر کیے گئے
اور سنہ ۱۱۸۶ھ میں شہزادہ عالیجاہ بہادر کی شادی دختر امیر الامرا شجاع الملک بہادر سے
قرار پائی اور اوسکا رسم بڑی دہوم دہام سے ہوا اور انہیں دنونمیں پرانے امرا و منصبداران کے
عزل و نصب و تبدیل و تقرر عمل مین آیا۔

اسی اثنا مین مادہو راو کے مرنے پر نراین راو اوسکا فرزند جانشین ہوا مگر اوس کا چچا
رگہوناتھ راو مستقل ہوگیا تہا کہ گویا خود راجہ بن بیٹہا اور تمام سیاہ و سفید کا مالک ہوگیا
مگر ایسا شخص خالی کب بیٹہہ سکتا تہا سرکار نظام کے ملک پر فوج کشی کی یہہ سنتے ہی نواب
میر نظام علیخان بہادر ۲۳ شعبان سنہ ۱۱۸۷ھ کو معہ لشکر اوس کے سرکوبی کے لئے
متوجہ ہوئے اور رستہ مین رکن الدولہ اوسکے دوسرے ہی دن جو تصفیہ معاملات
برار کو گئے ہوئے تھے قریب موکل لشکر مین آکر شامل ہوگئے وہان سے نواب
میر نظام علیخان بہادر قلعہ بیدر مین فروکش ہوئے اور رگہوناتھ راو بھی برسر مقابلہ
آپہونچا تہا ایک مہینے تک لڑائی کا بازار گرم رہا آخر طرفین مین صلح ہوگئی دوسرے
روز رگہوناتھ راو کو نواب میر نظام علیخان بہادر نے باریابی کی عزت بخشی اور وہ آکر شرف ملازمت
ملازمت ہوا اس لڑائیکا یون خاتمہ ہوگیا اس کے بعد نواب میر نظام علیخان بہادر نے
ہمنا آباد کا ارادہ فرمایا۔

رگہوناتھ راو سے لڑائی

اسی عرصہ مین فرمان شاہی و خلعت فاخرہ بادشاہ ہندوستان کے پیشگاہ سے آئے چونکہ شاہی
زمانہ انحطاط کے عالم مین تہا وہ اکبری شوکت اور عالمگیری سطوت رخصت ہوچکی تہی صرف
برائے نام سلطنت کا نام باقی تہا تاہم نواب میر نظام علیخان بہادر نے فرمان شاہی کی
قدر فرمائی اور اوس کا استقبال کیا۔

اسکے بعد بہن آباد سے نکلکر حسن آباد گلبرگہ کا ارادہ کیا اور حسن آباد گلبرگہ بنفسہ پہونچکر
قلعہ کی سیر فرمائی اور حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز بندہ نواز خلیفہ حضرت مخدوم خواجہ
نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کی زیارت سے مشرف ہوکر بارادہ کالاچبوترہ دریاے
بہیمرا کے متصل قلعہ ادگیر پر نزول اجلال فرمایا اور اوسکے دوسرے ہی روز رایچور کے
متصل بہیمرا کے اوس جانب خیام پذیر ہوے اور ناصر الملک جو انمیاز گڈہ ادہونی
مین نظر بند تہا بار یاب ہوکر رایچور کو گیا پہر نواب میر نظام علیخان بہادر بغرض وصول
پیشکش موضع کوٹورہ مین رونق افروز ہوئے ۔
اسی جگہہ حیدر آباد سے صاحبزادہ بلند اقبال کی پیدا ہونیکی خبر پہونچی نواب میر نظام علیخان
بہادر نے میر اکبر علیخان سکندر جاہ کے نام سے موسوم فرمایا ۔
اسی عرصہ مین مخبرون نے خبر دی کہ رگناتہہ راو نے نقض عہد کیا اور قلعہ محمد آباد بیدر سے
بہت سارو پیہ لوٹ لیا مرہٹون کے معاون و مددگار بہی پریشان حال جا نہ ہوئے
اور استعانت چاہے ۔
نواب میر نظام علیخان بہادر نے بعد شنباء واقعہ ۲ ذیحجہ ۱۱۸۰ہ مین بعد زیارت مخدوم
شیخ علاو الدین انصاری رح دریاے بہیمرا سے عبور کرکے رگہناتہہ راو کیطرف متوجہ ہوے
اور قلعہ مرغ کے قریب جا پہونچے رگناتہہ راو نواب مستطاب کی آمد سنکر بہاگ کہڑا ہوا
پہر آغاز ۱۱۸۱ہ مین نواب ممدوح الشان معہ لشکر قلعہ پرینڈا ہوتے ہوئے اطراف
احمد نگر مین جا پہونچے مگر پہر رگناتہہ راو برہانپور کیطرف بہاگ گیا آخر نواب
میر نظام علیخان بہادر احمد نگر ہوتے ہوے کبلنا پر جا پہونچے اور یہان سے ظفر الدولہ
اور ساباجی کو نظام آباد کے گہاٹ سے اوترکر پہلے جانیکا حکم دیا اور اوسکے تھوڑے

دن بعد خود بدولت تاپتی ندی کے طرف سے آہو باغ برہان پور جا اوترے اور
رگہناتہہ راو دریاء نربدا کے اوس کنارہ پر بہاگ گیا۔

انہین دنون مین نراین راو کی بی بی کو لڑکا پیدا ہوا اور اوسکا نام سوامی نارایں راو
رکہا گیا چونکہ ایام بارش آگئے تھے لہذا اورنگ اباد پہونچکر قیام پذیر رہے اور بعد
ختم برشکال ضابطہ جنگ بہادر کو رگہناتہہ راو کی تعاقب مین روانہ فرمایا اوسوقت رگناتہہ راو
ملک خاندیس مین رعایا کو لوٹتا پہر رہا تہا۔ اسکے بعد پہر نواب میر نظام علیخان بہادر
سلطانپور و تہانیسر ہوتے ہوئے برہان پور جا پہونچے اور ضابطہ جنگ شریک لشکر ہو گیا
اتنے عرصہ مین خبر ملی کہ فرزندان رگہوجی بہونسلا مین جہگڑا واقع ہوا اور مودہاجی نے سباجی کو
مار ڈالا لہذا نواب میر نظام علیخان بہادر آخر ماہ محرم سنہ ۱۱۸۹ہجری مین ناگپور تشریف لائے مودہاجی
عاجزانہ پیش آیا اسلئے اوسکے معاملات کا تصفیہ فرمایا اسکے واپسی کے وقت لشکر بسمت
ایلچپور کوچ کر رہا تہا رکن الدولہ مدار المہام سرکار کو فیضو نامی سپاہی نے قتل کر ڈالا اور اسمعیل خان
بنی کو بہی مخالفت کی وجہ سے فوج نے زندہ نہچہوڑا ان واقعات کے بعد نواب میر نظام علیخان بہادر
وہین خیمہ زن ہوے اور صمصام الملک فرزند صمصام الدولہ شاہ نواز خان کو خدمت دیوانی
پر اور ظفر الدولہ کو باضافہ منصب بخطاب مبارز الملک بہادر اور سید عاقل خان بہرام جنگ داروغہ
مہر کارگان کو منصب پنجہزاری ذات و تین ہزار سوار و خطاب برہان الدولہ و خدمت نظامت
صوبہ بیدار پر سرفرازی بخشی اور خود بدولت وسط جمادی الاول مین اورنگ آباد داخل ہوے
بعد چند روز رگہوناتہہ کے تنبیہ کے لئے مبارز الملک کو معہ جمعیت مرہٹہ کے مالوہ کے جانب
روانہ فرمایا اور خود بدولت بغرض وصول پیشکش شولاپور کے جانب متوجہ ہوے چنانچہ دریاے
مالوہ پر خیمہ زن ہو کر بعد ختم ایام عشرہ محرم سنہ ۱۱۹۰ قلعہ کلیان مین فروکش ہوے وہین مبارز الملک کی بہی

دولت ملازمت حاصل کی پہر وہان سے شولاپور کیطرف باگین اوٹہائین راجہ ونیکٹپا نایک بحری
بہادر قوم بیڈر حاضر حضور اقدس ہوکر شرف اندوز ملازمت ہوا وہان سے حیدر آباد واپس
ہوے اور مرشدزادہ عالیجاہ بہادر کی اتالیقی مین صمصام الملک مدارالمہام کو مامور کرکے اون کو
حسن آباد گلبرگہ کی جانب رخصت دی۔

سنہ ۱۱۹۲ھ ذیحجہ مین حیدر آباد سے کوچ کرکے گنگن پہاڑ ہوتے ہوئے کوہکنڈہ تک سیر فرماکر
پہر داخل دارالامارت ہوئے اور مرشدزادہ عالیجاہ بہادر معہ نواب صمصام الملک دریا کرشنا
کے کالے چبوترہ تک دورہ فرماکر رجب مین داخل حیدر آباد ہوئے۔

اسکے بعد نواب میر نظام علیخان بہادر دو سال تک تفریح طبع یعنے سیر و شکار مین مصروف رہے
نواب شمس الدولہ تیغ جنگ بہادر کا اہتمام تہا۔ شیر و چیتے و ہرن وغیرہ کا شکار فرمایا۔ چونکہ
موسم گرما تہا لہذا نواب تیغ جنگ بہادر نے جابجا آبدار خانہ تیار فرمائے جسمین لشکریون کو
گلاب بڑا ہوا سرد شیرین پانی ملتا تہا اسی زمانہ مین معین الدولہ سہراب جنگ نے عرض کیا کہ
نواب مبارز الملک ظفر الدولہ بہادر سخت علیل ہوگئے ہین چنانچہ حضور نے حکیم الممالک مسیح الدولہ
حکیم خواجہ محمد باقر خان اور رادنا نامی جراح کو اون کے معالجہ کیلیئے نرمل کو روانہ فرمایا ان کو تیسری منزل
پر خبر ملی کہ مبارز الملک کا انتقال ہوگیا لہذا واپس چلے آگئے۔

چونکہ قلعہ نرمل کو احتشام جنگ فرزند ظفر الدولہ نے خوب مستحکم اور مضبوط کرلیا تہا لہذا نواب
میر نظام علیخان بہادر نے سنہ ۱۱۹۶ھ مین اوسطرف کا عزم فرمایا اور کولاس تک رونق
افروز ہوئے اس اثنا مین صمصام الملک نے انتقال کیا اور بلحاظ موسم برسات تہوڑا
سا پیشکش لیکر مراجعت فرمائے بلدہ ہوئے۔ انہین ایام مین شجاع الملک کا بھی انتقال ہوا
اونکی جگہہ اون کے فرزند مہابت جنگ دارا جاہ بہادر کو تعلقات ادہونی و بیجاپور پر سرفرازی فرمایا

سنہ ۱۱۹۷ میں خود بدولت قلعہ نرمل کیطرف عازم ہوئے اور وہان پہونچکر محاصرہ
کر لیا احتشام جنگ عفوہ تقصیر کا خواہان ہوا بجائے قلعہ نرمل نظامت صوبہ برار
پر مامور کیا گیا۔ اور حفاظت قلعۂ نرمل و جگتیال برہان الدولہ کے ذمہ قرار پائی اور
مبارز الملک کل مال نقد و جنس داخل سرکار کر لیا گیا بعد اس تصفیہ کے مراجعت فرمائے
بلدہ ہوئے اور صمصام الملک کے خدمت دیوانی پر غلام سید خان بہادر سہراب جنگ
معین الدولہ شبیر الملک کو سرفراز فرمایا۔
اسکے بعد چہ برس تک بلدہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد مین بدولت اقبال قیام پذیر رہے
اور تمام ہمت اصلاح ملک و فلاح رعایا مین صرف فرمائے اور انہین دنونمین میر ابو القاسم
میر عالم بہادر کی روانگی بجانب کلکتہ عمل مین آئی چنانچہ معہ عاقل الدولہ و میر عباس علیخان
نظام یار جنگ و میر عبد العزیز خان بہادر اور غلام نبی خان بہادر و مرزا ابو تراب خان بہادر
مع سات زنجیر فیل سواری و ستر مہار شتر و ساٹھ سواران سلحداری براہ جگناتھ کلکتہ تشریف
لے گئے اوسوقت لارڈ کارنوالس گورنر جنرل تہا اوس سے پانچ ملاقاتین بڑی گرم
جوشی سے ہوئین اسیطرح گورنر جنرل بہادر ان کے مستقر پر ملاقات کے لئے آئے
اسکے بعد میر عالم بہادر کے سوا ہمراہین منصبداران سرکار نظام کو تحایف زر و جواہر سے
گورنر جنرل بہادر نے ممنون فرماکر روانہ فرمایا الغرض میر عالم بہادر وہان سے رخصت ہوکر
بعد طے منازل حیدر آباد پہونچکر تحایف مرسلہ گورنر جنرل بہادر حضور مین پیش کئے
جسکے صلہ مین خلعت فاخرہ و خطاب امیر عالم بہادر حاصل کیا اوسوقت سے سرکار نظام و
سرکار کمپنی مین مستحکم سلسلہ محبت و اتحاد قایم ہوگیا۔
اس عرصہ مین ٹیپو سلطان کی حکومت اور دولت بہت بڑہ گئی تہی اس جہہ سے

اندر اوس نے ایک بار قلعہ اوہونی پر حملہ کیا مگر مہابت جنگ داراجاہ بہادر فرزند شجاع الملک کے حسن تدبیر سے محفوظ رہا اوہر مہابت جنگ بہادر نے اس واقعہ کے حالت سرکار نظام کو بذریعہ عرضداشت مفصل تحریر کیا اودہر پنڈت پردہان نے ٹیپو سلطان کے ظالمانہ کارروائیون کے شکایت کے ایکطرف صاحبان انگریز اوسکے دشمن ہوگئے اسیوجہہ سے کہ اوس نے کانڑاکورگ اور ملیبار کے ضلع فتح کر لئے تھے اور آخرمین اوس نے تراونکور پر جو ہند کے انتہائے جنوب مین واقع ہی حملہ کیا اور جب وہ تراونکور کی سرحدی دیوار پر جو راجہ نے اپنی ملک کی حفاظت کیلئے کہینچ لی تہی حملہ آور ہوا تو راجہ کے فوج نے اسکو ہٹادیا ٹیپو سلطان اوسکو منعلوب کرنیکی فکر مین تہا مگر راجہ تراونکور انگریزونکا دوست تہا اسلئے۔ لارڈ کانوالس گورنر جنرل نے اسکو ٹیپو سلطان کے ہاتہہ سے بچانیکا مصمم عزم کرلیا اور نواب میر نظام علیخان بہادر بہی اودہر سے اوسکے حامی ہوگئے۔ القصہ حضور نواب میر نظام علیخان بہادر نے اوّل تو ٹیپو سلطان کو بخیال حیدرعلی نایک کے اوسکو دوستانہ نصیحت فرمائی مگر جب کچہہ نتیجہ نہ نکلا تو آخر ۱۲۰۵ ہجری مین معہ لشکر جرار قلعہ پانگل کے طرف ارادہ فرمایا اور وہان سے مرشدزادہ بلند اقبال نواب سکندر جاہ بہادر کو اور اونکی ہمراہی مین نواب مشیر الملک اور چند سرداران لشکر کو معہ فوج جرار سرینگپٹن پر حملہ کرنیکا حکم دیا اور خود بدولت اوسی قلعہ مین تین سال تک قیام پذیر رہے۔ غرضکہ لشکر نظام بسالاری نواب سکندرجاہ بہادر سرینگپٹن کے طرف بڑہی اور راؤ پنڈت پردہان دہری پنڈت پہر کیہہ بہی دیر مین آکر شریک لشکر سرکار ہوگیا۔ اور لارڈ کارنوالس فوج کی سپہ سالاری کیلئے خود ہی کلکتہ سے مدراس

آپہنچا المختصر منگلور جو ٹیپو سلطان کی عملداری مین دوسرے درجہ کا مضبوط اور
بڑا شہر ہے ۱۷۹۱ء مین مفتوح ہوا پھر دو مہینے بعد ٹیپو سلطان اور اسکی ساری فوج
کو مقام اریکیرا پر کامل شکست ہوی اور اس واقعہ کے بعد میسور کے پائے تخت سری
رنگ پٹن کا فتح ہونا کچھہ دشوار نہ تھا۔ کیونکہ اسکی بیرونی فصیل تک قبضہ کر لیا گیا تھا
لیکن ٹیپو سلطان اور گورنر جنرل کے مابین صلح ہوگئی انگریزون کو تین کروڑ روپیہ
نقد اور اسکے مقبوضہ ملک سے وندیکل۔ بڑا محال اور ملیبار کے اضلاع انگریزون
کے ہاتھہ آئے اور سرکار نظام کو صرف ایک کروڑ روپیہ نقد اور ایک کروڑ کا ملک
کڑپہ دسہ ہوٹ وگنجی کوٹہ ہات لگا اور گورک کا علاقہ گورنر جنرل بہادر نے
اوسکے راجہ کو دیدیا اسطرح میسور کی اس تیسری لڑائیکا ۱۷۹۲ء مین خاتمہ ہوگیا
اور نواب سکندر جاہ بہادر مع نواب مشیر الملک وفوج ہمراہی نصرت و فیروزی
کے ساتھہ دار السلطنت حیدرآباد کے طرف مراجعت فرما ہوئے۔
اور اوس طرف سے نواب میر نظام علیخان بہادر بہ عجلت تمام دار السلطنت
حیدرآباد مین آپہونچے۔ چونکہ مزاج نواب میر نظام علیخان بہادر کا ناساز
ہوگیا تھا لہذا ایک سال تک اصلاح طبیعت مین مصروف رہے اور سفر
مغرب کے طرف توجہ نہ فرمائی۔

قحط سالی کا حال

اور ۱۲۰۶ھ کو ملک دکن مین خشک سالی نمودار ہوی اور قحط پڑا
یہانتک کہ ۱۲۰۷ھ مین ایک سیر جوار ایکروپیہ کو ملنی کی نوبت پہونچی بلکہ تین روز
تک بازار بند رہا ایک ایک دانہ گوہر شبتاب بنگیا تھا لاکھون آدمی مرگئے
ہزارون ہی جانین ضایع ہوئین۔ ہزارون محتاج ذاس خدائی گروہ کا کہانتک

بندوبست کیا جاتا) حضوری دیوڑہی پر فراہم ہو گئے مجبوراً دروازہ بند کر دیا گیا
لیکن بلوائیون نے دروازہ کو آگ لگا دی اور اندر گہس پڑے بہزار دقت بلوہ
منتشر کیا گیا اور اوسی روز نظامت شہر ہمت یار خان بہادر سے نکالکر بدیع الدین خان
بہادر ناظم جنگ کے سپرد ہوی اور مہاجنون کو حکم دیا گیا کہ غلہ کا ایسا بندوبست کیا جائے
کہ بندگان خدا کو تکلیف نہو اور بنی نوع انسان اسطرح ضایع نہونے پائین -

انہین ایام مین سیف الملک مالی میان فرزند مشیر الملک نے عارضۂ اسہال سے
انتقال کیا چونکہ اونکی گہر کا یہی ایک چراغ باقی رہ گیا تہا اس صدمہ نے
اونکو بہی بٹہا دیا -

اسعرصہ مین نواب میر نظام علیخان بہادر کو خبردارون نے خبر دی کہ مہاجی
سندہیا حسب قرارداد صلاح نامہ ہر معرکۂ جنگ مین شریک لشکر نظام رہنے
کے لئے مع فوج آرہا ہے لہذا خود بدولت و اقبال محمد آباد بیدر کیطرف متوجہ
ہوئے اور وہان پہونچ کر انتظار آمد سندہیا سیر و شکار مین مصروف رہے
ایک ہفتہ نہ گذرا تہا کہ مخبرون سے مسموع ہوا کہ مہاجی سندہیا مر گیا
اور دولت راو اوسکا بیٹا اوسکی لشکر پر قابض ہوا - اور نانا پہڑنویس اوسکا
وزیر اعظم اور نفس ناطقہ ہو گیا ہے چونکہ اسکے رگ و پی مین فتنہ و فساد کا زہر بہرا
اثر سرایت کر گیا تہا دولت راو کو صلح نامہ کی تعمیل کیطرف کب متوجہ ہونے دیتا
چنانچہ دولت راو سندہیا کو اس نے برانگیختہ کر کے آخر سرکار نظام سے جنگ پر
مستعد اور آمادہ کر دیا -

اوراوس زمانہ مین سر جان شور گورنر جنرل ہند موافق ہدایت کمپنی کے ایسی

لڑائیون مین قدم نہ ڈالتا تہا مگر ان لڑائیونین اپنا مطلب نکال لیتا تہا لیکن اس عدم مداخلت کے طریق سے مرہٹون کو اپنے دلکی ہوس نکالنے کی جرأت پیدا ہوئی وہ موقع یہہ ہوا کہ مرہٹون کو سرکار نظام سے جنگ کرنیکی دلیری پیدا ہوگئی

کہڑلہ کی لڑائی کا حال

چنانچہ قلعہ کہڑلہ کے متصل ایک میدانین نواب میر نظام علیخان بہادر ستیرہوین شعبان ۱۲۰۹ ہجری کو تشریف لائے ہوئے تھے مرہٹون نے لڑائی شروع کردی اور میدان کارزار پارسیونکا آتشکدہ بن گیا اسوقت سرکار نظام کی فوجی تعداد ایک لاکہہ تہی۔ پہلے ہی مقابلہ مین میدان جنگ سرکار نظام کے ہاتہہ رہا مگر دوسرے حملہ مین مشیر الملک کی سوءتدبیرون سے نتیجہ جنگ سرکار نظام کے حق مین غیر مفید ہوا لشکریون کے قدم اوکہڑ گئے اور اور سرکار نظام کو بادل ناخواستہ قلعہ مین پناہ گزین ہونا پڑا۔ اور ایکطرف سے پنڈارے جوایک لٹیری قوم اور اونکی بڑی بڑی جمعیتین مدت سے مرہٹون کی فوج کے پیچہے پیچہے مثل گیدڑون کی طرح رہا کرتے تہے انکو موقع ملا دل کہولکر لشکر کو لوٹا اور امید سے زیادہ مال ودولت سے بے نیاز ہوگئے۔

المختصر بائیس دن تک اہل قلعہ اور مرہٹون سے جنگ ہوتی رہی آخرکار پنڈت پردہان کے ذریعہ سے طرفین مین بدین شرط صلح ہوئی کہ مشیر الملک بانی فساد نکا قیدی رہے۔

الغرض نواب میر نظام علیخان بہادر بعد اس واقعہ کے بارہوین رمضان کو دار السلطنت حیدرآباد کے جانب کوچ فرمایا اور راستہ ہی مین میر عالم بہادر جو بعض امور ضروری کے لئے پونہ گئے تہے معہ راجہ شیام راج اور راجہ رگہوتم راو شرف اندوز نیاز حاصل

اور مشیر الملک کے غایب مین نیابتاً راجہ شیامراج مقدمات مالی و ملکی فیصل کرتے تھے
انہون نے رگھوتم راو کے کہنے سُننے سے فوج مین تخفیف کی اور انگریزی فوج
جو دارالسلطنت مین رہا کرتی تھی وہ بھی بمشورۂ میر عالم بہادر روانہ کر دی گئی تھی
تخفیف شدہ فوج نے میدان خالی پا کر مرشدزادۂ عالیجاہ بہادر کو بغاوت پر برانگیختہ
کر کے اونکی ملازمت اختیار کر لی۔

مرشدزادۂ عالیجاہ بہادر کی باغیانہ حرکت۔

چنانچہ ۹ ذیحجہ سنہ ۱۲۰۹ھ کو مع غالب جنگ و سیف جنگ وغیرہ قلعہ محمد آباد
بیدر پر جا کر قابض ہو گئے۔ اور ادہر سے سدی عبداللہ خان
حبشی مع اپنی فوج کے مرشدزادہ بہادر کے تادیب کے لئے پیچھے پیچھے روانہ ہوا
لیکن اسپر ایک روز بحالت غفلت سداشیو ریڈی دفعتاً ایسا ٹوٹ کر گرا جس سے یہہ
سخت مجروح ہوا اور اسکی جمعیت منتشر ہو گئی اور اسکی اہل و عیال سداشیو ریڈی کے
ہاتھہ پڑ گئے۔

یہہ خبر سنتے ہی نواب میر نظام علیخان بہادر نے پہلے تو شفقت پدری کے لحاظ سے
ایک عنایت نامہ عالیجاہ بہادر کے پاس بھیجا لیکن مفترون نے اوسکی تعمیل کی طرف
اونکو رجوع ہونے نہین دیا۔ پھر ناگزیر فوج انگریزی بسرکردگی میر عالم بہادر اور جمعیت موسی
ریمو فرانسیس و افسران پایگاہ مثل سردار الملک گھانسی میان وغیرہ مرشدزادہ عالیجاہ
بہادر کو لے آنیکے لئے مامور کئے گئے۔ اور سید محمد باقر خان بیج بہیہ اور محمد اعظم خان ولیسن
وغیرہ جمعداران پایگاہ بھی اونکے شریک ہو گئے اور جب یہہ فوج متفقہ قلعہ محمد آباد بیدر کے
قریب جا پہونچے تو باغیون نے انکا دلیرانہ مقابلہ کیا۔

بالآخر چارون طرف سے لشکر نظام نے باغیونکو ایسا گھیرا کہ سب منتشر و متفرق ہو گئے

ہوگئے اور مرشدزادہ عالیجاہ بہادر نے قلعہ بیدر مین پناہ لی اور سدا شیورد ی جو
اصل بانی اس ہنگامہ کا تہا قلعہ محمدنگر مین قید کردیا گیا اوسکو رعد جنگ فرزند سید
عبداللہ خان حبشی نے قتل کرڈالا اور سیف جنگ و غالب جنگ عفو قصور کے
طالب ہوے جو ایک معقول وظیفہ پر خانہ نشین کردیئے مگر بدیع اللہ خان
کا پتہ نملا کہ وہ کدہر بہاگ گیا مرشدزادہ عالیجاہ بہادر اورنگ آباد کے طرف چلے
گئے تھے وہان سے اونکو لیکر آرہے تھے کہ کہیٹر کی منزل مین دریائے گنگا پر
باتفاق تقدیر سخت بخار آگیا آخر اوسی عارضہ سے قضا کرگئے بعض کا قول
ہے کہ مارے شرم کے زہر کہاگئے اوسی زہر سے انکا کام تمام ہوا باٰلآخر انکی نعش
میر عالم بہادر و موسئی ریمو بکمال حسرت و افسوس دارالسلطنت حیدرآباد مین لے
آئے اور درگاہ سید حسن برہنہ صاحب رح مین مدفون ہوئے۔
نواب میر نظام علیخان بہادر کو سخت رنج وغم ہوا اور اسکے دوسرے ہی سال خود بدولت
بالائے بام آتش بازی کا تماشہ ماہ شعبان مین ملاحظہ کررہے تھے باتفاق تقدیر
دفعتاً لقوہ اور فالج عاید حال ہوگیا حکیم حمایت اللہ خان وحکیم عبدالجلیل خان
معالج رہے اور مشیرالملک بہادر بہی پونہ سے آگئے معالجہ مین کوشش کی
آخرکار ۱۲۱۲ھ ہجری مین مزاج اصلاح پذیر ہوگیا۔
اور اسکے تہوڑے ہی زمانہ بعد ٹیپو سلطان سے جنگ کا سامنا ہو۔

میسور کی چوتہی لڑائی کا حال۔

اوسکا مختصر واقعہ یہہ ہے کہ زمان شاہ درانی جو کابل اور پنجاب
کا بادشاہ اور ہندوستان کے دشمن احمد شاہ ابدالی کا
کا پوتا تہا اس نے ٹیپو سلطان کی حمایت کیلئے شمالی ہند پر یورش کرنیکا قصد کیا

اور فرانس کا بڑا نامی گرامی سپہ سالار نپولین بونا پارٹ اس وقت مصر پر جنگ آرا تہا اور ٹیپو سلطان نے انگریزون کو سر زمین ہند سے نکال دینکے لئے برملا اس سے مدد مانگی تھی بلکہ یہہ کہا تہا کہ مین فرانس کی جمہوری سلطنت کا جان و دل سے شریک اور متفق ہون۔

الغرض یہہ خبر سنکر لارڈ ولزلی گورنر جنرل بہادر نے سب سے پہلے سرکار نواب میر نظام علیخان بہادر سے استعانت چاہی اور نواب محتشم کو معین و حامی بناکر سب سیڈی اے ری قاعدہ پر عہدنامہ مرتب کرلیا۔

یعنے سرکار انگریزی اور ہندوستانی ریاستون کے باہم ایک رابطہ قایم ہے جو سب سیڈی اے ری اسٹم (امدادی انتظام) کے نام سے مشہور ہے اس موقع پر اس کی کچھہ صراحت کرنا مناسب معلوم ہوا۔

اوّل تو یہ ڈہنگ وارن ہسٹنگز گورنر جنرل نے نواب اودہ کے ساتھہ برتا تہا پہر لارڈ ولزلی نے کل ہندوستانی ریاستون کے ساتہہ اسی قاعدہ پر رابطہ قایم کیا اس قاعدہ کو جب کوئی ریاست عہدنامے کی رُو سے منظور کرتی تہی وہ سرکار انگریزی کی حکومت کو ہند مین سارے حکومتون پر غالب مانتے تہی اور سرکار انگریزی اسکی حفاظت اور سلامتی کی ذمہ دار ہو جاتی تہی پہر اس ریاست کی طرف سے یہہ بہی اقرار ہوا کرتا تہا کہ ہم سرکار انگریزی کی منظوری بغیر نہ کسی سے جنگ کرینگے اور نہ صلح اور اپنے ہان کنٹینجنٹ فوج رکہینگے اور اُس سے ضرورت کیوقت سرکار انگریزی کی مدد کرینگے۔ اس انتظام کی یہ بڑی شرطین تہین مگر جیسا موقع و محل ہوتا تہا۔ اسکے موافق تغیر و تبدل بہی ہو جاتا تہا۔

لارڈ کاد النس اور سر جان شور کے عہد مین سرکار انگریزی کا ہندوستانی ریاستون کے ساتہہ جسطرح کا رابطہ تہا اسکی علت غائی یہہ تہی کہ ہندوستانی ریاستون کی قوت آپسمین تُلی رہے کہ ایک دوسرے سے بہت کم یا زیادہ ہو جائے۔ مگر یہ نیا قاعدہ اس سے عمدہ تہا اور اب جابجا اسی کے مطابق عملدرآمد ہے۔

الحاصل نواب میر نظام علیخان بہادر نے ۱۲۱۳ ہجریمین ایک جنگی برجستہ فوج بسرکردگی نواب میر عالم بہادر۔ ٹیپو سلطان کی استیصال کے غرض سے سریرنگپٹن دارالسلطنت میسور کے طرف روانہ فرمائی جسکا حاکم کرنل ولزلی برادر گورنر جنرل مقرر ہوا اور اسکے بعد گورنر جنرل بہادر بہی اسکے اہتمام کیلئے بذات خود مدراس چلا آیا۔ الغرض ایک فوج بنام زد کرناٹک کمپو جسکا سپہ سالار جنرل ہیرس تہا اور دوسرا کمپو بنام زد احاطہ بمبئی جسکا سپہ سالار جنرل سٹوارٹ تہا پہلی فوج مدراس کے طرف سے اوتری اور دوسری ساحل ملیبار کی جانب سے اوترائی ان لشکریون نے ٹیپو سلطان کی خوب ہی خبر لی اور پے درپے شکست دی اور سدا سیر و ملادیلی پران دونون میدانونمین ٹیپو سلطان نے شکست کہائی اور یہہ دونون کمپو بڑہتے بڑہتے میسور کے تخت گاہ سریرنگپٹن پر جا پہونچے اور اوس کا محاصرہ کرلیا۔

جسوقت لشکر متفقہ نے قلعہ سریرنگپٹن پر حملہ کیا اوسوقت ملازمان ٹیپو سلطان نے انگریزون سے سازش کر کے قلعہ مین داخل کرلیا اوسوقت ٹیپو سلطان علی الصباح حسب عادت قلعہ کی شمالی فصیل کیطرف کہ جہان سے لشکر انگریزی

اور لشکر سلطانی کی جنگ و جدل بخوبی نظر آتی تہی چلے گئے اور اِس مقام پر دوپہر
تک ٹہر کر کہانا کہایا اسوقت تک یہہ گمان ہی نہتہا کہ لشکر انگریزی اسقدر جلد حملہ آور
ہوگا۔ جب ہرکارے نے خبر دی کہ تمام دمدمے اور کوچون مین انگریزی فوج آگئی ہے
اسوقت ہی اِسکے چہرے سے کوئی ہراس ظاہر نہوا اگر اخباری کو یہ حکم دیا کہ سید غفار اور فوج
متعینہ سُرنگ کو ہوشیار اور خبردار کردے تہوڑے ہی عرصہ کے بعد ٹیپو سلطان کو
اطلاع پہونچی کہ توپ کے گولے کی ضرب سے سید غفار نے جان بحق تسلیم کی یہہ خبر
وحشت اثر گوش زد ہوتے ہی ٹیپو سلطان اپنے استقلال کو قایم نرکہہ سکا پریشان
ہوا اور خاص حضوری فوج کو حکم دیا کہ فوراً مُسلح بجنگ ہوجائے اور اپنے خاص نوکرون
کو یہہ ہدایت کی کہ وہ قرابین جو سلطان کے استعمال کیلیے نزدیک رکہی گئی تہی بار کرین
الحاصل ٹیپو سلطان ایک جماعت منتخب اور مخصوص سرداروں کو لیکر بعجلت تمام
فصیل کے طرف جہان نقب لگائی گئی تہی آپہونچا اور وہان اپنی فوج کے ایک حصہ
کو لشکر انگریزی کے ہراول کے سامنے مفرور پایا اور دیکہا کہ ہراول مذکور فصیلون
پر چڑھ کر قابض و متصرف ہوگئے۔

اسوقت ٹیپو سلطان نے مفرور حصہ کو فراہم کیا اور اپنی خاص جماعت مین شریک
کرکے اونکے دلونکو اسطرح بڑہایا کہ اے بہادر سپاہیو وقت حملہ آوری کا ہے
اور میدان کارزار گرم اور دشمن برسر مقابلہ ہے۔

اور یہہ کہکر ٹیپو سلطان بہادرانہ بذات خاص معرکہ آرا ہوگیا اور کئی ایک یورپ والون
جو بیرون نقب تھے انکو گولی سے مارکر گرادیا۔ جب فوج انگریزی ٹیپو سلطان
کی قیام گاہ تک پہونچ گئی اوسوقت سلطان کے پاس سے اکثر بے وفا لوگ

بہاگ نکلے اور ٹیپو سلطان فصیل شمالی کیطرف متوجہہ ہوا اور چند شجیع و جوانمرد
بہادران دلاور سردارونکو ساتہہ لیکر ایک فصیل پر سے جوانمردانہ مقابلہ کیا اور
کئی بار لشکر انگریزی کے ہراول کو جو آگے بڑھ رہا تہا روک ہی دیا۔ مگر اوسوقت
تہوڑی انگریزی فوج خندق عبور کرکے آگے نہین آئی ہوتی تو سلطانی جوانمردون
نے بہت ہی بڑا کشت وخون کیا ہوتا۔

المختصر چارون طرف سے انگریزی لشکر کی آمد شروع ہوگئی۔ اور گولیونکا مینہہ برسنے
لگا اور سلطان بہت سے زخم کہاکر گر پڑے اور اونکے قریب کئی باوفا سپاہی
بہی حق نمک سے سبکدوش مقتول ہوگئے۔ اسکے بعد اون کے نوکرون نے
سلطان کو لسواری میانہ لیجانیکا قصد کیا اتنے مین ایک سوالجر نے اونکی تلوار
کی حمایل کو جو بہت قیمتی تہی نکالنا چاہا تو سلطانؒ نے اوسکو زخمی کیا۔ سوالجر نے
ضرب بندوق سے اوسیوقت ٹیپو سلطان کو شہید کیا۔ انگریزون نے اون
کو لال باغ کے اندر ایک عمدہ مقبرے مین فوجی رسوم و شاہی تعظیم کے
ساتہہ دفن کرادیا۔ یہہ واقعہ ۱۲۱۴ھ ہجریہ مین ہوا۔
ایک شاعر نے ٹیپو سلطان کی تاریخ شہادت یہہ لکہی ہے۔

شاہ ما چون بملک برتر شد	داخل مجلس پیمبر شد
روح قدسی بعرش گفت کہ آہ	نسل حیدر شہید اکبر شد

۱۲۱۴ھ

القصہ جب اس جنگ چہارم کا یون خاتمہ ہوگیا تو ملک مفتوحہ مین سے
وہ ضلع جو دارالسلطنت حیدرآباد کے قریب تھے وہ سرکار نظام کے حصہ
رسد آئے اور اضلاع کانڑا۔ کوام۔ ٹہور۔ اور دنیار۔ انگریزی عملداری

مین شامل کرلئے گئے - اور ریاست میسور کی حکومت کیلیئے یہہ تجویز قرار پائی کہ وہان
کے قدیم راجہ کی اولاد مین سے ایک لڑکے کو جو گدّی کا وارث تھا مسند نشین
کر دیا جائے - جسکا راج اب تک اوس خاندان مین چلا آتا ہے - اور ملک میسور
کا انتظام جنرل ولزلی برادر گورنر جنرل کے سپرد کیا گیا -

حقیقت یہہ ہے کہ سرکار نظام کی حمایت و وفاداری اور سلطنت میسور کی
فتحیابی سے انگریزون کی حکومت صرف دکن ہی مین نہین بلکہ تمام قلمرو ہند
مین غالب مان لی گئی جسکو زمانہ کی آنکھین آج اس سرسبزی و شادابی
پر دیکھہ رہی ہین -

اور نواب میر عالم بہادر بعد اس کارروائی کے معہ فوج انگریزی ملازم
سرکار نظام کنٹیجنٹ داخل دار السلطنت حیدرآباد ہوے اور حضور اقدس
و اعلیٰ نواب میر نظام علیخان بہادر مین عزت باریابی کی حاصل کی اور جمعیت
انگریزی ماموره سرکار نظام کیلیئے حسین ساگر کے اوس طرف چھاونی ڈالی
گئی جو اسوقت الوال کے نام سے شہرت پذیر ہے اور اوسکی تنخواہ مین ملک
مفتوحۂ ٹیپو سلطان سے جو حصہ ملا تھا مقرر کیا گیا -

نواب سکندر جاہ بہادر کے شادی کا حال -

اور اسی ۱۲۱۳ ہجری مین نواب سکندر جاہ بہادر کے ساتھہ
جہان پرور بیگم دختر مالی میان سیف الملک فرزند مشیر الملک
ارسطو جاہ بہادر کا عقد ہوا جسمین لاکھون ہی روپیہ صرف کیا گیا -

میر عالم بہادر کے قید کا ذکر -

اور بعد ختم ان جشنون کے میر عالم بہادر ملک مفتوحہ کڑپہ
و کنجی کوٹہ و قلعہ سدہوٹ کے انتظام کیلیئے گئے اسی اثناء

مین بوجہ انقلاب زمانہ ارسطوجاہ بہادر نے ایک چال ایسی کہیل گئے کہ میر عالم بہادر کو وکالت سرکار انگریزی کی خدمت سے موقوف کروا کر قلعہ دررمین قیدہی کروادیا اور خدمت وکالت مدار المہامی کا ضمیمہ ہوگی -

میر عالم بہادر بظاہر اس سزا کا مستحق نہ تہا شاید ٹیپو سلطان کے اسلامی حکومت برباد کرنے کے جرم مخفی مین یہہ سزا نصیب ہوی ہو تو عجب نہین -

وفات حسرت آیات نواب میر نظام علیخان بہادر -

اسکے چوتھے برس مرشدزادہ کیوانجاہ بہادر کا جشن تسمیہ خوانی منعقد ہوا تہا کہ عین جشن مین نواب میر نظام علیخان بہادر کا مزاج ناساز ہوگیا ہرچند علاج کیا گیا مگر کوئی سودمند نہوا آخر ۱۲۱۸ ہجری ہفدہم ربیع الثانی کو ستر سال کی عمر پائے چوالیس سال حکمرانی کرکے انتقال فرمایا بعد نماز جنازہ اپنی والدہ عمدہ بیگم کے پہلو مین دفن کیے گئے -

تاریخ رحلت

برادرج پاک میر نظام علی مدام	زین مصرع عجیبہ دو تاریخ رانجوان
خوانند با وضو ہمہ اشخاص فاتحہ	مستوجب بہشت وباخلاص فاتحہ
	۱۲۱۸

نواب غفرانمآب کے بہائیونکا حال -

چونکہ نواب غفرانمآب کے بہائین ایک امیر الامرا شجاع الملک بسالت جنگ بہادر تھے اور دوسرے معتقد الدولہ حین قلیچ خان ناصر الملک ہمایون جاہ مغل علیخان بہادر تہے جنکی مختصر کیفیت یہہ ہی کہ شجاع الملک بہادر فرزند پنجمی نواب مغفرت مآب آصفجاہ بہادر بعہد امیر الممالک نواب صلابت جنگ بہادر بیجاپور کی صوبہ دار تہی فرزند نگڈہ ادہونی و رایچور آپ کی جاگیر تہی ۱۱۹۶ ہجری مین انتقال کرگئے اونکے بعد اون کے فرزند مہابت جنگ داراشکوہ

بہادُر بعہد نواب غفرانمآب اوسی جگہ پر ممتاز رہے چنانچہ اونہون سے سنہ ۱۲۰۸ھ مین ٹیپو سلطان سے میدان کارزار گرم کیا اِن کے انتقال کے بعد انکی اولاد مین قابلیت حکمرانی نرہی لہذا تمام جاگیر خالصہ مین شامل کرلیگئی۔

اور نواب ناصرالملک ہمایونجاہ مغل علیخان بہادر فرزند ششمی نواب مغفرت مآب آصفجاہ بہادر قلعہ محمدآباد بیدر مین نظربند تھے جس وقت عالیجاہ بہادر باغی ہوکر بیدر گئے تھے اون کو قوت دی مگر آخر مین سمجھایا مگر جب اون کے پند ونصیحت نے کچھ اثر نہ کیا تو نواب غفرانمآب نے انکو بعزت تمام دارالسلطنت مین طلب فرمایا چنانچہ ابتک اونکی اولاد عزت کے ساتھ بسر کرتے ہین۔

غفرانمآب کی اولاد مین سب سے بڑے عالیجاہ بہادر تھے جنکی بغاوت کا پہلے تذکرہ ہوچکا ہے دوسرے نواب میر اکبر علیخان بہادر سکندر جاہ بہادر جنکا ذکر خیر آیندہ ہونے والا ہے۔ اور فرزند سومین نواب فریدونجاہ میر سبحانعلیخان بہادر۔ انکا انتقال سنہ ۱۲۲۰ھ مین ہوگیا۔

اور فرزند چہارمین نواب جہاندار جاہ میر ذوالفقار علیخان بہادر جو نیک مزاج اور حلیم الطبیعت تھے اونہون نے سنہ ۱۲۴۲ھ مین ملک بقا کا راستہ لیا۔

اور نواب میر جمشید علیخان جمشید جاہ بہادر فرزند پنجمی غفرانمآب کا پندرہ برس کی عمر مین انتقال ہوگیا تھا۔

اور ششمی فرزند نواب میر تیمور علیخان اکبر جاہ بہادر و ہفتمی نواب میر جہانگیر علیخان سلیمان جاہ بہادر اور ہشتمی فرزند غفرانمآب کے نواب کیوانجاہ بہادر تھے جو بذل وسخاوت مین شہرۂ آفاق تھے انکا سنہ ۱۲۴۳ھ مین انتقال ہوا۔

الغرض بعد وفات نواب غفرانمآب کے فرزندوںمین سے نواب فلک رکاب میر اکبر علیخان بہادر

سکندر جاہ آصف جاہ ثالث نے مسند حکومت کو رونق دی جنکا حال سلطنت ہدیۂ ناظرین ہے

ذکر خیر سلطنت نواب میر اکبر علیخان بہادر سکندر جاہ آصفجاہ ثالث

آپ ۱۲۱۸ ہجری مین تخت نشین ہوئے۔ شجاعت سخاوت آپ کے فطرت مین ہتی سپاہ اور رعایا کو بہت دوست رکہتے تھے ہر معرکۂ جنگ مین اپنے بھائیون سے نمایان طور پر جرنیلی قابلیت اور شاہی لیاقت کا ثبوت پیش کیا۔ چنانچہ نواب غفران مآب کے روبرو قابل قدر فتح حاصل کی الغرض بعد وفات نواب غفران مآب اعیانِ دولت و ارکین سلطنت نے بصلاح نواب مشیر الملک ارسطو جاہ مدار المہام سرکار عالی در دولت پر حاضر ہوئے اور تخت نشینی کے لیے عرض کیا آپ نے اس بار گران سے بمصلحت انکار کرنا چاہا مگر کار پردازان سلطنت نے سمجہا بجہا کر بٹھا ہی دیا آپکی جلوسی سواری شاہی خدم و حشم کے ساتہ شاہی محل مین داخل ہوئی اوس وقت آپکی خواصی مین رگھوتم راؤ پیشکار رہتا۔

بیسوین ربیع الآخر ۱۲۱۸ھ مین تخت نشین ہوئے اور ان معاہدون کا جو فیما بین سرکار نظام و سرکار انگلشیہ کے قرارداد ہوئے تھے اونکو بلا کم و کاست بحال رکہا۔

فریدونجاہ بہادر کو تین ہزار روپیہ ماہانہ کے عوض چار ہزار روپیہ ماہانہ اور دوسرے بھائیون کو جو تین تین ہزار روپیہ ماہانہ پاتے تھے چھہ چھہ ہزار روپیہ کی ماہوار مقرر فرمائی۔

چند روز کے بعد مشیر الملک ارسطو جاہ بہادر نے سرور نگر مین ایک نیا بازار قائم کیا جسمین بتقریب ضیافت نواب سکندر جاہ بہادر بہی رونق افروز ہوئے چنانچہ بازار مذکور مین لکہو کہا روپیہ تجارتی مال سوداگرون سے خرید کیا گیا اور اوسی زمانہ مین جشن تسمیہ خوانی کیوانجاہ بہادر کا جو بوجہ رحلت فرمائی نواب غفران مآب کے ناتمام رہگیا تہا ترتیب دیا گیا اور منجانب حضور پر نور دس ہزار روپیہ کی نقد مہندی بہیجی گئی تہی اسی پر اور سامان جشن کا تکلف خیال کرنا چاہیے

۲۸ محرم ۱۲۱۹ھ میں نواب مشیر الملک ارسطو جاہ بہادر بخار مین مبتلا ہوکر آٹھ ہی روز کے عرصہ میں انتقال کیا رحلت کے بعد راجہ رگھوتم راؤ پیشکار مدار المہامی کا کام دو مہینے تک انجام دیتے رہے انہیں دنون مین سفیر انگریزی نے بہی امور سلطنت مین دخل دینا شروع کردیا۔

میر عالم کی وزارت کا حال

آخر جمادی الاول ۱۲۱۹ھ مین میر عالم بہادر جو قید کئے گئے تھے نواب سکندر جاہ بہادر نے انکو طلب فرماکر خلعت مدار المہامی سے سرفراز کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سفیر نے پھر کبھی معاملات سلطنت مین دخل ندیا۔

۱۲۲۰ھ مین میر عالم بہادر نے جشن سالگرہ مبارک نواب سکندر جاہ بہادر ترتیب دیا جسمین بہت بڑا تکلف کیا تھا چنانچہ اوسی جشن سالگرہ مین میر جعفر علیخان بہادر و میر حسن علیخان بہادر کو جعفر یار جنگ و اسد نواز جنگ اور تین تین ہزاری منصب در رسالہ سواران صرفخاص اور نظام یار جنگ بہادر کو حسام الملک و محمد قمر الدینخان خوشنویس اوستاد حضور کو اکبر یار جنگ اور منصب سہ ہزاری در رسالہ صرفخاص اور منیر الدینخان قاضی دار السلطنت کو سکندر جنگ و منصب سہ ہزاری در رسالہ سواران و خطابات معزز سے سرفراز فرمایا۔

انہیں دنون مین راجہ مہیپت رام جو بسرکردگی چالیس ہزار فوج بعہد نواب غفرانمآب انسداد شورش پنڈارون کے لیے روانہ ہوا تھا حسب الطلب نواب سکندر جاہ بہادر دار السلطنت مین واپس آیا چونکہ ان دنون مین خود غرضون کے خلاف واقعہ مخبری سے حضور کا مزاج مقدس میں میر عالم بہادر کیطرف سے مکدر تھا اس نے موقع پاکر بطمع خدمت مدار المہامی اور بہی برانگیختہ کردیا بالآخر سرنم صاحب وکیل انگریزی نے عزت باریابی حاصل کرکے میر عالم بہادر کی سفارش کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ راز سربستہ کہل گیا اور راجہ مہیپت رام شہر بدر قلعہ سگر شاہ پور کے جانب روانہ کیا گیا اس نے وہان پر فوج جمع کرکے سرکار سے مقابلہ کیا ادہر سے فوج انگریزی ملازم سرکار نظام

ہی اوسکی سرتابی کے لیے فوراً روانہ کیگئی آخر بعد جنگ و پیکار و قتل مسٹر گارڈن بہاگ نکلا اور ملہار راؤ ہلکر کے لشکر مین جا گہسا اور راجہ ہمپت رام کی جگہ گوبند بخش برادر راجہ چندو لعل سرداری لشکر پر سرفرازی پائی۔ اسی زمانہ مین سیندہیا اور والی برار سے انگریزون کی لڑائی کے بعد ہلکر اور راجہ بہرت پور سے لڑائی درپیش تہی جس سے مرہٹوںکا زور بل ٹوٹ گیا۔

انہین دنون مین میر عالم بہادر نے راجہ چندو لعل کے لیے خدمت پیشکاری کے لیے تجویز کی مگر راجہ سورج پرتاب معروف راجہ شیر ال جو مختار دفتر مال و پیشدست میر عالم بہادر تھا اوس نے اس تجویز سے باز رکہا آخر میر عالم بہادر نے اپنے اور حضور کے درمیان مین چندولال کو سفیر مقرر کیا۔ اور جب راجہ سورج پرتاب مرگیا تو ۲۲ صفر ۱۲۲۱ھ بروز چہارشنبہ خدمت پیشکاری سے سرفرازی پائی۔

اور ۲۱ شوال ۱۲۲۳ھ مین میر عالم بہادر نے انتقال کیا یہ شخص نہایت نیک نیت تہا خلق خدا کو بڑا صدمہ ہوا آخر اونکی نعش میر مومن کے دائرہ مین دفن کی گئی۔

میر عالم بہادر نے اپنی وزارت مین مسافرون کے آرام کے لیے شہر چینا پٹن مدراس سے لیکر اورنگ آباد و پونہ و بمبئی تک کے رستو مین سرائین بنوائین اور دارالسلطنت حیدرآباد مین تالاب میر عالم جسمین تین لاکہہ روپیہ صرف ہوا تہا ابتک موجود ہے اور باغ بارہ دری کنار رود موسی اور منڈی میر عالم کی ابتک یادگار ہے اور بعد وفات میر عالم بہادر کے خدمت دیوانی پراون کے داماد منیر الملک بہادر نے سرفرازی پائی

سرفرازی خدمت دیوانی منیر الملک بہادر

اور ۲ رمضان ۱۲۲۶ھ مین دمدار ستارہ گوشہ شمال و مغرب مین شام سے پہر رات تک ایسا ایک مہینے تک طلوع ہوتا رہا اور اسی سال مین جسونت ہلکر بہی مرگیا اور پونے مین منافقت شروع ہوا

پنڈاروں کا قلع قمع اور ۱۲۲۹ء میں پنڈاروں نے تمام ممالک محروسۂ سرکار عالی میں فتنہ و فساد اور لوٹ مار کا ہاتھ دراز کیا راستہ بند اور ہزاروں گانوں بے چراغ ہو گئے پنڈارے ایک لٹیری قوم تھی اور انکی بڑی جمعیتیں مدت سے سیندھیا اور ہلکر وغیرہ مرہٹوں کی فوج کے پیچھے پیچھے مثل گیدڑوں کے رہا کرتی تھیں اور ان غارتگروں نے دریائے نربدا کے متصل کچھ زمین بھی پیدا کر لی تھی۔ یہ لوگ کئی سال سے وسط ہند کے لیے اور خاص کر ملک سرکار نظام کے لیے بوجہ اونکی طرفداری انگریزوں کے گویا ایک وبائے عالمگیر بن رہے تھے چنانچہ باجی راؤ پیشوا جو پونے میں رہتا تھا مرہٹوں کی اس سازش کا سرغنہ اور اپا صاحب راجہ ناگپور بھی اسمیں شریک ہو گیا تھا۔

آخر لشکر نظام اور مسٹر مالکم صاحب مع فوج انگریزی انسداد پنڈاروں کے لیے متوجہ ہوئے انجام یہ ہوا کہ سیندھیا نے سرکار انگریزی کی اطاعت قبول کر لی جسکی وجہ سے اسکی اولاد آجتک گوالیار میں راج کرتی ہے۔ اور امیر خان جو پنڈاروں کا سردار تھا اوس نے بھی ہتیار ڈال دیا اسی سبب سے اونکی اولاد ابتک ٹونک میں مسند نوابی پر حکمران ہے مگر باجی راؤ برسر مقابلہ ہوا اور پونے میں رزیڈینسی کوٹھی پر حملہ کر کے اسکو لوٹ لیا لیکن کچھ بہت دم خم نہ رکھتا تھا اس لیے تھوڑے ہی عرصہ میں میدان جنگ سے بھاگ نکلا اور ہر چند کئی مقاموں پر مقابلہ کیا مگر اس سے کچھ نہ ہو سکا آخر گدی سے اوتارا گیا اور اوسکی ریاست سرکار انگریزی کی عملداری میں شامل ہو گئی صرف ستارہ کے آس پاس کا تھوڑا سا ملک راجہ ستارا کو جو سیواجی کی نسل میں تھا دیدیا گیا۔

باجی راؤ کے مغلوب ہونیکے تھوڑے ہی روز بعد اپا صاحب نے ناگپور میں جو انگریز تھے اُن پر حملہ کیا مگر فوراً شکست کھا کر قید ہو گیا پھر چند روز بعد قید سے نکل پنجاب کیطرف بھاگ گیا اور

سکہو نین کچہہ مدت تک بحالت گمنامی رہ کر مر گیا۔

جب امیر خان سنے انگریزون کی اطاعت قبول کر لی تو پہر اور پنڈارے سردار بہی ایک ایک کر کے مغلوب و مطیع ہو گئے ان سردارون مین چیتو سب سے آخر مغلوب ہُوا تھا اس سنے ایکبار ہلکر کی فوج مین پناہ لی اور اس فوج سنے راجہ نابالغ کی سرپرست رانی تلسی بائی کو اس شک پر کہ وہ انگریزون کی طرفدار ہے قتل کر کے انگریزون کے مقابلہ کا ارادہ کیا چنانچہ اسوجہ سے ۱۸۱۷ء مین مہدپور کے میدان پر ایک بڑی بہاری لڑائی ہُوئی اسمین فوج انگریزی فتحمند رہی اور ہلکر کی فوج کے مرہٹون و پنڈارون سنے کامل شکست کہائی اسکے بعد ملہار راؤ ہلکر سنے تو انگریزون سے سب سیدہی اسی قاعدے پر عہدنامہ کر لیا اور چیتو بہاگ کر آوارہ پہرتا رہا اور اسکا جتہا ٹوٹتا گیا انجام یہ ہُوا کہ ملک خاندیس مین اسیرگڑہ کے پاس جنگل مین اسکو ایک شیر سنے ہلاک کر ڈالا اس لڑائی کے بعد مرہٹون کے سارے ملک بلکہ سارے وسط ہند مین سرکار انگریزی کا تسلط ہو گیا اور لیٹرون سے امن و چین ہو گیا۔

مبارز الدولہ و سپاہیان انگریز سے لڑائی اور ۱۲۳۰ھ سترہوین رمضان کو فیما بین مردمان ہمراہی نواب مبارز الدولہ بہادر اور سپاہیان فوج انگریزی کے ایک حیاط پر مناقشہ ہو کر یہ نوبت پہونچی کہ جمعیت انگریزی سنے مبارز الدولہ کی حویلی پر چڑہائی کی اور لڑائی شروع ہو گئی چونکہ نواب مبارز الدولہ بہادر ایک مرد دلاور و جری تھے انہون سنے بہی انکا جواب دیا اور برابر ثابت قدمی سے لڑتے رہے اس اثنا مین ایک حبشی افسر پلٹن پر حملہ کیا اور اوسکا کام تمام کر کے توپ کو اولٹ دیا یہ خبر سنتے ہی نواب سکندر جاہ بہادر نے معرفت راجہ چندولال لشکر انگریزی کے افسر کو کہلا بہیجا کہ جلد یہان سے فوج چلی جائے اور نواب سکندر جاہ بہادر نے مبارز الدولہ بہادر کو اپنے پاس طلب فرما لیا اور اونکو مصلحت وقت کے لحاظ سے قلعہ گولکنڈہ

مین نظر بند کیا تھوڑی مدت کے بعد پھر قلعہ سے بلوا لیا اور حویلی عالیجاہ کی اون کے لیے مرحمت ہوئی۔

انہین دنون مین راجہ چندولال بخطاب مہاراجگی و علم و نقارہ او رمنصب شش ہزاری چہہ ہزار سوار سے اسی کارگذاری کے صلہ مین سرفراز ہوے۔

ملاحظہ فوج جعفر یار جنگ بہادر

اور ۱۲۳۲ھ مین پانزدہم ذیحجہ کو نواب سکندر جاہ بہادر رباغ قدسیہ مین رونق افروز ہوئے تو نواب جعفر یار جنگ بہادر نے اپنی جمعیت و توپخانہ کو ملاحظہ اقدس و اعلیٰ سے گذرانا چنانچہ بعد ملاحظہ جمعیت کے حضور نے خوشی ظاہر فرمائی۔

بد ہوائی مین جھگڑے کا حال

۱۲۳۴ھ مین امساک باران سے گرمی کی زیادہ شدت ہوئی اور وبا کا زور ہوا اس ہیضہ کے زور و شور مین ایک روز ہنود سوانگ بنائے ہوئے پوجا کرنیکے لیے دیول کو جارہے تھے اور اون کے ساتھ سامان پوجا پاٹ بکری و مرغ وغیرہ تھا یہ لیکر بڑی دہوم دہام و بھیڑ بہاڑ سے گاتے بجاتے مکہ مسجد کے سامنے سے گذرے مکہ مسجد کے شہدون نے انکا سب سامان پوجا لوٹ لیا اور ایک جھنڈا مکہ مسجد مین کھڑا کردیا ہنود اور مسلمانون مین یہ فساد شروع ہوا اور تین دیولین توڑ ڈالی گئین قریب تہا کہ تیغ و خنجر سے کام لیا جائے مگر راجہ چندولال کی فہمایش سے وہ فتنہ فرو ہوگیا۔

عہدیون کی لڑائی کا حال

سب سے پہلے خنجل گوڑہ پر عہدیون سے وصول زر قرضہ پر لڑائی ہوئی حضرات عہدوی بعہد نواب غفرانمآب خنجل گوڑہ مین آباد ہوئے نواب شمس الامرا تیغ جنگ بہادر کے علاقہ پائیگاہ مین دس ہزار سوار بحکم اعلیحضرت غفرانمآب مامور کئے گئے اور اون مین دلدار خان عہدوی جمعدار معہ دوسو سواران عہدویہ کے مامور ہوکر خنجل گوڑہ مین قیام پذیر ہوا دلدار خان حضور رس بہی تہا اور رسالہ نواب مشیر الملک بہادر مین بہی رفتہ رفتہ چار ہزار عہدوی

افغان نوکر ہو گئے اور چینچل گوڑہ اِن کے تاجرون اور نوکر پیشہ سے خوب آباد ہو گیا اور
داد وستد کا سلسلہ بہی جاری ہوا انہین لوگون مین سے ایک پیرزادہ سلطان میان نامی
ارسطو جاہ کی سفارش سے دو ہزار سوار پیادون کا سردار بنا اور محلات کٹک گری و گنگاونی
اوسکو سرکار سے عنایت ہوئی اور بعہد مدار المہامی ارسطو جاہ بہادر میر عالم بہادر انکا ستارہ
چمک رہا تہا بعد انتقال دلدار خان افغانان مہدویہ نے اپنا قرضہ سختی سے وصول کرنا شروع
کیا چنانچہ سلطان میان پیرزادے بہی قرضدار تھے اِن سے اوسیطرح معاملہ کیا گیا اور بُری
طرح سے پیش آئے آخر ۲۸ رمضان سنہ ۱۲۲۸ھ بوقت شب سات شخص قوم سلیمان زی کے سُلطان میان
پیرزادہ کے مکان پر آئے اور اون سے لڑنا شروع کر دیا پیرزادہ صاحب نے بہی اونپر حملہ کیا
اور طرفین سے چند جانین ضائع ہوئین۔ اِس واقعہ کے بعد سنہ ۱۲۳۸ھ مین یسین خان فرزند دلدار خان
جمعدار نے ایک روز مشیر آباد مین ایک معلم سے کہا کہ ہمارا دین کیون نہین قبول کر لیتے ہو

مولوی عبدالکریم صاحب کی شہادت کا حال

اسپر یہ دونون مذہبی تکرار کر رہے تھے مولوی عبدالکریم صاحب
پاس مسجد جلوخانۂ میر عالم بہادر مین جسکو اب منڈی میر عالم کہتے ہین آئے اور یسین خان جمعدار
مہدویہ نے مولوی صاحب سے سوال کیا کہ فضائل مہدی بیان فرمائین مولوی صاحب نے فرمایا
کہ کس مہدی کے کیونکہ بقول تمہارے ایک مہدی ہین جنکی مہدویت ہمارے نزدیک
ثبوت کو نہین ہو سکتی ہے اور دوسرے مہدی وہ ہین جنکا ظہور ہونے والا ہے یہ بات
سُنکر یسین خان کو مذہبی حرارت سے غصہ چڑھ آیا اور بحالت غضب کہنے لگا کہ ہمارے
مہدی سچے ہین جو انکا قائل نہین وہ گستاخ مطلق ہے جب مولوی صاحب نے یسین خان کو آمادہ
فساد دیکہا تو مسجد سے باہر چلے جانے کے لیے کہا اور لوگون نے اوسکو باہر کر دیا مگر اِس
کشاکشی مین اوسکے کہین پیشانی پر کھردنا آگیا اور ایک دو قطرے خون کے بہی ٹپک پڑے

وہ حوض جلوخانہ پر بیٹھ گیا استنے مین ایک مہدوی زادے کی نظر اوس پر پڑی اور اوسنے دیکھکر اپنے ہم قوم مین خبر دی قریب شام بلاتعداد مہدوی لوگ جلوخانہ مین بھر گئے اور ہنگامہ مچا دیا چونکہ سلخ ذیحجہ ۱۲۷۴ھ تہی اور منیر الملک بہادر چہتہ مین علم استادہ کرنے چلے آئے تھے جب یہ سُنا تو مہدویون کو منع کیا چنانچہ حکیم خواجہ احمد خان نے ان لوگون کو سمجھایا مگر کب باز آتے تھے استنے مین دائم خان بہادر اور حسن خان بہادر جمعداران سندوری اہل نشتن بہی آ گئے اور مولوی صاحب سے عرض کیا کہ اس موقع پر یہان سے اوٹھ چلئے مولوی صاحب نے کہا کہ جب مین مدینہ طیبہ مین مقیم تہا جناب سلطان الانبیاء صلعم نے خواب مین ارشاد فرمایا کہ اے عبدالکریم تو حیدرآباد جا وہان تیری آرزوے شہادت بر آئیگی لہذا مین یہان سے اب اور کہین نہین جا سکتا اور نہ اس مسجد کو چہوڑ سکتا۔ القصہ عنایت خان پردوزی ہاتی پر سوار رہتا مسجد مین گہسنے کا ارادہ کیا دائم خان اور حسن خان بہادر دن سلاتہ روک دیا اور کہا کہ بہائی عنایت خان تمکو یہ مناسب نہین ہے کہ مسجد مین فساد برپا کرو اگر فساد کروگے تو یاد رکہو کہ قیامت تک فریقین مین تلوار چلتی رہے گی مولویصاحب پر اس قدر ظلم کرنا قرین مصلحت نہین اور نہ یہ فعل جوانمردی مین داخل ہے لیکن عنایت خان نے نہ مانا آخر نیامون سے تلوارین نکل پڑین عنایت خان مارا گیا اور دائم خان نے بہی جام شہادت نوش کیا حسن خان نے بہی سخت حملہ کیا اور خود بہی زخمی ہوا چودہ مہدوی زادے قتل کئے گئے آخر بہت سے مہدوی لوگ اندر گہس آئے اور بندوقون کا فیر کیا تاج محمد خان اور ایک عرب نے عین نماز سنت مغرب مین شہادت پائی اور یسین خان اور مہدوی زادے مولوی صاحب کی تلاش مین تھے استنے مین مولویصاحب نے

نہایت استقلال سے آواز دی کہ اودہر آؤ مہربان مین یہان منتظر وقت ہون یہ سنتے ہی
یسین خان مولوی صاحب کے سینۂ بے کینہ پر چڑہ بیٹھا اور خنجر سے اونکو شہید کر ڈالا
اور اپنے چودہ مقتولونکی لاشئے اوٹھا لیگئے۔ اور سید نصرت مہدوی زادہ
داروغہ ہرکارگان نے بہت جلد حضور مین جاکر اِس واقعہ کو ظاہر کرکے عرض کیا
کہ مولوی صاحب خود ہی اپنی جہالت سے مارے گئے۔

دوسری محرم بروز چہارشنبہ سید نور الاولیا صاحب نے علماء دار السلطنت کو اطلاع دی
کہ ایک رکن رکین مذہب سنت وجماعت کا ناحق خون ہو گیا جسکا انسداد فی الوقت
نہو سکا اِس لیئے جایز ہو سکتا ہے کہ اس واقعہ کا بالاتفاق تدارک کیا جائے چونکہ
ایک ایسا عالم جید اسطرح شہادت پا چکا ہے تو ایسا ہی دوسرے کی بہی نوبت
آنے والی ہے یہ سنتے ہی ذو الفقار خان بہادر شریعت پناہ بلدہ وقاضی شیخ
حیات اللہ ومولوی حافظ میر شجاع الدین صاحب اور مولوی غلامی صاحب مکہ مسجد
مین جمع ہوگئے اور بروز جمعہ جہاد کا وعظ پکار دیا یہ سنتے ہی راجہ چندولال نے
غوث خان جمعدار کی زبانی کہلا بھیجا کہ گو آپ صاحبون کا جمع ہونا درست ہے
مگر مکہ مسجد شاہی محلات کے قریب ہے اِس سے بہتر ہوگا کہ جامع مسجد مین فراہمی کی
صورت ہو اور ہم بہی آپ کے ہمراہ ہین المختصر ایک لاکھ آدمیون کا ہجوم ہو گیا
اور ایک نشان محمدی بہی استاد کیا گیا اب ہجوم عام وبلوۂ عظیم مین کون کسکی
سنتا تہا اودہر مہدوی زادے بہی تیغ وبندوق وساز وسامان جنگ سے بہادرانہ مستعد
ہو گئے اور ادہر سے نیاز مند خان بہادر اور منصور خان بہادر وصالح محمد خان
وعبد الرحیم خان ومیر احمد خان ومحمد خان گنگیانی وغیرہ جمعدار بہی اوٹھ کھڑے ہوے

اور دروازۂ یاقوت پورہ سے نکل چنچل گوڑہ جا پہونچے اوسوقت فریقین سے گفتگو یہ ہوئی کہ مہدوی زادے ییلبن خان کے دینے پر رضامند ہوگئے مگر ادہر سے قصاص مین روشن میان طلب کئے گئے چونکہ نواب میر نظام علیخان بہادر غفرانمآب کے عہد مین یہ لوگ ہمیشہ جنگ مین رہے تہے اب انکو ہاتھہ پر ہاتھہ رکہے ہوئے بیٹہا رہنا کب گوارا تہا قصہ کوتاہ لڑائی چہڑ گئی پہلے نیاز بہادر خان اور شمشیر خان مہدوی سے لڑائی ہوئی نیاز بہادر خان نے شمشیر خان کا کام تمام کردیا اور خود بہی زخم اوٹہا کر شہید ہوا پہر سنرہ میان بہانجہ منصور خان نے مہدویون پر سخت حملہ کیا اور بعد قتل کئی ایک مہدویون کے خود بہی شہید ہوگیا منصور خان نے بہی بہت سے مہدوی زادون کو قتل کرکے شربت شہادت نوش کیا اور مرزا نصیر بیگ ولایتی نے بہی مہدوی زادون کو تہ تیغ کرکے خود بہی شریک شہدا ہوا محمد خان گگیانی اور غلام جیلانی خان فرزند کنو میان جمعدار و شیخ حیات اللہ اصل بانی قصہ نے سیکڑون لاشین میدان جنگ مین گرادین اور خود زندہ رہا اس عرصہ مین جمعیت عرب بہی آپہونچی اور اونہون نے بہی مہدویون کو نشانہ بندوق بنا لیا بچارے اکثر مہدوی زادے میدان لڑائی سے نکل اپنے گہرون مین جاکر پناہ لی اور رات بہی ہوگئی تہی لیکن اتنے مین اس واقعہ کی خبر نواب سکندر جاہ بہادر کےگوش زد ہوئی دفعتًا غضب سلطانی جوشزن ہوا آدہی رات گذری تہی کہ بنام راجہ چندولال حکم صادر ہوا کہ معًا جمعیت انگریزی مقیمۂ بولارم کو حکم دیا جائے کہ وہ فی الفور آکر چنچل گوڑہ کو صبح تک خاک مین ملادین چونکہ راجہ چندولال بہی مہدوی زادون سے داغ کہائے ہوا تہا فورًا حکم کی تعمیل کیگئی چار ہزار فوج موتوپخانہ انگریزی و ہارتیٹ صاحب و مارٹن صاحب وکیل سرکاری و سدرلین صاحب بتعجیل تمام آکر چنچل گوڑہ

کو گھیر لیا اور حکم کے منتظر رہے کہ صبح کو باغیون نے ہتیار ڈالدیئے بالآخر راجہ چندولال کی شفارش پر انکی جان بخشی ہوئی مگر حکم دیا گیا کہ آج سے تیسرے دن تک کل قوم مہدوی شہر سے چلے جائین چنانچہ کچہہ تو بجانب کرنول اور کچہہ ہندوستان کیطرف اور بعض غربا دیہاتون مین جا بسے اور جب چنچل گوڑہ مہدوی زادون سے بالکل خالی ہو گیا اور اونکا خاطرخواہ اخراج ہوچکا تو شاہ یار الملک بہادر کو معہ پلٹن کے چنچل گوڑہ مین رہنے کے لیے حکم دیا گیا صرف سُلطان میان کے فرزند محمد صاحب میان اور کرار نواز خان بہادر جو تعلقات گنگا دتی ونلدرگ مین تھے یہ دونون سردار قوم شریک بغاوت نہ تھے باقی رہ گئے

شہادت عزت یارخان بہادر صدر الصدور کا حال

اور ۱۲۴۱ھ مین عزت یار خان بہادر صدر الصدور اور مصاحب و معتمد سرکار و طبیب تھے اثنا ء راہ چار کمان مین چار مہدویون نے بغض دکھانے کے بہانے سے قریب جا کر اونکو جمدہر سے شہید کیا ایک اونمین سے نکل گیا اور باقی تین راستے مین بھاگ رہے تھے اور جب مبارز الدولہ صاحبزادے کے دروازہ پر سے گذرے ان تینون کا کام تمام کردیا گیا۔ یہ خبر سنکر نواب سکندر جاہ بہادر نے طالب الدولہ حسن علیخان بہادر کوتوال شہر کو حکم دیا کہ گھر گھر تلاشی ہو جہان کہین مہدوی پائی جائین گرفتار کئے جائین اور آیندہ کے لیے بندوبست کردیا جائے کہ آنے نہین پائین۔

لطیفہ

راجہ چندولعل کو اکثر شعر و سخن کا زیادہ شوق تھا ایک روز چندا نامی کنچنی جو بہت بڑی مالدار اور صاحب طبل و علم تھی ماہ لقا بائی خطاب تہا حاضر جوابی مین لاجواب تھی اور موزونیت طباعی مین زبانزد خاص و عام تھی اس کے روبرو راجہ چندولال نے یہ مطلع پڑھا

ہے چین کہان جب سے مری آنکھ لڑی ہے	ملنے کی نجومی تو بتا کون گھڑی ہے

چنداسنے فی البدیہہ جواب دیا۔

پہلے ہی سے چلا گئے مری دلکو ستا میت ۔۔۔ اسے مرغ سحر چپ ہو ابہی رات بڑی ہے

وفات حسرت آیات نواب سکندرجاہ بہادر ۔۔۔ المختصر ان واقعات کے دوسال بعد نواب سکندرجاہ بہادر کی ایک صاحبزادیکا انتقال ہو گیا جس سے آپکو محبت زیادہ تہی اور اوسی اشتداد غم مین آپکا مزاج جادۂ اعتدال سے منحرف ہو گیا آخر ایسے رعایا پرور رحمدل رئیس کو بیماری نے آگھیرا ہرچند علاج کیا گیا مگر کچہہ سودمند نہ ہوا ۴۱ سال کی عمر ۲۶ سال حکمران رہکر ۷ ذی قعدہ ۱۲۴۴ھ بروز جمعہ انتقال ہوا خلق خدا مین ایک شور عظیم گریہ وبکا کا تہا آخر صحن مکہ مسجد مین دفن کئے گئے آپکا مزار پرانوار آپ کے جدہ ماجدہ کے پہلو مین ہے۔

تاریخ رحلت

چون سکندرجاہ از آفاق رفت ۔۔۔ ہر مکان شد از غمش بیت الحزن
برکشیدم آہ گفتم سال او ۔۔۔ راہی فردوس شد شاہ دکن
کرد شاہ دکن ز دہر کنار ۔۔۔ در ہزار و دو صد و چہل و چہار

آپ کے صاحبزادگان بلند اقبال سے سب مین بڑے نواب میر فرخندہ علیخان بہادر ناصرالدولہ آصف جاہ رابع اور دوسرے نواب بشیرالدین علیخان بہادر صمصام الدولہ اور تیسرے نواب میر گوہر علیخان بہادر مبارزالدولہ اور چوتھے میر تفضل علیخان بہادر میر بادشاہ پانچوین نواب میر تہور علیخان بہادر منورالدولہ اور چھٹے نواب میر ذوالفقار الدولہ بہادر اور ساتوین نواب میر محمود علیخان بہادر اور آٹھوین نواب میر داور علیخان بہادر قمرالدولہ نوین نواب میر فتح علیخان بہادر مظفرالدولہ تھے اور آٹھ ہی صاحبزادیان تھین

ان سب مین سے بعد انتقال نواب سکندر جاہ بہادر مغفرت منزل کے نواب فرخندہ علیخان بہادر ناصر الدولہ جو سب سے بڑے دیندار عالم متقی تھے سریر آرائی دولت آصفیہ ہوے جنکا ذکر خیر و حال سلطنت ہدیہ ناظرین ہے -

ذکر خیر سریر آرائی سلطنت آصفیہ نواب میر فرخندہ علیخان بہادر ناصر الدولہ آصفجاہ رابع خلد اللہ ملکہ و دولتہ

آپ سنہ ۱۲[illegible] مین پیدا ہوئے اور بعد انتقال نواب مغفرت منزل کے اوسیوقت راجہ چندو لال نے آپ کے نام سے منادی کروا دی اور بعد زیارت خود بدولت سریر آرائے دولت آصفیہ ہوئے اور اپنے جلوس میمنت مانوس سے رونق تازہ دی ارکان دولت و اعیان سلطنت و سفیر سرکار انگلشیہ حاضر دربار شاہی ہوئے نواب منیر الملک بہادر اور نواب شمس الامرا بہادر و راجہ چندو لال اور مارٹن صاحب بہادر رزیڈنٹ سرکار انگریزیہ نے نذرین پیش کین اور ایک جدید عہد نامہ حسب عہد نامہ سابقہ مابین سرکار عظمت مدار و سرکار دولت مدار مرتب ہوا -

انہین دنون مملکت دکن مین خشک سالی نے اپنا زور دکھلایا دو سال تک قحط رہا منجانب حضور سلطانی حکم صادر ہوا کہ بنی نوع انسان کی حفاظت کیجائے اور غلہ کے بہم پہونچانے اور مہیا رکہنے کے لیئے بند و بست کامل کیا جائے -

اور خود بدولت بغرض سیر و شکار سرور نگر و نظام نگر و قلعہ محمد نگر کیطرف معہ محلات شاہی و خدم و حشم متوجہ ہوئے -

سنہ ۱۲۴۶ مین بروز عید الفطر دربار آراستہ ہوا اور ارکان دولت و اعیان سلطنت نے نذرین پیش کین و خلعت و جایزہ سے سرفراز ہوئے -

اور بعد برخاست دربار شاہی چند سپاہی ہمرائیان محمد صاحب میان خلف نواب سلطان الملک صف شکن جنگ دیوان عام مین آکر اپنی تنخواہ کے لیے محمد صاحب میان کو روکا اور بقیہ تنخواہ کے خواستگار ہوئے بعد گفتگو طویل نوبت جنگ کی پہونچی اور خود معہ دو سپاہیوں کے حق نمک شاہی سے سبکدوش ہوئے۔

اور ۱۲۴۶ھ مین پل چادرگھاٹ بحکم نواب ناصرالدولہ بہادر تیار ہوا ۔ تخمیناً پچاس ہزار کا صرفہ ہوا

تاریخ بنائے پل

ناصرالدولہ شاہ آصف جاہ	کہ عدیلش سپہر ندید نگاہ
شد چو حکمش براجہ چندو لعل	زود سازند پل بہ شام و پگاہ
باسر عقل مجیبر استورٹ	پل بنا کرد مثل مہر و ماہ ۱۲۴۶ھ

مبارزالدولہ کی شورش

انہین دنون مین نواب مبارزالدولہ بہادر نے چند روز پیشتر روہیلون کی جمعیت نوکر رکھی تھی باتفاق زمانہ کئی مہینے کی تنخواہ دستیاب نہوئی مرشد زادہ بہادر نے چاہا کہ کارپردازان سرکار کو توجہ دلاکر متنبہ کردن چنانچہ اسی بناپر کچھ شورش مچائی اہلکاران سلطنت نے انکو جمعیت انگریزی کے ساتھ قلعہ محمد نگر مین روانہ کردیا پھر دو سال کے بعد اپنے مسکن و مقام پر حصول اجازت سلطانی واپس آگئے ۔

۱۲۴۶ھ مین موسی ندی کو طغیانی ہوئی اور فصیل بازدے پل قدیم شکست ہوگئی بازار گھانسی وحوض چارمحل و بازار سدی عنبر وغیرہ بہہ گیا ۔ اسی سال جشن سالگرہ مبارک قرار پایا اور بتقریب جشن سالگرہ راجہ چندولال کو راجا یان راجہ خطاب ہوا اور ششش ہزاری پنجہزار سوار و جاگیر و منصب سے سرفرازی ہوئی ۔ علی ہذا اور امراء دولت بھی آصفیہ خطابات و مناصب سے مفتخر ہوئے ۔

سکہہ اور عربون کی لڑائی کا حال

۱۲۴۷ھ مین مابین سپاہیان جمعیت عروب اور سکہون کے خونریز لڑائی ہوئی اسکا قصہ یون ہے کہ عبداللہ بن علی مدبر جنگ اور شیخ احمد عبادی بریار جنگ بہادر جمعداران عرب کے علاقہ مین اور دوہزار جوانان عرب تازہ وارد کی بہرتی ہوئی یہ امر جمعیت سکہون کو ناگوار گذرا چونکہ اونکو اپنی سپہ گری پر گہمنڈ تھا ہر ایک کی قوت کو اپنے سامنے ہیچ جانتے تھے عربون سے چہیڑ چہاڑ شروع کی ایک روز اپنے غرور مین آکر جلو خانہ راجہ چندو لال مین عربون سے باتیغ و خنجر مقابلہ کیا عرب تو ایک بلا کے پتلے اور دانشمند ہین ایکبار کچہہ تھوڑے ہی سے سکہون کے قتل پر اکتفا کر کے خاموش ہو رہے مگر سکہون نے جب پہر شرارت شروع کی تو بار ثانی شجاعان عرب نے سکہونکی خوب ہی خبر لی کم و بیش دوسو جوانان سکہہ کا سر کاٹ اور بال پکڑ کے شہر مین تشہیر کر کے انکا ساز و سامان لوٹ لیا مہاراجہ چندولعل نے انکی بزدلی دیکہہ کر موقوفی کا حکم دیا حضور سلطانی سے بہی سکہون پر عتاب نازل ہوا اور حکم دیا گیا کہ یہ لوگ شہر بدر کر دئیے جائین چنانچہ سکہون نے اپنی بود و باش اننت گری مین اختیار کر لی اور اتبک بہی چند سکہون کے مکان اننت گری مین موجود ہین۔

اس واقعہ کے بعد عربون کا زور و شور شروع ہو گیا ان لوگون نے سلسلۂ ملازمت کے علاوہ داد و ستد کا طریقہ جاری کر دیا اور زر قرض کے وصول کرنے مین سختیان شروع کین جنکی سختی کا کوئی متحمل نہین ہو سکتا تہا سیکڑون روپیہ کے مالک اور لاکہون روپیہ کی جاگیر و مقطعہ جات پر قابض ہو گئے اور بجد سود سے نفع اوٹھایا اور ایک ایک جوان عرب دو دو تین تین جگہہ پر مامور ہو کر تنخواہ پانے لگا۔

۱۲۵۱ھ مین راجہ چندولال بہادر نے اپنے نواسہ راجہ نریندر بہادر فرزند راجہ دہراج کی

شادی کا جشن ترتیب دیا اور اِس تقریب مین حضرت نواب ناصر الدولہ بہادر بہی ضیا فتار و نق افروز ہو کر بانیان جلسہ کو معزز اور ممتاز فرمایا۔

جوانانِ لین و روہیلون و عربونکا مناقشہ

انہین دنون مین جوانانِ لین و روہیلون کے درمیان ہنگامہ برپا ہوا اصل اِسکی یہ ہوئی کہ ایک روہیلہ کارروان مین ایک دوکان پر غلہ لے رہا تھا اتنے مین کہین ایک جوان لین کا بہی غلہ خریدنے آنکلا اِن دونون سپاہیون مین تکرار ہوگئی اور دونون زخمی ہوئے یہ حال دیکہکر دونون طرف کے لوگ جمع ہوگئے اور لڑائی چہڑگئی ادہر غلام حسین کمندان لین زخم کہاکر گہر آیا اور پچاس جوانان لین اوس کے مارے گئے اوس نے بیس ہزار جوانان پلٹن فراہم کر کے معہ توپخانہ دروازۂ پل قدیم کے باہر مسعود پورہ اور کارروان تک فوج کو جما دیا۔ ادہر روہیلہ بہی کم سے کم چار ہزار جمعیت روہیلون سے جمع ہو کر شاہ شبلی صاحب رح کی درگاہ اور پہاڑیون مین مورچے قائم کر کے مستعد بجنگ ہو گئے قریب تھا کہ معرکۂ جنگ گرم ہو یہ سنتے ہی راجہ چندولال نے سرداران عرب مثل عبداللہ بن علی تدبر جنگ اور شیخ احمد علی عبادی ببر یار جنگ کو مقام معرکہ پر روانہ کر دیا اور اِن دونون سردارونے فریقین مین صلح کرادی اس قصہ کا یون خاتمہ ہوگیا اِس کے ایک سال بعد ۱۲۵۲ھ مین روہیلون اور عربون کے درمیان صورت قضیہ واقع ہو کر ہر دو فریق باہم لڑمرے تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ ایک روز حسین یاور جنگ کے مکان پر ایک عرب اور ایک روہیلہ اپنا قرض مانگنے آئے اِن دونون مین تکرار سے تلوار کی نوبت پہونچی اور طرفین کے چار جوان باہم لڑکر قتل ہوئے اِس کے ساتھ ہی شہر مین ہنگامہ مچگیا اور بہت سے عرب روہیلون کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے بالآخر سرداران عربنے راجہ چندولال کو ایک معقول رقم نذرانہ

دیگر روہیلون کو شہر بدر کروادیا چنانچہ یہ لوگ دیہاتون مین جاکر زمیندارونکی نوکری اختیار
کرلی اور بعض اپنے وطن چلے گئے۔ اب تو کوئی روہیلہ آنے ہی نہین پاتا ہے اگر کوئی
بھولا بھٹکا آبھی گیا تو فوراً بذریعہ پیڈ روانہ کردیا جاتا ہے ۔

اہل حدیث دکن مین آنیکا حال

۱۲۵۵ھ مین مملکت دکن مین اہل حدیث آگئے
تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مولوی سید احمد صاحب جو طریقہ نبویہ کے زندہ کرنیوالے
تھے جب شیر سنگھ والی پنجاب سے لڑکر شہید ہوگئے تو انہین کے خلفا ملک ہندوستان مین
منتشر ہوکر اپنے سچے دین اسلام کو جو رخنہ اندازونکی وجہ سے افراط وتفریط ہوئی تھی
اوسکو بتاتے اور تاریکیون سے نکالتے پھرتے تھے جنکا اصلی منشا یہ تھا کہ حکومت اسلام
اور اس پاک مقدس دین مین جو دُنیا پرستون کی بدولت نوایجاد خرابیان واقع ہوگئین ہین وہ
رفع کیجاۓ اور اسلامی قوت اور اسلامی عزت کو ترقی ہو اور وہی صاف چشمہ جسکی نہر سلطان الانبیا
صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے نکلی تھی مومنین کے دل وجگر مین جوش لاۓ ۔
چنانچہ انہین کے خلفاؤن مین سے دو شخص ایک مولوی ولایت علیصاحب اور دوسرے
مولوی سلیم صاحب دارالسلطنت حیدرآباد مین آئے اور احادیث کے ترجمے ورسالہ کے ذریعہ
سے اپنا اصلی مطلب نکالنا شروع کردیا اسپر کسی نے شرک کا الزام قائم کیا کسی نے کافر کا
خطاب دیا۔ آخر مولوی عنایت علی صاحب تو اور کہین چلے گئے مگر مولوی سلیم صاحب نے مرشدزادہ
نواب مبارز الدولہ بہادر تک اپنی رسائی پیدا کرلی اور اونکی طبیعت کو مکروہات اور دنیوی
خیالون سے پھیر دیا مرشدزادہ بہادر بھی علم دوست تھے اسلیے اونکے پوری مطیع ہوگئے
ادہر مولوی سلیم صاحب نے یہ موقع غنیمت جانکر خفیہ بذریعہ خطوط اپنے ہم خیالون کو جو دہلی
پٹنہ ۔ اور ۔ لاہور ۔ مدراس ۔ بمبئی ۔ سورت مین اس طریقہ کے پیرو لوگ کم سے کم دو لاکھ آدمیونکی

تعداد کا اندازہ تہا اونکو خط لکہہ بھیجا کہ ایک خاص تاریخ مین تمامی قلمرو ہندوستان مین ایکبارگی آتش فتنہ مشتعل کردین اور ہر جگہ تیغ و خنجر سے کام لین چنانچہ نواب غلام رسول خان والی قمرنگر کرنول نے بہی گیارہ سو ضرب توپ تیار کر لی اور ایک لاکہ روپیہ کا گولہ باروت فراہم کر لیا مگر یہ تدبیر پیش رفت نہوئی راز کہل گیا اور مولوی سلیم صاحب کی دستاویز مہری دستیاب ہوگئی اور صاحبان انگریز بمبئی سے حسین ساگر مین آگئے فوراً میجر اسٹوارٹ صاحب بہادر رزیڈنٹ سرکار انگریزی نے دربار شاہی مین حاضر ہوکر اسکا مفصل حال عرض کیا یہ سنکر نواب ناصرالدولہ بہادر کو سخت حیرت اور استعجاب ہوا نواب ممدوح الشان کے حکم سے جمعیت سرکار عالی نے مبارز الدولہ بہادر کو قلعہ گولکنڈہ مین نظر بند کیا اور مولوی سلیم صاحب مع اپنے گروہ کے قید کیے گئے۔

قلع قمع قلعہ قمرنگر کرنول اس انتظام کے بعد دفعتاً کڑپہ سے انگریزی پلٹن کرنول پر جا پہنچی اور نواب غلام رسول خان سے قلعہ کے ملاحظہ کا حیلہ کیا نواب نے قلعہ خالی کر کے قریب آٹھ سو جوانان عرب و روہیلہ کی جمعیت سے زہرہ پیٹہ مین جا بیٹھے فوج انگریزی نے اوپر توپون کے گولے اوتارے سخت لڑائی ہوئی اور طرفین کے لوگ قتل ہوئے بالآخر نواب کرنول کو گرفتار کر لیا اور بسواری میانہ چناپٹن لیجا رہے تھے کہ راستہ مین مذہبی گفتگو پر نواب نے گالی دی اسپر اونکو وہین جدہر سے قتل کر ڈالا اور انکا تمام مال و اسباب سرکار انگریز نے ضبط اور اٹہارہ لاکہ روپیہ محاصلات کا ملک داخل دولت انگلشیہ کر لیا اور اون کے پس ماندون کے لیے کسیقدر روزینہ مقرر کر دیا۔

اس ذراسی ناقابلیت اندیشی سے ایسا ملک جو چہوٹی سی سلطنت اسلامیہ کا نمونہ تہا ایک طرح پر صاحبان انگریز کے تسلط مین چلا گیا اور نواب کے فرزند باُمید سرفرازی ریاست وظیفہ لینے پر

رضامند نہ ہوئے۔ نواب کے خاندان کے تین صاحبزادیوں کی شادی ۱۲۵۴ھ مین بڑی دھوم دہام سے ہوئین۔

انتقال نواب منیر الملک بہادر

اور اسی سال مین نواب منیر الملک بہادر مدار المہام سرکار عالی نے پچیس لاکھ روپیہ کا قرضہ چھوڑ کر انتقال کیا جسکا قرضہ سرکار عالی نے ادا فرمایا مگر اونکی جائداد سے تالاب میر عالم اور کل جائداد بعنوان کفالت داخل سرکار کر لیگئی اور کسیقدر جاگیر پرورش خاندان کے لیئے چھوڑ دی گئی چونکہ اوس زمانہ مین اونکے خاندان کے سردار سراج الملک فرزند نواب منیر الملک بہادر صغر السن تھے اس لیے ۱۲۶۳ھ مین نواب ناصر الدولہ بہادر نے کل جائداد نواب سراج الملک بہادر کے تفویض فرمایا۔

سرفرازی وزارت براجہ چندولال

بعد وفات منیر الملک بہادر کے راجہ چندولال بہادر خدمت مدار المہامی سے سرفراز ہوئے اور باستقلال تمام اقتدارات مدار المہامی عمل مین لائے راجہ چندولال کی خیرات ابتک زبانزد خلائق ہے ہر روز دو ہزار روپیہ اور ہر منگل کے دن زر شاہی دس ہزار روپیہ سے کم خیرات نہین دیا جاتا تھا اور گوکل اشٹمی کے تہوار مین ایک لاکھ روپیہ صرف کیا جاتا تھا علاوہ برین جو کوئی کم سے کم بارہ سو روپیہ نذرانہ گذرانتا اوسکی سو روپیہ سے کم ماہوار نہین ہوتی تھی چنانچہ انہین کارروائیون سے بہت لوگون نے سلسلہ ملازمت پیدا کر لیا مگر ساتھہ ہی اسکے یہ بھی ہوتا تھا کہ اونکی تنخواہین ماہ بماہ نہین ملتی تھین اور ملک کا انتظام گتہ داری پر محول تھا۔ القصہ ان کے عہد وزارت مین داد و دہش کا بازار گرم تھا اور انتظام مملکت و صرفہ خزانہ شاہی انہین کے اختیار سے ہوا کرتا تھا چنانچہ انہین اسباب سے چندولال کا حیدرآباد مشہور ہو گیا اور جب محلات شاہی اور منصبداران دولت کی ماہوارین نملین تو نواب ناصر الدولہ بہادر نے راجہ چندولال کو معزول کر دیا۔ اور راجہ چندولال نے

سنہ ۱۲۶۱ھ مین اس جہان فانی سے کوچ کیا کسی نے مادۂ تاریخ یہ کہا ہے

سخی داتا گیا دنیا سے اب ہاے ۱۲۶۱ھ

اور سراج الملک کو مدار المہام کیا پھر نواب امیر کبیر شمس الامرا بہادر اور اون کے بعد راجہ رام بخش پھر دوبارہ سراج الملک کو دیوانی سے سرفرازی بخشی۔

سنہ ۱۲۶۸ھ بائیسوین ذی قعدہ کو ایک اشتہار اس مضمون کا جاری کیا گیا کہ دسہرہ ایام عشرۂ محرم مین واقع ہوا ہے اگر اہل ہنود رسوم دسہرا اور استادگی جھنڈہ وغیرہ عاشورہ مین کرینگے تو احتمال فتنہ و فساد کا درمیان اہل اسلام اور ہنود کے ضرور ہے اس سبب سے تمامی ہنود کو بذریعہ اشتہار ہذا حکم دیا جاتا ہے کہ وہ لوگ ایام عشرہ مین جھنڈے وغیرہ کھڑا کرنا موقوف رکھین اور بعد گذرنے ایام عشرہ محرم سنہ ۱۲۶۹ھ کو رسوم دسہرہ عمل مین لائین۔ اگر کوئی اقوام ہنود سے باوجود جاری ہونے اشتہار ہذا کے خلاف کریگا تو وہ لائق سزا ہے پس اس باب مین تاکید مزید جانکر بموجب اس حکم کے عمل کرین۔

شیعہ سُنی کی لڑائی کا حال و معزولی کوتوال اور طالب الدولہ حسن علیخان کے عہدۂ کوتوالی

اور نواب سراج الملک بہادر کی وزارت مین شیعہ سُنی مین مذہبی امورات پر تکرار واقع ہوئی تو فریقین مین سخت لڑائی ہوئی یہانتک کہ مرزا عباس شالی بنڈے پر اور کالے نواب میر صلابت علی کے مکان مین جو چادر گھاٹ کے پل کے قریب تھے مارے گئے اور اون کے مکانون کو آگ لگا دی گئی اور بہت سا مال و اسباب لوٹا گیا اس کے سوا اور بہت سے شیعہ مارے گئے بالآخر نواب ناصر الدولہ بہادر نے حسن علیخان کو کوتوال شہر کو معزول فرما کر محمد وزیر کو کوتوال شہر مامور کرکے حکم دیا کہ جلد تر اس ہنگامے کا بندوبست کر دیا جائے تا امنیت خلق اللہ مین خلل واقع نہو۔ اور نواب سراج الملک کی عہد وزارت مین بسبب باقی

ملکُ بڑار دئیے جانے کا حال رہجا ے تنخواہ افواج کنٹنجنٹ کی حسب مطالبہ لارڈ ولزلی
گورنر جنرل بہادر باوجود عدم رضامندی مجبوراً سالانہ پچاس لاکہہ روپیہ محاصل کا ملکُ بڑار
زرخیز بطور ا مانی اِس شرط پر سرکار انگریزی کے تفویض کیا گیا بعد وضع اخراجات کے باقی رقم سرکار
نظام کے خزانہ عامرہ مین داخل ہوا کرے ۔
اِس کے تہوڑے ہی زمانہ بعد آخر ۱۲۶۹ھ مین نواب سراج الملک بہادر بہی اس جہان فانی کو
چہوڑ کر ملکُ عقبی کا راستہ لیا ۔

سرفرازی وزارت بہ نواب مختار الملک اور انِکے انتقال کے بعد نواب ناصر الدولہ بہادر نے
ادن کے بہتیجے میر تراب علیخان بہادر سالار جنگ مختار الملک کو خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا
اِس وزیر ارسطو تدبیر نے آغاز سال وزارت مین سب سے پہلے عربون کا زور توڑنا شروع کیا
اور جنکے قبضہ مین ملکُ کی بڑی آمدنی تہی اوس کے نکالنے کی تدبیر کی چنانچہ تیرہ لاکہہ روپیہ
کا علاقہ عمر بن عوض سے سترد کر لیا گیا اور عربون کا قرضہ ادا کرکے پندرہ لاکہہ روپیہ کا ملک
واپس کر لیا پہلے ہی سال وزارت مین چالیس لاکہہ روپیہ کی مالگذاری کا ملکُ مرہونہ چہڑا لیا گیا
اور دو ہزار نفر جمعیت عرب و روہیلون مین سے تخفیف کر دئیے گئے ۔
اسی سال فوج کنٹنجنٹ کو سرکار نظام و ہیلو نکی سرکشی کے دفع کرنے کو اور ایکہزار فوج معہ توپ خانہ ۔
گونڈوانکی سرکوبی کے لیے مامور ہوی ۔
۱۲۷۱ھ مین قحط پڑا اور بنی نوع انسان کی حفاظت کے لیے بندوبست کیا گیا اور اسی سال
طریقہ گتہ داری کا عمل موقوف کیا گیا اور تشخیص مالگذاری کے لیے امانت و دیانت دار
اہلکار معتبر کئے گئے ۔
۱۲۷۲ھ مین ملک کی رونق شادابی پر نظر آنے لگی اور سلطنت کا اعتبار بہی زیادہ بڑہ گیا

اسی سالمین بردہ فروشی کا طریقہ بند کر دیا گیا -

المختصر نواب ناصرالدولہ بہادر ایک روز بطور سیر ماہ شعبان مین تشریف فرمائے سرورنگر ہوئے دفعتًا ۲۲ ماہ مذکور کو بعارضہ اسہال علیل ہو گئے اور روز بروز بیماری زیادہ ہوتی گئی آخر ۲۸ ماہ مذکور کو سرورنگر سے بلدہ کا ارادہ فرمایا چونکہ مزاج مین بدرجہ کمال ضعف تہا اثنار راہ مین میانہ سواری لمحہ لمحہ اوتارتے ہوئے داخل محلسرائے شاہی ہوئے بیماری کا وہی حال رہا ۱۹ روز تک بیمار رہے آخر ۲۲ رمضان ۱۲۷۳ھ چار گہڑی رات گذری تہی کہ اِس جہان فانی سے رحلت فرمائی ۴۶ سال چند ماہ کی عمر پائی ۲۸ سال دس ماہ پانچ روز حکمران ریاست رہے یہ رئیس بڑے دیندار خدا پرست پرہیزگار متقی عالم وعادل تھے آپ نے اپنی ساری عمر مین انگریزی کپڑا کسی قسم کا نہین پہنا - اور جب بزرگان دین کی زیارت کے لیے سواری جایا کرتی تہی بعد نذر نیاز کے مراجعت کے وقت کسی کو روپیہ کسی کو اشرفی خیرات کرتے ہوئے آتے تھے جنکی وفات کا صدمۂ عظیم رعایا و اہل ملک کو پہونچا شہر مین کہرام مچگیا آخر بعد ادائے نماز جنازہ صحن مکہ مسجد دارالسلطنت حیدرآباد مین دفن کیا گیا - چنانچہ مولوی حافظ محمد شمس الدین فیض عارف کامل و شاعر حق گفتار نے جو تاریخ وفات نواب ناصرالدولہ غفران منزل کہی ہے وہ ہدیۂ ناظرین ہے -

قطعۂ تاریخ وفات

درین دیر خراب آباد بے بنیاد عالم کش	قضا گردید روزے بار باب ناصرالدولہ
جہانی گشت محزون زانتقال آنجہان سرور	اجل شد طوق گو در رکاب ناصرالدولہ
چو بر باب آنچنان آمد سنش ای فیض رضوان گفت	بخلد لم یزل آمد جناب ناصرالدولہ

اور آنجناب کی اولاد مین سے اول نواب میر تہنیت علیخان بہادر افضل الدولہ بہادر ہین جنکا ذکر

خیر آیندہ ہونے والا ہے - اور دوم نواب سیر جہانگیر علیخان بہادر روشن الدولہ تھے

ذکر خیر سریر آرائے نواب میر تہنیت علیخان بہادر افضل الدولہ آصف جاہ خامس خلد اللہ ملکہ و دولتہ

نواب افضل الدولہ بہادر سلخ ربیع الاول ۱۲۴۳ھ بروز دوشنبہ پیدا ہوئے اور ۲۴ رمضان ۱۲۷۳ھ بروز سہ شنبہ سریر آرائے دولت آصفیہ ہوئے اور دربار منعقد ہوا ارکان دولت و اعیان سلطنت و امرائے عظام و راجہ مہاراجہ وڈیو دسن صاحب رزیڈنٹ دولت انگلشیہ معہ چند نامور انگریزی عہدہ دار حاضر دربار شاہی ہوئے -

نواب سر سالار جنگ مدار المہام سرکار عالی و راجہ راجایان مہاراجہ نرندر پرشاد نبیرۂ راجہ چندو لال اور امرائے دولت و ارکان سلطنت و رزیڈنٹ صاحب بہادر کی نذرین گذرین اور ہر ایک مورد الطاف خسروانہ ہوکر دربار برخاست ہوا -

نواب افضل الدولہ بہادر نے تخت نشینی کے بعد تین سو حافظ قرآن شریف اور پچھتر اشخاص بخاری شریف اور مشکوۃ شریف و حصن حصین کے پڑہنے والے اور گیارہ جماعتین مولود خوانون کی اور پانچہزار جوانان علی غول کے جدید مامور فرمائے -

اور ہمیشہ بعد نماز صبح کے وہ لوگ جو حافظ قرآن مقرر کئے گئے تھے ختم کرتے تھے اور بعد ختم شیرینی تقسیم ہوتی تھی اور خود بدولت بھی کبھی کبھی ختم قرآن مین تشریف لاکر شریک رہا کرتے تھے اور کسیکو تعظیم کے لیے اوٹھنے کا حکم نہ تہا - غرضکہ نواب افضل الدولہ بہادر بڑے جید عالم اور خدا پرست دیندار پکے موحد خداترس درویش دوست اور علماء و فضلاء دوران و حفاظ کی بڑی توقیر و قدر کرتے تھے درویشون اور حاجتمندون کے ساتھ ایسا سلوک فرمایا کہ ہر ایک کو امیر و غنی بنادیا جاگیرین عنایت کین اور جہاز تیار کرواکے حاجیون کے

لیے وقف فرمایا سخی رحیم اور دنیا ہی کا یہ حال تھا کہ جو سائل سامنے آیا اوسکا دامن زر و جواہر سے بھر دیا جاتا تھا۔

اور لہو و لعب سے بالکل پرہیز تہا چنانچہ حکم دیا کہ تمامی کلال خانہ شہر بدر کر دیئے جائیں اور کوئی خرید و فروخت مسکرات و شراب شہر میں کرنے نپائے جسکا رواج آجتک چلا آرہا ہے اور ترمیم چار کمان کیلئے حکم ہوا اور مکہ مسجد کا صحن جو چوسنے کا تہا سنگ بست کر دیا گیا اور محل مبارک میں عمدہ عمدہ مکانات خوشنما وضع بنائے گئے اور ایک چو محلہ جسکے چاروں طرف چار مکان مسمی بہ آفتاب محل و مہتاب محل و تہنیت محل و افضل محل بہت ہی خوشنما طیار ہوئے جنمیں لاکہوں روپیہ کے شیشہ آلات و جہاڑ کانچ وغیرہ سے آراستہ ہوئے اور ہر عشرہ شریف میں تین لاکہہ روپیہ خیرات میں صرف کیا جاتا تھا اور ہر دوازدہم شریف و یازدہم شریف و ماہ صیام میں بریانی کی دیگیں باورچی خانہ شاہی سے مسجد وں و درگاہوں میں روانہ کیجاتیں ہیں چنانچہ آجتک یہی معمول جاری ہے۔ نواب افضل الدولہ بہادر کے جود و سخا اور عدل و کرم و خصائل پسندیدہ کا تذکرہ حصہ اول کتاب ہذا میں پہلے ہی ہدیۂ ناظرین کر دیا گیا ہے۔

مفسدی کے اسباب اور اسکا خلاصہ اور سرکار نظام کی وفاداری دولت انگلشیہ کیساتھ

نواب افضل الدولہ بہادر کی اوائل تخت نشینی کا دور زمانہ تہا جسمیں بوجہ غدر ہندوستان انگریزوں کے اوپر چاروں طرف سے آفت برپا تہی اقلیم ہندوستان کی فوجیں بدل گئیں جنمیں جابجا امن و امان کا نشان تک نہ تھا تار ٹوٹ گیا ڈاک و ریل لٹ گئی جسکی لاٹھی اوسکی بہینس کا مثل تہا قتل و غارت ہو رہا تھا دنیا عالم تاریکی میں پہنسی ہوئی تہی کلکتہ و مدراس تمام چھاؤنیوں میں نیکو نمکی بغاوت بشدت تمام پھیلی ہوئی تہی لکہنو اور دہلی باغیوں کے بہاری مرکز تہے۔

خلاصہ اِس بغاوت کا یہ ہے کہ سب سے پہلے ایک خبر بے بنیاد وحشت انجام ہوکر پھیل گئی کہ دولت انگلشیہ نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ سارے راجاؤن اور نوابون کو بیدخل کرکے ہندوستان کو اپنی عملداری مین شامل کرلے۔

اور دوسرے یہ عذر یہ ہے کہ کیا ہندو اور کیا مسلمان سب کے مذہب کو بگاڑدے۔

باتفاق زمانہ ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۳ھ کے شروع مین ہندوستانی فوج کے لیے نئی قسم کی رئفل بندوقین بہی ملین تہین اِن کے کارتُوس کو بندوقون مین بہرنے سے پیشتر چربی وغیرہ سے چکنا نا ضرور ہوتا تہا مفسدہ پردازون نے اِس امر کو ایک بڑی حجت گردان کر یہ ظاہر کیا کہ اِن کارتوسون مین سور اور گائے کی چربی لگی ہے۔ جس سے ہندو اور مسلمان دونون کا ایمان جاتا رہے گا۔

غرضکہ اوّل میرٹھ کی چہاونی مین ایک نہایت خوفناک مفسدہ برپا ہُوا اور پہر آناً فاناً سارے ہندوستان اور آس پاس کے صوبون مین پہیل گیا اِس فساد کے بڑے واقعات یہ ہین۔

پہلے میرٹھ دہلی کانپور آگرہ اور مقامات مین بماہ مئی و جون و جولائی ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۳ھ مین عذر مچنا اور ہندوستانی سپاہیون کے ہاتھ سے فرنگیون کے زن و بچے تک کا قتل ہونا

دوم ماہ جون سے دہلی کا محاصرہ شروع ہونا اور آخرکار ستمبر ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۳ھ مین فوج انگریزی کا شہر دہلی کے حصن حصین پر حملہ کرکے اوسکو فتح کرنا۔

سوم لکھنؤ مین جو انگریز تھے انکا اپنی پناہ گاہ کو بچائے رکھنا۔

اور پہر جنرل ہیولاک اور اوٹرم کے ماتحت ستمبر ۱۸۵۷ء مین فوج انگریزی کا اون کی مدد کو پہونچنا۔

چہارم سرکالن کمبل جسکو پیچھے لارڈ کلیڈ خطاب ملا اوس کے ماتحت فوج انگریزی کا دوسرے مرتبہ لکھنو کے انگریزونکی مدد کے لیے جانا اور آخر ۱۸۵۸ء مطابق ۱۲۷۵ھ آئین اودھ اور اوسکے آس پاس کے اضلاع مین بغاوت کا بالکل مٹ جانا۔

پنجم ۱۸۵۸ء کے شروع مین سرہیوروز کے معرکہ آرائیون سے وسط ہند کا باغیون سے پاک ہو جانا مفسدی کے وقت جو انگریز اس ملک مین متفرق موجود تھے وہ باغیونکی تعداد کے مقابلہ مین بہت ہی تھوڑے تھے لیکن اون کے تذکرے مفسدی کی تاریخ کو بڑی زینت حاصل ہے اور انہین ایام مین گورنر بمبئی نے رزیڈنٹ حیدرآباد کو لکھا کہ دہلی باغیون نے فتح کر لی اور سیکڑون انگریز قتل و برباد ہو گئے اور اس وقت مصیبت مین اگر سرکار نظام کیطرف سے اُمید وفاداری ہو ئی تو ہم لوگون کا کچھ ٹھکانا ہی نہین ہے۔

گورنمنٹ ہند اور رزیڈنٹ حیدرآباد کرنل ڈیوڈسن نے اس امر کو پورے طور سے تسلیم کر لیا تھا کہ اگر حضور نظام نے ذرا ہی حرکت کی ہوتی ایسے وقت مین انگریزون سے مخالفت کی تو پھر انگریزی قبضہ بالکل جاتا رہیگا چنانچہ اوسوقت مراسلات جو درمیان رزیڈنٹ اور گورنمنٹ ہند کے ہوئے شاہد حال ہین۔

الغرض یہ سنتے ہی نواب افضل الدولہ بہادر نے انگریزونکی طرفداری مین قدم بڑھایا اور اونکی جان و مال و آبرو کی حفاظت و حمایت دولت انگریزیہ کے لیے لشکر سرکار نظام مامور ہوا چنانچہ فوج کنٹنجنٹ نظام سرزمین ہند و گوالیار اور قلعہ کالپی وغیرہ ملک مالوہ پر پہونچی اور چند منحرف راجگان ہند کی سرتابی کر کے اپنی فتحمندی کا نقارہ بجایا اور بڑی خیرخواہی و ثابت قدمی سے جنگ و پیکار کر کے شعلہ فتنہ و فساد کو سرد کر دیا۔

اور اسی زمانہ غدر و خوف خطر کے موقع پر اپنے ملک اور ہم وطنون کی خیرخواہی و سرکار انگریزی

کی وفاداری و ثابت قدمی مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکہا گیا اگرچہ دارالسلطنت حیدرآباد
مین بہی چند مفسدہ بد اندیش کوٹھی رزیڈنسی پر حملہ کئے تہے مگر تاب آتشکاری نہ لاکر بہاگ کھڑے
ہوئے چنانچہ طرہ باز خان اور علاوالدین گرفتار کر لیگئے طرہ باز خان نے تو اوسی زمانہ مین
قید حیات سے نجات پائی اور علاوالدین نے دریاے شور کی سزا پائی۔

زمانہ بغاوت ہندوستان کے حال مین جہان ایسے ایسے متعدد دلچسپ تذکرون کے سننے سے
دلکو تسکین ہو سکتی ہے اسیطرح باغیونکی کمال غداری کے واقعات سننے سے بڑا رنج ہوتا ہی
باغیون نے اکثر موقعون پر نہ صرف انگریزہی کے قتل پر اکتفا کیا بلکہ اون کے بہت سی بیکس
عورتون اور بچون کو بہی وحشیانہ حرکت سے ہلاک کیا۔

مگر حق تو یہ ہے کہ ان قانلون کو اسکی پاداش مین جو سزا ملی ہے اوسمین انگریزون کیطرف سے
بہی سخت ترین انتقام اور محض فضول بیرحمی عمل مین آئی۔

سراج الدین محمد بہادر شاہ ابو ظفر اس اتہام پر کہ وہ باغیون کے سردار بنے پکڑے گئے
اور اونکا ایک پوتا اور دو بیٹے بعد فتح دہلی گولی سے ناحق مارے گئے اور اکثر سردار و ناکردہ گناہ
پہانسی پر لٹکا دیے گئے اور بادشاہ دہلی اخیر بتجویز مقدمہ کے بعد رنگون بہیجدیے گئے
انہون نے ۱۹ سال تعلق سلطنت اور ۷ سال قید جملہ ۲۵ سال ۱۰ ماہ ۲۰ روز سال جلوس سے بروز
یکشنبہ ۱۸ جمادی الاول سنہ ۱۲۷۹ مین قید حیات سے نجات پائی۔

لیکن سپاہیونکی بغاوت سے جو خرابیان اور دقتین پیش آئین اون سے یہ بہی نتیجہ پیدا
ہوا کہ انگلستانی پارلیمنٹ نے مصمم ارادہ کر لیا کہ آیندہ حکومت ہند کمپنی سے متعلق نہ رہے
بلکہ خاص ملکہ معظمہ وکٹوریہ قیصر ہند کے قبضہ اختیار مین آجائے اور ملکہ ممدوحہ کیطرف سے
ایک ویسرائے یعنی نائب السلطنت ہند مین اور ایک وزیر انگلستان مین مملکت ہند کا انتظام کرے

چنانچہ اس تجویز کے بموجب لارڈ کیننگ بہادر ہند کے سلطنت انگریزیہ کا اول ویسرے مقرر ہوا اور اوس وقت سے ابتک ہر گورنر جنرل اس خطاب سے ممتاز ہوتا ہی۔

الحاصل سنہ [illegible]ء مین بغاوت کا مفسدہ آہستہ آہستہ سب جگہ سے رفع ہوگیا اور باغیون کے دو چار گروہ جو باقی رہ گئے تھے اونکو بہی تعاقب کرتے کرتے تباہ و برباد کردیا۔

اوس وقت گورنر جنرل بہادر نے نواب افضل الدولہ بہادر سرکار نظام مین لکہا کہ ایسے نازک وقت مین حق وفاداری و ثابت قدمی جو آپ کی طرف سے عمل مین آئی گورنمنٹ آف انڈیا اس سے نہایت شکرگذار ہے اور وعدہ کرتی ہے کہ آیندہ ان وفاداری کے نسبت اور طریقہ سے بہی خوشنودی ظاہر کی جائے گی۔

اور لارڈ کیننگ بہادر ولایت جانیکے قبل اور جو بڑے بڑے سرکاری کام اخیر زمانے مین انجام دیئے اونمین سے ایک یہ بہی تہا کہ سرکار انگریزی کے باجگذار فرمان روایان ہند جو زمانہ بغاوت مین سرکار کی وفاداری و خیرخواہی مین سرگرم رہے تھے اونکو سندین بہی عطا کین۔ جن سے وہ دولت انگلشیہ کے روسا ماتحت قرار پائے اور اونکی یہ خاطر جمع ہوگئی۔ کہ جو قول و قرار انہون نے سرکار انگریزی کے ساتھ کئے ہین۔ اگر وہ ان سب کو وفاداری سے پورا کرینگے اور ملکہ معظمہ وکٹوریہ قیصر ہند کی اطاعت مین ثابت قدم رہین گے تو اونکی امن آسایش و ریاست و حکومت عزت و عظمت مین کچہہ خلل نہ آئے گا اور فرزند نرینہ کے نہ موجود ہونے کی حالت مین اونکو کسیکو متبنی کرکے وارث ریاست مقرر کرنے کا بہی اختیار ہوگا۔

نواب مختار الملک بہادر وزیر سرکار نظام اور رزیڈنٹ صاحب بہادر پر قاتلانہ حملہ

سنہ ۱۲۷۵ء مین نواب مختار الملک بہادر وزیر دولت آصفیہ سرکار نظام اور کرنل ڈیوڈسن صاحب بہادر رزیڈنٹ دربار سلطانی سے واپسی کے وقت ملاقاتی کمرے کے نزدیک پہونچتے ہی جہانگیر خان نامی ایک شخص نے ان دونون پر

قرابین کا فیر کیا یہ دونون سردار تو بچ گئے اور جہانگیر خان تلوارون کے سایہ مین کر لیا گیا اور وہ ایک مہینے تک زندہ رہکر قید حیات سے نجات پائی۔ مگر یہ راز نہ کھلا کہ اوسنے ایسی حرکت کیون کی۔ نواب افضل الدولہ بہادر کو اس واقعہ سے سخت حیرت ہُوئی چنانچہ نواب ممدوح الشان نے رزیڈینٹ کو فوجی حلقہ مین بحفاظت تمام تا بکوٹھی رزیڈنسی پہونچا دیا۔

اسی سال بادشاہ دہلی کا قدیم سکہ جو یہان مروج تہا حسب ایما گورنر جنرل لارڈ کیننگ صاحب بہادر تبدل ہوکر ایک طرف نظام الملک آصفجاہ دوسرے جانب ضرب حیدرآباد قرار پایا اور سرسالارجنگ کو انہین دنون مین دربار دولت آصفیہ مین مختار الملک وزیر اعظم کا خطاب ملا اور اسی برس ۱۰ صفر سنہ صدمین دمدار ستارہ نمایان ہُوا۔ انہین ایام مین عبور و مرور خلق اللہ کے لیے بنا پل دروازہ افضلگنج کی رکہی گئی اور سنہ ۱۲۷۶ مین پل تیار ہُوا۔

تاریخ تیاری پل

بعہد افضل الدولہ بہادر	نظام الملک آصف جاہ دوران
آلہی تا بود تابان مہ و خور	بود خورشید اقبالش درخشان
نکو دیوان او مختار الملک ہست	کہ نیکی را بود ہر حال خواہان
بود کرنیل ڈیوڈسن بہادر	سفیر نیک دل ذی شوکت و شان
ز حسن رائے ہسترا این پل	بنا شد ہمچو طاق ہفت ایوان
صراط مستقیم رود موسے	ز معنی مصرع تاریخ برخوان
۱۲۷۶	

اور آبادی افضل گنج نہایت عجلت کے ساتہہ شروع ہُوئی اور ایک بہت بڑی مسجد تعمیر ہوئی اوسکے پہلو مین ایک بہت بڑا دارالشفا سنہ ۱۲۷۶ مین کہولا گیا۔ علاج کے لیے پہلے حکیم میر وزیر علیخان بہادر سلطان الحکما اور اونکے بعد مرزا علیخان بہادر حکیم الممالک مقرر کیے گئے ان کے بعد ڈاکٹر لو منٹ رزیڈنسی

سرجن وہان کا مہتمم ہُوا۔ اور اوس کے ماتحت حکیم تراب خانصاحب اور دو عیسائی عورتین متعین ہوئین اور اس شفاخانہ مین بیماران مرجوعہ کے لیے سرکار سے دوا و غذا اور اون کے آرام و آسایش کا کل سامان مہیا رکہا گیا ممالک محروسہ مین جابجا تعلقات و صدر مقام پر دواخانجات کہولے گئے۔ عدل و انصاف کے لیے عدالتین قائم ہوئین۔ اور تعلیم کے لیے مدارس قایم کئے گئے خاص دارالسلطنت مین مدرسہ دارالعلوم و مدرسہ اعزہ و مدرسہ عالیہ و مدرسہ طبابت۔ علی ہذا تمامی ممالک محروسہ سرکار نظام مین مدارس کہولے گئے۔

اور ۳۱ دسمبر ۱۸۶۰ء مطابق ۱۲۷۷ہجری مین سرکار انگریزی سے ایک جدید عہدنامہ کے رو سے ملک شوراپور جو وہان کے راجہ کی بغاوت و سرکشی سے ضبط ہوا تہا سرکار نظام کو دیا گیا۔ اوس کے سوا رائچور دوابہ اور دہاراسیون ضلع رک بہی مسترد کیا گیا اور پچاس لاکھ روپیہ قرضہ سرکاری کے مطالبہ سے سرکار برٹش انڈیا دست بردار ہوئی اور ۲۲ صفر ۱۲۷۸ھ مین نواب افضل الدولہ بہادر کو (نائب کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا) خطاب اور ملکہ معظمہ کیطرف سے جواہرات و طرہ دستنبد بہجند ہار سرپیچ۔ جیغہ کلغی اور دو تلوارین و ایک پیش قبض اور ایک سپر جواہر نگار و دو شالہ کمخواب تحایف ۲۳ ماہ مذکور کو پیش ہوئے۔

اور نواب مختار الملک بہادر و نواب شمس الامرا امیر کبیر بہادر کے لیے بہی گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے تیس ہزار کے قیمتی تحائف آئے۔ اسی سال ۲۴ ذیحجہ کو بار ثانی ایک اور دمدار ستارہ طلوع ہُوا۔

۱۲۷۹ھ مین بارش نہونے کی وجہ سے قحط واقع ہُوا ایک روپیہ کو ایک سیر چانول بکتے تھے نواب افضل الدولہ بہادر نے حفاظت بنی نوع انسان کے لیے پانچ لاکھ روپیہ کا غلہ خرید کرواکے غریبون کی جانین بچائین —

سنہ ۱۲۸۰ھ مین ایک مجلس مالگذاری دار السلطنت مین قائم کی گئی مگر چند ہی سال بعد اوسکا شکست ہوا
اور صدر المہام مالگذاری و صدر المہام عدالت و صدر المہام کوتوالی و صدر المہام متفرقات مامور ہوے
بار ثانی سنہ ۱۲۸۱ھ مین قحط سالی نے زور دکھلایا اوسکے انتظام و حفاظت مخلوق الٰہی کے لیے پانچ لاکھ
روپیہ صرف کیا گیا اور جمعیت و لشکریونکی تنخواہین بھی بڑھا دی گئین۔

تقسیم ملک اور اوسکا انتظام

سنہ ۱۲۸۳ھ مین ممالک محروسہ سرکار نظام پانچ صوبہ اور سترہ ضلع پر تقسیم
کیا گیا ہر صوبہ پر ایک صدر تعلقہ دار یعنی کمشنر اور ہر ضلع پر ایک اول تعلقدار یعنی کلکٹر معہ دو دو تین
تین ماتحت تعلقدارون کے مقرر ہوئے اور ہر ایک تعلقہ پر ایک تحصیلدار مامور کیا گیا۔ اور اسی
زمانہ مین صیغہ جوڈیشل اور صیغہ تعمیرات و صیغہ طبابت و محکمہ صفائی اور محکمہ تعلیمات قائم کئے گئے
پنجم ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۳ ہجری اعلیحضرت قدر قدرت ظل سبحانی حضرت بندگانعالی متعالی حضور پر نور
نواب میر محبوب علیخان بہادر مدظلہ العالی نے ولادت پائی اور اسی سال چوتھی جمادی الاول
بعد از مغرب پورا چاند گہن ہوا۔

سنہ ۱۲۸۵ھ ۲۸ ربیع الثانی بروز سہ شنبہ پہر دن چڑھے سورج گہن شروع ہوا۔ اور اوسکا عمل دوپہر تک رہا
چونکہ تمام قرص کا گہن تھا اندھیرا ہو گیا تھا تارے صاف نظر آنے لگے تھے یہ حالت کوئی
دس پل رہی ہوگی کہا جاتا ہے کہ ایسا گہن دو سو برس پہلے ہوا تھا اور اسی سال ابتداے
ذی قعدہ مین نواب افضل الدولہ بہادر کا مزاج ناساز ہو گیا حکیم شفائی خان اور
حکیم نادر علی معالج تھے۔ اخیر مین حکیم محمد اشرف اور فیض اللہ خان بھی شریک معالجہ ہو گئے
تھے۔ لیکن کچھہ فائدہ نہ ہوا آخر ایسا حاتم دل رئیس تیرہ ذی قعدہ بروز جمعہ سنہ ۱۲۸۵ھ مین
دنیا واہل دنیا کو اپنی ماتمداری مین مبتلا کرکے رحلت فرمائی دروازے محلسرا اور شہر پناہ کے
بند ہو گئے اور طیاری تجہیز و تکفین کی شروع ہوئی اور بعد ادائے نماز جنازہ مکہ مسجد مین دفن کئے گئے

کل بارا سال ایک ماہ بیس روز حکمران ریاست رہے اور ۲۲ سال کی عمر پائی۔ اس مدت سلطنت مین ایسے ایسے کار خیر و برکت ہوئے جبکا ظہور آجتک رعایا و اہل ملک کو ہر روز نظر آرہا ہے گواہی اون کے عہد کے خیر و ثواب رعایا و اہل ملک کے نزدیک باقی ہو۔

حق تو یہ ہے کہیہ اپنے خاندان کا چشم و چراغ تہا۔ بہت سے اہل ہنر اونکی کمال پروری سے دار السلطنت حیدرآباد مین کہنچ آئے۔ اور شہر حیدرآباد علم و ہنر کا معدن بنگیا رعایا اون کے عہد سلطنت کو عیش اور امن کا گہوارا سمجہتی تہی۔

تاریخ رحلت نواب افضل الدولہ مغفرت مکان

ربّی المالک ماح الجنۃ	ولمد وحی فاح الجنۃ
قلت تاریخ وفات لمرحوم	افضل الدولہ لراح الجنۃ

بعد رحلت فرمائی نواب افضل الدولہ مغفرت مکان کے بعد از مغرب نام نامی گرامی اعلیحضرت قدر قدرت خداوندنعمت حضور پرنور بندگان عالی متعالی حضرت ظل سبحانی نواب میر محبوبعلیخان بہادر خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ سے منادی ہوی اور آپ دو سال سات مہینے سات دن کے عمر مین جلوہ جلوہ افروز تخت سلطنت آصفیہ ہوے۔

ذکر خیر سریرارای خاقان زمان اعلیحضرت قدر قدرت ظل سبحانی گردون قباب حضور پرنور بندگانعالی حضرت نواب میر محبوبعلیخان بہادر فتح جنگ نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

نواب افضل الدولہ مغفرت مکان کی زیارت کے روز ارکان دولت داعیان سلطنت بالاتفاق بموجب مشورہ نواب مختار الملک بہادر وزیر اعظم دولت سرکار نظام ۵ ذیقعدہ ۱۲۸۵ھ دوپہر کے وقت اعلیحضرت قدر قدرت خداوندنعمت حضور پرنور بندگان عالی متعالی نواب

میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ و دولتہ کو سریر آرائے دولت آصفیہ ہوئے۔ سانڈرس صاحب رزیڈنٹ معہ دو افسرون کے حاضر ہوکر رسم ماتم پرسی ادا کی ارکان دولت نے تعزیت کی نذرین گذرانین۔ اور جلوس میمنت مانوس اعلیحضرت کا ۱۶ تاریخ بروز دوشنبہ منعقد ہوا سب ارکان دولت و اعیان سلطنت اور رزیڈنٹ صاحب مع مسٹر فرنزیہ صاحب اور ڈاکٹر بالفور صاحب اور ڈاکٹر ونڈ و صاحب کے علاوہ ۴۰ جلیل القدر سردار بھی حاضر دربار ہوے اور نذرین مبارکباد کی گذرین۔

نواب مختار الملک امور سلطنت کے لیے کفیل اور نواب امیر کبیر شمس الامرا تا سن شعور نائب حضور قرار پائے۔

۱۲۹۸ ہجری مین جشن رسم تسمیہ خوانی اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ پر تکلف سے ترتیب دیا گیا چنانچہ اس تقریب مین شب کو جلسہ مین علماء فضلاء دوران و ارکان دولت و اعیان سلطنت حاضر دولت خانہ شاہی تھے ہر ایک نے بحسب مراتب جوڑے و خلعت و انعام و اکرام سے سرفرازی پائی اور اسی شب مین کثرت روشنی سے شب ماہ کا مقابلہ کیا خصوصًا محلات شاہی اور عمومًا تمامی شہر مین بلکہ روشنی چارمینار کرہٴ آتشین تھی علیٰ ہذا افضل گنج سے تا بہ کوٹھی رزیڈنٹ صاحب بہادر شادیانہ خوشی کے بجتے تھے گویا دن عید اور رات شب برات تھی اور کُل دفاتر سرکار عالیہ مین دو روز تعطیل رہی۔

اور مولانا افضل العلما مولوی محمد زمان خان صاحب ایکہزار روپیہ ماہانہ پر اور انکی تحت مین مولوی حافظ حاجی محمد انوار اللہ صاحب اور مولوی محمد مصیح الدین خان صاحب اور نواب آغا مرزا سرور جنگ بہادر خان و حافظ انوار الدین خان بہادر محبوب نواز جنگ و محمد مظفر الدین خان بہادر خوشنویس اور مرزا نصر اللہ بہادر دولت یار جنگ اصفہانی۔ اور تحصیل علم انگریزی کے لئے بھی کلارک صاحب بہادر اور

کرون صاحب بہادر و ہاڈسن صاحب اعلیحضرت اقدس داعلی کے تعلیم کے لئے
مامور ہوئے ۔

اعلیحضرت کے مصاحبوں کا حال ۔

اور سب سے پہلے مصاحبت مین امراء عظام سے نواب محتشم الدولہ بہادر ۔ اور نواب عمدۃ الملک اعظم الامرا
امیر اکبر محمد مظہر الدینخان بہادر بشیر الدولہ اور نواب امیر کبیر شمس الامرا
سر خورشید جاہ بہادر اور نواب سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک
وقار الامرا بہادر اور نواب ظفر جنگ بہادر وغیرہ ۔
اور مقربان بارگاہی وانالیقی کے لئے نواب معزز یار جنگ و نواب فیروز یار جنگ
اور نواب فرخندہ یار جنگ بہادر اور نواب اقبال یار جنگ اور نواب
شہسوار جنگ اور نواب صدر الدینخان شرف یاب جنگ بہادر
اور نواب مستحکم جنگ محبوب یار الدولہ اور نواب اکرام جنگ بہادر ۔
اور نواب مرزا محمد علیبیگ خان بہادر افسر جنگ افسر الدولہ ۔ اور نواب محبوب یار جنگ ناظم الدولہ وغیرہ مامور ہوئے

مختار الملک کا پہلا دورہ

اور نواب مختار الملک کا پہلا دورہ ۱۲۸۷ھ مین معہ رزیڈنٹ صاحب
بہادر اورنگ آباد کیطرف ہوا اور بعد معائنہ ملک بندر بمبئی تک گئے اور وہان پر گورنر بمبئی کے
مہمان رہے اور پھر اورنگ آباد آکر کان گانو کی طرف گئے اور وہان پر لارڈ میو صاحب
بہادر گورنر جنرل سے ملاقات کی اور پھر کچھہ روز بعد کلکتہ جاکر ویسرائے بہادر کے مہمان رہے
اسی سال حسن آباد گلبرگہ شریف سے حیدرآباد تک ریل کی بنیاد شروع ہوئی اور اسی سال مین
نواب مختار الملک وزیر اعظم سرکار دولت آصفیہ مدار المہام اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ و دولتہ کو حضور
ملکہ معظمہ قیصر ہند سے (نائٹ گرانٹ کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا) کا تمغہ ملا ۔

پہر سنہ ۱۲۹۲ھ مین نواب مختار الملک بجناب اعلیٰحضرت بارثانی لارڈ نارتھ بروک صاحب بہادر
گورنر جنرل ہند کے دربار مین شریک ہونیکے لیے بمبئی گئے اور اسی سال شہزادہ جارج رونق افروز
ہندوستان ہوئے ۔

جلوسی سواری اعلیٰحضرت اقدس اعلیٰ ارفع اکمل

اور سنہ ۱۲۹۱ ہجری مین اعلیٰحضرت کی سواری جلوسی
بڑی شان و تجمل شاہانہ سے خاص محل مبارک سے آصف نگر کے باغ مین رونق افروز ہوئی ۔
چنانچہ سب سے پہلے ایک نشان اور ہاتی پر علم اژدہا پیکر ۔ پیچھے اسکے ہاتیون پر ہندوستانی
ماہی مراتب اپنی ولایت کے طوغ و علم ۔ برنجی اور فولادی نقارے اور دمامے اور شتابانے بجتے ہوے بعد
ان کے اور ہاتی ہودج سے سجے ہوے سونڈون مین فولادی زنجیرین لیے گلے مین
ہیکلین پیشانیان شام و شفق کیطرح رنگین ۔ اوسپر سنہری رپہلی ڈہالین ۔ زربفت کی
جھولین پائون تک لٹکتی کسی پر ہودج کسی پر عماری ۔ ریشمی اور کلابتونی رسون سے کسی
گردنون پر مہاوت لباس زربفتی سے ملبوس کمر مین کٹار ایک ہاتھ مین گجباگ دوسرے
مین آنکس جھومتے جہامتے چلے جاتے تھے آگے پیچھے چرکٹے سانٹے مار بہالے
بردار بوچھیت باندار فتیلے سلگائے بہاگے جاتے تھے ۔

پہر سوارون کے پرے ۔ سر سے پائون تک لوہے مین ڈوبے بہادر نوجوان ترک
بچے ۔ افغان ۔ حبشی ۔ راٹہور ۔ دو دو تلوارین حمائل کئے ہوے ۔ بعضون کے فولادی
خود سرون پر دہرے ۔ کمر مین قرولی اور کٹار پشت پر گینڈے کی ڈھال ۔ چار آئینہ
کہنیون تک داستانے چڑھے ہاتھون مین برچھا لگاہون سے خون ٹپکتا موچھون کو
تاؤ دیتے گھوڑے اڑاتے چلے جاتے تھے ۔

پہر سانڈہنیان خوش رفتار ۔ اونپر شتر سوار زرد وردیان پہنے ہوے ہتیار لگائے مہارین

اوٹھاسے ہوئے اون کے بعد ارکان دولت کی ہمراہی پیادون کے غول اور سوارون
کے رسالے رنگا رنگ کے نشان جدا جدا پہریرے اُڑاتے چلے جاتے تھے۔
پہر شجاعان عرب کی جمعیت کا جگھٹا اور اون کے غول کے غول ضامنی کہتے ہوئے
اُچھلتے کودتے نیفلے بندوقون کے سنگے ہوئے کمرین بکتین وجنبیہ لگائے ہوئے گذر گئے
تو سواری کے خاص خاصے نظر آئے۔ عربی۔ ترکی۔ عراقی۔ یمنی۔ کاٹھیاواڑ کے
دکنی چاندی سونیکے بھاری بھاری ساز۔ کسی پر جڑاؤ زین دہرا۔ کسی پر چارجامہ کسا
قجریان۔ اور باکہرین پٹھون پر پڑین۔ جہنین قاقم وسمور کی جہالر۔ کلابتون کے پھندنے
گلے مین سراگائے کی چوریان لٹکتی۔ سرپر کلگیان طلائی اور نقرئی۔ ریشمی باگڈورین
سائیسون کے ہاتھ مین کلیل کرتے ہوے معہ محمد ٹیپو خان بہادر شہسوار کے جاتے تھے۔ ان کے
بعد عربی۔ رومی۔ تاتاری۔ فرنگی۔ ہندی۔ باجے نفقیبون اور چوبدارون کے آوازے
دمامے کے چوٹ کے ساتھ وہ سماں بندھا ہوا تہا کہ بزدلون کے دلون مین لہو جوش مارتا تھا
اون کے بعد خاص بردارون کا غول سرون پر کشمیری شالین بندھی کمخواب کے انگرکھے
زربفتی نیما آستین پہنے اصفہانی تلوارین مرصع قبضے ہاتھ مین سنہری رُپہلی ہیان کمر مین
اور قدرتی باران نزول رحمت کی وجہ چھڑکاؤ سے سرزمین تروتازہ ہتی۔ پہر خدامان اور
خواجہ سرا انگیٹھیان اور عود سوز لیے خوشبوئیون سے دماغ معطر کرتے چلے گئے۔
پہر ارکان دربار شاہی کے جگھٹ بیچون بیچ مین عالی سواری اعلحضرت کی روپیہ اشرفیان غرباؤ کو
خیرات دیتے ہوئے زرد عماری مین بڑی تزک وطمطراق شاہی کے ساتھ رونق افروز
ہوئے جس وقت سواری مبارک گوشہ محل کے قریب آئی تمامی فوجین باقاعدہ سلامی
کے لیے دورویہ استادہ تہین میر عسکر سلطانی نے آئین فوجی کے ساتھ سلامی ادا کی اکیس ضرب

توپخانۂ شاہی سے سلامی کے سر ہوئین اوس روز جو لوگ بہ تمنائے لقاے مبارک بیٹھے تھے اونکی کثرت اور اونکی تعداد بیان سے باہر ہی مگر سب کے دلون سے ازدیاد عمر و دولت و اقبال کی دُعایئن تھین۔ پھر بعد زیارت درگاہ حضرت شاہ شرف الدین و شاہ یوسف الدین قدس اللہ سرہم کے مراجعت فرمائے بلدہ ہوے۔

اور ۱۹۰۶ء مین جناب اعلیحضرت نواب مختار الملک مدار المہام سرکار عالی استقبال شاہزادۂ پرنس آف ویلز بہادر کے لیے بمبئی گئے شاہزادۂ ممدوح الصدر نے بہت سے تحفہ و تحائف اعلیحضرت کے لیے بھیجے اور جناب اعلیحضرت کئی لاکھ روپیہ کے تحائف شاہزادۂ بہادر کو دیئے گئے۔ اسی سال ۷ ذیقعدہ مین بتقریب دربار شاہزادہ کلکتہ تک مدار المہام سرکار عالی کو جانا پڑا۔

شہادت افضل العلما مولوی محمد زمانخان مرحوم کا حال ۔

اور اسی سال کے اخیر خاص دار السلطنت حیدرآباد مین ایک بہت بڑا واقعہ شہادت افضل العلما مولوی محمد زمانخان صاحب کا ظہور مین آیا۔

خلاصہ اس واقعہ کا یہ ہی کہ مولوی صاحب نے حسب خواہش و درخواست عالم میان مہدوی پیرزادے کے کتاب ہدیۂ مہدویہ لاجواب مذہب مہدویہ مین تصنیف فرمائی تھی اسپر مہدوی زادے سب کے سب مولوی صاحب کے دشمن جانی ہو گئے اور تابو جو تھے۔

اور مولوی صاحب نے ہی تین مرتبہ خواب مین بشارت شہادت پائی۔ **اول** شب عید الفطر کو عالم خواب مین ایک مکان عالیشان کے در پر آپ پہونچے اور معلوم ہوا کہ یہ مکان اہل بیت رضی اللہ عنہم کا ہے اور اہل بیت رضہ پر پارچہ و ملبوس کی تکلیف ہی مولوی صاحب نے فورًا بازار جاکر دس روپیہ کا پارچہ لاکر مکان کے اندر روانہ کیا پارچہ مذکور پسند جناب

اہلِ بیت رضؓ ہوا مولوی صاحب کو خیال ہوا کہ شاید انگریزی کپڑے ہونیکی وجہ سے ناپسند
ہوا المجرد اوس کے ایک پارچہ سُرخ رنگ جناب اہل بیت رضؓ سے مولوی صاحب کو عطا
ہوا مولوی صاحب نے بسر و چشم بوسہ دیکر سر پر رکھ لیا اور بیدار ہوئے اوسی روز سے
آپنے خواب و خور کم کرکے تنہائی اختیار کی اور اکثر اشخاص سے فرمایا کرتے تھے کہ یہ امر
موجب شہادت ہے نہین معلوم کون مجھکو جام شہادت پلائیگا ۔
اِس کے چند روز بعد **دوسرا** خواب دیکھا کہ جناب سید الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ
نے مولوی صاحب کو یاد فرمایا مولوی صاحب بسر و چشم در اطہر پر حاضر ہوئے دربانون نے
اندر جانے سے منع کیا کہ یہ جائے شہدار کی ہے اندر سے آواز آئی کہ آنے دو یہ بھی
شہید ہے آپنے اندر جاکر دیکھا کہ جناب شہید کربلا کے دست پاک مین تھوڑا سا شربت ہے
فرماتے ہین کہ یہ شربت کسیکو دیوان شہپر مولوی صاحب کو پلا دیا اور مولوی صاحب بیدار ہوگئے ۔
اور بعد اس کے **تیسرا** خواب یہ نظر آیا کہ مجلس انور جناب ختم المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ
للعالمین مین آپ حاضر ہوئے ارشاد ہوا کہ سب لوگ کنارے ہو جاؤ محمد زمان آتا ہے
لوگ سب کنارے ہو گئے جب مولوی صاحب روبرو سلطان الانبیا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ
و اصحابہ وسلم کے پہنچے جناب سردار عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بستہ پارچہ کا
کھولکر رنگین کپڑے ہر قسم کے جُدا کئے اور ایک پارچہ سُرخ رنگ سے مولوی صاحب کو سرفراز
فرمایا آپنے بقصد تعظیم و تکریم اوسکو لیکر تمام جسم پر ملا اور سر پر رکھ لیا کہ بیدار ہو گئے ۔
الغرض چھٹی ذیحجہ ۱۲۹۲ھ بروز سہ شنبہ شام کو جناب مولوی صاحب حسب معمول مع دو
خدمتگارون کے مسجد مین تشریف لائے اور بعد نماز مغرب دو زانو بیٹھکر تلاوت قرآن
مین مصروف ہوئے اور خدمتگار بھی رفع حاجت کیلئے باہر گیا بیرحم سید محمد مہدوی آدہ زمانے

موقع پاکر مسجد مین آیا اور ستون کی آڑ مین جاکر پس پشت مولوی صاحب کے ایک ضرب کٹار
ایسا مارا کہ سینہ بے کینہ کے پار ہوگیا اور بار ثانی اور ایک کٹار سر پر اور دو شہ رگ پر ماری
مولانا ممدوح نے کلام اللہ پر سر رکھکر شربت شہادت نوش فرمایا خون شہید سے آیۂ فَانْظُرْ
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ رنگین ہوگئی اور روح پاک مولوی صاحب کی
اوسیوقت راہی خلد برین ہوئی اور قاتل اوسیوقت بدست اہلکاران کوتوالی گرفتار ہوگیا
اور اہل اسلام اس حادثہ سے آگاہ ہوکر لاش مبارک مکان پر لائے اور بروز چہارشنبہ
نماز جنازہ کہ مسجد مین ہوئی بیس ہزار نمازیون کا ہجوم ہوا اوسپر بہی ہزارون کو نماز نہ ملی
تب تا دفن چودہ جماعتین نماز کی ہوکر اپنے مدرسہ محبوبیہ کے صحن مین دفن ہوئے
اعلیحضرت تاجدار دکن کو اس حادثہ جانگزا سے سخت صدمہ ہوا اور تمامی اہل اسلام نے
فرقہ مہدویہ کا قلع وقمع کرنا چاہا چونکہ یہ قوم اکثر مقام چنچل گوڑہ اور بیگم بازار مین بیرون
شہر کے رہتی ہے بلوۂ عام کا طور تہا اسکے فرو کرنے مین محمد رستم علیخان صاحب ناظر صدر
مہتمم کوتوالی بیرون بلدہ نے بہت ہی کچہہ تدبیر کے ساتہہ عالم میان دمنا میان دہنو صاحب
میان وغیرہ پیرزادگان مہدویان بانی فساد کو ساتہہ ہی نظر بند کر رکہا۔

اور بروز زیارت مولوی صاحب شہید کے چونکہ عرفہ تہا اور اوس روز حسب عادت بیرقین
بہی اوٹھائی گئی تہین اوسروز بہی ایک ہنگامۂ عظیم کا طور تہا اور میر سبحان خانصاحب
مہتمم پولیس بہی اس کے بندوبست مین شریک تہے مگر ان کے ہمراہی سکہون نے بیگناہ بہادر
افضل بیگ عرف ڈہن بیگ فرزند افضل بیگ کو جو بیرقین پہونچا کر آرہے تہے ناحق ضرب بندوق سے
حرف گمان بلوائیون کے قریب مسجد مردہ منور کے شہید کرڈالا۔

الغرض اس واقعہ کی وجہ سے شہر مین بڑا جوش وخروش تہا قریب تہا کہ ہنگامۂ عظیم ہوکر

ہزاروں کا کشت وخون ہو جائے مگر اس اثنا میں نواب مختار الملک شملہ سے حیدرآباد واپس تشریف لائے اور دریافت مقدمہ کے لیے ایک خاص مجلس علماء دیوانخانہ شریعت پناہ دام سلطنت آصفیہ محمد میر دلاور علی صاحب شریعت پناہ میں منعقد ہوئی جسمیں مولوی نیاز محمد صاحب اور مولوی علی عباس صاحب و مولوی محمد حسن صاحب اور مولوی محمد نور الحسین صاحب اور مولوی محمد اکبر علی صاحب علیخان اور مولوی محمود ابو الفضل شریک تھے۔ القصہ بعد ختم دریافت اور تجویز فتوی کے سید محمد قاتل قصاصاً قتل کیا گیا اور عالم میاں و منا میاں مادام الحیات قلعہ جگتیال میں قید کردیگئے اور بھنے صاحب میاں کو سزا دیڑھ سال اور باوا صاحب میاں ایکسال بامشقت و زنجیر کی سزا بھگت کر خارج البلد ہوئے اور سید نصرت و سید زین العابدین و سیدن خی میاں مع عالیہم معہ اور دو سو چھیالیس ۲۴۶ پیرزادگان مہدی زادگان کا اخراج کیا گیا اور حکم دیا گیا کہ کوئی اخراجی پھر آنے نپاوے۔ اور اسی سال مولوی سید ابراہیم صاحب حکیم دولت آصفیہ کا انتقال ہوا ع حکیم حاذق از دنیا شد اے وائے۔

اور اسی سال لارڈ نارتھ برو ک کی جگہ پر لارڈ لٹن گورنر جنرل ہند مقرر ہو کر آئے۔

مختار الملک کے سفر لندن کا حال چنانچہ منجانب سرکار نظام نواب مختار الملک، ربیع الاول ۱۲۹۳ ہ بارادۂ سفر لندن جہت ملاقات ملکۂ وکٹوریہ قیصر ہند استقبالاً تا بہ بندر بمبئی گئے اور وہاں سے اوسکے دوسرے ہی روز بسواری جہاز لندن روانہ ہوئے پچیس روز کے بعد ملک اطالیہ میں جا پہونچے اور شہنشاہ اٹلی و پوپ صاحب سے ملاقات ہوئی اور شاہزادۂ ہمبرٹ سے بھی ملاقات ہوئی فی الحال یہی شاہزادہ سلطنت اطالیہ کا شہنشاہ کہلاتا ہے پھر وہان سے چلکر چار روز بعد پیرس دار السلطنت فرانس میں پہونچے۔

اور اسی روز شام کے وقت مختار الملک بہادر کا پاؤں ایک ہوٹل کی سیڑھی پر سے پھسل گیا

اور ران کی ہڈی ٹوٹ گئی کم سے کم بیس۲۰ روز پیرس مین مقیم رہے پہر بسواری جہاز لندن کیطرف روانہ ہوئے اور تہوڑے ہی عرصہ مین لندن جا پہونچے اور بیس روز بعد شاہزادہ پرنس آف ویلز بہادر نے دعوت کی جسمین اور بڑے بڑے جلیل القدر لندن کے باشندے شریک تھے اس کے دوسرے روز اکسفورڈ یونیورسٹی سے ۔ ڈی ۔ سی ۔ ایل کا اعزازی خطاب نواب مختار الملک کو ملا ۔ اور اس کے بارہ روز بعد نواب صاحب نے بذریعہ لارڈ سالسبری حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند سے ملاقات کر کے نذر پیش کی اور اسی شب دستر خوان ملکہ معظمہ قیصر ہند پر دعوتی کہانا کہایا ۔ اس کے تیسرے روز مارکوئس آف سالسبری کے یہان دعوت ہوئی اور اس کے دوسرے روز جناب نواب مختار الملک بہادر پرنس آف ویلز بہادر کی دعوت کیگئی ۔ پہر اسکاٹ لینڈ گئے اور پندرہ روز بعد واپس آکر لارڈ نارتھ بروک کے یہان دعوت کہائی الغرض دو مہینے لندن مین رہے پہر پیرس آکر دو روز قیام کیا اور وہان سے بسواری جہاز چند روز بعد برنڈزی مین پہونچے اور اوسکے سولہ روز بعد بمبئی آئے اور دوسرے روز دار السلطنت حیدرآباد مین آگئے ۔

اسی سال چوک چارمینار و گلزار حوض کی ترمیم ہوئی اور اکثر مکانات روبرو چار کمان چارمینار و بازارت شہر کے بہت عمدہ خوش وضع بنوائے گئے اور کشادگی سڑکون کے لیے بہی حکم ہوا

دو سالہ قحط سالی اور اوسکی انتظام کا حال

اور بارش نہونے کی وجہ سے ۱۵ ر رمضان ۱۲۹۳ھ سے گرانی شروع ہوئی رفتہ رفتہ روپیہ کو پانچ سیر چانول پر نوبت پہونچی وہ بہی بدقت تمام اسیطرح دو برس تک یہ آفت آسمانی رہی ۔ اس زمانۂ قحط سالی مین اسقدر بندوبست چستی کے ساتہہ کیا گیا اور اتنی بڑی رقم صرف ہوئی کہ دار السلطنت حیدرآباد مین اموات کی تعداد بمبئی اور مدراس کے مقبوضہ اضلاع کے مردون کی تعداد سے بہت کم ہوئی اگرچہ تکلیف کی سختی بہت تہی

لیکن اوس کے دور اور کم کرنیکی کوشش مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا گیا۔ شروع سال قحط ہی سے ملک کی حالت کیطرف توجہ کیگئی اور ایک باقاعدہ طرز کارروائی کا اختیار کیا گیا۔

چنانچہ مختلف اقسام کے کارہاے امدادی اور ذرائع پرورشی اور بنی نوع انسان کے جان کی حفاظت جو ناموری اور قابل تعریف دارالسلطنت خیال کیجاتی ہے اس کے جاری کرنیکی تجویز پیش ہوئی چنانچہ سرکار دولت آصفیہ سے ایک خاص مجلس انتظام قحط کی قائم ہوئی اور اسپشل کمشنر اضلاع قحط زدہ کو روانہ کیے گئے جبکہ گورنمنٹ آف انڈیا کیطرف سے فیمن ڈیلیگیٹ سر رچرڈ ٹمپل ۱۱۔ جنوری ۱۸۷۷ء کو دارالسلطنت حیدرآباد آئے ہوئے تھے اونہون نے ان تجاویز کو جو عمل مین لائی گئی تھین کافی خیال کیا اور یہ رپورٹ کی کہ انتظامات جو آینوالی مصیبت کو دور کرنیکے لیے کئے گئے ہین اوس کے نسبت سرکار دولت نظام کی عاقلانہ دور اندیشی قابل تعریف ہے۔

اضلاع ممالک محروسہ سرکار دولت آصفیہ نظام مین جسقدر اندیشہ شروع مین تھا اوس کے مقابلہ مین مصیبت کم ہوگی اور توقع کیجاتی ہے کہ ان تجاویز کی وجہ سے سرحدی اضلاع سرکار عظمت مدار مین بھی قحط سالی کی مصیبت کا دباؤ اور زور زیادہ ہونے نہ پاویگا۔

المختصر قحط کا خرچ کارہائے امدادی مین آٹھ لاکھ اڑتیس ہزار اکیسو بائیس اور محتاج خانون کے متعلق دو لاکھ چوالیس ہزار چھ سو اڑتالیس اور معافی جمع کے بابتہ بتیس لاکھ اونسٹھ ہزار اکیسو اٹہتر جملہ ترتالیس لاکھ اکتالیس ہزار چھ سو اڑتیس کا خرچ اس قحط مین ہوا۔

اور ۱۲۹۳ھ ۶۔ شوال بروز سہ شنبہ بارا بجے رات مین زمین کو زلزلہ ہوا اور اسی سال ۱۹ ذالقعدہ کو اعلیحضرت قدر قدرت خداوند نعمت ظل سبحانی تاجدار ملک دکن حضور پرنور بندگانعالی متعالی نواب میر محبوب علیخان نظام الملک آصفجاہ خلداللہ ملکہ و سلطنتہ بتقریب جشن دربار و خطاب

قیصرِ ہند کوئن وکٹوریہ ملکہ معظمہ ہنصنت فرمائے دہلی ہوئے ہمرکاب اعلیٰحضرت مختار الملک وزیراعظم اور امراء دولت تھے الغرض ۸ ذیحجہ سنہ صدر مین سواری حضور پُرنورا علیحضرت کی دہلی مین پہونچتے ہی توپخانہ شاہی سے سلامی سر ہوئی -

اور اوس کے دوسرے ہی روز گورنر جنرل بہادر کشور ہندبہی آئے جنکے ہمراہ دس ہزار سپاہ کے قریب تھے ۹م ذیحجہ کو حضور پُرنور بندگان عالی اعلیحضرت معہ مختار الملک بہادر وامرا دولت سرکار نظام بغرض ملاقات گورنر جنرل بہادر کے یہان رونق افروز ہوتے ہی ۲۱ ضرب توپخانہ شاہی سے اعلیحضرت کی سلامی ہوئی اعلیحضرت نے ایک گھوڑا مع سازوسامان تحفہ دیا۔ پھر ۱۳ ماہ مذکور کو نواب گورنر جنرل بہادر ویسرائے کشور ہند بغرض ملاقات بازدید اعلیحضرت کے قیام گاہ پر آئے اور توپخانہ شاہی سے سلامی سر کی گئی-

اس کے بعد ۱۴ ذیحجہ کو راجہ بنارس-راجہ ریوان-راجہ جے پور- وراجہ ہلکر والی اندور شرف اندوز ملاقات اعلیحضرت کے ہوئے-اور پندرھوین ذیحجہ کو دربار قیصری منعقد ہوا تمامی راجے مہاراجے ورؤسائے ہند زینت دہ دربار قیصریہ تھے-اعلیحضرت کی کرسی گورنری کے محاذی تہی اور حضور پُرنور کے یمین و یسار اُمرائے دولت سرکار نظام بعد اِن کے تمامی نوابان وراجگان ورؤساء ہندوستان تھے کم سے کم اِس جلسہ مین تین لاکھ آدمیون کا مجمع تھا-غرضکہ اسپیچ پڑھی گئی جسکا ماحصل یہی تھا کہ حضور ملکہ معظمہ نے قیصرِ ہند کا خطاب قبول فرمایا اور بعد ختم کلام کے توپخانہ شاہی سے سلامی سر ہوئی اور جلسہ برخاست ہوگیا-

اور ۱۹-ذیحجہ کو بیگم صاحبہ والی ریاست بہوپال نے اعلیحضرت سے ملاقات فرمائی-اور جس روز دہلی مین دربار منعقد ہوا تھا اوسی شب کوٹھی رزیڈنسی دارالسلطنت حیدرآباد مین بہی جابجا روشنی کیگئی اور تمامی دفترون مین بھی پانچ روز کی تعطیل رہی -

المختصر ۲۲ ذیحجہ کو اعلیحضرت قدر قدرت بندگانعالی متعالی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ مراجعت فرمائے دار السلطنت حیدرآباد ہوئے اور ۲۷ ذیحجہ کو داخل بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد ہو گئی اوس روز تمامی رعایا بر ملک نے خوشی ظاہر کی اور تمامی شہر مین روشنی کیگئی۔

ملک برار کی واپسی کا تذکرہ اور لارڈ لٹن کی ناراضی

اور انہین دنون مین نواب مختار الملک بہادر وزیر دولت سرکار نظام نے حسب اجازت صاحب سکرٹری آف اسٹیٹ ہندوستان کے واگذاشت ملک امانی برار کی نسبت قبل از انعقاد دربار قیصر ہند کے بذریعہ صاحب رزیڈنٹ بہادر دار السلطنت حیدرآباد دکن دفتر گورنر جنرل بہادر کشور ہند پر تحریک کیگئی ہتی چنانچہ اسکی نسبت لارڈ لٹن صاحب بہادر سے اسی بنا پر دربار دہلی مین نواب گورنر جنرل بہادر نے نواب سر سالار جنگ مختار الملک بہادر وزیر سرکار دولت نظام سے اپنی رضامندی ظاہر کی ملکہ گورنر جنرل بہادر کو ناگوار گذرا اور نواب مختار الملک کو بہی اس سے سخت رنج ہوا چنانچہ جب تک لارڈ لٹن گورنر جنرل بہادر خدمت گورنری پر رہے نواب ممدوح الصدر اور رزیڈنٹ صاحب بہادر کے درمیانی تعلقات خراب ہی رہے مگر احکم الحاکمین نے بہت جلد اپنا کرم کیا کہ ۱۲۹۸ھ کے شروع ہی مین سر اسٹورٹ بیلی صاحب رزیڈنٹ دار السلطنت حیدرآباد مقرر ہو گئے اور ادہر ایک رحمدل سردار مارکوئیس آف رپن وائسرائے گورنر جنرل کشور ہند نے گورنری کا جایزہ لیا اور فوراً وہ بدترین پالسی دور ہو گئی۔ یہ مبارک زمانہ لارڈ رپن بہادر کا اقلیم ہندوستان کے لیے گذرا۔ چنانچہ اسی زمانہ مین گورنمنٹ ہند کیطرف سے نواب مختار الملک بہادر کے نام مراسلہ پہونچا جسمین گورنمنٹ ہند نے اپنی بے انتہا عنایت و اعتبار اور وفاداری و دیانتداری ظاہر کی چنانچہ اس کے پہونچتے ہی نواب مختار الملک بہادر نے مسرت فرمائی۔

مگر ملک امانی برار کی واپسی کے واسطے سرکار ملکہ معظمہ قیصر ہند کے فیضانہ دربار سے کیا تجویز در پیش ہے

اسکا حال نہین کہلا۔

تقرر سررشتہ دارالفصالی

سنہ ۱۲۹۴ھ مین بنظر امن وآسایش خلق اللہ کے لیے مہوتونی کاغذ ممہو معاملہ خفیفہ کی دریافت کے لیے ہر ہر محلہ مین سررشتہ دارالفصالی قرار پایا اور اوس کے لیے ایک جُداگانہ دستورالعمل سنہ ۱۲۹۵ف مین مرتب ہُوا مگر اس کے ہتوڑے ہی زمانہ بعد سررشتہ دار الفصال برخاست ہو گئے۔

اور سنہ ۱۲۹۶ھ مین جنوبی اضلاع پر قحط سالی کی مصیبت آئی تہی مگر سرکار دولت آصفیہ کی طرف سے بڑی تیزی سے انتظام ہُوا اور بنی نوع انسان کی حفاظت مین کوشش ہُوئی

حضرت بندگانعالی متعالی خلداللہ ملکہ سلطنتہ کا دورہ اور ملاحظہ ملک کا حال

اور پندرہوین سال جلوسی مین اعلیحضرت اقدس واعلے نے بذات خاص امورات سلطنت کیطرف توجہ فرمائی باوجود کم سنی کے خود ذہن عالی کی صفائی اور عقل خداداد کی رسائی سے معاملات سیاست وملک داری کے رموز کی جانچ ہونے لگی چنانچہ آغاز سنہ ۱۳۰۰ھ مین ملاحظہ ملک ودریافت حالات کے لیے دو صوبون کا دورہ فرمایا پہلے ۲۶ صفر کو سواری مبارک حسن آباد گلبرگہ شریف مین پہونچی اور ۲۷ کو قلعہ کے ملاحظہ کے بعد بندوبست کا کام ملاحظہ فرمایا جسکی تفصیلی کارروائی مولوی سید مہدی علیخان محسن الملک بہادر معتمد مدارالمہام سرکارعالی نے عرض کئے اور آلات اور اونکے طریقۂ عمل وبندوبست کے تاریخی حالات کو دلچسپی سے بیان کیا اور مختلف قسم کے نقشہ جات مُرتبہ سررشتۂ بندوبست ملاحظہ اعلیحضرت اقدس واعلے سے بہی گذرے اور شام کو زیارت حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز سے مشرف ہو کر وہانسے مراجعت فرما کر بسواری فیل خاصہ جلوسی شہر اور محبوب گلشن کی روشنی اور آتشبازی کا ملاحظہ ہُوا اور ۲۸ کو بسواری اسپ صبح کے وقت بہوسگ کے تالاب کو ملاحظہ فرمایا یہ تالاب قیام گاہ

اعلیحضرت اقدس دائیلے سے سات میل کے فاصلہ پر ہی پہر وہان سے مراجعت فرماکر گلبرگہ شریف کے صدر محبس کا ملاحظہ ہُوا۔ اور ۲۹ کو تعلقدار ضلع وعدالت ضلع کے دفترا وخزانہ ضلع اور وہانکی پہرہ بندی وخزانہ کے طریق حفاظت کا ملاحظہ فرماتے ہوئے نواب یار جنگ اکرام اللہ خان صدر تعلقدار کے دفتر اور اسکے بعد صدر عدالت سمت کے دفتر کا ملاحظہ ہُوا۔ اور ۲۹۔ کو آخری چہار شنبہ کا دن تھا لہذا محبوب گلشن کو اپنی رونق افروزی سے زینت دی اور چڑیا خانہ و مکان کلب کا ملاحظہ ہُوا اعلیحضرت کے شہر حسن آباد گلبرگہ شریف مین خیر مقدم مین کئی ایک اشعار نصب تھے از انجملہ ایک قطعہ ہدیہ ناظرین ہے۔

شہ جمشید میر محبوب علیخان		چو آمد سوئے گلبرگہ بصد جاہ	
شنیدم منتظم سالش زہاتف		ندا میکرد خیر مقدم شاہ ۱۳۰۰ھ	

الحمقر بعد ملاحظہ گلبرگہ شریف کے بجانب صوبہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد نہضت فرما ہوئے اور وہان پر رونق افروز ہوکر بعد ملاحظہ ملک اور شرف اندوز زیارت بزرگان دین کے مع الخیر معہ خدم وحشم مراجعت فرمائے دار السلطنت فرخندہ بنیاد حیدرآباد ہوئے۔

وفات حسرت آیات مختار الملک بہادر
وذکر مدار المہامی منفردانہ پیشکار بہادر

اسی سال ڈیوک آف میکلزک داخل حیدرآباد ہُوا اور نواب مختار الملک بہادر نے اونکی دعوت کا اہتمام کیا ایک روز تالاب میر عالم پر دعوت کا اہتمام کیا گیا تہا کہ دفعتًا اوسی شب آدھی رات کو مختار الملک کی طبیعت بگڑ گئی اور مبتلا ہیضہ ہوکر ۲۹ ربیع الاول ۱۳۰۰ھ بروز پنجشنبہ ساڑھے سات بجے شام کو ۵۶ برس کی عمر مین آخر وزارت کے جاہ وجلال کو چہوڑ کر عالم آخرت کا رستہ لیا اور بروز جمعہ دس بجے میر کے دایرہ مین مدفون ہوئے اور اون کے وفات کے بعد راجایان مہاراجہ راجہ نرندر پرشاد پیشکار نے خدمت مدار المہامی کو منفردانہ انجام دیا۔

اسکا حال نہین کہلا۔

تقرر سررشتہ دار انفصالی

سنہ ۱۲۹۲ء مین بنظر امن و آسایش خلق اللہ کے لیے بموتونی کاغذ ممہو معاملہ خفیفہ کی دریافت کیلیے ہر ہر محلہ مین سررشتہ دار انفصالی قرار پایا اور اوس کے لیے ایک جداگانہ دستور العمل سنہ ۱۲۹۵ف مین مرتب ہوا مگر اس کے تہوڑے ہی زمانہ بعد سررشتہ دار انفصال برخاست ہو گئے۔

اور سنہ ۱۲۹۶ء مین جنوبی اضلاع پر قحط سالی کی مصیبت آئی ہتی مگر سرکار دولت آصفیہ کی طرف سے بڑی تیزی سے انتظام ہوا اور بنی نوع انسان کی حفاظت مین کوشش ہوئی

حضرت بندگانعالی متعالی خلداللہ ملکہ و سلطنتہ کا دورہ اور ملاحظہ ملک کا حال

اور پندرہوین سال جلوسی مین اعلیحضرت اقدس و اعلے نے بذات خاص امورات سلطنت کیطرف توجہ فرمائی باوجود کم سنی کے خود ذہن عالی کی صفائی اور عقل خداداد کی رسائی سے معاملات سیاست و ملک داری کے رموز کی جانچ ہونے لگی چنانچہ آغاز سنہ ۱۳۰۰ء مین ملاحظہ ملک و دریافت حالات کے لیے دو صوبون کا دورہ فرمایا پہلے ۲۶ صفر کو سواری مبارک حسن آباد گلبرگہ شریف مین پہونچی اور ۲۷ کو قلعہ کے ملاحظہ کے بعد بندوبست کا کام ملاحظہ فرمایا جسکی تفصیلی کارروائی مولوی سید مہدی علیخان محسن الملک بہادر معتمد مدارالمہام سرکار عالی نے عرض کئے اور آلات اور ادنکے طریقۂ عمل و بندوبست کے تاریخی حالات کو دلچسپی سے بیان کیا اور مختلف قسم کے نقشہ جات مرتبہ سررشتۂ بندوبست ملاحظہ اعلیحضرت اقدس و اعلے سے بہی گذرے اور شام کو زیارت حضرت خواجہ سید محمد گیسودراز سے مشرف ہو کر وہانسے مراجعت فرماکر بسواری فیل خاصہ جلوسی شہر اور محبوب گلشن کی روشنی اور آتشبازی کا ملاحظہ ہوا اور ۲۸ کو بسواری اسپ صبح کے وقت بہوسگ کے تالاب کو ملاحظہ فرمایا یہ تالاب قیام گاہ

اعلیحضرت اقدس و اعلےٰ سے سات میل کے فاصلہ پر ہی پہر وہان سے مراجعت فرماکر گلبرگہ شریف کے صدر محبس کا ملاحظہ ہوا۔ اور ۲۹ کو تعلقدار ضلع و عدالت ضلع کے دفتر اور خزانہ ضلع اور وہانکی پہرہ بندی و خزانہ کے طریق حفاظت کا ملاحظہ فرماتے ہوئے نواب یار جنگ اکرام اللہ خان صدر تعلقدار کے دفتر اور اسکے بعد صدر عدالت سمت کے دفتر کا ملاحظہ ہوا۔ اور ۲۹۔ کو آخری چہارشنبہ کا دن تھا لہذا محبوب گلشن کو اپنی رونق افروزی سے زینت دی اور رجڑ یاخانہ و مکان کلب کا ملاحظہ ہوا اعلیحضرت کے شہر حسن آباد گلبرگہ شریف مین خیر مقدم مین کئی ایک اشعار نصب تھے از انجملہ ایک قطعہ ہدیہ ناظرین ہے۔

شہ جمشید میر محبوب علیخان		چو آمد سوئے گلبرگہ بصد جاہ	
شنیدم منتظم سالش ز ہاتف		ندا میکرد خیر مقدم شاہ ۱۳۰۰ھ	

المختصر بعد ملاحظۂ گلبرگہ شریف کے بجانب صوبہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد نہضت فرما ہوئے اور وہان پر رونق افروز ہوکر بعد ملاحظہ ملک اور شرف اندوز زیارت بزرگان دین کے مع الخیر معہ خدم و حشم مراجعت فرمائے دار السلطنت فرخندہ بنیاد حیدرآباد ہوئے۔

وفات حسرت آیات مختار الملک بہادر و ذکر مدار المہامی مفوضانہ پیشکار بہادر

اسی سال ڈیوک آف میکلزبرگ داخل حیدرآباد ہوا اور نواب مختار الملک بہادر نے اونکی دعوت کا اہتمام کیا ایک روز تالاب میر عالم پر دعوت کا اہتمام کیا گیا تھا کہ دفعتًا اوسی شب آدھی رات کو مختار الملک کی طبیعت بگڑ گئی اور مبتلا رہیضہ ہوکر ۲۹ ربیع الاول ۱۳۰۰ھ روز پنجشنبہ ساڑھے سات بجے شام کو ۵۶ برس کی عمر مین آخر وزارت کے جاہ و جلال کو چھوڑ کر عالم آخرت کا رستہ لیا اور بروز جمعہ دس بجے میر کے دایرہ مین مدفون ہوئے اور اون کے وفات کے بعد راجایان مہاراجہ راجہ نرندر پرشاد پیشکار نے خدمت مدار المہامی کو مفوضانہ انجام دیا۔

عظیم الشان نمایشگاہ کلکتہ مین اعلیحضرت بندگانعالی کا بنفس نفیس شریک ہونا

۱۶- صفر کو اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ عزیمت فرمائے کلکتہ ہوئے اور ہمرکاب سعادت انتساب مہاراجہ پیشکار بہادر اور نواب شمس الامرا و نواب وقار الامرا اقبال الدولہ بہادر و نواب ظفر جنگ بہادر و نواب میر لائق علیخان شجاع الدولہ و نواب میر سعادت علیخان منیر الملک و نواب میر سرفراز حسین خان بہادر فخر الملک و نواب اکرام جنگ بہادر و نواب قدیر جنگ بہادر معتمد فوج و نواب آغا مرزا سرور جنگ بہادر و نواب مرزا محمد علی بیگ خان بہادر افسر جنگ و راجہ مرلی منوہر بہادر و راجہ گردہاری پرشاد بہادر و نواب میر حشمت علی صاحبزادہ و نواب میر منور علی صاحبزادہ و محمد وزیر علی صاحب و ڈاکٹر صفدر علی و مسٹر کلارک صاحب بہادر و ولکنسن صاحب بہادر معتمد صیغہ تعمیرات عامہ و ڈائیس صاحب بہادر وغیرہ غرضکہ آگے پیچھے قبل ارتحال عساکر ظفر پیکر معہ خدم و حشم سواری مبارک باعظمت و شان و شوکت و جاہ جلال سے روانہ ہوئی اور دار السلطنت کلکتہ رونق افروز ہوتے ہی توپخانہ شاہی سے ۲۱ ضرب توپونکی سلامی ہوئی۔

لارڈ رپن گورنر جنرل کشور ہند بہی اعزاز و اکرام سے پیش آئے اور ملاقات کی۔ اور بعد ختم کلام امورات ریاست کے اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ کی طبیعت مبارک کو معاملات ریاست کے ساتھہ خاص قسم کی دلچسپی اور توجہہ دیکھکر کہا کہ اب آپ بالاستقلال حکمرانی کے لائق ہین اللہ مبارک کرے اور آخر ربیع الثانی مین جلسہ تخت نشینی مرتب ہوا پس اعلیحضرت نے گورنر جنرل بہادر کو دار السلطنت حیدرآباد مین شرکت جلسہ تخت نشینی کی دعوت دی جسے گورنر جنرل بہادر نے بطیب خاطر قبول فرمایا اور دربار برخاست ہوا۔

اور بعد اس کے ۲۹- صفر سنہ صدر کو محمد رحیم الدین اور نصیر الدین حیدر از خاندان میسور یہ اور جہاں قدر مرزا محمد واحد علی (از خاندان اودہ) و نواب عبد اللطیف خان بہادر سی آئی ای

نائبان صدر کمیٹی انتظامی مع ایک جماعت کثیر اسلامی مجلس مذاکرہ علمیہ کلکتہ ایوان دربار
اعلیحضرت اقدس اعلی مین بوساطت ڈابس صاحب بہادر باریاب ہوکر تہنیت نامہ پڑھا گیا جسکا
خلاصہ مضمون یہی تہا کہ ہم عقیدت قرین اسلامی مجلس تذاکرۂ علمیہ کلکتہ ان صوبون کے اہالی اسلام
کی جماعت کی طرف سے کہ جسکی نائب منابی امور مفید عام مین عام موقعون پر ہم سالہا سال سے
کرتے آئے ہین کہ اس تہنیت نامہ عجز ختامہ کے ساتہہ بتقریب رونق افروزی حضرت رفیع المنزلت
ہمایونی اس شہر نزہت بہر مین کہ جو گورنمنٹ عالیہ بنگالہ کا مستقر الریاست اور مملکت قاہرہ ہندیہ
کا دار السلطنت بھی ہے حاضر بارگاہ رفعت پایگاہ ہون۔

حضرت رفیع المنزلت ہمایونی چونکہ اقلیم ہندوستانی کے اعظم ترین ریاستہائے اسلامیہ کے مالک
ہین لہذا ذات والا صفات ہمایونی لامحالہ سائر طبقات اہل اسلام سرزمین ہندوستان کی تعظیم
و عقیدت کا مرجع ہے۔

وسعت اشاعت تعلیم و تعلم اور ازدیات تسہیلات وسایل و ذرایع آمد و رفت و روابط مخلصانہ جو
فیمابین دار السلطنت پرشوکت حیدرآباد اور سلطنت ہندوستان کے کہ جسکے زیر فرمان
معدلت توامان جم غفیر و معدلت کثیر اہل اسلام امنیت شاملہ و رفاہیت کاملہ کے ساتہہ بسر
کرتے ہین قایم ہین یہہ ساری باتین اون کیفیات قلبیہ کے مزید جوش کا باعث ہین اور حضرت
رفیع منزلت ہمایونی کی اس شہر نزہت بہر مین رونق افروز ہونے پر ہمارا دلی بہجت و شادمانی کا اظہار
کرنا مجرد اپنے تمام ہم مذہب لوگون کے خیالات کو منصۂ اعلان پر جلوہ گر کرنا ہے۔

چونکہ اعلیحضرت رفیع منزلت ہمایونی اپنے خاندان رفیع المکان کے اول رکن رکین ہین کہ جنہون نے
اس شہر لطافت بہر کو تشریف قدوم اُبہت لزوم سے مشرف فرمایا ہے لہذا رونق افروزی
بندگان عالی متعالی کی عظمت و خصوصیت کل رعایا ہندوستان کی نگاہون مین بہت بڑہی ہوئی ہے۔

اسکے سوا ہم اسبات کو اسوقت اعظم ترین اثار امید خیز خیال کرتے ہین کہ حضرت رفیع منزلت ہمایونی نے اتنی زحمتین اسشہر مینو چہر مین رونق افروز ہونے مین اسلیے اختیار فرمائی ہین کہ اوس دلکش اور دانش آموز نمایش کو ملاحظہ فرمائین گے جو ممالک غیر اور خود اس ملک کے باشندون کے اہتمام سے زیر سایہ حمایت لفٹنٹ گورنر بہادر بنگالہ عالم ظہور مین آئے۔ ہم امید کرتے ہین کہ یہہ رونق افزدی نہ صرف واسطے ذات اقدس و اعلی بندگان عالی متعالی کے ذریعہ تفریح و ازدیاد معلومات ہوگی بلکہ یہہ ایسے نتائج بھی پیدا کریگی جو علی الدوام حق مین اس رعایا اور ریاست کے فائدہ مند ہون گے جسکی عنان صلاح و فلاح خداوند برحق نے تفویض ید قدرت قاہرہ ہمایونی فرما رکھی ہے۔ اور اعلیحضرت اقدس و اعلی رفیع منزلت ہمایونی جو عنقریب عنان نظم ونسق ریاست فرخ بنیاد حیدر آباد بدست خاص میمنت اختصاص لینے والے ہین ہم اس خیال مسرت مالامال سے کمال شادان فرحان ہین۔ اور ہم بسرگرمی تمام امید کرتے ہین کہ بعد جلوس میمنت مانوس حضرت اقدس و اعلی رفیع منزلت ہمایونی تخت حکومت پر اپنے اسلاف ذوی الاحتشام اور آبا و اجداد کرام کے انتظام ملکی ساتھ اون ترقیات وعروجہاے روز افزون کے جو مبنی ہین اجتماع معقول پر کل امور کے جو فنون حکمرانی مین ممالک شرق وغرب کے محمود و مسعود سمجھے جاتے ہین جلوہ گاہ امنیت و راحت کا ایک دائمی مرفع مینارہ کر ذریعہ افتخار و مباہات و ابتہاج و مسرت کافۂ طبقات سلطین براعظم ہندوستان ہوگا۔

اخیر مین ہم بندگان اطاعت قرین عجز آگین درگاہ ایزدی مین بخضوع وخشوع تمام دست بدعا ہین کہ حضرت ظل الٰہی رفیع منزلت ہمایونی کے وقت مراجعت مبارک بطرف وطن مالوف سالما و غانما سیاحت سراپا نزہت و عافیت شامل حال ہو اور خداوند کریم بندگان عالی متعالی کو عمر دراز عطا فرمائے اور رعایاے مرفہ الحال و سعادت اشتمال پر تمام عدل وداد کمال کامیابی و فیروزمندی کے دیرگاہ

ظل گستر ما طفت و مکرمت رکھے۔ آمین

اور ایک قصیدہ بھی منجانب مالک و مہتمم گلدستہ نتیجہ سخن ورین پریس کلکتہ کے گذرا جو ذیل مین ہدیہ ناظرین ہے۔

قصیدہ تہنیت رونق افروزی حضور پرنور بندگانعالی متعالی نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

جلوہ انگن یہان ہوا ہے کونسا عالیجناب
سرزمین اس شہر کی ہے چرخ چارم کا جواب

نقش پا کے نور سے پرنور ہے ہر ایک راہ
ہر جگہہ پر ہے قران آفتاب و ماہتاب

ہالہ خورشید کا انداز بھی کانٹی پہ ہے
بنگیا ہے ماہ نو خم ہو کے توسن کی رکاب

عکس عارض سے جہان کیا مطلع انوار ہے
ہے زمین پر چار جانب چاندنی کی آب تاب

قالب ہر ذرہ مین درآئی انجم کی چمک
آجکل اس شہر کا گویا ہے ایک عہد شباب

ہے عیان فیض قدم سے جسکے سامان عیش کا
اوسکی مدحت مین رقم کرتا ہون مطلع انتخاب

مطلع ثانی

کون ہے دنیا مین تجھسا ذی حشم گردون قباب
آسمان جاہ و مکنت کا تو ہی ہے آفتاب

میر محبوب علیخان والی ملک دکن
رستم دوران نظام الملک فرخندہ خطاب

غیظ سے پیشانی انور پہ گرا ے شکن
قالب رستم کو ہو کنج لحد مین اضطراب

بہتے دریا پر پہونچ جاے اگر دشمن ترا
موج جو پانی سے اوٹھے وہ بنے موج سراب

آستان پر تیرے جھکتے ہین جہان کے سب امیر
اب زمانہ مین نہین تجھسا کوئی عالیجناب

سرکشان دہر تیرے رعب سے قالب تہی
ہے بھلا غیظ و غضب کی تیرے کسکے دلکو تاب

تری ہیبت سے بوقت رزم ہو جاتے فرار
رستم و زال پشن اسفندیار افراسیاب

تجھسا روشن دل زمانے مین کہان ہی دوسرا — صاف ظاہر تجھپہ ہے ہر ایک کا عیب و صواب

اسقدر نور و ضیا کیونکر اسے حاصل ہوئی — صفحۂ خورشید پر لکھا ہے کیا تیرا خطاب

طبع اقدس پر ترے انجام بینی ختم ہے — کام مین تیرے نہین ہی دخل تاخیر و شتاب

کہتے ہین دُربار جسکو وہ ترا دربار ہے — ابر نیسان سے فزون ہے تیری بخشش کا سحاب

سو مین اک کیا لاکھہ مین بھی ایک لکھہ سکتا نہین — وصف تیرے فیض کا لکھون جو تا روزِ حساب

تیرے گلگون صبا رفتار کی لکھون جو مدح — صفحۂ کاغذ رواں ہو جیسے گردون پر سحاب

کبک اور طاوس شرمندہ خرامِ ناز سے — تیز رفتاری سے اسکی قاف مین پنہان عقاب

تیری گاڑی کے لیے ہے اشہبِ خامہ کا قول — ہے زمانہ مین یہی تخت سکندر کا جواب

کوہ پیکر فیل ایسے ہین تری سرکار مین — چرخ نیلی کو ہمیشہ جسکی عظمت سے حجاب

وصف اب تیرے سراپا کا مجھے منظور ہے
صنعت بہزاد و مانی ہو گی مجھکو دستیاب

اے رہے فرق ہمایون امیر لاجواب — دن کو صدقے آفتاب اور شبکو قربان ماہتاب

لکھنے کو تعریف گیسو کی مجھے منظور ہے — عنبر سارا کا خامہ اور مدادا مشک ناب

نکہتِ زلفِ سمن بو جیسے پھیلی ہر طرف — رشک سے سنبل کو بھی گلزار مین ہے پیچ و تاب

کھل گئے چہرۂ گلرنگ کی تشبیہہ کے — مدح عارض لکھہ کے خامہ بنگیا شاخ گلاب

دونون رخسارونکی ضو سے روز روشن ہر مساں — تیری بینی کا الف بے شبہہ تاج آفتاب

ہے دہن سے تیرے ہر غنچہ مین رنگِ تازگی — رشک دندان سے سدا گوہر عدن مین آب آب

لعل لب کے فیض سے لعل بدخشان مین چمک — اور ہے چاہ ذقن سے چاہ کنعان کو حجاب

دیکھکر شمع گلو پروانہ ہین سارے حسین — بزم ہستی مین اسی کا نور ہے بے انقلاب

یوسف مصری یہان آکر دکھاے اپنا منہہ
سینہٴ پر نور مین ہے آئینہ کی آب و تاب

پنجہٴ قدرت نے بخشا بازوؤن ایسا زور
تذکرہ رستم کی قوت کا ہی جسکے آگے خواب

زر فشان و درفشان از بسکہ ہے لیل و نہار
اہل حاجت ان سے رہتے ہین ہمیشہ کامیاب

بسکہ مردم کو ادب سرکار ہے فرض عین
دست بستہ مثل مژگان صف بصف شیخ و شباب

تیری بخشش سے سدا حاتم کی بخشش ہی خجل
رشحہٴ دست کرم سے ابر نیسان آب آب

قدر دان اہل ہنر کا تو ہی ہے آفاق مین
حاضر دربار عالی ہون نہ کیونکر شیخ و شاب

سیر گلشن کو اگر تشریف لیجائین حضور
مثل شبنم گل بھی ہو جائین حیا سے آب آب

دیکھکر ایوان عالیشان مین کہتا ہے ہلال
دیکھہ لو برج قمر مین جلوہ گر ہے آفتاب

شرم سے بہزاد و مانی آجتک روپوش ہین
ہو گیا سکتا کھینچے ذرہ نہ تصویر جناب

جلوہ فرما رخش پر جب آپ ہون با عز و جاہ
پنجہٴ خورشید سے پیر فلک تھامے رکاب

دست بوسی کی تمنا مین ہین دونون روز و شب
گنجفہ مین شب کو ہے مہتاب دن کو آفتاب

مطلع انوار ہے فیض قدم سے صحن باغ
نقش پا ہین یا کہ روشن ہین ہزارون آفتاب

اس قصیدے کو دعا پر ختم کرتا ہے وزیر
یا الٰہی فضل سے اپنے تو کرنا مستجاب

جاہ و دولت ہو زیادہ عمر و دولت ہو فزون
جب تلک روشن فلک پر ہین یہ ماہ آفتاب

حکم تیرا فیض تیرا خلق مین جاری رہے
جب تلک بحر روان مین ہی روانی بھر آب

شمع دولت بزم ہستی مین سدا روشن رہے
مثل پروانہ جلین سب حاسد خانہ خراب

غرضکہ اس تہنیت نامہ کے اختتام پر اعلیحضرت اقدس و اعلی نے ارشاد فرمایا کہ آپ لوگون کے اڈریس دینے کا مین نہایت مشکور ہوا۔ چنانچہ اس ارشاد کے ساتھہ ہی منجانب

بندگان عالی متعالی حضور پر نور خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے نواب آغا مرزا سرور جنگ بہادر نے کہا کہ بندگان عالی متعالی اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ ارشاد فرماتے ہین کہ مجکو اچھی طرح معلوم ہوا ہے کہ اس مملکت کے باشندے ہنود اور اہل اسلام دونون فریق حصول علم و اکتساب ہنر مین ہمہ تن سرگرم ہین اور اگلے وقتون مین بھی یہہ ملک تمدن اور شایستگی مین دیگر ممالک سے کچھہ کم نہ تھا پس جب ایسا ایک گروہ کہ جسکی موجودہ حالت قابل تقلید و گذشتہ کیفیت لایق تعریف ہو ما بدولت کی نسبت ایسا اخلاص عقیدت آمیز ظاہر کرین تو یہہ امر بڑا سرمایہ شادمانی اور ہمیشہ اظہار اخلاص قابل قدر ہے۔

اس سفر مین سرکار نظام کو بہت بڑی خوشی اس بات سے حاصل ہوئی کہ اپنے ہم مذہب لوگون کو فی الحال سرکار عظمت مدار ہندوستان کے ظل حمایت مین کہ جسمین اور سرکار نظام مین روابط مستحکم و محبت قلبی سلف سے قایم ہے مرفع حال و خرم و شاد پایا۔

اور اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ ارشاد فرماتے ہین کہ مجکو سیر و سیاحت کا کمال درجہ شوق ہے اور جسقدر اس ملک کی تعریف اور اہل ملک کی توصیف سنا کرتا تھا اوس قدر شوق یہان آنے کا زیادہ ہوتا جاتا تھا۔

دار السلطنت دکن بنگالہ سے بہت دور واقع ہے اور چونکہ اگلے زمانہ مین اس قدر دور و دراز کا سفر تکلیف دہ دشوار گذار و خطرناک تھا بانیوجہہ میرے ملکی لوگ آسودہ حالی کے قطع نظر اودہر بہت کم آتے تھے اور یہی وجہہ ہے کہ اس ملک کے مسلمانون مین و اہل دکن کے باشندون مین کسی قسم کی شناسائی نہونے پائی۔ اب سرکار ہند کے فیض عام و حسن انتظام کے باعث نکوئی صعوبت راہ نہ کسی قسم کا خطر باقی رہا اور اگرچہ اپنے خاندان مین ہی پہلی پہل اس ملک مین قدم رکھا ہون مگر مجکو امید کامل ہے کہ اس ملک کے لایق و قابل باشندون مین اور میرے ملک کے

لوگون مین بھی سلسلہ آمد ورفت قایم ہو جائیگا۔ اور مین یقین کرتا ہون کہ میرے اس سفر کا نتیجہ میری رعایا کے واسطے بھی مفید ہوگا یعنی جس قدر تجربہ اور علم مجکو اس سفر مین حاصل ہوا ہے اچھی طرح اپنی ریاست کے انتظام اور رعایا کی فلاح مین خرچ کرون گا اور یہی بہت بڑا مقصود اس سفر سے تھا اگرچہ جو جو آپنے میرے اس سفر کی بیان کی ہے وہ بھی درست ہے اور آپ لوگون کا یہ بھی خیال ٹھیک ہے کہ جلسہ تخت نشینی وحصول اختیارات وعنان نظم ونسق سلطنت جو عنقریب ظہور مین آنیوالا ہی مین ہمہ تن اپنی رعایا اور سلطنت کی بہبودی اور راحت و ترقی علوم وفنون مین بدل وجان کوشش کرتا رہون گا اور نیز اس بات کا بڑا لحاظ رکھا جائیگا کہ تہذیب مشرقی گم نہو جاے اور تقلید محمود مغربی ہاتھہ سے نجانے پائے۔

ختم کلام پر مین بہت بڑی خوشی اپنی ظاہر کرکے کہتا ہون کہ آپ سب صاحب ایک ایسی مشہور اور نامی مجلس کے ارکان ہین کہ سالہاے دراز سے بظل حمایت سرکار عظمت مدار اکتساب علوم وفنون مین بدرجہ غایت کوشش کر رہے ہین اور زیادہ تر مسرت اس بات کی ہے کہ آپ اپنی کوشش بلیغ کے نتائج پر کامیاب بھی ہوے اور مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ مین آپکی جستجو اور حکیمانہ کوشش کی پیرپرستی اور حمایت کیواسطے ہر وقت بدل موجود ہون اور جو عمدہ نتائج آپکی کوششون کی نسبت بہ تعلیم وترتیب مسلمانان بنگالہ وقتاً فوقتاً حاصل ہوتے رہین اون کے سننے کا ہمیشہ مشتاق رہون گا اور اب مین بہت خوشی سے آپکی اڈریس قبول کرتا ہون اور اس دعا کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ جو آپ صاحبون نے میری اور میری سلطنت کی نسبت اڈریس مین مندرج کی ہے بعد اسکے جماعت مذکور رخصت ہوئی۔

المختصر اعلیحضرت اقدس واعلی ۱۱ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۱ ہجری کو سفر کلکتہ سے معہ الخیر معہ خدم وحشم داخل بلدہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد ہوے۔

جس روز کہ سواری مبارک داخل بلدہ ہوئی اسٹیشن ریلوے خوب ہی آراستہ کیا گیا تھا اور ہزارہا جھنڈیان سرخ وسبز دورویہ سڑک واسٹیشن پر لگائی گئی تھین اور خاص افضلگنج شفاخانہ کے روبرو ایک شامیانہ پر تکلف تانا گیا تھا اور اہلکاران صفائی کی طرف سے بھی کمانین خوشس وضع بنائی گئی تھین افضلگنج سے تا مجلسرا دورویہ روشنی اور قندیلین روشن وتمامی سکنائے شہر نے بھی اپنی اپنی مقدور کے موافق روشنی کی اور اظہار مسرت وشادمانی کا کیا۔

حسب قرارداد سابق ۸ ۲ ربیع الاول سنہ ۱۳ کو لارڈ رپن ویسرائے گورنر جنرل بہادر معہ اپنی لیڈی صاحبہ کے کلکتہ سے بسواری جہاز دوسری ربیع الآخر کو مدراس ہوتے ہوئے وہان سے تیسری ماہ مذکور کو بارہ بجے بذریعہ اسپشل ٹرین راہی حیدرآباد ہوئے اور ادہر دارالسلطنت حیدرآباد سے راجایان راجہ مہاراجہ نرندر پرشاد پیشکار اور نواب بشیر الدولہ علیخان بہادر استقبالاً رایچور تک گئے اور چوتھی ماہ مذکور کو گورنر جنرل بہادر اسٹیشن حیدرآباد پر اوترنے ہی ۳۱ ضرب توپون کی سلامی سر ہوئی پانچ منٹ پیشتر سے سواری مبارک اعلیحضرت اقدس اعلی معہ ارکان سلطنت وامرایان دولت پہونچگئی تھی اسٹیشن کو اہلکاران اسٹیشن نے آراستہ کرکے گلزار بنادیا تھا عام طور پر کسیکو اجازت نہ تھی اور بیرقین رنگارنگ کی آویزان تھین اور مخلوق کا ازدحام اور اہلکاران کوتوالی کا عمدہ انتظام تھا جسوقت گورنر جنرل بہادر اپنی گاڑی پر سے اوترے تعظیمی گارڈ نے اپنا سلام ادا کیا اور بیانڈ باجا بجنا شروع ہوا۔

اعلیحضرت اقدس واعلی سے ہاتہ ملایا پھر ویسرائے بہادر نے تمامی امراء دولت سے ہاتہ ملایا اور بسواری بگی جو اسپی گورنر جنرل بہادر معہ اپنے بدرقہ یوروپین سواروں کے الوال روانہ ہوئے۔

دربار اعلیحضرت اقدس واعلی	۶ ربیع الآخر سنہ مذکور کو گورنر جنرل بہادر معزز یوروپین کے ساتھ

چار بجے کے بعد محلسرا ے شاہی مین ملاقات اعلیحضرت اقدس و اعلی کیلئے آئے۔ الوال سے ایوان
شاہی تک جو سڑک آئی ہوئی ہی اسپر کمال اہتمام اور انتظام کیا گیا تہا۔ کوئی شخص سڑک پر سے گذرنے نہین
پاتا تہا۔ اور ہر دو طرف پولس سرکار نظام و جوانان لین و سواران باقاعدہ آئین فوجی کے ساتہہ باادب انتظاماً
استادہ تھے وافسران پولیس زیر حکمرانی محمد عنایت حسین خان بہادر کوتوال شہر اور محمد رستم علیخان ناظر صدر
مہتمم کوتوالی بیرد نجات بلدہ و افسران فوجی سرگرمی کے ساتہہ اہتمام و انتظام مین مشغول تھے جسوقت
لارڈ گورنر جنرل بہادر ایوان شاہی مین داخل ہوے، حسب دستور توپخانہ سرکار نظام سے اکتیس ضرب توپون
کی سلامی سر ہوئی اور بعد ملاقات اعلیحضرت اقدس و اعلی گورنر جنرل بہادر اپنی قیام گاہ کیطرف واپس
ہوے۔ اور اسکے دوسرے ہی روز سہ شنبہ کو اعلیحضرت اقدس و اعلی کا دربار منعقد ہوا۔ چنانچہ صبح
سے تمام شہر مین سات بجے سے لشکر قاہرہ باقاعدہ اور رسالہ جات وغیرہ کا فراہم ہونا شروع ہوا۔ اور
اہلکاران کوتوالی نے ہر طرف ناکہ بندی اسقدر کی کہ سواری بگھی میانہ و اسپ وغیرہ کا تو کیا پیدل بھی ہر طرف
سے رک گئے تھے۔ ہر طرف تماشائیونکا ہجوم اور سڑکون کے دونون طرف باقاعدہ سوارونکا انتظام ہوا۔ تمام راستے
پانی سے چھڑکے گئے تھے۔ امرا و اعزا و سرداران اہل سیف و قلم بغیر دکھلانے پاس کے شاہی محل مین داخل نہین
ہو سکتے تھے۔ اور دار الامارہ پر ایکطرف حبشیونکا رسالہ اور دوسری طرف خاص جمعیت علاقہ میسرم نظام
محبوب متعلقہ عوض بالیل جان نثار جنگ بہادر دو طرفہ صف بستہ استادہ تھے اور دو سو جوانان باقاعدہ مع بیانڈ بطرف
جدید بیرونی گیٹ کے روبرو سلامی کیلئے استادہ تھے غرضکہ دربار آراستہ ہوا اقبال کا رعب و داب دیکھکر قدرت خدا یاد آتی تہی چنانچہ
جس جگہہ دربار ہوا تہا وہ چو محلہ محلات شاہی مین سب سے زیادہ وسیع و باکار طلائی و خوش منظر جسمین کئی حوض اور بڑے بڑے
پانچدالان ہین اور ہر دالانمین سات سات دروازے ہین یہان سے وہان تک دو رویہ کرسیان بچھی ہوئی تھین اور خلوت شاہی مین ایک
شامیانہ زربفت جسکی آب و تاب سے دریائے نور کی طرح لہراتا تہا سونے روپے کی چوبون پر استادہ تہا گرد اسکے کرسیان اور چوکیان
اپنے اپنے مرتبہ سے بچی ہوئی تہین اور تخت پر مکلل زر د مسند شاہی آراستہ اور یمین و یسار امرا نامدار و ارکان دولت و اعیان

سلطنت نے راجہ مہاراجہ اور ملک ملک کے حاکم امیر و وزیر اپنے اپنے عہدہ پر مگر تمام فرمان بردار دنگی آنکھیں نیچی اور گو مندل
اپنے فرمانروا کے حکم پر لگے تھے اور باہر کے دالان مین اور عہدہ دار و منصبداران شاہی حکم کے منتظر حاضر تھے اوس سے
آگے کے درو مین تین تین حبشی وردیان پہنے ہتیارونمین ڈوبے اور ننگی تلوارین علم کیے ہوے قایم تھے پہر انکی برابر بہادر
سپاہی خاص بادشاہی دائین بائین عرب افغان اپنی وردیان پہنے جمے تھے پہر دہان سے دروازے تک سوارونکے پرے
دو رستہ یا بستہ آراستہ تھے جو درباری لوگ آتے پہرے پہر پر ٹکٹ بتاتے اور چلے جاتے تھے مگر دبدبہ و ہیبت کا یہ عالم تہا
کہ ہوش و حواس گمے قدم نہ اٹہتے تھے القصہ سب سے پہلے رزیڈنٹ دولت انگلشیہ کی گاڑی اس کے بعد سپہ سالار ہند کی بگی جو ایک
معہ اٹاشا خاص کے ابر دین تجھے آئی اور سپہ سالار مدراس معہ لیڈی صاحب و اٹاشا بعد اس کے گورنر صاحب مدراس معہ لیڈی صاحب و اٹاشا چار اسپی بگی پر
وارد ہوا اس کے چند لحظے بعد لارڈ ڈرین گورنر جنرل بہادر کشور ہندوستان بر گہوڑونکی بگی پر سوار پیش و پس اون کے دو سو سوار یورپین اور
عقب مین شاہی توپخانے کی چہہ توپین اور ہر ایک مین چہہ چہہ گہوڑے لگے ہوے جب ولی الامارۃ پر آئے امرا عظام و اعلیحضرت اقدس اعلی دتا یہ بگی استقبال
کیلئے آگے ملاقی ہوے اور انکو اپنے ساتھ لیکر مع اون کے مصاحبین کے محل شاہی مین آئے اور حاضرین دربار تمام کہڑے ہوے تو توپخانہ سرکار دولت
آصفیہ سے اسم ضرب سلامی کی سر ہوئین اعلیحضرت اقدس اعلی و گورنر جنرل بہادر مطلا کرسیونپر رونق افروز ہوے اور ارکان دولت و داعیان سلطنت
اہل دربار اپنے چپ و راست و پس پشت علی قدر مراتب کرسی نشین تھے بعد ازان گورنر جنرل بہادر پانچ منٹ بہی نہین گذری تہے کہڑے ہوگئے نواب
سپہ سالار جنگ مرحوم کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ افسوس یہ جلسہ ایسے شخص سے خالی ہی جو اسکی تمنا ہی مین گیا۔ اور سرکار انگریزی کا محسن اور
سرکار نظام کا خیر خواہ تہا پہر فرمایا کہ رعایا کو بادشاہ کی اطاعت مین ہروقت آمادہ رہنا چاہئے اور بادشاہ کو رعایا پر ایسی شفقت رکہنی چاہئے کہ جیسے والدین اپنی اولاد کے
ساتہ اگر انصاف اس شفقت کا جز اعظم ہی جب گورنر جنرل بہادر اپنی تمام اسپیچ پڑھکر اپنی کرسی پر بیٹہے تو ایک اعلی یورپین افسر نے کہڑے ہوکر زبان فارسی
مین اسپیچ کا ترجمہ حضار دربار کو سنایا اس طور سے کہ کوئی ایرانی گفتگو کر رہا ہی۔

ترجمہ اسپیچ لارڈ ڈرین بہادر

آپ یقین جانئے کہ مین نہایت شکر گذار ہون کہ مجکو قیصر ہند کیطرف سے آپکی تخت نشینی کی جلسے مین شریک ہونیکا موقع ملا تاکہ آپ کے
اختیارات سپرد کرنیکے فرض سے ادا ہوؤن چند ہفتے پیشتر مجھے معلوم ہوا کہ آپ اس موقع پر میرا شریک ہو جانا چاہتے ہین اور اسیوقت

سے میرے دل مین ارزو پیدا ہوئی کہ آپکی اوس خوشی کو پورا کرون جس سے آپکا اتحاد اور
سرکار انگریزی سے دوستی کا استحکام مجہپر ثابت ہوا۔ مین یقین کرتا ہون کہ مین پہلا ویسرائے
ہون جو دارالسلطنت حیدرآباد مین آیا اور میرا یہان ہونا ثابت کرتا ہے کہ آپکا اور قیصر ہند کا سلسلۂ
الفت کسقدر مضبوط ہے بلکہ یہہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ قیصر ہند کو آپکی صغر سنی مین جو ایک زمانہ دراز تہا آپکی
صحت و عافیت کا کسقدر خیال رہا ہے آپنے اور آپکی رعایا نے ایسے شخص کے منتظم ہونے سے بہت فائدہ
اوٹھایا ہے جو ہندوستان کے سب دانشوران ملکی مین سر دفتر تہا۔ ایسا شخص جو اپنی لیاقت و دانائی اور وفاداری اور
خیر خواہی کے باعث ہر وقت کی شکوہ پر جو ایک رئیس کے کم سن ہونے پر واقع ہوتی ہین غالب ہا اور امور ریاست کو کامیابی
کے ساتھہ انجام دیا۔ ان خوبیون کے سبب سے وہ نیک شخص اس قابل تہا کہ دونون سرکارین یعنی قیصر ہند اور آپ اوسکو
نیکی اور شکر گذاری کے ساتھہ یاد کرین۔ سر سالار جنگ نے آپکے ایام صغر سنی مین ریاست کے بہت سے فریقون مین
اصلاح کی ہے۔ مثلاً مالگذاری کا بڑہانا۔ رعایا کے جان و مال کو محفوظ رکہنا اور وقت مرگ تک ایک بڑی ترقی کی فکر مین تہا
مجکو امید تہی کہ جب آپ سن بلوغت کو پہونچین تو وہ اپنے عمر بھر کے تجربون اور شوق کی بہری ہوئی کوششون سے آپکو
ہر وقت مدد دینے کو مستعد رہیگا۔ مگر اللہ پاک کی مرضی یون نہین تہی کہ ٹہیک ایسے وقت مین جبکہ آپکو ایسے شخص کی امداد
و معاونت درکار ہو اوسکو اوٹھا لے ایسی شادی افزا مسرت زا رسم جلوس کے ادا ہونیکے روز جبکہ ہر شخص کو خوشی تہی
اوسکے موجود نہ ہونیسے رونق پر اندہیرا چھایا جاتا ہے۔ مگر اوسکی کارگذاری آپکے پاس باقی ہے اور مجھے بھروسا ہے
کہ آپکے اہلکار اپنے لیے اوسکی کارگذاری کو دستور العمل سمجھین گے اور طریق انتظام ریاست مین ہر قدم پر اوس سے
ہدایت حاصل کرین گے۔ اب مین چند باتین کہتا ہون جو مجکو تجربون کے بعد حاصل ہوئی ہین۔ آپ یہان کی
مالگذاری کو ملاحظہ فرما دین کہ خزانے کی ابتری اور ریاست کی بربادی کا باعث ہوتی ہے۔ ہر جگہہ عموماً اور
ہندوستان مین خصوصاً غفلت اور فضول خرچی کے سبب سے پہلے بہاری محصول لگانا پڑتا ہے۔ پہر خلقت ضعیف اور
محتاج ہوتی جاتی ہے۔ بعد ازان بیحد سود پر قرض لینے کی نوبت آتی ہے۔ اور آخر کو دوالہ نکل جاتا ہے کفایت شعاری

اور کم محصول سے روز بروز ترقی ہوتی ہے۔ اور خلقت آسودہ رہتی ہے۔ مالگذاری کا انتظام اچھا ہونا ہندوستان مین اچھی حکومت کی بنیاد ڈالتا ہے۔ اگر یہہ نہو تو بادشاہ کو آفت اور رعیت کو مصیبت نصیب ہوتی ہی۔ پھر مین کامل توقع رکھتا ہون کہ آپ ایمان اور انصاف پر خوب نگاہ رکھینگے یعنی حکام عدالت کا بے لوث ہونا اور ایسا مضبوط اور مستقل ہونا کہ کسی خوف یا لالچ سے جادۂ انصاف کے باہر قدم نرکھین تاکہ رعیت بادشاہ کی ممنون رہے اور گردونواح کے رئیسون اور باشندون کو اوسکا مداح و ثنا خوان بناناہی انصاف عمدہ ترین زیور سلطنت کا ہی جو تاج شاہی کو آراستہ کرسکتا ہے۔ آپکو ایک بڑی بھاری مہم طے کرنی ہی۔ آپ تقریبًا ایک کرور آدمیون کے مالک ہین اونکی بہبودی آپکی دانشمندی اور استقلال پر منحصر ہی۔ مین التجا کرتا ہون کہ آپ اپنی ظاہری قوت مال و دولت و جاہ و حشمت اور لوگون کی خوشامدانہ اطاعت دیکھکر آپ ہرگز مطمئن نہون گے۔ آپ کی ریاست وسیع اور ملک زرخیز اور آبادی بیشمار ہے مگر ان مین سے آپ کسی چیز پر فخر نہ کرین گے۔ آپ ابھی کم سن ہین اور طرح طرح کی رغبتین آپ کے دل مین جیسا کہ عالم شباب مین قاعدہ ہے پیدا ہوتی ہین۔ مگر آپ کسی کو اپنے اوپر قادر نہ ہونے دین گے۔ آپ کو بڑے بڑے کام کرتے ہین اور عمدہ راہ چلنی ہے۔ اگر آپ روے سار ہندوستان مین اپنی ناموری چاہتے ہین تو اوسکی شہرت پذیر ہونیکا صرف ایک ہی طریقہ ہے۔ معدلت جسکو سب لوگ معدلت کہین اور خلقت کی بہبودی جسکو سب محمود کہین۔ آپکے لوگونکی یعنی امرا و ارکان دولت کی وفاداری اور آپکے خاندان سے محبت رکھنا ظاہری دلیل کی حاجت نہین رکھتا۔ لیکن اوسکا قایم رکھنا خود بدولت پر موقوف ہی۔ اور آپکی عمدہ حکمرانی اسبات کا پیدا کرنا ہی کہ جسقدر زمانہ گذرتا جاے اوسیقدر رعایا کو سچی محبت ہوتی جاے۔

اللہ پاک نے خلقت کو آپکے سپرد اسلیئے نہین ہے کہ آپ اون کو اپنی خوشی اور فخر کا آلہ بنائین بلکہ اسلیے کہ آپ اون پر اس طرح حکمرانی کرین اور اس طرح اونکو ہدایت کرین

کہ وہ آسودہ رہین اور احکام الٰہی و خداوند عالم کو نہ بہولین اون کی بہبودی مین آپکی بہی خوشی ہے اور اون کے اطمینان مین آپ کی عافیت مضمر ہے۔

اس سے کم آپکا مدعا اور اس سے کم آپکا مقصود نہ ہو کہ جب آپ اپنے بزرگون کے حالات پڑہین اور اپنے خاندان کو یاد کرین تو آپکے دل مین شوق پیدا ہو کہ آپکے بعد لوگ کہین۔

(کاش اسکے سایے مین ہم ہمیشہ زندہ رہتے)

اور اس سخت مہم مین جس مین مشکلین اور دقتین اکثر مواقع پر واقع ہونگی مین وعدہ کرتا ہون کہ ضرور سرکار قیصر ہند ہمیشہ آپکو مدد دیگی۔

سرکار انگریزی کا منشا نسبت دار السلطنت حیدر آباد اور دوسری ریاستون کے یہ ہے کہ وہ آسودہ رہین اور اونپر ظالمانہ برتاؤ نہ کیا جاے۔ جہانتک ہماری مدد آپکو اس کام کے انجام دینے مین درکار ہو ہمکو اوسکے دینے مین مستعد تصور فرما وین۔ آجکل انگریزی پالسی کا عین مقصود ہندوستانی ریاستون کا قایم و برقرار رکھنا ہے۔ اور میری دانست مین اوسکے لیے ہندوستانی ریاستون کا قایم رہنا بہت ہی مفید ہے۔ آپکی حکومت کا استحکام اور درستی انتظام خزانے کا عمدہ انصرام ہی حاصل پر ہوگا۔ اعتدال آپکے امرا کی وفاداری آپکی رعیت کا اطمینان۔ مین سچ کہتا ہون اوس ملکہ معظمہ قیصر ہند کی دلی خواہش ہے جسکی طرف سے مین آج یہان وکالتہً موجود ہون اور اون کا خیال ہمیشہ آپکی کارروائی کی طرف متوجہ رہیگا ایسا نہ ہو کہ آپ اون کی امیدون کو غارت کردین۔ اور اب اے میرے مہربان جسکی منفعت کا مین دل سے خیال رکہتا ہون میرے واسطے یہ خیال باقی ہے کہ آپ کو تخت سلطنت پر بٹہاؤن اور دعا دیون کہ خداے تعالیٰ آپکو ایسی برکت اور توفیق عطا فرماے کہ آپکا زمانہ حکمرانی بہبودی و انصاف و عزت سے رونق پاے تاکہ آپکا وعدہ غلط نہ ہو اور آپکی رعایا کی اولاد

آجکے دن کو دکن کی تاریخ مین عمدہ زمانے کا شروع روز لکھین - یہ کہکر ویسراے بہادر اعلیٰحضرت اقدس واعلیٰ کو مسند کی جانب لے بگئے اور پھر کہا کہ ملکہ قیصر ہند کی طرف سے مین کہتا ہون کہ آپ کو اپنی سلطنت کے پورے اختیار حاصل ہوے۔

اعلیٰحضرت بندگان عالی متعالی حضور نظام نے جواباً فرمایا کہ مین بہت خوش ہون کہ مجھے دار السلطنت حیدرآباد مین آپکے خیر مقدم کہنے کا موقع ملا۔ اگر آپ میری رسم مسند نشینی مین شریک نہوتے تو مجھے اور میری رعایا کو بہت افسوس ہوتا۔ بیشک یہ شرف ہمکو اس سبب سے حاصل ہوا کہ آپکو اس دار السلطنت کی بہبودی کا بہت خیال اور مجھہ سے آپکو ذاتی محبت ہے یہ امر خوب ثابت ہوگیا اور مین کبھی نہ بہولون گا۔

آپ دونون صاحب (گورنر جنرل بہادر اور مسٹر گرانٹ ڈف صاحب بہادر گورنر مدراس) یقین جانین کہ دونون کے احسان کو مین خوب سمجھتا ہون اور توقع رکھتا ہون کہ آپ میری اس دلی شکرگذاری کو کہ آپنے میرے لیے اتنے سفر دور و دراز کی زحمت اوٹھائی۔ اور یہان تک قدم رنجہ فرماکر میری مسند نشینی کی رسم مین شریک ہوکر مجھے شرف اندوز کیا قبول فرماین گے۔ میری حکمرانی مین آیندہ کے لیے یہ اچھا شگون ہوا اور مین خوشی سے تسلیم کرتا ہون کہ وہ اتحاد جو باہین سرکار انگریزی اور میرے بزرگون کے چلا آتا ہے اس موقع پر تازہ ہوگیا۔ اور جو نصیحتین آپنے شفقتانہ مجھے کی ہین مین بڑی خوشی کے ساتہہ قبول کرتا ہون۔ اور ہمیشہ کوشش کرون گا کہ اون معاملات مین جنکو اس ملک کی بہبودی و ترقی سے تعلق ہو آپ سے اور سرکار انگریزی سے جسکے آپ ایک معزز سردار ہین صلاح لیا کرون گا۔ اور مین یقین کرتا ہون کہ ان باتون کے خیال رکھنے مین میرا اور میری رعایا دونون کا فائدہ متصور ہے۔ مین امید کرتا ہون کہ آپ جہانتک ممکن ہو جلدی میرے اتحاد اور وفاداری کی خبر قیصر ہند کو پہونچاین گے۔

بعد اسکے گورنر جنرل بہادر اور تمام معزز یوروپین نے مع لیڈیون کے درجہ بدرجہ اعلیحضرت اقدس و اعلی کے نزدیک اکر مبارکباددی اور پہول و عطر سے مالا مال ہو کر رخصت ہوے اور اِن کی برخاست کے بعد بوقت دو بجے امراے عظام وارکان دولت اور راجاؤن کی نذرین گذرنی شروع ہوئین اور ہر ایک کو خطاب و ترقی و منصب کے احکام سنا ئے گئے۔

چنانچہ نواب میر لایق علیخان بہادر کو سالار جنگ منیر الدولہ خطاب اور خلعت خاصہ و خدمت وزارت اور ہفت رقم جواہر اور نواب میر سعادت علیخان بہادر غیور جنگ شجاع الدولہ خلعت مع جواہرات سے سرفراز و ممتاز ہوے۔ اور راجہ راجایان راجہ نرسندر بہادر کو خطاب مہاراجہ اور اصل اضافہ منصب ہفت ہزاری و پنجہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جہالردار اور نواب ظفر جنگ بہادر کو شمس الدولہ خطاب و اصل اضافہ منصب چہار ہزاری و نہ ہزار سوار و علم و نقارہ اور نواب بام جنگ بہادر کو خورشید الدولہ خطاب و ازاصل و اضافہ منصب چہار ہزاری و نہ ہزار سوار و علم و نقارہ و میر جہاندار علی کو خطاب خانی و بہادری یکہزار پانصدی منصب و پانصد سوار و آغا مرزا بیگ کو خانی و بہادری و سرور جنگ خطاب دوہزاری منصب و یکہزار سوار و علم و ہری کشن کو راجہ و بہادری خطاب دو ہزار پانصدی منصب و یکہزار سوار و علم و مولوی حافظ محمد انور کو خانی و بہادری محبوب نواز جنگ خطاب دوہزاری منصب و یکہزار سوار۔ و علم۔ و میر ریاضت علی کو خانی و بہادری خطاب و یکہزاری منصب اور مولوی محمد انور اللہ کو خانی و بہادری خطاب یکہزاری منصب اور گردہاری پرشاد کو راجہ و بہادری خطاب یکہزار و پانصدی منصب و پانصد سوار۔ اور میر حشمت علی کو خانی و بہادر خطاب دوہزاری منصب یکہزار سوار و علم و حکیم وزیر علی کو خانی و بہادری خطاب یکہزاری منصب اور مرزا نصر اللہ کو خانی و بہادری دولت یار جنگ خطاب دوہزاری منصب یکہزار سوار و علم اور مرزا محمد علی بیگ کو خانی و بہادری خطاب یکہزاری منصب اور نواب حیدر منور خان کو خانی و بہادری

خطاب منصب یکہزاری و میر غضنفر علی عرضبیگی کو خانی و بہادری اور قوی جنگ خطاب دوہزاری منصب یکہزار سوار و علم اور میر منور علی کو خانی و بہادری خطاب دوہزاری منصب یکہزار سوار و نشے سرفراز و ممتاز ہوے

جشن مہتابی | اوسرات کو **جشن مہتابی** ہوا کہ تمام دیوان عام ایک بقعۂ نور نظر آنے لگا فرش زمین سفید مخملین سفید ہی قالین در دیوارون پر براق اطلسین زربفت و کمخواب کے پردے تکیہ وہی روپیلی آرایش کے سامان اور روشنی کے سب لوازمات موجود مگر تمام بلور و شیشے سفید سامنے چمن اور درختون کے پہول تمام سفید یہان تک کہ انگوٹھی پر الماس سفید غرضکہ زمین سے آسمان تک نور کا عالم تہا گویا دریاے مہتاب لہراتا نظر آتا تہا۔

اور عموماً تمام شہر مین پل افضل گنج سے لیکر لوال تک پانچ کوس کا فصل ہے برابر اس راستے مین ایسی روشنی تھی کہ دن رات مین تمیز نہ تہا چارمینار پر چارون طرف دو دو برقی قندیلین اور گلزار حوض مین جو فوارے چہوٹتے تھے اہل نظر اوس سے لطافت وجد کا مزہ لوٹتے تھے اوسی شب باورچیخانہ شاہی خاص و عام کھلا ہوا تہا اور گورنر جنرل بہادر و گورنر جنرل مدراس اور کمانڈر انچیف بہادر ہند و مدراس و بمبئی وغیرہم معزز یوروپین اور بہت سے امرا و دولت بھی مدعو تھے اور قریب دس بجے کے ڈنر سے فراغت حاصل ہوئی۔ پھر آتشبازی شروع ہوئی انواع و اقسام کی آتشبازی ہزار ہا روپے کی چھوڑی گئی بعد اس کے اعلیحضرت اقدس و اعلی نے ویسراے بہادر کو پہولون کا ہار پہنا کر عطر وغیرہ کی تواضع فرمائی اور قریب بارہ بجے دعوتی جلسہ برخاست ہوا چنانچہ اسی موقع پر میرے ایک دوست منشی امداد حسین صاحب نے جو اس اجمال مین نظم کیا ہے ہدیہ ناظرین ہے۔

للہ الحمد بہار آئی ہے کس دہوم سے یہان	کہ خزان کا نہ رہا نام کو بھی نام و نشان
سبزہ یون سبز ہے ہر کوہ و بیابان جس طرح	سبزۂ عارض نورستہ حوران جنان

جوشش گل کثرت بلبل سے چمن کا ہے یہ حال
حمد باری ہے زبان پر تو کبھی گل کی ثنا
ہین تر و تازہ چمن سبز ہین کوہ و ہامون
نہ تو لیلی کی شکایت ہے نہ غمخواری قیس
نہ کسیکا کوئی عاشق نہ کسی کا مفتون
پیچ سنبل مین نہ لاکے جگر مین کوئی داغ
سر جھکاتا ہے فلک عجز سے خود سوے زمین
ہے کہین جشن طرب اور کہین بزم نشاط
شادیانے کہین بجتے ہین تو نقارے کہین
شہر کا حال کہون کیا کہ عجب ہے شادی
ہر گلی کوچہ مین یہ روشنی کا عالم ہے
اور ہر راہ مین روشن ہین چراغان ایسے
روشنی ہے کہین برقی کہین مہتابی کی
دور تک ایسی تھی یہ روشنی عالم مین محیط
کونسی جا سے رہا یہان وہ چراغون کا ہجوم
جھنڈیان نصب تھین اوڑتے تھے پھریرے ہر سو
چوطرف دھوم مبارک کی سلامت کی صدا
دل تو پھولون نہ سمایا میرا یہ دیکھ کے حال
ہاتف غیب سے اتنے مین صدا یہ آئی

قالب خاکی مین جس طرح سے آجاتی ہے جان
بلبلین پھرتی ہین ہر شاخ پہ یون نغمہ کنان
مخملی فرش کا ہر سمت پہ ہوتا ہے گمان
نہ کہین دامن صد چاک زلیخا کا بیان
نہ کسیکا کوئی مظلوم نہ وہ جور بتان
چپ ہے سوسن بھی مگر کہنے کو رکھتی ہے زبان
اب وہ چکر ہے کدہر اور وہ گردش ہے کہان
عیش و عشرت کا یہان بنگیا ہر ایک مکان
دہل د بوق سے عشرت کی صدائین ہین عیان
دیکھئے جسکو وہ ہے خرم و شادان شادان
سوئی رستہ مین پڑی ہو وے تو ہو جائے عیان
کہ زمین پر مجھے افلاک کا ہوتا ہے گمان
اوس مین پھرتے نظر آتے ہین حسینان جہان
صاف آتا تھا نظر چشمہ آب حیوان
آنکھ کی پتلی مین بھی شمع کا ہوتا تھا گمان
عیش و عشرت کا اگر پوچھو تو یہ ہی ہے نشان
خوب جب پائے گئے مجھکو یہ عشرت کے نشان
پر کھلا صاف نہ مجھپر کہ ہے راز پنہان
تجھپہ اب تک نہ کھلا راز نہان اے نادان

جلسۂ تخت نشینی حضور پر نور ‎ ‎ منعقد آج ہی کے دن تو ہوا ہے وہ یہان
نام نامی گرامی ہے جہان مین مشہور ‎ ‎ میر محبوب علیخان فلک قدر وجوان
قدر دریاے عطا بحر کرم ابر سخا ‎ ‎ پوچھتے اور ہو کیا مجھ سے بھلا نام و نشان
لکھون برجستہ مین ایک اور بھی مطلع ایسا ‎ ‎ جس کو سن سن کے کرین وجد سخندان جہان

مطلع ثانی

ستم و جور کا عالم سے مٹا نام و نشان ‎ ‎ کوئی آزار کسیکو دے یہ جرارت ہی کہان
کوئی مظلوم ستم دیدہ نہ دیکھا ہم نے ‎ ‎ ہے ترے عہد مین اسطرح کا اب امن امان
عدل و انصاف سے تیرے ہے زمانہ خرم ‎ ‎ کوئی کہتا بھی زبان سے نہین اب نوشروان
اب سخاوت مین نہین کوئی تیرا مثل و نظیر ‎ ‎ اس ترے عہد مین حاتم کا مٹا نام و نشان
کیون نہ ہو جائین زمانے کے گدا مالامال ‎ ‎ آجکل دست کرم تیرا ہے گوہر افشان
جم و کیخسرو و پرویز کو نسبت تجھ سے ‎ ‎ کیونکہ ہو قیصر و فغفور ہین تیرے دربان
جام جمشید کی کیا قدر ترے دور مین ہو ‎ ‎ شیکرون مین ترے میخانہ کے ہوویگا نہان
جم و کئے کی ابھی کھل جاتی ہین آنکھین ایکبار ‎ ‎ خواب مین بھی جو ترا دیکھین وہ بخت جوان
محفل جشن مین تیری نہین پرویز کو بار ‎ ‎ جشن جمشید ہے یا رشکدۂ خلد و جنان
پہلوانان جہان جمع ہین لشکر مین ترے ‎ ‎ غیرت رستم و سہراب ہے ہر ایک جوان
تیری تحریر مین مضمر ہین ہزارون معنی ‎ ‎ اور تقریر جو سنئے تو ہے رشک سحبان
اس زمانے مین نہ ہوتا ہے کسوف اور خسوف ‎ ‎ عہد مین تیرے ہوا شمس و قمر سے یہ عیان
جانتا ہے کہ ہوا تخت نشین عدل شعار ‎ ‎ کر سکے ظلم و جفا کیونکہ یہ چرخ دوران
ڈر سے [illegible] فلک [illegible] نہ دکھاسکے تجکو ‎ ‎ لے کے تیر کو اگر نکلے تو سوے میدان

اشہب برق جہندہ کی اگر باگ اوٹھائے | باد صرصر کی نظر سے بھی ہو ایکدم مین نہان
تو جو اسوار ہو دین بوسے رکابون کو تری | دیکھین تجھکو اگر شاہ سواران جہان
کیا مین تحریر کرون حال سبک گامی کا | جس زمین پر وہ قدم رکھے نہ مطلق ہو نشان
وقت رفتار جو ہو تیز روی مد نظر | صورت برق نظر سے ابھی ہو جائے نہان
خبر آفاق کی اس طرح وہ لائے سوبار | دل سے جس طرح کہ بات آئے کوئی تا بزبان
قبر مین ہول سے رستم کا جگر پہٹ جائے | یک بیک آئے جو ستی مین ترا پیل دمان

دعائیہ

ختم کر نستم قصیدے کو دعا پر عازم | اور اس کا مدح سنے تجہہ مین یہ طاقت ہی کہان
نظر آتی رہے جبتک کہ فلک مین گردش | سطحۂ خاک کا پانی پہ ہے جبتک کہ نشان
نالہ عاشق صادق سے ہو ظاہر جبتک | غمزہ و نازدادا ہاے حسینان جہان
در سے مشرق کے نکلتا رہے مہر انور | اور جب تک کہ ستارونکا فلک پر ہو نشان
جسطرح پانی کو دریا مین روانی ہے مدام | یون رہے حکم جہان مین ترا ہر روز روان
نظر مہر ہو احباب و مصاحب پہ تری | اور دشمن ہون ترے قابل شمشیر و سنان
خیر خواہان ریاست جو ہین آباد رہین | ترے بدخواہ جو ہین اونپہ ہو قہر یزدان
خضر سے بڑہ کے خدا تیری کرے عمر دراز | آشنا رہتی ہے اس جملہ سے ہر وقت زبان
جلسۂ تخت نشینی ہو مبارک تجھکو | دل سے آتا ہے یہی حرف مکرر تا بہ زبان

انعقاد کونسل آف اسٹیٹ اسی سال سلخ ربیع الثانی بروز پنجشنبہ کونسل آف اسٹیٹ کا جلسہ منعقد ہوا جسکے میر مجلس اعلیحضرت اقدس ذاعلی اور ارکان مین نواب سالار جنگ منیر الدولہ بہادر اور وزرا و راجایان مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر پیشکار اور نواب عمدۃ الملک اعظم الامراء امیر اکبر

بشیر الدولہ بہادر اور نواب شمس الامرا امیر کبیر سر خورشید جاہ بہادر اور نواب وقار الامرا
اقبال الدولہ بہادر اور نواب شمشیر جنگ بہادر و نواب شہاب جنگ بہادر اور نواب میر سرفراز حسین خان
بہادر اور معتمد مجلس مولوی سید حسین مومن جنگ بہادر اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ نے اجلاس فرما کر
ارکان مجلس کے روبرو ارشاد فرمایا کہ آج شاید دار السلطنت حیدرآباد کی تاریخ مین یہ اول
روز ہے کہ یہان کے امرا۔ بدولت بالاتفاق رئیس وقت کے سامنے سرکاری کامون مین مدد
دینے کے واسطے جمع ہوے ہین۔ ہندوستان مین ایسی تجویزون کا بہت کم رواج ہے مگر اب
سرکار انگلشیہ کا طریقہ حکومت دیکھکر ہندی ریاستون مین بھی کچھہ کچھہ شروع ہو چلا ہے۔ میری
بڑی خوشی تھی کہ یہ کونسل مقرر ہو۔ مجھے امید ہے کہ جن امرا کو مین نے انتخاب کیا ہے اون سے
مجکو اور ملک کو بہت مدد ملیگی اور مین یہہ بھی امید رکھتا ہون کہ آپ لوگ اپنی ذاتی اغراض کو سرکاری
امور مین راہ ندیکر اور سب ملکر بالاتفاق کام کرین گے آپ لوگ اگر چاہین تو اپنے ملک کی
بہت بھلائی کر سکتے ہین اور ملک کی بھلائی میری بھلائی اور عین آپکی اپنی اسواسطے مین ہرگز
پسند نہ کرون گا کہ کوئی رکن اپنی راے کے خلاف میری راے کی تقلید کرے بلکہ مجھے
یہ امید ہے کہ آپ لوگ ہر مقدمہ مین نیک نیتی اور خیر خواہی کے ساتھہ آزادانہ راے دینگے
البتہ جو امر کہ ایک مرتبہ بالاتفاق طے ہو گیا ہو پھر اوس مین خلاف کرنا جائز نہو گا خواہ راے
کسی رکن کی اُسکے مخالف ہو یا موافق۔ آپ لوگ یقین جانو کہ مجھے ہر فرقہ و ہر گروہ کی رعایت
مد نظر ہے مین نہین چاہتا ہون کہ کسیکے واجبی حقوق تلف ہون مین سرکار اور رعایا دونون کے
حقوق کی یکسان رعایت کرون گا اور امرا کی بھی اوسیقدر رعایت کرون گا جس قدر غربا کی
اور مین امید کرتا ہون کہ کونسل بھی اسی طریقہ کو پسند کریگی اور بہ صلح و احتیاط و اتفاق اپنی خدمت
ادا کریگی۔ کونسل کے واسطے جو قواعد قرار پائے ہین اون کو مین جلد آپ لوگون کے پاس بھیجدونگا

کونسل کی کارروائی بالکم وکاست قواعد مذکورہ کے موافق چلے گی اور مہینے مین دو بار پنجشنبہ کے روز کونسل منعقد ہوا کریگی چونکہ آجکا جلسہ ابتدائی ہے اسواسطے کوئی کام کونسل کے سامنے پیش نہین ہوسکتا آیندہ جلسے سے کام شروع ہوگا۔

پھر نواب شمشیر جنگ بہادر نے اعلیحضرت اقدس واعلی سے اجازت چاہی کہ دو چار کلمے عرض کرون بعد حصول اجازت نواب شمشیر جنگ بہادر نے عرض کیا۔

آج بڑا مبارک دن ہے آج وہ دن ہے کہ ہمارے قدردان جوہر شناس خداوندنعمت اعلیحضرت اقدس واعلی کو اللہ پاک نے ہمارا حاکم اور سردار کرکے ہمارے سر پر اوسکا سایہ ڈالا ہے اب ہمارے جوہر کھلین گے اور ہماری قدردانی ہوگی۔

اور اس تقریر کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

جشن نوروز و سرفرازی خطابات و منصب کا ذکر

اور اسکے تیئیس روز بعد ۲۳ جمادی الاول روز شنبہ کو جشن نوروزہ کا ترتیب پایا اور دربار اعلیحضرت اقدس واعلی بآئین شایستہ منعقد ہوا۔ ارکان دولت واعیان سلطنت حاضر دربار شاہی ہوے اور ترقی ومنصب کے احکام سنائے گئے ہر ایک نے خلعت فاخرہ واضافہ منصب سے سرفرازی پائی چنانچہ میر وزیر علیصاحب صاحبزادہ کو نہہ ہزاری منصب ہشت ہزار سوار ازانجملہ چار ہزار یک اسپہ و چار ہزار دو اسپہ علم ونقارہ و پالکی جھالر دار بہ خطاب خانی وبہادری برقرار جنگ وآصف یارالدولہ آصف یارالملک اور منیرالدولہ بہادر کو نہہ ہزاری منصب پنجہزار سوار و علم ونقارہ و پالکی جھالر دار اور خطاب مختارالملک عمادالسلطنة۔ اور شجاع الدولہ بہادر کو منیرالملک خطاب و ہفت ہزاری منصب و چار ہزار سوار علم و نقارہ و پالکی جھالر دار۔ اور سعیدالدولہ کو سعیدالملک خطاب و سہ ہزار و پانصدی منصب، دو ہزار پانصد سوار علم و نقارہ و پالکی جھالر دار۔ اور نواب میر اکبر علیخان بہادر کو اکبر جنگ

خطاب اور دوہزاری منصب وایک ہزار سوار عطا ہوے اور دار السلطنت حیدر آباد کی خدمت
کوتوالی پر ۲ جمادی الثانی کو سرفرازی پائی۔ اور محمد علی مہتمم تقسیم منصبداران کو خانی و بہادری کا
خطاب اور ایکہزار منصب۔ اور صارم جنگ بہادر بخشی کو عزیز الدولہ خطاب اور سہ ہزاری منصب
و دو ہزار سوار علم و نقارہ اور مستحکم جنگ بہادر کو محبوب یار الدولہ خطاب سہ ہزاری منصب
دوہزار سوار و علم و نقارہ۔ اور اکرام جنگ بہادر کو بدر الدولہ خطاب و سہ ہزاری منصب
و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ۔ نواب امتیاز الدولہ بہادر کو قیام الملک خطاب چار ہزاری منصب
و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جھالردار۔ اور میر تہور علی کو خانی و بہادری اور مختار یار جنگ
خطاب و دو ہزار منصب یکہزار سوار و علم۔ اور میر ریاست علیخان بہادر کو محبوب یار جنگ خطاب
دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم۔ اور سردار دلیر جنگ کو سردار دلیر الدولہ خطاب سہ ہزاری
منصب و پانصد سوار و علم۔ و مرزا محمد علی کو خانی و بہادری و شجاعت شعار جنگ خطاب دو ہزاری
منصب و پانصد سوار و علم و مرزا علی محمد کو خانی و بہادری معتمد جنگ خطاب دو ہزاری منصب و یکہزار
سوار و علم۔ اور میر محمد علی کو خانی و بہادری خطاب اور ایکہزاری منصب اور اکرام اللہ خان کو
خانی و بہادری نواب یار جنگ خطاب دو ہزاری منصب پانصد سوار و علم و مولوی سید حسین علی یار خان
بہادر موتمن جنگ خطاب اور دو ہزاری منصب پانصد سوار و علم اور مولوی مہدی علیخان کو
خانی و بہادری منیر نواز جنگ خطاب اور دو ہزاری منصب پانصد سوار و علم اور سید کلیم اللہ خان
بہادر کو قادر جنگ خطاب دو ہزاری منصب و یکہزار سوار و علم۔ اور حکیم فیض اللہ خان کو
خانی و بہادری افضل الحکما خطاب ایکہزار پانصدی منصب اور مولوی محمد صدیق کو خانی و
بہادری خطاب ایکہزاری منصب اور مرزا محمد علیبیگ خان بہادر کو افسر جنگ خطاب اور
دو ہزاری منصب سوار و علم۔ اور حکیم وزیر علیخان بہادر کو سلطان الحکما خطاب یکہزار پانصدی

منصب۔ و حکیم مرزا علی کو خانی و بہادری و حکیم الممالک خطاب یکہزار و پانصدی منصب اور گجانن پرشاد کو راجہ بہادر خطاب دوہزاری منصب یکہزار سوار و علم و ایسری پرشاد کو راجہ بہادر خطاب یکہزاری منصب پانصد سوار و علم اور سوامی راؤ کو راجہ بہادر خطاب سہ دیکہزاری منصب عطا ہوا۔

اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ کے شکار کا ذکر اور دادرسی فریادیون کی شکارگاہ پر

اسی سال حضرت بندگانعالی متعالی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے شیر کے شکار کا ارادہ فرمایا چنانچہ شکارگاہ موضع میلواڑہ پر قرار پایا اور سواری مبارک اعلی حضرت اقدس و اعلی ۶ شعبان بروز شنبہ بجانب شکارگاہ روانہ ہوئی اور ہمرکاب سعادت انتساب رزیڈنٹ صاحب بہادر اور نواب میر لایق علیخان عماد السلطنت مختار الملک مدار المہام سرکار عالی اور نواب افسر جنگ بہادر و نواب محبوب یار جنگ بہادر مع خدم و حشم ساڑھے گیارہ بجے رات کو نہضت فرماے شکارگاہ ہوے اور صبح کے ۵ بجے اسٹیشن ناوندگی پر سواری مبارک پہونچی پھر وہان سے بسواری اسپ خاصہ موضع میلواڑہ خیمہ گاہ پر رونق افروز ہوئی اور اعلیحضرت اقدس و اعلی نے شکارگاہ کا رخ لیا اور ایک شیر کو بندوق سے مار ڈالا۔ اوس روز راستہ مین ایک مقام پر رعایا نے استغاثہ پیش کیا اونکی درخواستین اعلیحضرت اقدس و اعلی نے لین اور اوسپر مدار المہام کو مخاطب فرمایا اور شام کو صاحب عالیشان بہادر بارگاہ سلطانی مین باریاب ہو کر جام سلامتی اعلیحضرت اقدس و اعلی کا نوش کیا۔ اور کھڑے ہو کر مبارکباد دیکر عرض کیا کہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اعلیٰ حضرت اقدس و اعلی نہ صرف شکار کے لیے ہی دار السلطنت سے باہر رونق افروز ہوے ہین بلکہ شکار کے ساتھ ہی اپنے ملک کی رفاہ کی طرف بھی توجہ فرماتے ہین اور مجھے امید ہے کہ جب سواری مبارک شکارگاہ پر رونق افروز ہوا کریگی اور جس قدر شیرون کا شکار فرمائینگے اسیطرح اور شکارگاہ میں

وخرابیان بھی ملک کی دور ہو جائین گی۔ اور مین زیادہ تر سنگر گذار ہون کہ شکار مین شریک
رہا اور مہانداری بھی آرام سے ہوئی۔ اعلحضرت اقدس واعلی نے سر اولیور سنٹ جان
رزیڈنٹ کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ مین بھی مشکور ہون کہ آپنے میری صحت کا پیالہ
نوش فرمایا اور مبارکباد دی اور شکارگاہ ہی پر ۸ شعبان کو بالمشافہہ مدارالمہام سرکار عالی
کے دریافت مستغثین آغاز ہوئی چنانچہ کولاالی کے مستغیثون کی شکایتون کے مقدمات سردار
دلیرالدولہ بہادر نے صبح ہی مرتب کرلیے اور اوسکے ملاحظہ پر ظہورالدین امین سیٹرم اور یوسف علی
جمعدار اور محمد علی دفعدار معطل کردیے گئے۔ اور مولوی چراغ علی نے صیغہ مالگذاری کے متعلق
شکایتون کو قلمبند کیا اور سرسری تحقیقات کرکے مقامی عہدہ دارون کے پاس مزید تحقیقات
اور رپورٹ کے لیے کاغذات بھیجدیے اور اوسی روز ساڑھے دس بجے صبح کو اور ایک
شیر کا شکار ہوا۔ الغرض اعلحضرت اقدس واعلی سات بجے شام کے بسواری اسپ عزمیت
فرماے دارالسلطنت حیدرآباد ہوے۔ چونکہ شب تاریکی تھی خرامان خرامان سواری مبارک
اعلحضرت اقدس واعلی اسٹیشن نارندگی پر آئی اور وہان سے بعد تناول خاصہ بسواری
اسپشل ٹرین روانہ حیدرآباد ہوے اور پانچ بجے صبح کے داخل محلسرا ہوے۔

اوراسکے تیسرے ہی مہینے مین پندرہ ذی قعدہ ۱۳۰۱ھ ہجری نواب میر لایق علیخان بہادر
مختارالملک مدارالمہام سرکار عالی کا سفر بجانب کلکتہ پیش آیا اور وہان پہونچکر گورنر جنرل بہادر
سے ملاقات فرمائی اور چند ہی روز بعد وہان سے روانہ ہوکر بروز چہارشنبہ دوسری محرم ۱۳۰۲ھ
کو داخل بلدہ ہو گئے اور انہین ایام مین بذریعہ لارڈ رپن گورنر جنرل بہادر د یسرائے ہند منجانب
ملکہ معظمہ قیصر ہند کے اعلحضرت اقدس واعلی کے لیے نائٹ گرینڈ کمانڈر اسٹار آف انڈیا
خطاب اور بارگاہ عالیہ مین خریطہ پیش ہوا۔

اور ۱۹ صفر ۱۳۰۲ ہجری کو لارڈ ڈفرن گورنر جنرل ہند مقرر ہوکر ولایت سے بمبئی داخل ہوئے اور ۲۴ صفر کلکتہ پہونچے۔ لارڈ رپن صاحب بہادر نے اپنے جانشین کا استقبال کر کے ایوان خاص مین داخل کیا اور خود غرہ ربیع الاول شام کے وقت بمبئی سے بسواری جہاز ولایت کی طرف روانہ ہوے۔

لارڈ رپن بوجہ بعض قوانین و تنسیخ کے جو بالخصوص اہل ہند کے لیے مفید ثابت ہوے رعایاے ملک ہند کی نظرون مین ہر دلعزیز تھے۔

اور اسی سال بسبب پیشقدمی زار روس لارڈ ڈفرن گورنر جنرل ہند نے بمقام راولپنڈی ایک عظیم الشان دربار منعقد کر کے امیر عبد الرحمن خان بہادر امیر کابل کو راولپنڈی مین دعوت دی اور سرکار نظام کی طرف سے بھی منیر الملک مع چند افسران گئے اور بہت سے راجہ لوگ بھی آئے ہوے تھے سرکار انگریزی کا دربار راولپنڈی مین علاوہ تحائف وغیرہ کے اڑتالیس لاکھ بائیس ہزار چھ سو روپیہ نقد خرچ ہوئے۔ جس مین سے فقط چار لاکھ روپیہ نقد امیر کابل کو اکیس ہزار روپیہ یومیہ کے حساب سے دیلے گئے باقی ماندہ فوج وغیرہ اور دیگر سامان کی فراہمی و درستی مین خرچ ہوا۔

ہندگان عالی متعالی کے سفر بجانب نیلگری کا حال

اور اسی سال ۲۲ رجب ۱۳۰۲ ہجری بروز جمعہ اعلیحضرت اقدس و اعلی بطور ہوا خوری کے نیلگری کی طرف عزیمت فرما ہوے اور ہمرکاب سعادت انتساب مدار المہام سرکار عالی و عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر کبیر نواب بشیر الدولہ آسمان جاہ بہادر اور نواب عماد نواز جنگ بہادر و منیر نواز جنگ بہادر و موتمن جنگ بہادر و محبوب یار الدولہ بہادر و افسر جنگ بہادر و حکیم الممالک بہادر و مولوی مہدی حسن فتحنواز جنگ بہادر و آغا شوشتری صاحب و راجہ مرلی منوہر بہادر وغیرہ رونق افروز ہوے اور وہان پر

مدارالمہام سرکار عالی نے اعلیحضرت اقدس و اعلی کی ضیافت کی جس مین انواع و اقسام کے مشروبات لذیذ و لطیف موجود تھے اور ۱۳ رمضان ۱۳۰۲ہجری کو اعلیحضرت کی طرف سے دعوت ہوئی اور تا بہ رونق افروزی اعلیحضرت اقدس و اعلی کا دست کرم کھلا ہوا ہزارہا غربا و معذورین کو روپیہ تقسیم ہوتے رہے۔ اور ۱۶ رمضان ۱۳۰۲ہجری بروز شنبہ قریب دس بجے دن کو اعلیحضرت اقدس و اعلی کی خاص ٹرین معہ ہمراہین و خدم و حشم داخل بلدہ ہوے اور مسٹر کارڈری صاحب بہادر رزیڈنٹ معہ اسٹاف اور امرا دولت و ارکان سلطنت و افسران اسٹیشن کے پلاٹ فارم پر حاضر تھے۔ اعلیحضرت اقدس و اعلی کی سواری مبارک اوترتے ہی سلامی بیاٹری سے ۱۲ توپین سر ہوئین اور والنٹر سوارون نے جو باڈریس فاخرہ جمع ہوے تھے حسب قاعدہ شاہی سلامی ادا کی راستون کا انتظام اور پولیس کا بندوبست زیر نگرانی نواب اکبر جنگ بہادر کوتوال دارالسلطنت نہایت عمدہ تہا۔

تقرر مجلس بسبب واقع ہونے دسہرہ عشرہ شریف مین بلحاظ عدم وقوع فساد

۱۳۰۳ہ مین دسہرہ ایام عشرہ شریف مین واقع ہوا لہذا باحتمال وقوع قصہ و فساد مابین ہنود و اہل اسلام منجانب سرکار نظام مولوی محمد صدیق خان بہادر عماد جنگ معتمد مدارالمہام سرکار عالی نے ایک مجلس منعقد ہوگی جسکے ارکان راجہ شیو راج بہادر دہرم ونت اور راجہ گردہاری پرشاد بہادر اور رکہناتہ راؤ علاقہ دار راجہ راے رایان بہادر اور نواب رسول یار خان بہادر محی الدولہ تھے الغرض باتفاق راے مجلس بمنظوری سرکار عالی ۱۴ ذیحجہ ۱۳۰۳ہ مین اس مضمون کا اشتہار جاری کیا گیا۔

اول تمام ہنود بلدہ و اضلاع کے اپنے اپنے گہرون مین بلا کسی باجے کے رسم پوجا ادا کرین

دوم جو لوگ سلنگن کے واسطے باغون مین جانا چاہین وہ بلا کسی باجے اور سامان خوشی کے باغون مین جاکر پوجا ادا کر سکتے ہین۔

سوم تبکا باہر لیکر نہ نکلین۔ اور ہندو لوگ اپنے اپنے گہرون کے چہوٹے چہوٹے دیولون مین بھی باجا نہ بجائین۔

چہارم بڑے بڑے خاص دیولون مین جو محاط ہون وہان دیولون کے احاطے کے اندر ہندو سیوا اور پوجا معمولی باجے کے کر سکتے ہین۔ لیکن ہرگز دیولون کے باہر نہ نکلین اور مسلمان مندرون کے اندر سیوا اور پوجا مین کسی قسم کی مزاحمت نکرین۔ ہندوون کے گہر کی چھوٹی چھوٹی دیولین اس حکم سے بالکل مستثنیٰ ہین۔ اور جہنڈے ۱۵ محرم کو نصب کیے جائین۔ اور جو رسوم کر جہنڈون کے نصب سے متعلق ہین مثل ذبح گوسفند وغیرہ وہ بھی اوسی روز ادا کیے جائین۔

اگر کوئی شخص خواہ ہندو یا مسلمان اس حکم کے برخلاف کریگا مجرم متصور ہوگا اور اوسکی نسبت حسب ضابطہ کارروائی ہوگی۔

انعقاد مجلس انتظام صرف خاص کا ذکر	اور غرہ محرم ۱۳۰۷ھ مین ایک مجلس بنام مزدانتظام صرف خاص منعقد ہوئی جسکے میر مجلس سی کلارک صاحب بہادر اور نائب میر مجلس

بدر الدولہ بہادر اور نواب قدیر جنگ بہادر۔ اور معتمد مجلس مولوی سید یوسف الدین صاحب تھے اس مجلس سے انتظام مخارج و مداخل تعلقات صرفخاص متعلق تہا۔ مگر اسکے تہوڑے ہی زمانے بعد مجلس برخاست ہوگئی اور نواب سید عبد الرزاق آصف نواز الملک بہادر نے خدمت معتمدی سے سرفرازی پائی۔

سفر اعلیحضرت اقدس و اعلی بجانب مدراس	اور ۲۴ جمادی الاول ۱۳۰۷ہجری صبح کے آٹھ بجے

اعلیحضرت اقدس واعلیٰ عازم مدراس ہوئے ہمرکاب سعادت انتساب مدارالمہام سرکار عالی و رزیڈنٹ کارڈری صاحب بہادر اور نواب موتمن جنگ بہادر اور نواب افسر جنگ بہادر اور نواب محبوب یار جنگ بہادر و نواب مختار یار جنگ بہادر اور نواب منیر نواز جنگ بہادر اور مولوی مہدی حسن صاحب اور مرزا علی خان بہادر حکیم الممالک اور مولوی میر محمود صاحب اور مسٹر فریدون جی کے شہر مدراس کو خاص ریل پر روانہ ہوئے۔

اور اسی تاریخ لارڈ ڈفرن صاحب بہادر گورنر جنرل کا دخانی جہاز کلایو نامی بھی ساحل مدراس پر گیارہ بجے ۳۰ منٹ کو لنگر انداز ہوا۔

شہر مدراس تمام آراستہ و پیراستہ کیا گیا تھا اور شاہراہ پر جابجا بیرقین رنگارنگ اور کمانین خوشنما وضع لگائی گئی تھیں وائسرائے کے جہاز پر سے اوترتے ہی ۳۱ شلک توپین سلامی کی سرہوئین اور گورنر جنرل بہادر ساڑھے پانچ بجے گورنمنٹ ہوس مین جا اوترے اور اوسی شب نو بجے ۲۰ منٹ پر گورنر جنرل بہادر کا دربار ہوا۔

سواری مبارک اعلیحضرت کے دیکھنے کے لیے اوس راستے پر سے جو ریلوے اسٹیشن سے عمدہ باغ کو جاتا ہے ہزارہا مخلوق خدا کا اژدحام تھا اور اعلیحضرت اقدس واعلیٰ کی تعظیم کے واسطے پندرہوین مدراس پلٹن کے سو جوان کا ایک تعظیمی گارڈ معہ بیانڈ و نشان استادہ کیا گیا تھا اعلیحضرت اقدس واعلیٰ کی ٹرین وقت مقررہ پر داخل مدراس ہوتے ہی فصیل قلعہ مدراس سے ۲۱ ضرب توپون کی شلک سلامی ہوئی اور اعلیحضرت اقدس واعلیٰ بسواری بگھی جو گورنمنٹ ہوس سے آئی ہوئی تھی مع بدرقہ سواران باڈیگارڈ گورنری مونٹ روڈ پر سے ہوتی ہوئی داخل عمدہ باغ ہوئی یہ باغ خاص خیرالنسا بیگم صاحبہ کا ہے جو نواب کرناٹک مرحوم کی بیگم ہین۔ دوسرے روز ساڑھے گیارہ بجے گورنمنٹ ہوس مین اعلیحضرت اقدس اعلیٰ

گورنمنٹ ہوس مین رونق افروز ہوے اور گورنر مدراس سے ملاقات فرمائی اسکے تہوڑے ہی دیر بعد
مراجعت فرمائے عمدہ باغ ہوے اوسی روز شام کے ۴ بجے ۳۰ منٹ پر گورنر صاحب بہادر مدراس
بھی عمدہ باغ مین قیام گاہ اعلیحضرت اقدس اعلی پر آکر مراسم بازدید ادا فرمائے

الغرض سرکار انگریزی و اہل اسلام مدراس اور ہنود نے اعلیحضرت بندگانعالی کے خیر مقدم مین کوئی
دقیقہ اوٹھا نہین رکہا اور انجمن اسلامیہ اہل ہنود مدراس نے جو تہنیت نامے بارگاہ اعلیحضرت اقدس اعلے
مین گذرانے اوسکے جواب مین اعلیحضرت اقدس و اعلی نے ارشاد فرمایا کہ مین بہت مسرور اور خوش ہوا
کہ اہل مدراس نے میرے آنے سے ایسی خوشدلی اور اسقدر حسن عقیدت ظاہر کی ہے۔ اور
اپنے اپنے نیک ارادے اور مہربان خواہشین جو میری جانب ظاہر کی ہین مین اون کا شکریہ ادا
کرتا ہون اور یہہ امر بھی یقینی ہے کہ یہان کی قلیل اقامت کی بہت خوشنما یادگار مین اپنے ہمراہ واپس
لیجاؤنگا۔ اور اعلیحضرت اقدس و اعلی نے پانچہزار روپیہ کی خیرات بذریعہ کمشنر پولس غربا کو تقسیم فرمائی
اور اوسی شب عمدہ باغ مین کثرت سے روشنی ہوئی اور آتشبازی کی بھی کثرت رہی۔ اور خیر النسا بیگم صاحبہ
کی طرف سے اعلیحضرت اقدس اعلی کی ضیافت عمدہ طور سے ادا ہوئی۔

اور گورنر جنرل بہادر تین روز تک شہر مدراس مین رہکر ۲ جمادی الاول ۱۳۰۳ ہجری دس بجے ۳۰ منٹ
رات کو کلکتہ جانے کے لیے کلیو نامی جہاز پر سوار ہوے اور صبح کو جہاز لنگر انداز ہو کر سمت کلکتہ راہی ہوا
اور انہین ایام مین فیمابین اعلیحضرت بندگان عالی و نواب سر سالار جنگ لایق علیخان بہادر
عماد السلطنت ناچاقی ہوگئی۔ اوس ناچاقی کو طرفین کے حاشیہ نشین حضرات نے اس حد تک بڑہا
دیا کہ مصالحت ناممکن ہوگئی بلکہ کشش اور تلخی مین روز افزون ترقی ہوتی گئی اور تا اعلیحضرت بندگان عالی
سلخ جمادی الاول بروز یکشنبہ آٹھ بجے دن کو معہ خدم و حشم دار السلطنت حیدرآباد کا
ارادہ فرمایا اور غرہ جمادی الثانی بروز دوشنبہ دار الخلافت حیدرآباد مین رونق افروز ہوئے

۲۱ ضرب توپخانہ شاہی سے سلامی کی سرہوئین اور فوج باقاعدہ نے سلامی ادا کی۔ اور اہلکاران وافسران پولیس متعلقہ نواب اکبر جنگ بہادر کوتوال دارالسلطنت حیدرآباد سوارے مبارک کے انتظام اور اہتمام مین مصروف تھے۔

اور امیر وزیر کی باہمی مصالحت کے لیے سلطنت کے بعض دور اندیشون کے سوا گورنمنٹ انگریزی نے بوجہ ذاتی تقرر نواب مختار الملک سالار جنگ اول کے بہت کوشش کی چنانچہ بیلی صاحب سابق رزیڈنٹ حیدرآباد منجانب گورنمنٹ ہند بغرض مصلحت بھیجے گئے مگر کوئی مفید اثر مترتب نہوا بالآخر خود لارڈ ڈفرن بھی فیصلہ کے لیے تشریف فرمائے بلدہ ہوئے انہون نے بھی بجز اسکے اور کچھہ نہ کیا کہ کرنل مارشل کو اعلیحضرت کا پرائیویٹ سکرٹری مقرر کر کے مدارالمہام کے تعلقات کو بہت کم دیا پرائیویٹ سکرٹری مدارالمہام تھے یہی پرائیویٹ سکرٹری نے آئندہ کے نقصانات کا سخت خوف دلا کر نواب عماد السلطنت سے استعفا دلا دیا اور اسطرح یہ سلسلہ وزارت شکولنے شکست ہوا۔

معزولی نواب میر لایق علیخان بہادر مختار الملک خدمت وزارت سے اور سرفرازی خلعت وزارت سر آسمان جاہ بہادر کا ذکر۔

چنانچہ ۱۳۰۴ھ ہجری مین نواب میر لایق علیخان بہادر سر سالار جنگ نے وزارت سے استعفا پیش کردیا چند روز تک اعلیحضرت اقدس اعلی خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ نے بذات خاص عنان وزارت بھی اپنے دست قدرت مین لیکر انصرام کارفرمایا اور پیشی مین اعلی حضرت اقدس واعلی کے امورات مدارالمہامی کے لیے کرنل مارشل صاحب بہادر کارگذار رہے مگر اسکے چند ہی روز بعد آخیر ۱۳۰۴ھ ہجری مین نواب نصرت جنگ بشیر الدولہ عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر اکبر محمد مظہر الدین خان سر آسمان جاہ بہادر نے خلعت وزارت سے سرفرازی پائی اور عنان حکومت وزارت سنبھالی چنانچہ تاریخ وزارت جو نواب مرزا خان داغ دہلوی نے لکھی ہے ہدیہ ناظرین ہے

تاریخ وزارت

پہلے سلطان ابن سلطان خسرو ملک دکن	پھر بشیر الدولہ عادل امیر ابن امیر
قابل مدح و دعا ہین لایق وصف وثنا	بادشاہت بے بدل ہے تو وزارت بے نظیر
یہہ دلاور ہے سکندر وہ بہادر تہمتن	شاہ عالمگیر دستور معظم شیر گیر
حبذا خاقان دوران مرحبا نواب عہد	ادہر سے جان آرام ہین ادہر سے دل راحت پذیر
یہہ اگر ابر کرم ہے وہ ہے دریاے نوال	کیون رہے ملک دکن مین نام کو بھی اب فقیر

داغ تاریخ وزارت اتفاق شہ سے لکھہ
مہر و ماہِ آسمانِ نور ہین شاہ و وزیر
۱۳۰۵ھ

ایضاً

ملا آج نواب کو خاص خلعت	ہوئی دہوم ہے دہوم ماہی سے تا ماہ
کہی داغ نے خوب تاریخ اسکی	وزیر شہنشاہ سر آسمان جاہ

۱۳۰۵ھ

انتظام ملکی کی اصلاحین اور اسکا انتظام وتقسیم ملک قلمرو سرکار نظام کا حال

اب مین ختم کرتا ہون اسکو انتظام ملکی کی اصلاحون اور تقسیم ملک قلمرو سرکار نظام پر۔ واضح ہو کہ ملک سرکار عالی کی ضلع بندی ۱۲۸۵ھ مین کی گئی اوسوقت پہلے تو ہر ایک ضلع مین ایک عدالت قایم ہوئی تھی اور عدالت ماتحت سے عدالتہاے صدر مین مرافعہ دایر ہوتے تھے اور ان کا مرافعہ خود وزیر اعظم مدار المہام دار السلطنت سرکار نظام پاس ہوتا تھا۔ بہ سنہ ۱۲۸۶ھ ایک مجلس عالیہ عدالت خاص دار السلطنت حیدرآباد مین قایم ہوئی جسمین عدالتہاے اضلاع قلمرو کے مرافعہ سننے جانے لگے اور اسمین ایک میر مجلس اور چار ارکان مقرر کیے گئے اور کچھ سیدہی سادہی قاعدے باندہ دیے گئے تھے۔ جب اعلیحضرت اقدس و اعلی تخت نشین ہوے تو اسکے انتظام و درستی کی طرف توجہ فرمائی سب سے پہلے صوبہ اورنگ آباد مین دیوانی کے کامون کو علحدہ کرکے عدالتہاے منصفی قایم کی گئین اور چار ضلعون پر ایک ناظم عدالت

اور سمت مین ایک ناظم صوبہ کا تقرر ہوا جسکے فیصلہ کا آخری مرافعہ دار السلطنت حیدرآباد کی مجلس عالیہ عدالت
ہائی کورٹ مین ہوتا ہے اور اسکیلیے ایک ضابطہ کارروائی مقرر کیا گیا اور اسیطرح عدالتہا دیوانی اور فوجداری
کا ایک مجموعہ قوانین تیار ہوا اور قانونی کارروائی کا رواج پایا اور سب سے بڑھکر یہہ انتظام ہوا کہ عہدہ دار اور
اہلکارون کی تنخواہین بڑھادی گئین جس خدمت زمانہ سابق مین چھہ سو روپیہ ماہوار تھی دو دو ہزار روپیہ ماہانہ پر
اضافہ اور ترقی کی گئی جس سے منشاء سرکار یہی ہے کہ عہدہ دار اپنی ذاتی غرضون کو راہ ندین اور اداے پردہ
مین انصاف کو نچھوڑین اور طریق ناجائز سے روپیہ کمانے کے لیے کچہہ عذر باقی نرہے۔ پھر اس خیراندیشی
کے ساتھ یہہ بھی قاعدہ جاری کیا گیا کہ جہان کسی افسر نے کوئی خطا کی وہین بیدریغ اسکو قرار واقعی
سزا دیجاے۔ اور انہین دنون مین دار السلطنت حیدرآباد مین بنظر آسایش خلق اللہ بذریعہ نلون کے
آبرسانی کی گئی اور انہین ایام مین محکمہ رجسٹری بھی قایم ہوا اور دار السلطنت کے انتظام کے لیے چار
وزرا کا تقرر ہوا منجملہ انکے وزارت صیغہ فوج پر راجہ راجایان مہاراجہ راجہ کشن پرشاد بہادر اور وزارت صیغہ عدالتہاے
سرکار عالی و امور عامہ پر نواب سرفراز حسین خان صفدر جنگ مشیر الدولہ فخر الملک بہادر۔ اور وزارت صیغہ
مالگزاری سرکار عالی نواب فضل الدینخان بہادر سکندر جنگ اقتدار الملک اقبال الدولہ وقار الامرا بہادر کے
تفویض ہوئی اور صیغہ وزارت کوتوالی ہاے سرکار عالی و تعمیرات عامہ پر نواب شہاب جنگ افتخار الدولہ افتخار الملک
بہادر قرار پاے اور ان کے اقتدارات کے لیے جداگانہ قواعد منضبط ہوے نگران چارون وزراؤن
پر وزیر اعظم کی نگرانی رکھی گئی اور جوابدہ امورات سلطنت کیے گئے۔

اور تقسیم ملک بلحاظ انتظام گورنمنٹ کل ملک قلمرو سرکار نظام چار صوبون اور پندرہ ضلعون پر منقسم
کیا گیا اور ہر ایک صوبہ مین ایک صوبہ دار کی اور ایک ضلع تعلقدار کی حکومت رکھی گئی جنکے اسما ذیل مین ہدیہ
ناظرین ہین۔۔

صوبۂ ورنگل

صوبۂ ورنگل سمت شرقی مین واقع ہے اور اسکے حدود اربعہ یہ ہین۔ حد شمالی ضلع ایلگندل۔ حد جنوبی

دریاے کرشنا۔ حد شرقی دریاے گوداوری۔ حد غربی ضلع لنگسگور ورایچور ہین۔
اوراس صوبہ کی مردم شماری اکیس لاکہہ باون ہزار تین سو پچانوے اور آمدنی تینتالیس لاکہہ
ترپن ہزار تین سو روپیہ ہے۔ رقبہ (۲۰۴۰۰۷) میل مربع اوراس صوبہ مین تین ضلع اورایک ضلع
اطراف بلدہ صرف خاص کے تعلقات واقع ہین۔

ضلع اطراف بلدہ تعلقہ صرف خاص کا تذکرہ

اور ضلع اطراف بلدہ دارالسلطنۃ حیدرآباد کے آس پاس ہے اسکی حد شمالی ضلع بیدر میدک ایلگندل جنوب مین ضلع محبوب نگر اور مغرب مین ضلع گلبرگہ اور مشرق مین ضلع نلگنڈہ و محبوب نگر ہے رقبہ (۳۲۶۳) میل مربع اور مردم شماری (۴۱۵۰۳۹) کل آمدنی اسکی اکتالیس لاکہہ سے کچہہ زاید ہے اور کل دیہات اسمین (۱۴۴۳) واقع ہین اور یہہ ضلع چار سمتون پر منقسم کیا گیا ہے اور ایک تعلقہ ٹپلور ہے۔ سمت غربی اور سمت جنوبی و سمت شرقی و سمت شمالی علاوہ اسکے تمام علاقہ دیوانی مین تعلقات اور دیہات صرف خاص کے واقع ہین۔

ضلع ورنگل کے حدود اور اسکے تعلقات کا ذکر

ورنگل کی حد شمالی ضلع ییلگندل۔ حد جنوبی دریاے کرشنا اور مشرق مین دریاے گوداوری و ضلع مچھلی بندر متعلقہ سرکار انگریزی اور مغرب مین ضلع نلگنڈہ و یلگندل۔ رقبہ (۹۷۷۹) میل مربع اور مردم شماری (۸۵۳۱۲۹) اور آمدنی اس ضلع کی سالانہ سترہ لاکہہ ترپن ہزار نو سو روپیہ اور اس مین کہمم اور مدہرہ دپالونچہ اور پاکہال اور کندیکنڈہ اور وردنا پیٹہ اور ورنگل ہرکال اور چریال ایسے نو تعلقات ہین اور ہر ایک تعلقہ مین ایک ایک تحصیلدار اور ایک امین پولیس اور دو دو مدرسہ تعلیم کے لیے ہین۔

ضلع نلگنڈہ کے اربعہ حدود اور تعلقات کا تذکرہ

اور ضلع نلگنڈہ کے حدود شمال مین ضلع

ورنگل جنوب مین دریاے کشنا۔ مشرق مین ضلع محبوب نگر اور ضلع اطراف بلدہ۔ رقبہ (۱۳۱۴) میل مربع اور مردم شماری (۶۲۴۶۱۷) آمدنی سالانہ بارہ لاکھہ بیتس ہزار چارسو روپیہ۔ اور اس ضلع مین پانچ تعلقہ منقسم ہین۔ نلگنڈہ۔ دیول پلی۔ دیورکنڈہ۔ سریاپیٹہ۔ اور ہر تعلقہ مین ایک ایک تحصیلدار اور ایک ایک امین کوتوالی ہے اور مدرسہ تعلیم کے لیے ہین۔

ضلع محبوب نگر کے حدود اربعہ اور تعلقات کا ذکر

اور ضلع محبوب نگر کے حدود یہہ ہین۔ شمال مین اطراف بلدہ جنوب مین دریاے کشنا۔ اور مشرق مین ضلع نلگنڈہ اور مغرب مین گلبرگہ شوراپور و رایچور۔ رقبہ (۵۵۴۹) میل مربع اور مردم شماری (۶۷۴۶۷۹) اور یہہ ضلع آٹھہ تعلقون پر منقسم کیا گیا ہے۔ ناگرکرنول۔ کوملکنڈہ۔ ناراین پیٹہ۔ مکتھل۔ کلواکرتی۔ چڑچرلہ دیورکدرہ۔ ابراہیم پٹن۔ اور امراباد و پرگی کی دو پٹیان۔ جس مین نائب تحصیلدار ہین اور باقی آٹھون تعلقون پر ایک ایک تحصیلدار اور ایک ایک امین پولیس اور دو دو مدرسہ تعلیم کے لیے ہین۔

صوبہ محمد آباد بیدر

صوبہ محمد آباد بیدر سمت شمالی مین واقع ہے۔ اور اس صوبہ کی حد شمالی مان گنگا اور دریاے وردہا۔ برار اور ممالک متوسط۔ جنوب مین اطراف بلدہ اور ضلع ورنگل مشرق مین گوداوری اور وردہا۔ مغرب مین پربہنی و ناندیڑ و دریاے مانجرا رقبہ (۲۱۶۱۴) میل مربع آبادی کل صوبہ کی (۳۰۰۰۹۱۸) اور یہہ صوبہ چار ضلعون پر منقسم کیا گیا ہے۔

ضلع میدک کے حدود اربعہ اور تعلقات کا ذکر

ضلع میدک جسکو گلشن آباد بھی کہتے ہین اسکے شمال مین ضلع اندور جنوب مین اطراف بلدہ مشرق مین ضلع ایلگندل مغرب مین ضلع بیدر ہے اور آمدنی اس ضلع کی سترہ لاکھہ بہتر ہزار روپیہ ہے اور مردم شماری

(۳۶۷۳۵) اور یہ ضلع پانچ تعلقون پر تقسیم کیا گیا ہے اور ہر تعلقہ مین ایک تحصیلدار اور ایک امین پولیس اور دو دو مدرسہ تعلیم کے ہین کل تعلقون کے نام یہ ہین۔ میدک۔ ٹیکال۔ اندول۔ رایم پیٹھ۔

ضلع اندور اور اسکے تعلقات و حدود ارضی کا تذکرہ و قسمت تعلقات

اور ضلع اندور کے شمال مین علداری سرپور تانڈور جنوب مین ضلع میدک مشرق مین ضلع یلگندل۔ اور مغرب مین ماتجرا۔ اور گوداوری ندی۔ و اضلاع ناندیڑ و پربہنی جسکا رقبہ (۴۷۰۴) میل مربع اور سالانہ محاصل اکیس لاکھ چھہ ہزار تین سو روپیہ اور مردم شماری (۶۳۹۵۹۸) ہے اور یہ ضلع نو تعلقون مین قسمت کیا گیا۔ اندور۔ بودھن۔ ارمور۔ نرمل۔ اوسہ۔ نرساپور۔ یلارڈی پیٹھ بلولی۔ ادلور۔ بالنسواڑہ۔

ضلع یلگندل کے حدود اربعہ اور اوسکے تعلقات کا تذکرہ

اور ضلع یلگندل کی حد شمالی سرپور تانڈور ہے جنوب مین اطراف بلدہ اور ضلع ورنگل مشرق مین حد دریاے وردہا ممالک متوسط ہند اور مغرب مین حد ضلع میدک اور اندور کے ضلع ہین کل رقبہ (۴۸۰۸) میل مربع اور آبادی (۱۰۹۴۶۰) اور سالانہ آمدنی بارہ لاکھ بیس ہزار ہے اسمین آٹھہ تعلقہ ہین اور ہر تعلقہ مین دو دو مدرسہ اور ایک ایک تحصیلدار و امین کوتوالی ہے جسکے نام یہ ہین۔ کریم نگر۔ ملنگور۔ یلاس۔ لتپور۔ گجویل۔ چنور۔ مہادیوپور۔ حسن آباد۔

ضلع بیدر اور اوسکے حدود اربعہ و تعلقات کا ذکر۔

اور ضلع بیدر کی حد شمالی جاگیر راجہ راے رایان و ضلع ناندیڑ اور جنوب مین تعلقہ بہالکی و دہارا سیون اور شرق مین ضلع اندور و میدک اور مغرب مین ضلع بڑ رقبہ (۲۶۳۱) میل مربع اور مردم شماری (۹۰۱۹۸۴) آمدنی سالانہ نو لاکھ چوہتر ہزار تین سو روپیہ اور یہ ضلع پانچ تعلقون پر تقسیم کیا گیا ہے۔ تبیدر

او دگیر۔ انگول۔ راجورہ۔ ورول۔ ملنگا۔ اور اسکے سوا دو تعلقہ صرف خاص کے ہین۔

عملداری سرپور تانڈور کے حدود و تعلقات کا ذکر

اور عملداری سرپور تانڈور کے حدود شمالی دریاے وردہا۔ اور مان گنگا۔ اور جنوب مین ضلع یلگندل اور اندور و مشرق مین دریاے وردہا اور مغرب مین دریاے مان گنگا جسکا رقبہ (۵۰۲۲) میل مربع اور آمدنی سالانہ تین لاکھ چار ہزار ایک سو روپیہ۔ مردم شماری (۲۳۱۷۵۴) اور یہہ عملداری سرپور ایدلاباد راجورہ مانک گڈہ تین تعلقون مین منقسم کی گئی ہے اور اسکے علاوہ تین تعلقات صرف خاص کے بھی اسس مین واقع ہین۔

صوبہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد

یہہ صوبہ سمت غربی مین واقع ہے اور اس صوبہ کے حدود شمالی مین ناسک اور ضلاع مفوضہ برار اور جنوب مین نلدرگ اور بیدر اور مشرق مین سرپور تانڈور اور مغرب مین خاندیس اور احمد نگر ہے۔ اور رقبہ کل صوبہ تخمیناً (۱۵۴۲۷) اور مردم شماری (۲۹۰۵۶۱) آمدنی سالانہ ترسٹھہ لاکھہ پینتیس ہزار ایک سو انتالیس روپیہ اور اس صوبہ مین چار ضلع واقع ہین۔ اورنگ آباد۔ بیڑ پربھنی۔ ناندیڑ۔

ضلع اورنگ آباد کے تعلقات کا ذکر۔

ضلع اورنگ آباد کی حد شمالی و غربی احمد نگر۔ ناسک۔ خاندیس اور مشرق مین اضلاع مفوضہ برار۔ و پربھنی اور جنوب مین گوداوری و ضلع پربھنی و بیڑ و احمد نگر۔ علاقہ سرکار عظمت مدار اس ضلع کا رقبہ (۶۹۸۶) میل مربع اور مردم شماری (۸۲۸۹۷۵) اور سالانہ محاصل تخمیناً بیس لاکھہ ساٹھہ ہزار اڈہتالیس روپیہ اور یہہ ضلع آٹھہ تعلقون پر تقسیم کیا گیا ہے۔ اورنگ آباد۔ امبڑ۔ بیضاپور۔ پٹن۔ جالنہ پور کنٹھر کانڈاپور۔ بہوکردن۔ اسکے علاوہ اسمین دو تعلقہ صرف کے بھی واقع ہین۔

ضلع بیڑ کے حدود اربعہ اور تقسیم تعلقات کا ذکر

اور ضلع بیڑ کی حد شمالی مین دریاے گوداوری اور جنوب مین دریاے مانجرا اور شرق مین تعلقات راجورہ و پالم متعلقہ صرف خاص اور مغرب مین دریاے سینا اور پہاڑیان لکہہ ڈونگر کل رقبہ اس ضلع کا (۴۴۹۵) میل مربع اور مردم شماری (۴۹۴۷۲۴) اور سالانہ آمدنی بارہ لاکہہ اٹہانوے ہزار تین سو روپیہ ہے اور یہہ ضلع چہہ تعلقون پر قسمت پذیر ہے۔ بیڑ۔ انبہ جوگائی۔ پاترور۔ کیج۔ کہورائی۔ اشٹی اور اسمین ایک تعلقہ صرف خاص بہی واقع ہے۔

ضلع پربہنی کے حدود اربعہ کا ذکر

اور ضلع پربہنی کے شمال مین مان گنگا اور اضلاع مفوضہ برار۔ جنوب مین دریاے گوداوری۔ مشرق مین ضلع ناندیڑ۔ مغرب مین ضلع اورنگ آباد۔ کل رقبہ اسکا (۴۳۳۵) میل مربع۔ اور سالانہ آمدنی تیرہ لاکہہ ستاسی ہزار نوسو روپیہ۔ اور مردم شماری (۸۰۵۳۳۵) یہہ ضلع چہہ تعلقون پر منقسم ہے۔ پربہنی۔ پاتہری۔ ہنگولی۔ کلمنوری۔ جنتور۔ کانڈن۔ اونڈا۔ جنتور۔ نرسی۔

ضلع ناندیڑ کے حدود کا ذکر

اور ضلع ناندیڑ کے شمال مین ضلع پربہنی جنوب مین ضلع بیدر۔ مشرق مین دریاے مانجرا گوداوری و ضلع اندور۔ مغرب مین ضلع بیڑ۔ کل رقبہ (۴۱۲۲) میل مربع سالانہ آمدنی پندرہ لاکہہ اٹہاسی ہزار ایک سو روپیہ اور مردم شماری (۱۳۲۵۲۹) ہے اسمین آٹہہ تعلقہ واقع ہین۔ ناندیڑ۔ وگلور۔ مدہول۔ قندہار۔ سارٹ باڑ (لاٹ) بہنستہ نگر۔ اردہاپور۔ بہینسہ۔ اور دو تعلقات صرف خاص کے بہی واقع ہین۔

صوبہ حسن آباد گلبرگہ شریف

یہہ صوبہ سمت جنوب مین واقع ہے اسکی حد شمالی جاگیر پائیگاہ۔ حد جنوبی دریاے تنگبہدرہ ضلع کرنول۔ و ضلع بلہاری۔ حد شرقی ضلع محبوب نگر جاگیر گدوال۔ مغرب مین

حدود ضلع ہی رقبہ (۱۲۶۴۲) میل مربع۔ اور سالانہ آمدنی پینتالیس لاکھ بارہ ہزار نوسو تین روپیہ ہے۔ اور مردم شماری (۲۴۳۰۹۹۹) اور یہہ صوبہ چار ضلعون پر منقسم کیا گیا ہے گلبرگہ شریف رایچور۔ لنگسگور۔ نلدرک۔

جبتک کہ گلبرگہ اس سرزمین پر قایم رہیگا نواب یار جنگ بہادر سابق صوبہ دار گلبرگہ کا نام یاد رہیگا۔ جنہون نے نہایت عالیشان محلات اور باغات و بازار وغیرہ بناکر گلبرگہ کو بہت ہی قابل وقعت شہر بنا دیا ہے۔

ضلع گلبرگہ شریف کے تعلقات کا ذکر۔

اور گلبرگہ شریف کی حد شمالی ضلع بیدر۔ حد جنوبی دریاے بہیمرا۔ اور حد غربی کلاڈگی شوراپور۔ حد شرقی ضلع محبوب نگر دارالسلطنت حیدرآباد ہے۔ رقبہ اس ضلع کا (۳۸۰۰) میل مربع اور آمدنی سالانہ گیارہ لاکھ باسٹھ ہزار دوسو تین روپیہ اور مردم شماری (۶۴۹۲۵۸) اور ساتھ تعلقون پر یہہ ضلع تقسیم پذیر ہے۔ گلبرگہ۔ کوڑنگل۔ سیڑم۔ گورمکال۔ مہاگانو۔ چنچولی۔ جیوور گی۔

ضلع رایچور کے حدود اربعہ اور تعلقات کا ذکر

اور ضلع رایچور کے شمال مین دریاے کرشنا جنوب مین تنگبہدرہ علاقہ مدراس۔ مشرق مین دریاے کرشنا ضلع محبوب نگر مغرب مین ضلع لنگسگور ہے اور کل رقبہ (۶۹۷) میل مربع سالانہ آمدنی تیرا لاکھ ترانوے ہزار دو سو روپیہ۔ اور مردم شماری (۵۱۲۴۵۵) اس ضلع مین رایچور۔ مانوی دیودرگ۔ الپور۔ برگیرہ۔ اسکا نام بدل دیا گیا ہے۔ یادگیر۔ ایسے چھہ تعلقہ ہین۔

ضلع لنگسگور کے حدود اربعہ اور تعلقات کا ذکر

اور ضلع لنگسگور مین چھہ تعلقات ہین۔ لنگسگور اور گنگاوتی۔ کشتگی۔ سندہنور۔ شوراپور۔ اور ضلع ہذا کی حد شمالی تعلقات اندولہ اور یادگیر۔ جنوب مین دریاے تنگبہدرہ۔ مشرق مین ضلع رایچور۔ مغرب مین ضلع

دہارواڑ علاقہ احاطہ بمبئی کل رقبہ اسکا (۶۶۰) میل مربع۔ اور مردم شماری (۶۲۰۰۱۴) اور سالانہ آمدنی چودالاکھہ چھیانوے ہزار پانسو روپیہ ہے۔

ضلع نلدرک کے تعلقہ کا ذکر اور نلدرک کی حد شمالی دریاے مانجرا ضلع بیڑ۔ حد جنوبی ضلع بیڑ جاگیر پائیگا اور علاقہ بندر بمبئی سرکار عظمت مدار۔ مشرق مین تعلقہ بہالکی جاگیر پائیگاہ۔ تعلقہ دہاراسیون ضلع بیدر مغرب مین دریاے سینا اور احمد نگر علاقہ سرکار عظمت مدار تعلقہ بندر بمبئی کل رقبہ (۳۲۷۱) میل مربع اور سالانہ آمدنی چار لاکھہ پچہتر ہزار روپیہ۔ اور مردم شماری (۲۷۳۹۴۶) اور اس ضلع مین صرف تین تعلقات۔ نلدرک۔ تلجاپور۔ اوسہ۔ اور چار تعلقہ یعنی قسلم اور دہاراسیون۔ واسی۔ پرنیڈا صرفخاص کے ہین۔

اضلاع مفوضہ برار

یہہ ملک برار جو دار السلطنت حیدرآباد کا شمالی حصہ ہے فوج کنٹنجنٹ کے خرچ کے لیے سرکار انگریزی کو عہدنامہ کی رو سے براے چند سے تفویض کیا گیا ہے اور فوج وغیرہ جملہ اخراجات ملک سے جو کچھہ بچتا ہے وہ رقم داخل خزانہ عامرہ سرکار عالی ہوتی ہے اسکے حدود اربعہ یہہ ہین۔ شمال و مشرق مین ممالک متوسط ہند۔ جنوب مین صوبہ غربی و شمالی سرکار عالی اور مغرب مین احاطہ بندر بمبئی اسکا رقبہ (۱۷۱۱) میل مربع اور مردم شماری تخمیناً (۲۶۷۲۶۷۳) اور یہہ ملک چھہ ضلعون پر تقسیم ہے امراوتی۔ ایلچپور۔ بلڈانہ۔ دن باسم

خراج گذار راجاؤن کا تذکرہ

سرکار عالی کے قلمرو مین راجہ گدوال جسکی آمدنی چار لاکھہ روپیہ سالانہ ہے اور راجہ کرکنٹا اور رانا اناگندی و راجہ سگر و راجہ ونپرتی و راجہ جٹپول۔ و رانی گوپال پیٹہ۔ دلیسکمہ نرکھوڑا۔ راجہ امرچنتا۔ راجہ بالنسوارہ و راجہ ددم کنڈہ۔ و راجہ چلموار راجہ چنچولی وغیرہ ہین۔

جاگیرات کے اقسام | اور قلمرو دار السلطنت حیدرآباد مین جاگیرات بھی پانچ قسمونپر منقسم ہین۔ اول صرف خاص اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ کی خانگی آمدنی کا بہت بڑا حصہ تعلقات صرف خاص سے وصول ہوتا ہے اور یہہ تعلقات اس ریاست کے مختلف اضلاع مین واقع ہین اور اسکی جملہ آمدنی اسی نود لاکھہ سے کم نہین ہے۔ ان تعلقات کے معاملات کا تصفیہ اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ کے حکم سے بذریعہ نواب آصف نواز الملک بہادر معتمد صرف خاص ہوتا ہے اور اس کام مین بڑا حصہ اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ کے وقت کا صرف ہوتا ہے۔

دوم جاگیر پائیگاہ ہے جسکی کل آمدنی تخمیناً نود لاکھہ روپیہ کے قریب ہے اور ان کے تعلقات النند۔ نارائن کیھڑ۔ کوٹ کر۔ گندل واڑی۔ ولندی۔ ہتھنورا۔ جب گوا۔ یلغرٹپ سندبوکی۔ بچپولی۔ گلبرجا گیرات صرفخاص وغیرہ جنکی تفصیلی کیفیت ظاہر نہین ہوسکتی ہے۔

تمت

قطعۂ تاریخ اختتام کتاب محبوب السلاطین از

رہنماے سالکان طریق سخندانی و پیشواے رہروان

مراحل نکتہ دانی افضل دوران اکمل زمان عالیجناب

مولانا مولوی علی احمد صاحب فاروقی الصفوی المتخلص بہ خسر سندی

سررشتہ دار محکمہ کوتوالی دار السلطنت فرخندہ بنیاد حیدرآباد

سپہر معانی محمد حسین
که داند همه رازهاے نهان

به خلق و وفا همچو باد بهار
بصدق و صفا همچو آب روان

کتاب گرانمایه تالیف کرد
در احوال شاهان گیتی ستان

همه نسخه را بخش بر پنج کرد
بیاراست هر بخش را داستان

همه واقعات سلاطین و ملک
همه حادثات زمین و زمان

کتابیست یا نقش تسخیر دل
جهانیست یا گلشن بیخزان

ز دل سال تالیف خرسند جست
بگفتا ـ نشاط دل خسروان
سنہ ۱۳۱۱ھ

قطعہ تاریخ طبع از مؤلف

طبع گردیداست باطرز نکو
مرحبا این نسخهٔ دانش فزا

چون بجستم سال تاریخش حسین
گفت هاتف ارمغان بے بہا
۱۳۱۲ھ

قطعۂ تاریخ طبع از طبع وقاد مصنفہ اہل کمال افتخار شعرائے نازک خیال جناب شاہ کریم اللہ چشتی النظامی المتخلص بہ عاشق حبیب اعظم بترین خلفائ نامدار شیخ العالم و عالمیان حضرت محمود میاں صاحب

احمد آبادی گجراتی قدس اللہ سرہ و تلمیذ میر الشعرا جناب میر احمد علی خان بہادر شہید دہلوی

ہین جو محبوب السلاطین کے مولف نامور
نکتہ سنج و نکتہ دان و عاقل و دانائے عصر
منتخب فرد فرید و کامل و ممتاز خلق
کہتے ہین اپنی زبان سے بڑہکر اسکو اہل فوق
بحر مواج فنون و گوہر درج علوم
نسخہ تاریخ جو تالیف اونسے ہو گیا

سعدی و جامی و عرفی زمانہ خوش عمل
ہمسر سحبان و اہل افصح روز ازل
یار درویش و امیر و مونس اہل دول
اوسکی باتین ہین نبات مصر و قند و عسل
آشنائے بیمثال خالق عز و جل
ہین جداگانہ تمامی اسکے حصہ بر محل

لکھدیا عاشق نے سال طبع اس تاریخ کا
خوب محبوب السلاطین ہی کتاب بے بدل
سنہ ۱۳۱۲ھ

قطعۂ تاریخ طبع کتاب از سورج بہان میکش تہانوی

سلاطین دوران کے کھینچے ہین نقشے
ابھی اسکی تاریخ میکش یہ لکھدو

زمانہ مین اب جان تاریخ ہے یہ
یہ تاریخ کیا کان تاریخ ہے یہ
۱۲ ۱۳ھ

تقریظ

عالیجناب جلالت انتساب ندیم السلطان مقرب الخاقان نواب داور جنگ داور الدولہ داور الملک بہادر دام شوکتہ۔

حق تو یہ ہی کہ مینے آجتک کوئی کتاب ایسی سود مند اور فائدہ بخش نہین دیکھی میرے خیال مین یہ تاریخ اخلاق کا سرچشمہ اور نصیحتون کا معدن ہی عوام کے لئے عامتہً اور خواص بلکہ سلاطین جو اخص الخواص ہین اونکے لئے نہایت فائدہ بخش ہی حکام کے لئے میری راے مین یہ کتاب رہنماے شفیق ہی اور اکابر قوم کے لئے رفیق مجھے امید ہی کہ گورنمنٹ عادل اس گرانمایہ تاریخ کو قدر اور عزت کی نگاہ سے دیکھی گئی اور مولف کی قدرافزائی مین کوتاہی نکریگی ۔

داور الملک

تقریظ

عالیجناب مستطاب نواب اسد یار جنگ اسد یار الدولہ بہادر ایڈیکانگ عالیحضرت بندگانعالی دام دولتہ شاگرد رشید ابوالقاسم مولوی فضل صاحب عرشی

مین بھی اپنے محترم اور معظم جناب والد صاحب قبلہ و کعبہ کی راے سے اتفاق کرتا ہون۔ سلاطین اور حکام کے لئے اس سے بڑھکر مشیر و ندیم تنہائی نہین ملسکتا اس تاریخ کے دیکھنے والے کو جو کچھ فائدہ حاصل ہوسکتا ہے اوسکا بیان دیکھنے والون کی زبان سے پوچھنا چاہیئے خداوند تعالی قوم کو اس کتاب کے دیکھنے اور پڑھنے سے فائدہ حاصل کرنے کی توفیق دی اگر مدارس مین یہ کتاب شریک کیجاے تو میری راے مین نہایت سودبخش ثابت ہوگی

اسد یار الدولہ

تقریظ

عالیجناب جلالت شیم سخنور یگانہ عالیجناب نواب مظفر جنگ بہادر خلف عالیجناب والامناقب نواب رفیع الدولہ بہادر حیدر الملک زاد اجلالہ تلمیذ مولوی ابوالقاسم فضل رب صاحب عرشی۔ این لگارین نورد نامہ فراوان سخن بخش سنود را ازین سر تا آن سر خواندم نگویم چہ مایہ گران آرزدار جمند یافتم ہم براے ملک وہم براے ملک ہم براے قوم اسلام خاصتہ وہم براے عامیان عامتہ۔ خدا کند کہ این گرامی نامہ بدیدۂ حق بین گورنمنٹ گزرد وبراہ قدر افزا نگریستہ شود اگر عالیجناب ناظم تعلیمات نواب عماد الملک دامت اجلالہ این کارنامہ خرد را در مدارس و تعلیمات پذیرا کنند ہم خرد افزا ثابت شود وہم دماغ از وقائع گرانمایہ روشن گردد۔

مظفر جنگ
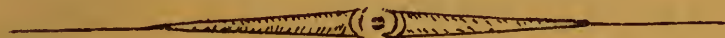
صحت نامہ کتاب محبوب السلاطین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱	اورکس کس ہین	اورکس کس سن مین	۶۳	۱۶	چڑواتے تھے	چڑھواتے تھے
۵	۱۳	اسمین شک نہین کہ مولف نے	بہر تقدیر مولف نے	۶۵	۶	طلم	طلسم
۶	۱۲	ازین خانہ بردار گنجینہ ہا	ازین کیسہ بردار گنجینہ ہا	″	۱۶	ماردیا	مارڈالا
۱۰	۶	دوستری	دوسری	۶۸	۱۷	تعقب	تعاقب
۱۰	۱۳	اورصطلاح	اوراصطلاح	۷۰	۱	فضیل بن ربیع	فضل بن ربیع
۲۵	۷	گورکے	گورخرکے	۷۰	۱۲	کیا	کی
۲۵	۸	بہرام گورخر	بہرام گور	″	۱۳	آوین	رہین
۲۹	۱۴	مت کر	مت کرو	″	۱۷	اتالیق	اتالیقی
۳۱	۱۷	گھوریکی باگ	گھوڑیکی باگ	۷۶	۶	سیرداریمین	سرداریمین
۳۳	۱	بیان کرین	بیان کرو	″	۱۶	مظلومونکی ہی	مظلومونکی
۳۵	۲	بہادر ہوئے	بہادر ہو	۷۷	۴	حکم موافق	موافق حکم
۳۵	۱۷	سوبرسکی عمر رسیدہ	سوبرسکی عمر کا	۷۸	۱۸	جو سزا چاہین دیجئے	جو سزا چاہی دیجئے
۴۰	۱۲	خزنے تھے	خزانے تھے	۸۱	۱	خلیفہ چاہتا تہا	خلیفہ چاہتا
۴۱	۹	کیا جاتہا	کیا جاتا تہا	۸۲	۴	دہمکنے لگا	دیکھنے لگا
۴۵	۶	براہ ظلم وخیر جو کچہ کیا ہی	براہ ظلم وجبر جو کچہ لیا ہی	″	۱۴	بہر وہ لونڈی کو	بہر اوس لونڈیکو
۴۵	۱۰	اونسے	اوس سے	۸۵	۱۹	ہنسا	ہنستا
۵۰	۱۷	غماض	غمازی	۸۷	۱۹	شان شوکت کے	شان شوکت کے ساتھ
۵۷	۱۵	کرتا چاہتے	کرلی چاہیے	۸۸	۱۰	خدمتین انعامات سے سرفراز	خلعتین اور انعامات مرحمت ہو
۵۷	۱۸	نکرنا چاہیے	نکرلی چاہیے	۹۵	۱۷	محاصل خلافت شرع	محاصل خلاف شرع
۵۸	۶	محبس مین	مجلس مین	۱۰[illegible]	۱۱	ورنہ رغم	ورنہ غم کہائیگا
۵۹	۹	منصور نے	منصور	۱۰۹	۱۷	پاسس	پاسس
۶۰	۶	کب سیر چشم ہوگا	کب سیر ہوسکتا ہی	۱۱۱	۱۰	ہاتی پیشانی	ہاتہی کی پیشانی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١١١	١٤	مندرکاخ کیا	مندرکارخ کیا	١٨٨	٥	سنہ لہ ہر	سنہ ۱۴لہ ہر
١١٢	١	محمود کوہ غور	محمود نے کوہ غور	١٩١	١٤	تحطیہ	تخطیہ
//	٢	محمود غرجستان	محمود نے غرجستان	٢٠٠	١	دردا	دردہ
١١٥	٢	فتح نصب غازیان ہوا	نصیب غازیان ہوا	٢٠١	٥	خطر	خط
١١٦	٩	دہ دیناروںکی	ادن دیناروںکی	٢٠٤	١٠	اماحسن	امام حسن
//	١٤	قضاعت سے	قضاات سے	//	١٢	تم ہونے ہوئے	تمہاری ہونے ہوئے
١٢٠	٧	قطع الطریق	قطاع الطریق	//	١٩	رضی اورعنہ	رضی اللہ عنہ
//	٨	مزاہم	مزاحم	٢١٠	٨	خاریہ	خارجیہ
١٢١	//	خونریزونکے	خونریزیون کے	٢١١	//	مارنے	مارنے کے لئے
١٢٦	١٧	عدل وانصاف سے بہرہ	عدل وانصاف شیوہ	٢١٢	٧	کوچیے	کوچے
١٢٧	١	ڈرتے ہین	ڈرتے نہین	٢١٩	١٦	ہو	ہوا
١٢٩	٤	مرض پر رکھا	مرضی پر رکھا	٢٥٢	٩	غلہ بوبکر	عُلہ بوکر
١٢٩	١٤	خضر	حضرت	٢٨٠	١٣	ابتک تباو	ابتک بنیاد
١٣٠	٣	عملا	عُلما	٢٩١	٣	گدہے	گدی
١٣٥	٧	کنجواب	کمخواب	٢٩٢	٣	شکر	لشکر
//	١٣	یاقوت گل رنگ	یاقوت سے گل رنگ	٢٩٢	٦	بادشاہ وہین	بادشاہ نے وہین
١٣٦	٥	فرمابردار	فرمان بردار	٢٩٣	٣	باکر	باکھر
//	٧	کہندون	کندہون	//	١٧	کرین	کرو
//	١٩	سینون	سینونمین	٢٩٧	١	شکر	لشکر
١٣٧	١٨	لاہی	لاتا ہے۔	٣١٦	١٢	بوالت	طوالت
١٣٨	٨	کاروان	کاردایان	٣١٧	٧	دسینے	دفینے
١٤٣	١	بہرتی	بہرتی ہے	٣٤١	٥	طرفہ تر	طرفہ
١٤٤	٩	والمنتظمون	اورمنتظمون	//	١١	قتل وا	قتل ہوا
١٤٤	١٣	دادی	داؤدی	٣٤٤	٨	پورس	پورش

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۵۲	۱۸	بیٹا	بھتیجا
۳۶۱	۱۲	اگر	آگر
۳۷۲	۱	سادات بارر	سادات بارہہ
رر	۱۸	کو بمقا	کو مقابلہ
رر	۱۹	پہونچا یا	پہونچا
۳۸۳	۱۴	شور نسیت	شور سمت
۳۸۷	۱۹	میرے	بڑسے ہے
۳۹۲	۴	اوگھر	اوکھڑ
۳۹۴	۱۸	لعین لدو	معین الدولہ
۴۰۴	۳	ہوا	ہوئی
۴۰۷	۱۳	معالج	معالجہ
۴۰۸	۱۶	کورنرل	کورنر جنرل
۴۲۰	۱۳	بھالی ہین	بھائیو نہین
۴۲۱	۶	مگر آخر مین	لیکن آخر مین
۴۲۲	۳	تخت نشین ہوئے	پیدا ہوئے
۴۲۵	۵	بچاس ہزار	بچاسی ہزار
رر	۸	پل بنا کر	پل بنا کر د
۴۴۸	۲	حملہ کئے تھے	حملہ آور ہوئے تھے
۴۵۵	۱۳	وہان پر گور	وہان پر گورنر
۴۵۶	۱۷	داستانے	دستانے
۴۵۷	۹	شہوار کے	اور شہوارون کے
۴۷۳	۱۸	ارشاد فرما	ارشاد فرمایا
۴۸۰	۱۸	اسلئے نہین ہو	اسلئے نہین کیا ہو
۴۸۱	رر	دعا دیون	دعا دون
۴۸۴	۱۲	گورنر جنرل مدراس	گورنر مدراس
۴۸۷	۷	مدح	مداح
۴۹۴	۱۴	منعقد ہو گی	مجلس منعقد کی
۴۹۷	۳	قیام گا	قیام گاہ
۴۹۸	۱۱	وزارت سکونسے	وزارت اونسے
۵۰۰	۱۳	افتخار الدولہ	مختار الدولہ
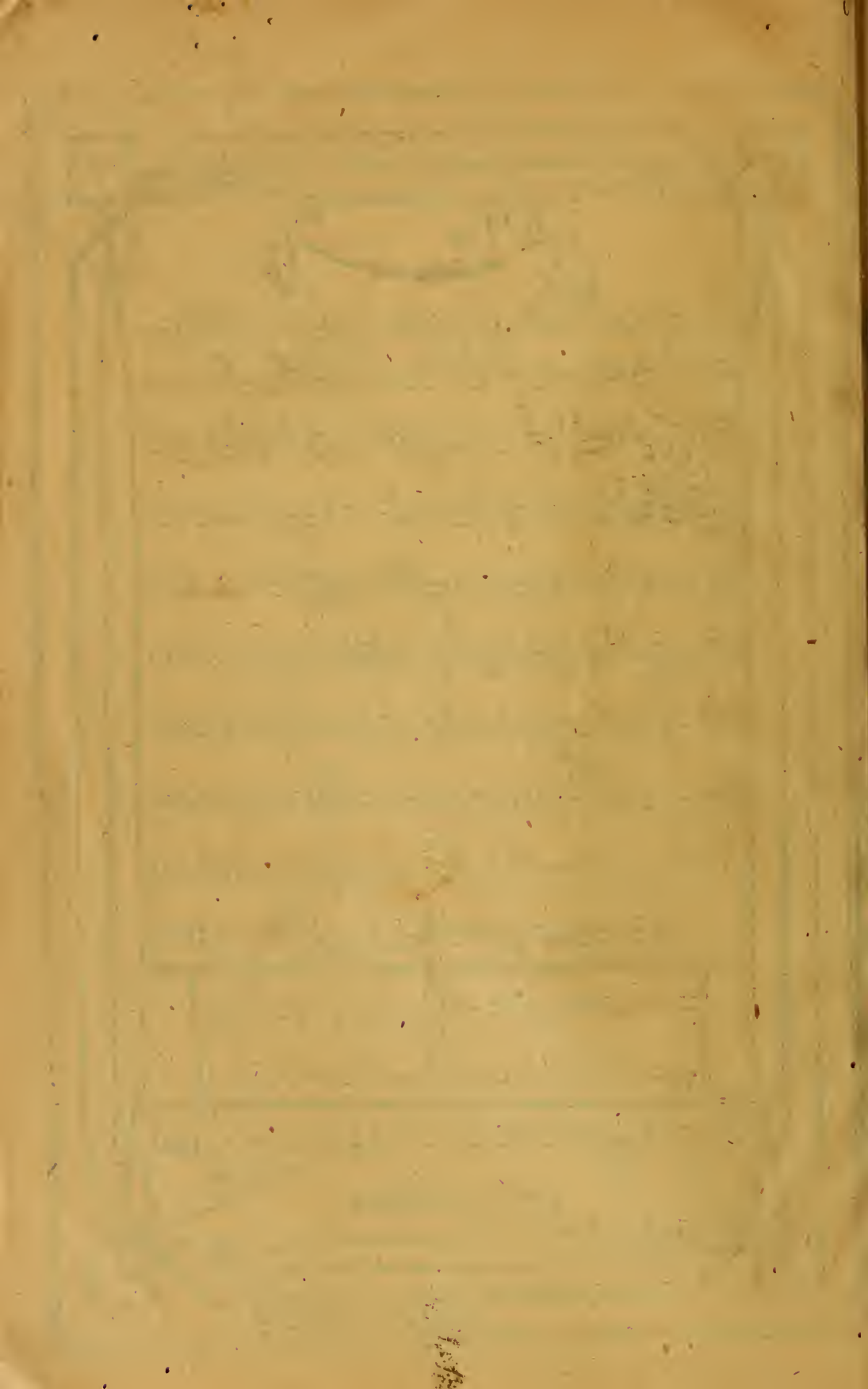
خاتمة الطبع

سرسبزیِ گلستان سخن حمد حدیقہ آرای کن فکان ہی اور شادابی و نضارت بوستان کلام نعت سرورِ انس و
جان ہی مِن بعد گلچینان گلزار سیر کو مژدہ ہو کہ اِن ایام تازگی انجام مین بہارین خمستان سیر و سرمایہ خبرت
سلاطین دوران یہ **صحیفہ انیقہ** موسوم بہ احکم التاریخ المعروف بہ **محبوب السلاطین** بعہد دولت
مہد بادشاہ اسلام اعلیحضرت قدر قدرت خداوند نعمت حضور پر نور رستم دوران **میر محبوب علیخان بہادر**
ادام اللہ دولتہ و سلطنتہ جسکی تاریخ (افسانۂ دلچسپ خسروان زمان) ۱۳۱۱ کی عبارت بالکل صادق آرہی ہے بلکہ
(فسانہ خرد آموز سلاطین زمن) ۱۳۱۱ کہی جائے تو زیبا ہی اور تاریخ اختتام طبع کتاب (گلدستہ لطیف قابل
تاجداران) ۱۳۱۲ کا مضمون خبر دے رہا ہی کہ یہ مجموعہ علم و حکمت و بلاغت ہی نہین بلکہ جامع حالات سلاطین
متقدمین و متاخرین اور شاہانِ گذشتہ و سلاطین موجودہ کا بیش بہا کارنامہ و گنجینہ اقوال و آداب و پند نصائح
کا خزانہ ہی جسکو سخنور بلند خیال سخن آفرینِ با ہنر بہ ور منشی محمد حسین خانصاحب نے زیور تالیف سے آراستہ
اور اخلاقی حالات کا فوٹو کھینچا ہی یا یہ تاریخ سلاطین عمدہ پیرایہ مین بیان فرمایا ہی —

بیتاب کنندۂ دل اہل بصر	بحریست کہ موجِ آن چو زلفِ حوراست
یا سنبلِ تر ز بوستانِ توحید	تر طیب دہِ دماغِ اہل تفرید

قیمت فی جلد ؎ مع محصول